besturdubooks.wordpress.com
تشریحات
سبع معلقات
مولانا عتیق الرحمٰن عتیقؔ
فاضل جامعۃ دار العلوم کراچی
مدرس جامعۃ النور کراچی

تصریحات

مکمل شرح اردو

السبع المعلقات

لغوی، صرفی، نحوی تحقیق اور قرآنی استشہادات کے اضافے کے ساتھ

نام کتاب:.................. تصریحات شرح سبع العلقات

اشاعت اول.................. ۱۴۲۹ھ

اشاعت دوم.................. ۱۴۳۲ھ

ناشر

دار الکتب الدینیة

ملنے کے پتے

براہ راست منگوانے کے لئے:.................................. 0333 3978186

مکتبہ زکریا بالمقابل جامعہ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی 0333 3301640

مکتبہ صدیقیہ، منگورہ سوات.................................. 0334 9332627

مکتبہ دارالایمان ، راولپنڈی.................................. 0321 2032856

مکتبہ مرکز عثمان وعلی بہاولپور.................................. 0321 3574533

ادارۃ المقصود، مرکز الجمیل الاسلامی راولپنڈی

فہرست عنوانات

تقاریظ

فقیہ العصر، محقق وقت، علامہ مولانا مفتی حمید اللہ جانؔ

دامت برکاتہم العالیہ

رئیس قسم التخصص ،صدر مفتی واستاذِ حدیث جامعہ اشرفیہ، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

قدیم عربی فن ادب ایسافن ہے کہ جسکی وجہ سے قرآن وسنت کی گہرائیوں تک پہنچنا اور اُن سے لطف حاصل کرنا آسان ہوجاتا ہے اسکے بغیر قرآن وسنت کے صحیح حقائق تک رسائی مشکل ہے اور قدیم عربی ادب کی کتابوں میں السبع المعلقات ادبیت کے لحاظ سے ایک معیاری کتاب ہے، حضرت فخر المحدثین علامہ محمد یوسف بنوریؒ نے ایک دن درس میں فرمایا کہ میں نے اس کتاب کو پورا یاد کیا ہے۔

مولانا عتیق الرحمٰن صاحب، فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی نے اس کی شرح ''تصریحات'' کے نام سے لکھ کر اس کے سمجھنے کو انتہائی آسان اور عام فہم بنادیا ہے جو قابل تبریک ہے، اللہ رب العزت مولانا موصوف کی خدمت کو قبول فرما کر مزید خدماتِ دینیہ کی توفیق عطاء کرے، آمین ثم آمین

حمید اللہ جانؔ

استاذ الاساتذہ علامہ مفتی سید نجم الحسن امروہوی دامت برکاتہم العالیہ

رئیس وصدر مفتی جامعہ یٰسین القران نارتھ کراچی

ادب عربی پر چھوٹی، بڑی اور چھوٹوں، بڑوں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں اس چمن میں طرح طرح کے پھول لگائے گئے ہیں، ادب سے خُو بُو رکھنے والے حضرات جدید سے جدید اسلوب پر قلم فرسائی کررہے ہیں لیکن اس چمن میں ''السبع المعلقات'' کے پھول کی جو رعنائیاں ہیں وہ کسی طرح کم ہوتی نظر نہیں آتیں اور نہ مابعد کے زمانے میں یہ ممکن لگتا ہے، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہ کتاب ادب کے ان شہ پاروں کا مجموعہ ہے جو بعثت نبوی ﷺ سے بھی قبل عربی ادب کے بام عروج کے زمانے میں کہے گئے ہیں یہ وہ وقت تھا جب عرب کا بچہ بچہ برجستہ اشعار کہنے پر قادر تھا، ذوق زندہ تھے اور ذہن کے جھروکوں میں ہزاروں قصیدے بآسانی سما جاتے تھے، ادب عربی کے اس وقتِ عظمت وسطوت میں حرم مکی کے اندر واقع بیت اللہ شریف کی دیواروں پر عرب کے مایہ ناز شعراء چیدہ چیدہ کلام آویزاں کردیتے تھے ''السبع المعلقات'' ادب عربی کے اسی زمان ومکان کے سات شاہکاروں کا مجموعہ ہے جو ادب کی دنیا میں اب تک زندہ وجاویداں ہیں عرصہ دراز سے جاری ان کی درس وتدریس ان کی عظمتِ رفتہ پر مہر ثبت ہے۔

ان معلقات میں عربی الفاظ کا عظیم ذخیرہ، اچھوتے اسالیب، منفرد طرز بیان اور تشبیہات واستعارات کے وہ حسن امتزاج پائے جاتے ہیں جو آج عربی کے جدید دور میں بھی موضع استدلال اور خطِ استشہاد ہیں، کتاب کی اس قابل ذکر مقبولیت وافادیت میں احقر سمجھتا ہے کہ سب سے زیادہ دخل الفاظ واستعارات کے ان مرقعات کا ہے جو ان صفحات کے آنگن میں جابجا بکھرے نظر آتے ہیں جن کی چاشنی اور جاذبیت گزرتے وقت اور بدلتے زمانے کے باوجود اپنی پوری آب وتاب کیساتھ باقی ہے، پاک وہند میں سبع معلقات چونکہ ابتداء ہی سے داخل نصاب رہی ہے اور دیگر

کتب کی طرح اس فنی وعلمی شاہکار کی مختلف انداز سے خدمت کی گئی ہے لیکن اردوزبان میں اس کتاب پر ایک ایسی جامع شرح کی ضرورت تھی جو اس کے الفاظ ومحاورات کو واضح کرتے ہوئے صرفی پیچیدگیاں اورنحوی تراکیب حل کرے، کتاب کی سمت سے مسلسل هَل مِن مزِید کی صدا آرہی ہے اس وقت سبع معلقات کی جوشرح آپ کے ہاتھوں میں ہے یہ اسی صدا کی بازگشت ہے اور اسی طلب وتقاضے پر لبیک ہے محترم مولانا عتیق الرحمٰن سلمہ، مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے انتہائی عرق ریزی وجانفشانی سے کتاب کی ایسی اردوشرح لکھی ہے جو نہ صرف لغۃً وترکیباً کتاب کوحل کرتی ہے بلکہ موقع بموقع قرآن کریم کی آیات کواستشہاداً پیش کرنا ان کا وہ طرّہ امتیاز ہے جوقاری کے ذہن کے لئے منشط اور ادب عربی وغیرہ علوم آلیہ کے پڑھنے پڑھانے کے اصل مقصد (یعنی قرآن کریم واحادیث نبویہ پر کامل دسترس) کے حصول کے لئے ممدّ ومعاون ہے،

اللہ تعالیٰ مصنِف اور مصنَف دونوں کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت سے نوازے اور اساتذہ وطلباء کو اس کتاب سے کماحقّہ استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے

آمین......!

سید نجم الحسن عفی عنہ

۲ رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ

شیخ الادب، استاذِ حدیث جامعہ فاروقیہ سابقاً
حضرت مولانا ابن الحسن عباسی دامت برکاتہم العالیہ

عربی زبان وادب میں ''سبع معلقات'' کا جو مقام مرتبہ ہے وہ اہل علم پر مخفی نہیں، یہ عربی زبان کے سات شعری شہ پارے ہیں، جن کی حلاوت، سلاست، چاشنی، روانی اور شعری خوبیوں پر اہل زبان کا دورِ جاہلیت میں اجماع ہو چکا تھا، اسی اہمیت وافادیت کے پیش نظر یہ ہر زمانے میں عربی زبان کی اعلی تعلیم میں نصاب ومنہج کا حصہ رہے ہیں ہمارے دینی مدارس کے نصاب میں بھی ''سبعہ معلقات'' داخل ہیں مختلف زبانوں میں ان معلقات کی شروح لکھی جاتی رہی ہیں، لیکن اردو زبان میں اس کی ایسی شرح کی ضرورت تھی جس میں سلیس ترجمہ کے ساتھ ساتھ الفاظ کی لغوی تحقیق، صرفی اشارات وتعلیلات، ضروری نحوی ترکیبیں اور خاص کر قرآنی استشہادات پر کام ہو، مولانا عتیق الرحمن صاحب، فاضل جامعہ دار العلوم کراچی نے ''تصریحات'' کے نام سے اسی ضرورت کو پورا کرتے ہوئے معلقات کی یہ شرح مرتب کی ہے، اس کا پہلا ایڈیشن ختم ہو چکا ہے، اب دوسرا ایڈیشن تیاری کے مرحلے میں ہے مجھے امید ہے اس شرح کو وہ حیثیت حاصل ہوگی جو اس کی ہونی چاہیئے اور علماء وطلبہ میں متداول ہو کر انشاء اللہ شارح کی محنت بار آور رہے گی اللہ تعالی ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور مولانا کو مزید علمی کاموں کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین............!

ابن الحسن عباسی

۲۹ شعبان ۱۴۳۲ھ

استاذ الاساتذہ رئیس قسم التخصص مرکز الجمیل الاسلامی، راولپنڈی

حضرت مولانا مفتی منصور احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ

نحمده ونستعينه ونصلي ونسلم على رسوله الكريم.

زیرِ نظر سطور کو تقریظ تو نہیں کہا جا سکتا کہ تقریظ لکھنا ماہرینِ فن کا کام ہے اور انہی کے ساتھ جچتا بھی ہے، البتہ میں اپنے ان الفاظ کو اظہارِ مسرت کا نام دوں گا اور یہی میری قلبی کیفیت کی درست تعبیر ہے۔

''ادب'' جس زبان کا بھی ہو، انتہائی اہم اور افضل علم ہے اور پھر ادبِ عربی کے تو کیا کہنے کہ عربی تو مسلمانوں کی صرف زبان نہیں بلکہ ان کی عبادت اور معاشرت بھی ہے۔ نماز عربی میں، خطبۂ جمعہ وعیدین عربی میں، تلبیہ عربی میں، تلاوتِ قرآن عربی میں، اذکار تسبیحات درود شریف سب عربی میں، یہ تو سب عبادات ہوئیں۔ معاشرت کو لے لیں تو ملتے وقت ''السلام علیکم'' عربی میں، شکریہ ادا کرنا ہو تو ''جزاك الله'' عربی میں، نکاح وطلاق کے تمام الفاظ اصلاً عربی النسل، یہ تو ہماری بدقسمتی بھی ہے اور مجبوری بھی کہ ایسی اپنائیت والی زبان کو چھوڑ کر ہم زبانِ افرنگ کے پیچھے دوڑ رہے ہیں۔

قصہ مختصر یہ کہ علامہ ابنِ خلدونؒ نے اپنے شہرۂ آفاق مقدمے میں ادبِ عربی پر بحث کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

''ثم انهم إذا اراد واحد هذا الفن قالوا الادب هو حفظ اشعار العرب واخبارها والاخذ من كل علم بطرف''.

آپ دیکھ رہے ہیں کہ اشعارِ عرب کے حفظ وفہم کو کیسے ادبِ عربی کی بنیاد اور اساس قرار دیا

گیا ہے۔ پھر اشعارِ عرب میں ''السبع المعلقات'' کا جو مقام اور مرتبہ ہے، اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ آج صدیاں بیت جانے کے بعد سات عربی قصائد کا یہ مجموعہ اہلِ علم کے ہاں نہ صرف معروف و مقبول ہے، بلکہ اہلِ قلم کا مخدوم بھی ہے۔ مختلف حضرات نے اپنے اپنے طرز پر اس مجموعے کو اپنی تعلیقات و تشریحات سے آراستہ کیا ہے، مقام شکر اور موقع مسرت ہے کہ اب ہمارے محترم دوست جناب حضرت مولانا عتیق الرحمٰن صاحب جو ماشاء اللہ علم و عمل دونوں اعتبار سے ہی ''باادب'' بھی ہیں اور بانصیب بھی، انہوں نے اپنے تدریسی تجربے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بالکل سلیس زبان میں عام فہم انداز سے اس مجموعے کے اشعار کو حل کیا ہے۔ اس شرح میں اشعار کا پسِ منظر بھی ہے اور پیش منظر بھی، واقعات بھی ہیں اور لغات بھی، لغوی و صرفی تحقیق بھی ہے اور دلچسپ مطالب و مفاہیم بھی، اور سب سے بڑھ کر قرآنی استشہادات کا گرانقدر اضافہ بھی ....

میں نے ان صفحات کو جستہ جستہ دیکھا تو مجھے یہ شرح اساتذہ اور طلبہ سب کے لئے انتہائی مفید محسوس ہوئی، یقیناً آپ بھی اس کو ایسا ہی پائیں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بس پڑھتے جائیں اور دعا کرتے جائیں کہ رب تعالیٰ جل شانہ اس کاوش کو قبول فرمائے۔

مؤلف اور ناشر کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے اور مولانا موصوف کو تادمِ آخر خدمتِ دین کے لئے موفق فرمائے۔

آمین ثم آمین۔

محمد منصور احمد

خادم مرکز الجمیل الاسلامی، راولپنڈی

۱۴۳۲/۹/۹ھ

☆☆......☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادب لغت میں

ادب باب ''کرم'' سے بھی آتا ہےاور ''ضرب'' سے بھی، کرم سے اس کا مصدر أدَباً (بفتح الدال) آتا ہے، ادب والا ہونا، اسی سے ادیب ہے۔ جس کی جمع ادباء ہےاور باب ''ضرب'' سے اسکا مصدر أدْباً (بسکون الدال) دعوت کا کھانا تیار کرنے اور دعوت دینے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، اسی سے اسم فاعل ''آدب'' ہے، جس کے بارے میں علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

نحن فی المشتاۃ ندعوا الجفلیٰ

لاتری الآدب فینا ینتقر

ہم موسم سرما میں دعوت کا خاص اہتمام کرتے ہیں، آپ ہم میں سے کھانے کی طرف بلانے والےکو ایسانہیں پائیں گے کہ وہ کسی کو بھگائے یا دعوت کی طرف نہ آنے دے''۔

ادب باب ''افعال'' سے بھی اسی معنی میں بولا جاتا ہے، باب ''تفعیل'' سے علم سکھلانے کے معنی میں مستعمل ہے۔ زجاج کا قول ہے:''وھذا ما ادب اللّٰہ بہ نبیہ'' ای علّم اللّٰہ بہ نبیّہ

باب ''استفعال'' اور باب ''تفعل'' دونوں سے ادب سیکھنے اور ادب والا ہونے کے معنی میں آتا ہے۔

ادب اصطلاح میں

ادب کی اصطلاحی تعریف میں علماء کی مختلف تعبیریں ملتی ہیں:

(۱)- علامہ مرتضیٰ زبیدی نے اپنے شیخ کے حوالہ سے یہ تعریف نقل کی ہے:

الادب ملکۃ تعصم عمّن قامت بہ عمّا یشینہ.

ادب ایک ایسا ملکہ ہے کہ جس کے ساتھ قائم ہوتا ہے، ہر ناشائستہ بات سے اس کو بچاتا ہے۔

(۲)-ابوزید انصاری نے ادب کی تعریف کی ہے:

"کل رياضة محمودة يتخرج بها الانسان فى فضيلة من الفضائل".

ادب ایک ایسی اچھی ریاضت ہے، جس کی وجہ سے انسان بہتر اوصاف سے متصف ہوتا ہے۔

(۳)-بعض لوگوں نے تعریف کی ہے:

هو تعلم رياضة النفس ومحاسن الاخلاق.

ادب ریاضت نفس اور بہتر اخلاق کی تعلیم کا نام ہے"۔

(۴)- حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں اور علامہ ابن خلدون نے اپنی تاریخ کے مقدمہ میں ادب کی تعریف نقل کی ہے:

الادب هو حفظ اشعار العرب واخبارها والاخذ من كل علم بطرف.

ادب عرب کے اشعار، ان کی تاریخ واخبار کے حفظ اور عربی زبان کے دوسرے علوم سے بقدر ضرورت اخذ کا نام ہے۔

(۵)-سید شریف جرجانی نے"تعریفات" میں اور صاحب منجد نے "المنجد" میں علم ادب کی تعریف کی ہے:

هو علم يحترز به من الخلل فى كلام العرب لفظاً وكتابةً.

علم ادب وہ علم ہے جس کے ذریعہ انسان کلام عرب میں لفظی اور تحریری غلطی سے بچ سکے۔

علم ادب کا موضوع

علامہ ابن خلدون نے اپنی تاریخ کے مقدمہ میں علم ادب کے موضوع کے متعلق لکھا ہے:

هذا العلم لاموضوع له ينظر فى اثبات عوارضه اونفيها.

اس علم کا کوئی موضوع نہیں، جس کے عوارض ذاتیہ کے اثبات یا نفی سے بحث کی جائے"۔

یہی قول حاجی خلیفہ کا ہے اور اسی کو شیخ الادب مولانا اعزاز علیؒ نے حق کہا۔

بعض لوگوں نے تکلف کر کے موضوع متعین کیا ہے...... کسی نے کہا اس کا موضوع...... نظم ونثر ہے۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس کا موضوع طبیعت اور فطرت ہے جو خارجی حقائق اور داخلی کیفیات کی ترجمانی کرتی ہے۔ صاحب کشف الظنون نے لکھا:

وقد لایظهر الا بتکلف کما فی بعض الادبیات اذ رُبّما تکون صناعة عبارة عن عدة اوضاع واصطلاحات ...... متعلقة بأمر واحد، بغیر ان یکون هناك اثبات اعراض ذاتیة لموضوع واحد.

اور کبھی فن کا موضوع متعین وواضح نہیں ہوتا، تکلف کر کے متعین کرنا اور بات ہے، جیسے بعض ادبیات کا معاملہ ہے، وجہ اس کی یہ ہوتی ہے کہ بسا اوقات کوئی فن مختلف موضوعات واصطلاحات سے عبارت ہوتا ہے، ان میں سے کسی ایک موضوع کے عوارض ذاتیہ کا اثبات یا اس سے بحث اس فن کا مقصد نہیں ہوتا۔ (کہ اسے اس فن کا موضوع قرار دیا جائے)

علم ادب کی اہمیت

(۱)- ادب چہرۂ اخلاق کے حسن اور انسان کی زبان کی زینت کا نام ہے، کسی زبان کا ادب اس کی ثقافت کا بہترین عکس ہوتا ہے اور ادب ہی ایک ایسا آئینہ ہے جس میں کسی قوم کی ثقافت تہذیب وتمدن............ اسکے اخلاق ماحول کا معیار اور اس کے معاشرہ کی سطح کی بلندی یا پستی دیکھی جا سکتی ہے۔

قدیم ادب عربی سے واقفیت، اس کے ساتھ ذوق اور اس کی تعلیم وتعلم سے ایک مسلمان کا تعلق محض زبان برائے زبان نہیں، بلکہ عربی دین اسلام کی سرکاری زبان ہے اس میں قرآن اتارا گیا، یہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کی زبان ہے، اسی زبان کو "لغة الجنة" کی خلعت سے نوازا گیا۔ اور یہی وہ زبان ہے جسے تمام اسلامی علوم کی 'ام اللغات" ہونے کا شرف حاصل ہے، یہی وجہ ہے کہ صدر اسلام سے لے کر اب تک مذہبی فریضہ سمجھ کر مسلمان عربی زبان کے ادبی سرمایہ کی حفاظت کرتے رہے ہیں۔

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرامؓ سے شعر پوچھتے اور سنتے اور اچھے اشعار پر اپنی پسندیدگی کا اظہار فرماتے۔ کعب بن زہیرؓ کا قصہ مشہور ہے، یہ فتح مکہ سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے

خلاف اشعار کہا کرتا تھا۔ جب مکہ فتح ہوا تو ان کے بھائی بجیر نے ان کو پیغام بھیجا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کے ایسے شعراء کو قتل کرنے کا حکم ہے۔ الّا یہ کہ کوئی تائب ہو کر مسلمان ہونے کا اعلان کر دے، کعب بن زہیرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لایا اور پھر جب آپ کی مدح میں وہ لافانی قصیدہ کہا۔ جس کی بازگشت سے آج تک ادب عربی کی فضا گونجتی ہے، جس کا مطلع ہے:

بانت سعاد فقلبی الیوم مبتول

متیم اثرھا، لم یفد مکبول

''سعاد جدا ہوئی، سو میرا دل آج غمگین، پژمردہ اور ایسے قید و گھٹن میں ہے جس کا کوئی مداوا نہیں''۔

تو آپ نے بطور انعام اپنی چادر انہیں مرحمت فرمائی۔

حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں، میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں سو سے زائد بار بیٹھا ہوں، آپ کے صحابہ مسجد میں اشعار پڑھتے اور زمانۂ جاہلیت کے واقعات بیان کرتے، آپ انہیں سن کر بسا اوقات تبسم فرماتے۔

(۲)۔شرید بن سوید ثقفیؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے امیہ بن ابی الصلت کے اشعار سنانے کی فرمائش کی، میں نے سنانے شروع کئے اور آپ ''مزید''، ''مزید'' فرماتے رہے، حتی کہ میں نے اس کے سو شعر سنا ڈالے۔

حضرت عکرمہؓ فرماتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شعر پڑھا کرتے تھے، فرمایا: جب گھر میں داخل ہوتے تو کبھی یہ شعر پڑھتے:

ویأتیك بالاخبار من لم تزوّدِ

اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ادب عربی اور اس کے اشعار کا بڑا لطیف ذوق رکھتے تھے، شاعروں کو بلا بلا کر ان سے اشعار سنتے اور فرماتے:

کان الشعر علم قوم لم یکن لھم علم اصح منه

''اشعار کسی بھی قوم کا بہترین علمی سرمایہ ہوتے ہیں''۔

بلکہ اشعار کے ساتھ ان کے ذوق کا یہ عالم تھا کہ بسا اوقات بات بات پر شعر سناتے۔

(۳)-ایک مرتبہ برسر منبر سورۂ نحل کی آیت ﴿او یاخذهم علی تخوّف﴾ میں لفظ "تخوف" کے بارے میں لوگوں سے پوچھا کہ اس لفظ کے معنی کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ لوگ خاموش رہے، اتنے میں قبیلہ ہذیل کا ایک شیخ اٹھا اور کہا کہ امیر المؤمنین! یہ ہماری لغت ہے ہمارے ہاں "تخوف" "تنقص" کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا، استشہاد میں کوئی شعر پیش کر سکتے ہو، تو اس نے ابوکبیر ھذلی کا یہ شعر پڑھ کر سنایا:

تخوّف الرّحل منها تامکا قرداً

کما تخوّف عود النبعة السفن

شعر میں 'تخوف" تنقص کے معنی میں مستعمل ہے، حضرت عمرؓ نے اس موقع پر فرمایا:

علیکم بدیوا نکم لاتضلوا، قالو! وما دیواننا؟ قال شعر الجاهلیة فان فیه تفسیر کتابکم ومعانی کلامکم.

اپنے دیوان یعنی اشعار جاہلیت سے تعلق قائم رکھو، تو تم گمراہ نہیں ہوگے اس لئے کہ اس میں تمہاری کتاب کی تفسیر اور تمہارے کلام کے معنی ملتے ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ کی بھی اشعار جاہلیت سے غیر معمولی مناسبت تھی، مطالعہ کرتے کرتے جب تھک جاتے تو اشعار کا دیوان اٹھا لیتے اور فرماتے:

اذا اعیاکم تفسیر آیة من کتاب الله عزوجل فاطلبُوه فی الشعر فانه دیوان العرب.

"جب قرآن کریم کی کسی آیت کی تفسیر میں تمہیں اشکال پیش آئے تو اس کا معنی شعر میں تلاش کرو۔ کیونکہ وہ عرب کا دیوان اور معیار ہے"۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اشعار کا اس قدر ذوق تھا کہ لبید کے ایک ہزار اشعار ان کو حفظ تھے اور یہ تعداد دیگر شعراء کے کلام کی بہ نسبت کم تھی۔

اور فرمایا کرتی تھیں:

روّوا اولادکم الشعر تعذب السنتهم

''اپنے بچوں کو اشعار سکھلاؤ، تا کہ ان کا کلام شیریں ہو''۔

(۴)-حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو عربی ادب کے اس قدیم سرمایہ کے ساتھ اس قدر دلچسپی تھی کہ اس کے لئے مستقل لوگ مقرر کئے تھے اور ایک خاص وقت نکالا تھا جس میں وہ ان اشعار اور ایام عرب کی تاریخ و واقعات سناتے۔

ایک بار زیاد نے اپنا بیٹا ان کے پاس بھیجا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے امتحان لیا، وہ تمام فنون میں بڑا ماہر نکلا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے اشعار سنانے کی فرمائش کی، کہنے لگا۔ والد نے مجھے اشعار کی تعلیم نہیں دی، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد کو لکھ کر بھیجا۔

مامنعك ان تروية الشعر؟ فوالله ان كان العاق ليرويه فيبر وان كان البخيل ليرويه فيسخو، وان كان الجبان ليرويه فيقاتل.

''تم نے انہیں شعر کیوں نہیں پڑھائے، بخدا! شعر کی وجہ سے تو سرکش نیک، بخیل سخی اور بزدل شجاع بن جاتا ہے''۔

زبان عربی کی وسعت

عربی کا دامن ادائیگی مطلب کے لئے اپنے اندر جس قدر وسعت رکھتا ہے، اس کی مثال کسی اور زبان میں ملنا نہ صرف مشکل ہے، بلکہ تقریباً ناممکن، ایک ایک چیز کے کئی کئی نام، پھر ان کے استعمال کے مواقع بھی جدا جدا، یہ صرف زبان عربی ہی کا اعجاز ہے۔ مثلاً ''پینے'' ہی کو لیجئے ایک بڑے انسان کے لئے شَرِبَ استعمال ہوتا ہے۔ لیکن چھوٹے بچے کے لئے شرب الطفل کہنے کی بجائے رضع الطفل کہا جائے گا۔ اور اگر جانور نے پیا تو درندے کے لئے وَلَغَ السبعُ استعمال ہوگا۔ جب کہ اونٹ کے لئے جَرَعَ البَعِيرُ کہا جائے گا اور گائے وغیرہ کے لئے كَرَعَ البَقَرُ کہیں گے۔ لیکن اگر کسی پرندے کے پینے کو بتلاتا ہے تو پیچھے گزرے کسی لفظ کو استعمال کرنا مناسب نہیں، بلکہ اس کے لئے عَبَّ کا لفظ استعمال ہوگا۔ عَبَّ الطائر ایک پرندے نے پیا۔

الفاظ میں اتنی وسعت کسی اور زبان میں مشکل ہی ملے گی۔ اسی طرح کی چند مثالیں اور ذکر کرنا شاید فائدے سے خالی نہ ہو، جس سے نہ صرف زبان عربی کی ایک حسین جھلک دیکھنے میں مدد ملے گی، بلکہ آگے کتاب کے سمجھنے میں بھی مددگار ثابت ہوگی۔

علامہ ثعالبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب فقہ اللغۃ وسر العربیۃ میں لکھتے ہیں:

درخت اور پودوں کے بارے میں:

قَصَب: ہر وہ پودا جس کا تنا انگلی کے برابر موٹا ہو۔

عَضاۃ: ہر وہ درخت جس کے کانٹے ہوں۔

سَرْح: ہر وہ درخت جس کے کانٹے نہ ہوں۔

عَقار: وہ جڑی بوٹیاں جو وادیوں میں اُگیں۔

أحْرار بُقول: ہر ایسی سبزی کا پودا جسے بغیر پکائے بھی کھایا جا سکے۔

عَذی: ہر وہ پودا یا درخت جو صرف بارش سے سیراب ہو۔

علاقوں اور مقامات کے بارے میں:

عَرصَۃ: زمین کا وہ ٹکڑا جہاں کوئی عمارت نہ ہو۔

حَصن: ہر ایسی قلعہ نما جگہ جس کے اندر داخل ہونا دشوار ہو۔

جُحر: ہر وہ کھوہ یا غار جو انسانی عمل کے بغیر بنی ہو۔

اَخشَب: بڑا پہاڑ۔

وَادی: پہاڑوں اور ٹیلوں کے درمیان سیلابی گزرگاہ۔

مَوطن: ہر وہ جگہ جہاں انسان اپنی کسی ضرورت کے تحت قیام کرے۔

چیزوں کے ابتداء کے بارے میں:

الصُّبح: ابتداءِ دن۔

الغَسَق: ابتداءِ رات۔

وَسْمِی: ابتدائی بارش۔

البَارِض: ابتدائی پودا، کونپل۔

الطَّلِیعَۃ: پہلا پہلا بچہ۔

العِلقَۃ: بچے کو پہل پہل پہنایا جانے والا لباس۔

فَرَط: پہلے پہلے آنے والا، کما فی الحدیث ، انا فَرَطکم علی الحوض۔

راستوں کے بارے میں:

الصِرَاط والمِرْصَاد: واضح راستہ۔

المَحَجَّۃ: راستے کا درمیان۔

اللاحِب: پگڈنڈی۔

المَنْہَج: کشادہ راستہ۔

الشَارِع: بڑا راستہ۔

النَقْب والشَعْب: پہاڑوں کے درمیان راستہ۔

الخَلّ: ریت پر راستہ۔

المَخْرَف: جنگلوں میں گھنے درختوں کے درمیان راستہ۔

ریتلی زمین کے بارے میں:

عَقَنْقَل: ایسی زمین جہاں کثرت سے ریت ہو۔

کَثِیب: جہاں "عَقَنْقَل" کے مقابلے میں کچھ کم ریت ہو۔

عَوْکَل: "کثیب" کے مقابلے میں کچھ کم ریت ہو۔

سِقْط: "عوکل" سے کم ریت ہو۔

عَدَاب: "سِقط" سے بھی کم ہو۔

لَبَب: "عداب" سے بھی کم ہو۔

کچھ ذکر کتاب کا..........

علامہ محمد حنیف گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں! زمانہ جاہلیت کی مختصری مدت میں جو شاعری روایت کی گئی ہے وہ اتنی زیادہ ہے کہ اس کو یکجا کرنا مشکل ہے حالانکہ اس کا بڑا حصہ راویانِ شعر کے فاتحانہ معرکوں میں مرجانے کی وجہ سے تلف ہوگیا ہے، لیکن اس بہت سے حصہ کی نسبت بھی جاہلیت کی طرف غیر صحیح اور اس کی روایت مشکوک ہے، کیونکہ شاعری کی تدوین دوسری صدی ہجری سے قبل تک نہیں ہوئی تھی، اتنے طویل زمانے تک شاعری کا زبانی منتقل ہوتے رہنا اس امر کے امکانات رکھتا ہے کہ اس میں تبدیلیاں، اضافے اور مصنوعی اشعار، جگہ پا چکے ہیں؛ لیکن وہ انچاس قصیدے جو ابو زید قرشی نے ''جمہرۃ الاشعار العرب'' میں جمع کئے ہیں، قدیم شاعری کی سب سے صحیح روایت اور جاہلی شعراء کی طرف منسوب کرنے کی سچی مثال پیش کرسکتے ہیں ان میں بھی سب سے زیادہ مستند اور بلحاظ حفاظت وعنایت سب سے زیادہ معتمد سبع معلقات ہیں یعنی سات آویزاں قصائد ظفر المحصلین ص ۲۴۱

زمانۂ جاہلیت میں لکھے جانے والے یہ سات قصائد، عالم عرب میں اب بھی اپنی ایک منفرد حیثیت رکھتے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ ان میں استعمال ہونے والے الفاظ لغتِ عربی کی ایک مستند دلیل ہیں۔ بلکہ ان کا طرزِ اسلوب تشبیہات، استعارات اور کنایات بھی دورِ حاضر تک کی عربی کا مأخذ ومنبع ہیں۔ عربی کی کوئی کتاب ہو......لغات کی امہات الکتب سے لیکر تمام مستند عربی تفاسیر تک، معنی، مفہوم، ترکیب کے استشہاد میں السبع المعلقات کے اشعار کو بے دھڑک ذکر کیا جاتا ہے مثلاً......کلام عرب میں یہ دستور ہے کہ کبھی کبھی مخاطبِ واحد کو تثنیہ کے صیغہ سے خطاب کرکے ذکر کیا کرتے ہیں جیسے امرؤالقیس کے پہلے شعر قِفَا نَبْكِ مِنْ ذِكْرىٰ حبيبٍ ومَنْزِلِ بِسِقْطِ اللّوى بينَ الدَّخول فَحومَلِ میں قِفَا کا لفظ مخاطب واحد کے لئے ہے جس کا الفِ تثنیہ تکرارِ لفظی پر

دلالت کررہا ہے یعنی اصل عبارت یوں تھی قِفْ ،قِفْ ! نَبْكِ مِنْ ذِكْرىٰ حَبِيْبٍ وَمَنْزِلٍ بِسِقْطِ اللِّوىٰ بَيْنَ الدَّخول فَحومَلِ قرآن پاک میں سورۃ قٓ کی آیت أَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ میں أَلْقِيَا صیغہ تثنیہ سے داروغہ جہنم ''مالک'' کو خطاب کیا گیا ہے جو واحد ہے لیکن تعبیر صیغہ تثنیہ سے کی گئی ہے علامہ عبدالرحمن اندلسی اپنی مشہور تفسیر جامع لاحکام القرآن المعروف بتفسیر قرطبی میں اس اشکال کا جواب دیتے ہوئے امرؤالقیس ہی کے پہلے شعر کو بطور دلیل ذکر کرتے ہیں، اسی طرح لفظ داب میں منقول عرفی کو ثابت کرتے ہوئے کہ اس کا اصل معنی ''کسی کام کو لگا تار کئے جانا'' تھا بعد میں منقول ہو کر مطلقاً ''عادت'' اور'' حالت '' کے لئے استعمال ہونے لگا جیسے امرؤالقیس کے شعر كدأبِكَ من أمِّ الحُوَيرِثِ قبلها وجارتها أم الرَّبابِ بِمَأسَلِ میں عادت اور حالت کے معنی میں استعمال ہوا ہے؛ علامہ محمد بن جریر الطبری نے اپنی مایہ ناز تفسیر جامع البیان فی التفسیر القرآن المعروف بتفسیرِ طبری کے ص ۲۳۷ ج ۵ میں سورۃ حٰمٓ تنزیل آیت نمبر ۳۱ ﴿مِثْلَ دَأْبِ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے داب کے معنی میں منقول عرفی ثابت کرنے کے لئے امرؤالقیس کے اسی شعر کو استدلال میں پیش کیا ہے......اور اسی طرح کلام عرب میں سَرِيّ جدول یعنی نالے کو کہتے ہیں، سورۃ مریم آیت نمبر ۲۴ فَنَادَاهَا مِن تَحتِهَا أَلَّا تَحزَنِي قَد جَعَلَ رَبُّكِ تَحتَكِ سَرِيًّا کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ جاراللہ محمود بن عمر الزمخشری نے اپنی تفسیر الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل وعيون الاقاويل فى وجوه التاويل ،المعروف بتفسیر کشاف ج ۳ ص ۱۲ میں اور علامہ شہاب الدین محمود ابن عبداللہ نے مشہورِ زمانہ تفسیر روح المعانى فى تفسير القران العظيم والسبع المثانى المعروف بتفسیرِ روح المعانی ج ۸ ص ۴۰۱ پر اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے ''سَرِيّ'' کا یہی معنی ذکر کیا اور استدلال میں لبید ابن ربیعۃ العامری کا شعر فتوسَّطا عُرضَ السَّرِيِّ وَصدَّعَا مَسجُورَةً مُتَجاوراً قُلَّامُها؛ پیش کیا ......اس طرح کی ایک نہیں دو نہیں بیسیوں مثالیں موجود ہیں جن میں آیات کا استشہاد السبع المعلقات کے اشعار سے دیا گیا ہے، جو ان اشعار پر علماءِ سلف کے اعتماد کی واضح دلیل ہے۔ بعض نے اس کتاب کا نام ''السبع المذهبات'' لکھا ہے۔ یعنی سات سونے کے پانی سے لکھے جانے والے قصائد۔

وجہ تسمیہ!

قصائد کے اس مجموعے کو "السبع المعلقات" کیوں کہتے ہیں، اس کی کئی وجوہات بیان کی گئی ہیں۔
مثلاً ایک یہ کہ عرب کے دور دراز علاقوں سے شعراء اپنا کلام قریش کے سامنے پیش کرتے، اگر قریش اسے پاس کر دیتے تو یہ عمدہ کلام کہلاتا۔ بصورتِ دیگر اہل عرب کے ہاں اس کی کوئی اہمیت نہ ہوتی۔ بعض اوقات کلام اتنا بہتر اور عمدہ ہوتا کہ قریش نہ صرف اسے پاس کرتے بلکہ سونے کے پانی سے لکھ کر کعبۃ اللہ کی دیواروں پر لٹکا دیتے۔ اسی وجہ سے انہیں معلقات کہا گیا۔ جب کہ یہ شرف و مرتبہ صرف سات ہی قصائد کو حاصل ہوسکا، اس وجہ سے سبع کہا گیا۔ بعض نے کہا ان سات قصائد کا یہ حق ہے کہ انہیں یاد کر کے دلوں میں ہمیشہ آویزاں (مستحضر) رکھا جائے، لہٰذا معلقات کہلائے۔

جب کہ بعض کے نزدیک ان قصائد کے الفاظ یکتا موتی ہیں، اور یہ قصائد ان موتیوں سے پروئے ہوئے قیمتی ہار۔ لہٰذا یہ اس قابل ہوئے کہ گلے میں لٹکا دیئے جائیں۔ ان قصائد کی تعداد میں اختلاف نقل کیا گیا ہے۔ سات تو یہی متعین ہیں۔ البتہ تین اور بھی ذکر کئے گئے (معلقہ نابغہ الذبیانی، معلقہ الاعشیٰ، معلقہ عبید الابرص) اس طرح ان کی تعداد دس تک پہنچتی ہے۔

☆☆......☆☆

سخنہائے گفتنی

الحمدللّٰہ رب العالمین. والصلوۃ والسلام علی رسولہٖ الکریم محمد وآلہٖ

وصحبہٖ اجمعین. اما بعد!

چند سال پہلے جب "السبع المعلقات" مجھے پڑھانے کے لئے ملی، تو اس کی ایسی کوئی شرح یا معاون کتاب دستیاب نہ ہوسکی، جس میں ہر ہر لفظ کی صَرفی، نحوی اور لغوی تحقیق ہو۔ اور مطالب ومفاہم کو عام فہم زبان میں سمجھایا بھی گیا ہو۔ چند عربی حواشی اور اردو کا صرف ترجمہ مل سکا۔ جس کی اردو میں اکثر پرانا رنگ غالب تھا۔ جب کہ عربی حواشی میں طباعت وترتیب ایسی ناقص کہ استفادہ کرنا انتہائی مشکل، یہ بات جہاں باعثِ افسوس تھی وہاں قابل حیرت واستعجاب بھی کہ اس مایہ ناز ادبی کتاب کے ساتھ یہ سلوک کیوں روا رکھا گیا۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے خود ہی کتب لغات کی طرف مراجعت کی ٹھانی اور ہر ہر لفظ کی لغوی صَرفی تحقیق کرتے ہوئے اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا کہ اس کتاب کو پڑھنے کا اصل مقصد ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے لہٰذا مختصراً نحوی وترکیبی ضوابط کے ساتھ ساتھ محنتِ شاقہ کرتے ہوئے قرآنی استشہادات تلاش کر کر کے املاء کراتا رہا......! ہونہار طلباء نے میری اس محنت کی قدر کی اور تقریر کو ضبط کرنا شروع کردیا۔ وقتاً فوقتاً میں بھی اس رجسٹر پر نظرِ ثانی کیا کرتا، تاکہ اگلے سال اسی سے استفادہ کیا جاسکے۔ اور دوبارہ یہ محنت نہ کرنی پڑے۔ خدا خدا کرکے یہ رجسٹر تیار ہوا تو طلباء نے اس کی فوٹو کاپیاں کروا کر آپس میں تقسیم کرلیں۔ وہی رجسٹر اب کتابی شکل میں آپ کے ہاتھوں میں ہے فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَهُوَ رَبِّي لَا شَرِيْكَ لَهُ فِي الْمُلْكِ......

تشکر وامتنان کا سب سے مقدم اور سب میں فائق حق اگر کسی کو پہنچتا ہے تو وہ صرف اور صرف ایک منعم حقیقی اور رب کائنات ہی کو پہنچتا ہے کہ اس کی عنایات وتوفیقات کے بدوں سارے نقوش اور مقاصد بے رنگ اور ناتمام ہیں، مجھے اعتراف ہے کہ اس خدمت کی انجام دہی میں اخلاص کا کچھ بھی حق ادا نہیں ہوسکا ہے البتہ اس عمل کی حقیقت چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو صورت تو یقیناً (الحمدللہ) حسنہ کی ہے، لہٰذا مبدل سیئة بالحسنة ذات سے یہی امید وطلب ہے کہ وہ صورتِ حسنہ کو عین حسنہ سے مبدل فرمادے اور اسے شرفِ قبولیت سے

سرفراز فرمائے رَبِّ اَوْزِعْنِی اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِی اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحاً تَرْضَاهُ وَاَصْلِحْ لِی فِی ذُرِّیَّتِی ،اِنِّی تُبْتُ اِلَیْکَ وَاِنِّی مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۔

بعد ازاں مجھے حق شناس وقدر دان ہونا چاہیے اپنے ضعیف والدین اور ماموں جناب قاری اللہ نواز صاحب کا کہ جن کی مقبول دعاؤں اور بار بار تواصی بالحق والاخلاص کی بدولت یہ خدمت انجام پذیر ہوئی ،اللہ تعالیٰ دائماً ابداً خوش وخرم رکھے میرے معزز استاذِ محترم حضرت مولانا نور محمد صاحب جو کہ میرے مخلص دوست اور برادرِ باصفا بھی ہیں، نہ صرف اپنا قیمتی وقت نکال کر مسودے کا بغور جائزہ لیتے رہے بلکہ وقتاً فوقتاً اپنی عمدہ اور قیمتی آراء سے بھی نوازتے رہے ۔

میرا دل دعا گو اور زبان زمزمہ سنج ہے مولانا افتخار احمد خٹک (امام مسجد دیوان خاص، لاہور) جناب قاری عبدالسلام صاحب کے لئے جن کی مختلف النوع ہمدردیاں مجھے اس مبارک کام میں میسر وفراہم رہیں ۔اللہ تعالیٰ آداب وشاداب رکھے جناب مولانا محمد رمضان صاحب ،مولانا سمیع اللہ صاحب مولانا قاری ضیاء اللہ صاحب ،ابوحذیفہ جناب عبدالرحمٰن صاحب ،جناب بھائی حبیب الرحمٰن صاحب جناب بھائی سلمان صاحب کو جو شروع تا آخر خبر گیری فرماتے رہے اور میں دل کی گہرائیوں سے دعا گو ہوں مولوی محمد یحییٰ سلمہٗ کے لئے جو تبییض، تصحیح اور ترتیب جیسے مشکل مراحل میں بھر پور ساتھ دیتے رہے۔

یا اللہ اس کارِ خیر کے نیک ثمرات سے مجھے دارین میں متمتع فرما اور اس کی برکت سے مجھے میرے والدین، اساتذہ اور جملہ خیر اندیشوں کو دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرما......!

صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی وَسَلَّمَ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

خاکسار

عتیق الرحمٰن

مدرس جامعۃ النور، کراچی

۲۶/۸/۱۴۳۲ھ۔

امرؤالقیس

نام ونسب:

اِمْرَؤُ القَيْس بن حُجر بن حَارث بن عَمرو بن حَجر بن عَمرو بن مُعَاوية ، کنیت ابو وهب تھی، امرؤالقیس کو لقباً المَلِكُ الضِلِّيل بروزن 'قِندِيل" (بے خیر سردار) اور ذو القُروح (زخمی) بھی کہا گیا ہے۔

شعراء کی نظر میں مقام ومرتبہ:

کسی نے فرزدق سے "اشعر الناس" کے بارے میں سوال کیا......؟ تو فرزدق نے جواب دیا ''ذوالقروح'' یعنی امرؤالقیس مشہور شاعر لبید بن ربیعہ سے یہی سوال کیا گیا......؟ جواب میں اس نے کہا "الملك الضليل" یعنی امرؤالقیس سوال کیا گیا کہ اس کے بعد......کہا "الشاب القتيل "یعنی طرفہ بن عبد، پوچھا گیا کہ اس کے بعد......کہا کہ "ابو عقيل "یعنی خود لبید بن ربیعۃ العامری، نہج البلاغۃ میں حضرت علیؓ کا قول نقل کیا گیا ہے جس میں آپ نے امرؤالقیس کو تمام شعراء پر ترجیح دی ہے، امام سیوطیؒ ابن عساکرؒ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک قوم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور سوال کیا کہ "اشعر الناس" کون ہے......؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حسانؓ سے پوچھو، وہ لوگ حسانؓ کے پاس آئے اور سوال کیا ......؟ انہوں نے جواب دیا ''امرؤالقیس''

امرؤالقیس اشعر الناس کیوں ہے......؟ کیونکہ اسکی شاعری میں الفاظ کی شوکت، مشکل الفاظ کی کثرت، شعروں کی عمدہ بندش اور حسن تشبیہ پائی جاتی ہے، اس نے جو استعارے اور کنائے اختیار کئے ہیں وہ اس سے پہلے کسی شاعر نے اختیار نہیں کئے بعد میں آنے والوں نے اس کی اتباع کی ہے، مسلسل سفروں، خطرات کے مقابلوں، مختلف معاشروں میں اختلاط نے اس کے دماغ کو کھول کر تیز کر دیا تھا چنانچہ وہ نئے نئے معانی و مضامین پیدا کرتا، انوکھے اور جدید اسالیب اختیار کرتا، اس نے محبوب کے کھنڈروں پر کھڑے ہونے اور رونے کی رسم ایجاد کی، عورتوں کو ہرنیوں اور نیل گائیوں سے تشبیہ دی اور گھوڑوں کو تیز رفتاری میں قَيْدُ الْاَوَابِد کہا

(اَوَابِد مفردہٗ اٰبِدۃ وحشی جانور، قَید، بیڑی) یعنی گھوڑا اپنی تیز رفتاری کی وجہ سے وحشی جانوروں کا شکار کرنے میں گویا بیڑی کی حیثیت رکھتا ہے، امرؤالقیس کی شاعری میں شاہی شوکت وسطوت، فقیرانہ تواضع ومسکنت، قلندرانہ مستی، بپھرے شیر کی حمیت، آوارگی کی بے حیائی وذلت اور زخم خوردہ کے نالے وشکوے، سب ہی یک جا ملیں گے ، امرؤالقیس کے متعلق تمام راویوں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ وہ تمام جاہلی دور کے شاعروں کا امام وقائد تھا۔

ایک دلچسپ واقعہ......

امرؤالقیس کے بارے میں ایک دلچسپ واقعہ بیان کیا گیا ہے! اس نے کہہ رکھا تھا کہ اس وقت تک وہ کسی عورت سے شادی نہیں کرے گا جب تک وہ عورت اس سوال کا جواب نہ دے دے کہ ''آٹھ، چار، اور دو'' کیا ہے......؟ جب بھی کسی عورت سے سوال کیا جاتا وہ جواب میں کہتی چودہ؛ آخر ایک لڑکی نے اس عقدہ کو حل کیا کہ آٹھ سے مراد کتیا کے تھن ہیں، چار سے اونٹنی کے اور دو سے عورت کے جبکہ لڑکی بھی اس شرط پر شادی کے لئے راضی ہوئی کہ میرے بھی تین سوالات کا جواب پہلی رات سے پہلے پہلے دینا ہوگا۔

بہر حال شادی کی تیاریاں شروع ہوئیں، امرؤالقیس نے ایک غلام کو تحائف دے کر بھیجا، غلام نے جاکر اس لڑکی سے اسکے والد، بھائی اور والدہ کے بارے میں پوچھا تو لڑکی نے کہا والد، قریب کو بعید اور بعید کو قریب کرنے گئے ہیں، جب کہ بھائی سورج چرانے گیا ہے اور والدہ ایک کو دو کرنے گئی ہیں، غلام کچھ نہ سمجھ سکا ،لڑکی نے کہا! امرؤالقیس سے ان جوابات کا مطلب سمجھ کر آؤ، غلام واپس آیا اور تمام ماجرا ذکر کیا؟ امرؤالقیس نے کہا کہ دراصل والد دو قبیلوں کے درمیان صلح کرانے گئے ہیں، جب کہ بھائی اپنے کسی اہم کام کے لئے نکلے ہوئے ہیں اور والدہ دردِ زہ میں مبتلا کسی عورت کی معاونت کے لئے گئی ہیں، اور اس طرح اس لڑکی کی شرط بھی پوری ہوگئی۔

وفات: امرؤالقیس کی وفات ۸۰ قبل الھجرۃ ۵۶۵ء میں ہوئی، ابن الکلبی کہتے ہیں موت کی مدہوشی کے وقت اس کی زبان پر یہ کلمات رواں تھے......!

رُبَّ خُطبَةٍ مُستَحضَرَةٍ وَقَصِيدَةٍ مُحَبَّرَةٍ وَطَعنَةٍ مُسحَنفِرَةٍ وَ جَفنَةٍ مُثعَنجِرَةٍ تَبقَى غَداً بِأَنقِرَةٍ

کتنے ہی فصیح و بلیغ خطبے، عمدہ و مزین قصیدے، نیزوں کے تیز طعنے اور لبریز پیالے، کل انقرۃ میں رہ جائیں گے۔

معلقہ اولیٰ کا تعارف

قدیم ادب عربی کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ عرب صحرا نشین تھے اور ان کے بعض قبائل کی پوری عمر صحرا نوردی کرتے گزر جاتی، ان کا خانہ موسم کے دوش پر ہوتا اور موسم ہی ان کا پڑاؤ اٹھاتا اور ڈالتا، ادھر سے جوں ہی موسم نے پلٹ کھایا، ادھر سے وہ پڑاؤ اٹھائے، رختِ سفر باندھتے، کہیں اور بسنے کے لئے پابہ رکاب ہوتے، عرب کے ریگستانوں میں پانی کی قلت تھی، جہاں کہیں پانی کا چشمہ نظر آیا، موسم کے مطابق وہیں ٹھکانہ بنالیا، دوسرے قبائل بھی آجاتے اور اس طرح وہاں مختلف عرب قبائل کی ایک بستی آباد ہو جاتی، ساتھ رہتے ہوئے محبت کی داستانیں بھی جنم لیتیں، لیکن جوں ہی موسم پھر بدلتا، خیمے اکھاڑتے، سامانِ سفر کاندھے پر رکھ کر کہیں اور کا رخ کرتے اور یہیں سے وصل و ہجر کا روایتی ذکر چھڑ جاتا، مدتیں گزرتیں، اگر کبھی اتفاق سے عرب شاعر کا صحرا نوردی کرتے ہوئے دوبارہ وہاں سے گزر ہوتا، جہاں سے محبت کی یادیں وابستہ ہوتیں تو بوسیدہ کھنڈرات، اکھڑے ہوئے خیموں کے نشانات اور عہد رفتہ کے آثارِ پارینہ عربی شاعر کو بیتے ایام کی طرف لے جاتے پھر...... عشق و محبت کی یادیں عنوان ہوتیں، اور عرب کے فطری شاعر کی فصیح زبان ہوتی، جذبات کے اس طلاطم میں فی البدیہہ شعر پر شعر بہتے ہی چلے جاتے، یہی وہ پس منظر ہے جس کے تحت امرؤالقیس (اور تقریبا تمام جاہلی شعراء نے) اپنے ابتدائی اشعار کہے ہیں؛

اس معلقے میں امرؤالقیس نے پرانی یادوں کو تازہ کرتے ہوئے محبوبہ عنیزہ کے ساتھ گزرے لمحات کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے، اس کے حسن کو بیان کرتے ہوئے، اپنے اوصاف بیان کئے جس میں اپنے آپ کو ایک بارکش اور سخت جان انسان ثابت کیا؛ پیہم سفروں اور گھوڑے کی سواری کرتے رہنے کی وجہ سے اس نے رات اور گھوڑے کا وصف نہایت خوش اسلوبی سے بیان کیا ہے، آپ کو اس کی شاعری میں جاہلی دور کی پوری زندگی اور اس دور کے لوگوں کے اخلاق و عادات کی ایک زندہ تصویر نظر آئے گی، سب سے آخر میں بارش اور کڑکتی بجلیوں کا ذکر خوبصورت انداز میں کیا ہے۔

۱ قِفَانَبْكِ مِنْ ذِكْرٰی حَبِيْبٍ وَمَنْزِلٖ　　　بِسِقْطِ اللِّوٰی بَيْنَ الدَّخُوْلِ فَحَوْمَلٖ

(اے دونوں دوستو!) ذرا ٹھہرو تا کہ ہم محبوبہ اور (اس کے اس) گھر کی یاد کر کے رولیں جو ریت کے ٹیلہ کے آخر پر مقاماتِ دخول اور حومل کے درمیان ہے۔

قفا: وَقَفَ يَقِفُ (ض) سے فعل امر کا تثنیہ ہے، ٹھہرنا، افعال و تفعیل سے کھڑا کرنا، جب کہ مفاعله سے ایک دوسرے کے مقابل کھڑا ہونا ﴿ وَقِفُوهُم إِنَّهُم مَسئُولُونَ: الصافات ٢٤ ﴾

قفا کے الف میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک صیغہ واحد کا ہے لیکن الف تکرار لفظی پر دال ہے، اصل میں تھاقف، قف اور یہ طریقہ عرب میں رائج ہے جیسے قران پاک میں "رب ارجعون" اصل میں تھا، ارجعنی، ارجعنی ارجعنی پھر ارجعون میں واؤ اس تکرار کی علامت کے طور پر ذکر کیا گیا اور بعض کے نزدیک مخاطب واحد ہے، لیکن کبھی کبھی واحد کو تثنیہ سے خطاب کر کے ذکر کیا جاتا ہے، جیسے آیت "القیافی جهنم" میں مخاطب داروغہ جہنم "مالک" مراد ہے جو واحد ہے لیکن تعبیر تثنیہ سے کی گئی، بعض کے نزدیک اپنی اصل پر تثنیہ ہی ہے کہ اس کے ساتھ دو ساتھی تھے۔ **نَبْكِ:** بَكیٰ يَبْكِي (ض) رونا، تفاعل تباکی سے رونے کی صورت بنانا، تفعیل، استفعال، افتعال سے رُلانا، یہاں "ضرب" سے ہے، اور بوجہ جواب امر ہونے کے مجزوم ہے جس کی وجہ سے نَبْكِي کی یاء حذف ہوگئی اور نبك بن گیا۔ ﴿ أَفَمِن هَذَا الحَدِيثِ تَعجَبُونَ وَتَضحَكُونَ وَلَا تَبكُونَ النجم: ٦٠ ﴾ **مِنْ:** حروف جارہ میں سے ہے، مختلف معانی کے لئے آتا ہے:

ابتداء غایت کے لئے۔ مرض من یوم الجمعة۔

تبعیض کے لئے منهم مَن احسن ومنهم مَن اَساء۔

تعلیل کے لئے مِمَّا خطيئا تهم اغرقوا

بدل کے لئے اترضون بالحيوة الدنيا من الاخرة　　　　(مصباح اللغات صـ۸۳۷)

یہاں من ذکری میں من تعلیل کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ **ذِكْرٰی:** تذکیر سے اسم مصدر ہے، یاد دہانی ﴿وَذَكِّر فَإِنَّ الذِّكرَى تَنفَعُ المُؤمِنِينَ : الذاريات ٥٥﴾

حَبِيْب: فعیل بمعنی مفعول یعنی محبوبہ، فعیل فاعل ومفعول دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے، جب بمعنی مفعول

ہوتو مذکر ومؤنث کے لئے یکساں استعمال ہوتا ہے، لیکن جب بمعنی فاعل ہوتو مذکر ومؤنث میں فرق کیا جاتا ہے، جیسے امرأۃٌ ضریبۃٌ: مارنے والی عورت، رجل ضریب: مارنے والا مرد ، فوائد الضیائیہ شرح کافیہ صـــ ۲۸۰ ﴿وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا :الفجر ۲۰﴾ ۔ **مَنْزِل:** ''ض'' سے اسم ظرف، اترنے کی جگہ، گھر، ''س'' زکام ہونا تفعیل اتارنا تفعّل ٹھہر ٹھہر کر اترنا۔ ﴿هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَّرَهُ مَنَازِلَ :یونس ۵﴾ **بِسِقْطِ: باء**، یہ چند معانی کے لئے آتی ہے،

(۱) الصاق، امسکت بالغلام میں نے غلام کو پکڑ لیا۔

(۲) استعانت، کتبتُ بالقلم میں نے قلم سے لکھا۔

(۳) ظرفیت، سارَ باللیل وہ رات کو چلا۔

(٤) بدل، باع الکفر بالایمان اس نے ایمان کے بدلے کفر کیا۔

(٥) تعدیہ، ذھبتُ بہٖ الی البیتِ میں اس کو گھر تک لے گیا۔

(٦) مصاحبت، اذھب بسلامٍ سلامتی کے ساتھ جاؤ۔　(مصباح اللغات صـــ ٤٦)

یہاں باء ظرفیت کے معنی میں ہے۔

سِقْط: آخری کنارہ، کونہ، نامکمل بچہ کو بھی کہتے ہیں کَمَا فِی الحَدیثِ اِنِّی اُفَاخِرُ بِکم الامَمَ وَلو بِسِقُطٍ ۔ **اَللِّویٰ:** ریت کے ٹیلے کی اختتامی جگہ۔ **بَیْنَ:** ، درمیان، ظرف ہے ﴿فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ :البقرة ۱۱۳﴾ ۔ **دَخُوْل فَحَوْمَلِ:** بفتح الدال والحاء۔ دَخول: دیار بکر بن کلاب، نجد میں ایک جگہ ہے جب کہ حومل: بصرہ ومکہ اور نجد کے درمیان ایک جگہ ہے۔ حومل پر فاء ''الی'' کے معنی میں ہے۔ ہر وہ فاء جو اماکن پر داخل ہو، وہ ''الی'' کے معنی میں ہوتی ہے۔

۲ فَتُوْضِحَ فَالْمِقْرَاةِ لَمْ يَعْفُ رَسْمُهَا　　لِمَا نَسَجَتْهَا مِنْ جَنُوْبٍ وَّشَمْأَلِ

اور توضح ومقراۃ کے درمیان واقع ہے جس کے نشانات اس وجہ سے نہیں مٹے کہ اس پر جنوبی اور شمالی ہوائیں (برابر) چلتی رہیں۔

مطلب: اگر بادِ جنوبی کچھ مٹی اڑا کر لے جاتی تھی تو بادِ شمالی پھر اس مٹی کو وہاں لا کر ڈال دیتی تھی، اس وجہ سے وہ

آثار قائم رہے۔

تُوْضِحَ، المِقْرَاة: دونوں جگہ کے نام ہیں، دراصل توضح یمامہ کے قریب دہنا میں ایک سفید ٹیلہ اور مقراۃ یمامہ کی ایک بستی ہے (یعنی وہ ''سقط اللوی'' دخول ،حومل ،توضح ، مقراۃ چاروں جگہوں کے درمیان واقع ہے)۔**لم یَعْفُ:** صیغہ واحد مذکر غائب، یعفو تھا لَمْ کی وجہ سے واؤ گرگیا،''ن ''الریحُ الاثرَ ہوا کا نشانات مٹادینا، فلاناً معاف کردینا﴿ وَأَن تعفوا أَقرَبُ لِلتَّقوَى:البقرة ۲۳۷﴾ **رَسْمُ:** نشان، اثر، **لِمَا:** لام تعلیل کے لئے، اور مَا موصولہ ہے۔**نَسَجَتْ:** صیغہ واحد مؤنث غائب الریح، ہوا کا لہریں پیدا کرتے ہوئے چلنا ''ض'' ''ن'' نسج الثوب کپڑا بننا، الکلام، خلاصہ کرنا۔**جَنُوْبِ:** بفتح الجیم ،جنوب کی جانب سے چلنے والی ہوا، بضم الجیم، جانبِ جنوب۔**شَمْألِ:** بفتح الشین وبسکون المیم شَمْأَلِ بروزن جَوْهَر جانبِ شمال سے چلنے والی ہوا، شِمال بکسر الشین جہتِ شمال کو کہتے ہیں۔

۳ تَرَى بَعَرَ الار آمِ فِي عَرَصَاتِها　　وَقِيْعَانِهَا كَأَنَّهُ حَبُّ فُلفُلِ

سفید ہرنوں کی مینگنیاں اس (مکان) کے میدانوں اور ہموار زمینوں میں تو ایسی (پڑی) دیکھے گا، جیسے سیاہ مرچ کے دانے۔

مطلب: شاعر دیارِ محبوب کے اجڑنے اور ویران ہوجانے کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ معشوقہ کے کوچ کرجانے کی وجہ سے وہ مکانات وحشی جانوروں کا مسکن بن گئے ہیں، چنانچہ کسی جگہ وحشی جانوروں کی مینگنیوں کا پایا جانا اس کے ویران ہوجانے کی واضح دلیل ہے اور ارآم کی تخصیص اس لئے کی گئی کہ سفید ہرن بہ نسبت دوسرے جانوروں کے زیادہ ویرانہ میں رہتا ہے۔

تَرَى: ناقص یائی ومہموز العین مضارع معروف، بمعنی تم دیکھوگے، کبھی کبھی اس کے افعال میں ہمزہ کو حذف بھی کردیتے ہیں جیسے، رَئیتُ رَیتَ وغیرہ﴿فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَرَضٌ :المائدہ ۵۲﴾ **بَعَرٌ:** مینگنیاں واحد بَعْرَةٌ، جیسے تَمْرَةٌ واحد ہے تَمرٌ کا۔ **الارآمِ:** سفید ہرن واحد رِئم۔ **فِي:** حرف جر ظرفیت کے معنی میں ہے، کبھی کبھی باء، إلی اور مِن کے معنی میں ہوتا ہے۔**عَرَصَاتِ:** عرصة (بفتح العین) کی جمع ہے (جیسے

سجدات ،سجدة کی جمع ہے) ہراس کھلی جگہ کو کہتے ہیں جس میں کوئی عمارت نہ ہو،میدان ۔**قِیْعَانِ:** قاع کی جمع ہے، ہموار زمین ۔**کَأَنَّهُ:** کَانّ حرف مشبہ بالفعل ہے، اپنے اسم کونصب اور خبر کو رفع دیتا ہے۔**حَبّ:** بفتح الحاء، دانہ، ج: حُبُوب، بکسر الحاء، محبوب ج: احباب، بضم الحاء بڑا گھر، یا مٹکا۔﴿ کَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَت سَبعَ سَنَابِلَ فِی کُلِّ سُنبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ البقرة ٢٦١ ﴾ **فُلْفُلِ:** فاء کے کسرہ اور ضمہ دونوں طرح پڑھنا جائز ہے، فلفل (کالی) مرچ، اگر لفظ قِلْقِلْ ہے تو قلقل ایک پھل ہے جو چکنا کالے رنگ کا، کالی مرچ کے مشابہ ہوتا ہے۔

٤ کَأَنِّی غَدَاةَ الْبَیْنِ یَوْمَ تَحَمَّلُوا   لَدَی سَمُرَاتِ الْحَیِّ نَاقِفُ حَنْظَلِ

یومِ فراق کی صبح، جب کہ وہ (معشوقہ کے ہمراہی) روانہ ہوئے تو گویا میں قبیلہ کے ببول کے درختوں کے نزدیک اندرائن توڑنے والا تھا۔

مطلب: اس تشبیہ سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ فراقِ محبوبہ میں بے اختیار آنسو جاری تھے، جیسا کہ حنظل توڑنے والے کی آنکھ سے بے اختیار پانی جاری ہو جاتا ہے۔

کَأَنِّیْ: کانّ حرف مشبہ بالفعل ''ی'' متکلم۔**غَدَاة:** صبح، بناء بر ظرفیت غداۃ اور یوم دونوں منصوب ہیں﴿وَلِسُلَیمَانَ الرِّیحَ غُدُوُّهَا شَهرٌ وَرَوَاحُهَا شَهرٌ :سورة السباء ١٢ ﴾**بَیْن:** جدائی اور وصال دونوں معنی میں آتا ہے، اضداد میں سے ہے، یہاں جدائی کے معنی میں ہے۔**یَوْم:** دن، وقت، جمع ایام، ایاویم﴿یَومَ یَدعُوکُم فَتَستَجِیبُونَ بِحَمدِهِ :الاسراء ٥٠ ﴾۔**تَحَمَّلُوْا:** بابِ تفعل ماضی معروف تَحَمُّلًا، کوچ کرنا، روانہ ہونا﴿مَثَلُ الَّذِینَ حُمِّلُوا التَّورَاةَ ثُمَّ لَم یَحمِلُوهَا:سورة الحمعة ٥ ﴾۔**لَدَی:** ظرف مکان، مبنی، پاس﴿وَقَدَّت قَمِیصَهُ مِن دُبُرٍ وَأَلفَیَا سَیِّدَهَا لَدَی البَابِ: یوسف ٢٥ ﴾۔

سَمُرَاتِ: میم کے ضمہ کے ساتھ سَمُرَۃٌ کی جمع ہے، ببول کا درخت۔**حَیّ:** چھوٹا قبیلہ ج: احیاء۔

نَاقِف: نقف ینقف ''ن'' اسم فاعل ہے، توڑنے والا، **حَنْظَلِ:** ایک سخت کڑوا پھل، ہندی میں اسے اندرائن کہتے ہیں۔

۵ وُقُوْفاً بِهَا صَحْبِي عَلَيَّ مَطِيَّهُمْ يَقُولُونَ لا تَهْلِكْ أَسىً وتَجَمَّلِ

(میں رو رہا تھا) اور احباب میرے پاس اُن میدانوں میں اپنی سواریوں کو روکے ہوئے کہہ رہے تھے کہ (غمِ فراق سے) ہلاک نہ ہو اور صبرِ جمیل اختیار کر۔

وُقُوْفاً: مفرد واقف، بمنزلہ شهود جمع شاهد وقفاً "ض" ٹھہرنا، کھڑا ہونا، و قوفاً نبك کی ضمیر متکلم سے حال ہے ﴿وَقِفُوهُم إِنَّهُم مَسئُولُونَ: الصافات ٢٤﴾ - **صَحْبِي:** مفردہ "صاحب" ساتھی، رفیق "ی" متکلم کے لئے ہے صاحب کی جمع چھ طرح آتی ہے اَصحَابٌ، صَحْبٌ، صِحَابٌ، صَحَابَةٌ، صُحْبَةٌ، صَحُبَانٌ ﴿أَصحَابُ الجَنَّةِ هُمُ الفَائِزُونَ سورة الحشر ٢٠﴾ - **بِهَا:** باء ظرفیت کے لئے ہے اور ھاء ضمیر ماقبل عرصات (مفردہ عرصةٌ، میدان) کی طرف لوٹ رہی ہے۔ **عَلَيَّ:** علی حرف جر ہے اور "ی" متکلم کی ہے علی مندرجہ ذیل مقاصد کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

(١) استعلاء: حُمل علی الدابة: جانور پہ لادا گیا۔

(٢) مصاحبت: بذل المال علی الفقر: وہ فقر کے باوجود مال خرچ کرتا ہے۔

(٣) مجاوزۃ بمعنیٰ عن: رضی علیه ای رضی عنه.

(٤) ظرفیت: دخل المدینة علی حین غفلةٍ. شہر میں غفلت کے وقت داخل ہوا۔

(٥) موافقت باء: اِرْكَبْ عَلَى اسْمِ اللّٰه: اللہ کے نام سے سوار ہو۔

(٦) تعلیل: علام تضربنی تم مجھے کس وجہ سے مار رہے ہو؟ (مصباح اللغات صـ٥٧٥)

یہاں "علی" تعلیل کے لئے ہے، کہ میری وجہ سے میرے ساتھی اپنی سواریوں کو روکے ہوئے تھے

مَطِيَّهُم: مطیٌّ جمع ہے مفردہ مطیّة، سواری مطیة مذکر و مؤنث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے، بعیر (اونٹ) اور ناقة (اونٹنی) دونوں کو مطیّة کہتے ہیں۔ **يَقُوْلُوْنَ:** جمع مذکر غائب فعل مضارع معروف اجوف واوی ہے "نصر" سے، بولنا، کہنا، "ضرب" قیلولہ کرنا۔ ﴿وَقَالَ نِسوَةٌ فِي المَدِينَةِ: یوسف ٣٠﴾ **لا تَهْلِكْ:** هلك يهلك "ض" "س" "ف" ہلاک ہونا، مرنا، صیغہ واحد مذکر حاضر فعل نہی ہے ﴿وَمَا أَهلَكنَا مِن قَريَةٍ إِلَّا لَهَا مُنذِرُونَ: الشعراء ٢٠٨﴾ - **أَسىً:** مصدر ہے "س" سے، غمگین

ہونا، یا تو بناء بر مفعول مطلق منصوب ہے، اس کا فعل محذوف ہوگا لا تأس أسیً یا پھر لا تھلك کی ضمیر سے حال ہے۔ ﴿فلا تأسَ عَلَی القومِ الفاسِقِینَ :المائدة ۲۰﴾ **تجمّل:** تفعل سے امر ہے، مصائب پر صبر کر، تَجمَّل کو "حاء" کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے تَحَمَّل برداشت کرنا، صبر کرنا۔ ﴿فصَبرٌ جَمِیلٌ :یوسف ۱۸﴾

☆علامہ سیوطیؒ اپنی تفسیر "المنثور" میں اسی شعر سے استشہاد پر ایک روایت نقل کرتے ہیں عن ابن عباس ان نافع بن الأزرق قال له : أخبرنی عن قوله عز وجل فلا تأس قال : لا تحزن قال : وهل تعرف العرب ذلك قال : نعم أما سمعت امرؤ القیس وهویقول : وقوفا بها صحبی علی مطیهم یقولون لا تهلك أسی وتجمل

المنثور ج ۵ ص۔۲۵۷

٦ وانَّ شِفَائی عَبْرَةٌ مُهْرَاقَةٌ فَهَلْ عِنْدَ رَسْمٍ دارِسٍ مِّنْ مُعَوَّلِ

(جواباً کہتا ہے کہ میں رونے سے کیسے باز آسکتا ہوں جب کہ) میری شفاء (یہی) بہائے ہوئے آنسو ہیں (پھر ذرا ہوش میں آکر کہتا ہے کہ) کیا (ان) مٹے ہوئے نشانوں کے پاس کوئی قابل اعتماد (فریادرس) ہے ؟

گویا کہنا چاہتا ہے کہ ! یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست ناصح
کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غم گسار ہوتا

وانَّ: واوٗ حالیہ ہے، اِنّ حرف مشبہ بالفعل ناصبِ اسم ورافع خبر ہے۔ **شِفَائی:** ناقص یائی سے مصدر ہے، شفاءً (تندرست ہونا)، شفا، یشفو ناقص واوی سے چاند کا طلوع ہونا، "ی" ضمیر متکلم ہے ﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ القُرآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحمَةٌ لِلمُؤمِنِینَ :الاسراء ۸۲﴾ ۔**عَبْرَةٌ:** وہ آنسو جو آنکھ میں ہو ابھی نیچے نہ گرا ہو، یا وہ آنسو جو بغیر رونے کی آواز کے نکلے ہوں۔ **مُهْرَاقَة:** اصل میں باب افعال "اراقۃ" ہے، بہانا، الماء، پانی گرانا، اسم مفعول مراقۃٌ ہے، ھا زائدہ ہے۔ **هَلْ:** حرف استفهام لا محل له من الاعراب۔ **عِنْدَ:** ظرف زمان ومکان ہے، پاس۔ **رَسْم:** نشان، اثر۔ **دارِس:** اسم فاعل "ن" درساً، الرسم مٹنا، الثوب بوسیدہ ہونا، الکتاب پڑھنا۔ ﴿وَمَا آتَینَاهُم مِن کُتُبٍ یَدرُسُونَهَا :السباء ۴۴﴾

۔**مُعَوَّلِ:** تفعیل سے اسم مفعول ہے، اعتماد کیا ہوا، مجرد عولاً "ن" ظلم کرنا راہ راست سے ہٹ جانا

﴿ذَلِكَ أَدنَى أَلَّا تَعُولُوا النساء ٣﴾

٧ كَدَأبِكَ مِنْ أُمِّ الْحُوَيْرِثِ قَبْلَهَا وَجَارَتِهَا أُمِّ الرَّبَابِ بِمَأْسَلِ

(شاعر اپنے آپ سے کہتا ہے! تیری عادت عنیزہ کے عشق میں ٹھیک) اس عادت کے مانند ہے جو اس سے پہلے ام الحویرث اور اس کی پڑوسن ام رباب کے ساتھ (کوہ) ماسل میں تھی۔

ك: حرف تشبیہ، جارہ۔ **دَأْب:** عادت وحالت، کَدَأْبِكَ کا متعلق محذوف ہے۔ تقدیر عبارت یوں ہے: قفانبك كدأبك فى البكاء، مطلب ہوگا جیسے ام الحویرث اور ام رباب اور ان کے آثار منزل کو دیکھ کر بے اختیار رویا کرتا تھا اسی طرح عنیزہ کے بارے میں بھی روتا ہوں، یا إنّ شفائی عبرة کے متعلق ہے اس صورت میں مطلب ہوگا جیسے ان دونوں کے غم عشق کی آگ کو بہتے آنسوؤں سے بجھایا کرتا تھا اسی طرح عنیزہ کے غم عشق میں بھی یہی حالت ہے ﴿كَدَأبِ آلِ فِرعَونَ وَالَّذِينَ مِن قَبلِهِم انفال ٥٢﴾۔ **امّ الحُوَيْرِث:** یہ ھرّۃ بن حصین بن ضمضم کلبی کی کنیت ہے، جو امرؤالقیس کی معشوقہ تھی۔ **قَبْلَ:** ظرف زمان، پہلے ﴿وَلَا تَعجَل بِالقُرآنِ مِن قَبلِ أَن يُقضَى إِلَيكَ وَحيُهُ طه ١١٤﴾۔ **جَارَة:** پڑوسن، بیوی، سوکن ﴿وَالجَارِ ذِى القُربَى وَالجَارِ الجُنُبِ النساء ٣٦﴾۔ **اُمّ رَبَاب:** اس کی محبوبہ جو بنی نبھان سے تھی بنی نبھان قبیلہ بنی طے کی ایک شاخ ہے۔ **مَأسَل:** ایک جگہ کا نام ہے، جو دیارِ عقیل میں ایک ٹیلہ ہے۔

☆ سورۃ انفال آیت ۵۲ کی تفسیر کے ذیل میں لفظ دأب میں منقول عرفی کو ثابت کرتے ہوئے کہ اس کا اصل معنیٰ ''کسی کام کو لگاتار کئے جانا'' تھا بعد میں منقول ہو کر مطلقاً ''عادت'' اور ''حالت'' کے لئے استعمال ہونے لگا، علامہ محمد بن جریر الطبری اسی شعر سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں كَدَأبِ آلِ فِرعَونَ وَالَّذِينَ مِن قَبلِهِم كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوبِهِم ذَكَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا فقالَ تَكذِيبِهِم كَمِثلِ تَكذِيبِ الَّذِينَ مِن قَبلِهِم فِى الجُحُودِ وَالتَّكذِيبِ وَأَصلُ الدَّأبِ مِن دَأَبتِ فِى الأَمرِ دَأبًا : إِذَا أَدمَنتُ العَمَلَ وَالتَّعَبَ فِيهِ ، ثُمَّ إِنَّ العَرَبَ نَقَلَت مَعنَاهُ إِلَى الشَّأنِ وَالأَمرِ وَالعَادَةِ كَمَا قَالَ امرُؤُ القَيسِ بنُ حُجرٍ : كَدَأبِكَ مِن أُمِّ الحُوَيرِثِ قَبلَهَا ،،، وَجَارَتِهَا أُمِّ الرَّبَابِ بِمَأسَلِ يَعنِى بِقَولِهِ كَدَأبِكَ : كَشَأنِكَ وَأَمرِكَ وَفِعلِكَ تفسیر طبری ج ٥ ص ٢٣٧

٨ إِذَا قَامَتَا تَضَوَّعَ المِسْكُ مِنْهُمَا نَسِيمَ الصَّبَا جَاءَتْ بِرَيَّا القَرَنْفُلِ

جب وہ دونوں (ام حویرث اور ام رباب مستانہ انداز سے) کھڑی ہوتی تھیں تو (ان دونوں سے) (مشک کی خوشبو) ایسی مہکتی تھی گویا بادِ صبا لونگ کی خوشبو لئے آتی ہے۔

مطلب: عشق کی ان پہلی داستانوں کو ذکر کرنے سے شاعر کا مقصد اپنے رنج کو ہلکا کرنا ہے۔

اذا: ظرفیہ، شرطیہ غیر جازمۃ بمعنیٰ جب ﴿إِذَا جَاءَ نَصرُ اللّٰهِ وَالفَتحُ النصر ١﴾۔ **قَامَتَا:** تثنیہ مؤنث فعل ماضی معروف، از ''ن'' کھڑا ہونا، تفعیل سے سیدھا کرنا، مفاعلہ سے کسی کے ساتھ قیام کرنا ﴿وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ البقرة ٢٣٨﴾۔ **تَضَوَّعَ:** یہ صیغہ واحد مذکر غائب ہے، تفعّل سے خوشبو پھیلنا، منتشر ہونا، فعل ماضی معروف۔ **المِسْكُ:** مشک، ایک خوشبو جو ہرن کے نافے سے نکلتی ہے ﴿خِتَامُهُ مِسكٌ المطففين ٢٦﴾۔ **نَسِيم:** دھیمی دھیمی ہوا۔ **صَبَا:** اس ہوا کو کہتے ہیں جو مشرق سے مغرب کی طرف چلے۔ **رَيَّا:** عمدہ خوشبو۔ **قَرَنْفُلِ:** لونگ۔

٩ فَفَاضَتْ دُمُوْعُ الْعَيْنِ مِنِّيْ صَبَابَةً   عَلَى النَّحْرِ حَتّٰى بَلَّ دَمْعِيْ مَحْمَلِي

پس عشق کی وجہ سے میری آنکھ کے آنسو یہاں تک سینہ پر بہے کہ میرے آنسوؤں نے (میری تلوار کے) پرتلہ کو تر کر دیا۔

کہاں صبر و تحمل آہ ننگ و نام کیا شئی ہے
یہاں رو پیٹ کر ان سب کو ہم سو بار بیٹھے ہیں

مطلب: یہ ہے کہ دوستوں کی یاد میں اس قدر رویا کہ سیلِ اشک نے تلوار کے پرتلہ کو بھی تر کر دیا۔

فَاضَتْ: از ''باب'' ''ض'' بہنا، فاضَت صیغہ واحد مؤنث غائب ﴿وَأَعيُنُهُم تَفِيضُ مِنَ الدَّمعِ حَزَنًا التوبه ٩٢﴾۔ **دُمُوْع:** مفرده دمعٌ آنسو ﴿وَأَعيُنُهُم تَفِيضُ مِنَ الدَّمعِ حَزَنًا التوبه ٩٢﴾۔ **صَبَابَة:** صَبابةٌ سوزشِ عشق، صُبابة بضم الصاد برتن میں پانی وغیرہ کا بقیہ حصہ ج صَبابات۔ **نَحر:** سینے کے اوپر کا حصہ، ج نُحُور ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانحَر﴾۔ **بَلَّ:** ماضی ''ن'' بَلَلاً، تر کرنا، گیلا کرنا۔ **دَمْعِيْ:** دمعٌ، آنسو ''ی'' متکلم ہے۔ **مَحْمَلِيْ:** ''ی'' متکلم ہے، محمل ظرف ہے ج محامل ''س'' وہ چیز جس میں کوئی چیز اٹھائی جائے، مراد میان و پرتلہ ہے ﴿وَمَا تَحمِلُ مِن أُنثَى وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلمِهِ الفاطر ١١﴾

☆تَرى أَعْيُنَهُم تَفِيضُ مِنَ الدَّمعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الحَقِّ آیت میں فیضان (بہنے) کی نسبت اعین کی طرف کی گئی ہے، حالانکہ فیضان کی نسبت دموع کی طرف کی جاتی ہے، مفسر عظام استدلال میں اسی شعر کو ذکر کرتے ہیں اور آیت کی طرف سے یہ جواب دیتے ہیں کہ مسبب کو سبب کے قائم مقام کرتے ہوئے اعین کی طرف نسبت کر دی گئی، عبارت ملاحظہ فرمائیں! وترى من رؤية العين وأسند الفيض إلى الأعين وإن كان حقيقة للدموع كما قال: ففاضت دموع العين مني صبابة إقامة للمسبب مقام السبب لأن الفيض مسبب عن الامتلاء فالأصل ترى أعينهم تمتلئ من الدمع حتى تفيض تفسير بحر محيط ج٤ صـ٣٤٥

## ١٠ أَلَا رُبَّ يَوْمٍ كَانَ مِنْهُنَّ صَالِحٍ	وَلَا سِيَّمَا يَوْمٌ بِدَارَةِ جُلْجُلِ

سنو! بہت سے دن ان (حسین عورتوں) کی جانب سے بہت اچھے تھے خصوصاً وہ دن جو دارۂ جلجل میں گزرا۔

مطلب: شاعر چونکہ پہلے درد عشق کی داستان بیان کر چکا ہے اس لئے اب بمقتضائے ''حکایت درد تا بکے'' اپنے نفس سے خطاب کرتے ہوئے کچھ ایام گزشتہ کی عیش کا ذکر کرتا ہے کہتا ہے کہ اے امرؤالقیس! اگر تجھے ان دوستوں سے رنج وغم پہنچا تو کیا مضائقہ انہی سے بہت سی مرتبہ تو مسرتِ وصال بھی حاصل کر چکا ہے، خاص کر دارۂ جلجل میں وہ دن بہت کیف افزا گزرا۔

أَلَا: حرف تنبیہ، لا محل لها من الاعراب، کلام کے شروع میں لایا جاتا ہے، ترجمہ تنبیہی الفاظ کے ساتھ کیا جاتا ہے جیسے، سنو! ، جان لو! ، خبردار! وغیرہ أَلا إِنَّهُم هُمُ السُّفَهَاء البقرة ١٣ سنو! وہی ہیں بے وقوف (ترجمہ مولانا فتح محمد جالندھریؒ) اس کے علاوہ أَلَا دو طرح کا ہو سکتا ہے کبھی ہمزہ ''استفہام'' اور ''لا'' نافیہ سے مرکب ہوتا ہے اور جملہ فعلیہ پر داخل ہو کر عرض کے لئے آتا ہے، الا تنزل بنا "براہ کرم اتر جائیے'' اور تحضیض کے لئے آتا ہے، جیسے أَلَا تَكرم ابويك، تم کو اپنے والدین کی عزت کرنی چاہیے یا ہمزہ استفہام اور لائے نفی جنس سے مرکب ہوتا ہے اور جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر نفی کے بارے میں استفہام، تمنّی یا توبیخ وانکار کے لئے آتا ہے مثالیں اور مزید تفصیل...... السراج فی الشرح المنهاج صـ١٦٦۔ **رُبَّ:** حرفِ جر، حسبِ سیاق کلام تکثیر وتقلیل کا فائدہ دیتا ہے، ہمیشہ نکرہ موصوفہ پر داخل ہوتا ہے اور زائدہ کے حکم میں ہوتا ہے جیسے رُبَّ فَاعِلِ خَيرٍ مَذمُومٌ (بہت سے اچھے کام کرنے والے لوگ برے ہوتے ہیں) اور جب اس کے آخر میں ما لاحق ہوتا

ہے تو عمل نہیں کرتا اور اس صورت میں فعل و معرفہ پر بھی داخل ہو جاتا ہے، جیسے رُبّما الخلیل مقبل ورُبّما اَقْبَلَ الخلیل (الاصول فی النحو ٤١٦) ۔**صَالِح**: اسم فاعل ''ن'' ''ف'' اچھا اور نیک ہونا ﴿إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ العصر﴾ ۔**وَلَا سِيَّمَا**: لائے نفی جنس ہے، سِیّ اصل میں سَیْوٌ تھا، واوَ کو یاء کر کے ادغام کیا، اور یاء کے ماقبل کو کسرہ دیا، سَیٌّ ہو گیا (لَا سَيَّمَا سَیٌّ لائے نفی جنس کا اسم ہونے کی وجہ سے منصوب ہو جاتا ہے) یہ لازم الاضافت ہے، لغت میں بمعنی مثل ہے جیسے کہا جاتا ہے ھما سیّان ای مثلان ، لاسَیَّ مَا بمعنی بے مثل، اور جو چیز بے مثل ہو وہ خاص ہوتی ہے، اس لئے مجازاً اس کا معنی کیا جاتا ہے، خاص طور پر یا خاص کر

ترکیب میں کئی احتمال ہیں:

(۱) لائے نفی جنس۔ سَیَّ مضاف، ما زائدہ اور سَیَّما کا مابعد مجرور مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر لفظاً منصوب ہو کر اسم اور موجودٌ خبر محذوف ہے۔

(۲) لائے نفی جنس۔ سَیَّ مضاف مـا نکرہ غیر موصوفہ ممیّز اس کا مابعد تمییز، (شرط یہ کہ وہ اسم نکرہ ہو) ممیّز و تمییز مل کر مضاف الیہ الخ۔

(۳) لا سَیَّما بمعنی خصوصاً کے ہو کر مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا، ای خَصَّهُ یاَخَصَّهُ خُصُوصاً اور اس کا مابعد الگ جملہ ہوگا۔ (قدة العامل شرح مائة عامل صـ٤١)

دَارَةَ جُلْجُل: ایک جگہ کا نام ہے، جو شام فرازہ کے نخلستان کے بالمقابل یا منازل حجر الکندی نجد میں واقع ہے۔

☆ علامہ ابوحیان اندلسیؒ تفسیر بحر محیط میں سورۃ بقرۃ آیت ۱۲ أَلا إِنَّهُم هُمُ المُفسِدُونَ وَلكِن لا يَشعُرُونَ کی تفسیر کرتے ہوئے آیت میں مذکور آلا کو حرف تنبیہ بسیط کہتے ہیں اور اس کے ہمزہ استفہام ولا نافیہ سے مرکب ہونے کا انکار کرتے ہیں جبکہ حرف تنبیہ کے کلام عرب میں مستعمل ہونے کی مثال اسی شعر کو بناتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں

أن ألا التنبيهية حرف بسيط لأن دعوى التركيب على خلاف الأصل ولأن ما زعموا من أن همزة الاستفهام دخلت على لا النافية دلالة على تحقق ما بعدها إلى آخره خطا لأن مواقع ألا تدلّ على أن لا ليست للنفي فيتم ما ادعوه ألا ترى أنك تقول : ألا إن زيدا منطلق ليس أصله لا أن زيدا منطلق إذ ليس من تراكيب العرب بخلاف ما نظر به من قوله تعالى : أَلَيسَ ذٰلِكَ بِقَادِرٍ لصحة تركيب ليس زيد بقادر

ولوجودها قبل رب وقبل ليت وقبل النداء وغيرها مما لا يعقل فيه أن لا نافية فتكون الهمزة للاستفهام دخلت على لا النافية ، قال امرؤ القيس : "ألا رب يوم لك منهن صالح ولا سيما يوم بدارة جلجل"

تفسیرِ بحرِ محیط ج ۱ صـــ ۱۰۱

۱۱ وَيَوْمَ عَقَرْتُ لِلْعَذَارٰى مَطِيَّتِيْ فَيَا عَجَبًا مِنْ كُوْرِهَا الْمُتَحَمَّلِ

اور (یہ وہ) دن تھا کہ جب میں نے دوشیزہ لڑکیوں کے لئے اپنی ناقہ ذبح کردی تھی تو اے لوگو! میری حیرت (پر گواہ رہنا) جو اس (ناقہ) کے (اس) کجاوہ سے (پیدا ہوئی) جو (دوسرے ناقہ پر) لدا ہوا تھا۔

مطلب: جوش میں آکر اپنا اونٹ تو ذبح کردیا لیکن جب ذرا ہوش آیا اور دیکھا کہ میرا سامان سفر بوجھ بانٹنے کے لئے تقسیم کردیا گیا ہے اور کجاوہ بھی کسی اور کے اونٹ پر رکھا ہوا ہے تو اب میری حیرت کی انتہا نہ رہی! قصہ یہ ہے کہ قافلے کا وہ حصہ جو مردوں پر مشتمل تھا، تالاب سے اپنی ضروریات پوری کرکے آگے چلا گیا تو عورتوں پر مشتمل قافلے کا حصہ تالاب پر آگیا، امرؤالقیس مردوں کے ساتھ جانے کے بجائے قریب جھاڑیوں میں چھپ گیا تھا، عورتیں ایک جگہ کپڑے اتار کر غسل کے لئے تالاب میں گھس گئیں، امرؤالقیس نے ان سب کے کپڑے چھپادیئے، اور مطالبہ کیا کہ جسے کپڑے چاہئے ہوں وہ میرے پاس آکر لے جائے، حتی کہ کافی وقت گزرگیا، مجبوراً ایک ایک عورت نکل کر آتی اور اپنے کپڑے وصول کرتی، حتی کہ عُنیزہ اسکی محبوبہ کا نمبر آیا، اس نے اسے قسم دے کر کہا کہ میرے کپڑے مجھے یہیں لاکردے دو، لیکن یہ نہ مانا آخر اسے بھی باہر نکل کر آنا پڑا، اور اپنے کپڑے لینے پڑے، امرؤالقیس اپنی اس کامیابی پر بہت خوش ہوا، اور اپنی سواری کی اونٹنی کو ذبح کردیا یہ مقام دارۂ جلجل تھا جہاں امروالقیس نے اپنی ناقہ دوشیزہ عورتوں کے لئے ذبح کی تھی اور اس کا کجاوہ عورتوں کے ایک اونٹ پر لادا گیا تھا اور عنیزہ نے بجبوری امروالقیس کو اپنی اونٹنی پر سوار کیا، آگے اسی کا ذکر ہے۔

عَقَرْتُ: صیغہ واحد متکلم ماضی معروف از ''ض'' زخمی کرنا، یا اونٹ کی ایک ٹانگ کاٹ کر پھر نحر کرنا، زمانہ جاہلیت میں اونٹ کو ذبح کرتے وقت قابو کرنے کے لئے یہی طریقہ اختیار کیا جاتا تھا ﴿فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ الاعراف ۷۷﴾۔ **الْعَذَارٰى:** مفرد عَذراء باکرہ۔ **مَطِيَّةٌ:** سواری، مطية مذکر ومؤنث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے بعیر (اونٹ) اور ناقہ (اونٹنی) دونوں کو مطيّة کہتے ہیں، ''ی'' ضمیر متکلم ہے۔

یَا عَجَبًا: عجبا کا الف یائے متکلم کے بدلے میں ہے، اصل میں تھا یا عَجَبی، یا حرف تنبیہ ہے کیونکہ یا کے بعد اگر ایسا اسم ہو جو منادیٰ بننے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو یاء حرف تنبیہ ہوتا ہے، عام ہے مابعد اسم ہو یا غیر اسم، دوسری صورت یہ ہے کہ منادیٰ لفظ هو لاء یا لفظ قوم ہے، ای یا هولاء احضروا و اشهدوا علی عجبی، ترجمہ دوسری صورت کے مطابق کیا گیا ہے ﴿وَعَجِبُوا أَن جَاءَهُم مُنذِرٌ مِنهُم سورة صٓ ٤﴾۔

کُور: بضم الکاف اونٹ کا کجاوہ مع سامان ج اکوار۔ **اَلْمُتَحَمَّلِ:** اسم مفعول، از تفعّل، اٹھانا، لادنا، المتحمل لادا ہوا، اٹھایا ہوا ﴿فَإِنَّمَا عَلَيهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيكُم مَا حُمِّلتُم وَإِن تُطِيعُوهُ تَهتَدُوا النور ٥٤﴾

١٢ فَظَلَّ العَذَارٰى يَرْتَمِينَ بِلَحْمِهَا   وَشَحْمٍ كَهُدَّابِ الدِّمَقْسِ الْمُفَتَّلِ

یعنی وہ دوشیزہ عورتیں اس کے گوشت اور اس چربی کو جو بٹے ہوئے ریشم کی جھالر کی طرح تھی، (بغلبۂ سرور) آپس میں ایک دوسرے پر پھینکنے لگیں۔

ظَلَّ: افعال ناقصہ میں سے ہے، افعالِ ناقصہ اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔

فائدہ: فعل معنی کے لحاظ سے دو قسم پر ہے۔ (۱) تام (۲) ناقص۔

فعل تام وہ فعل ہے جو اپنے فاعل کے لئے اپنے مصادر کی صفات کو ثابت کرتا ہے، جیسے ضَرَبَ زیدٌ اس نے اپنے فاعل زید کے لئے صفتِ ضرب کو ثابت کیا۔

فعلِ ناقص وہ فعل ہے جو اپنے فاعل کے لئے اپنے مصدر کے علاوہ کسی دوسری صفت کو ثابت کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہو جیسے کان زیدٌ عالماً، کان فعل اپنے فاعل زید کے لئے اپنے مصدری معنیٰ کون کو ثابت نہیں کرتا، بلکہ کان کی خبر سے جو صفت علم ہے، اسکو ثابت کرتا ہے۔ جامع الدروس ج۱ ص۵۸

عَذَارٰی: عذراء باکرہ، ج: عذاریٰ۔ **يَرْتَمِينَ:** صیغہ جمع مؤنث غائب، رَمیٰ یَرمِی سے افتعال اِرتَمیٰ یَرتَمِی ہے، ایک دوسرے پر پھینکنا۔ ﴿إِنَّهَا تَرمِي بِشَرَرٍ كَالقَصرِ المرسلات ٣٢﴾۔ **لَحْم:** گوشت، ج لِحام، لُحوم، لِحمان، لُحمان، اَلحُمٌ ﴿وَأَمدَدنَاهُم بِفَاكِهَةٍ وَلَحمٍ مِمَّا يَشتَهُونَ الطور ٢٢﴾ **شَحْم:** چربی، شحیم موٹا۔ **هُدَّاب:** ہر وہ چیز جو لٹک رہی ہو، شاخوں کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ لحیةٌ هُدباء بھی کہتے ہیں، یہاں جھالر سے ترجمہ کیا گیا۔ **دِمَقْس:** دال کے کسرہ اور میم کے فتحہ سے سفید

ریشم اسے دمقاس بھی کہتے ہیں۔ **المُفَتَّلِ:** تفعیل سے اسم مفعول ہے تفتیلاً رسی بٹنا، المُفَتَّل بٹاہوا ﴿ وَلَا يُظلَمُونَ فَتِيلًا الاسراء ٧١ ﴾

١٣ وَيَوْمَ دَخَلْتُ الْخِدْرَ خِدْرَ عُنَيْزَةٍ　　فَقَالَتْ لَكَ الْوَيْلَاتُ اِنَّكَ مُرْجِلِي

اور جس دن کہ میں ہودج میں یعنی عنیزہ کی ہودج میں داخل ہوا (وہ کیسا بھلا دن تھا) تو اس نے مجھے کہا تیرا برا ہو تو مجھے پیادہ پا کرنے والا ہے۔

مطلب: میری ناقہ دو سواریوں کا بوجھ برداشت نہ کر سکے گی، اور اسکی کمر زخمی ہوجائے گی تو مجبوراً پیدل چلنا پڑے گا۔

دَخَلْتُ: صیغہ واحد متکلم ماضی معروف از ''ن'' اندر آنا، داخل ہونا، صلہ بہ ہوتو اندر لانا، علیہ ہوتو زیارت کرنا، ملاقات کرنا ﴿أن سَلَامٌ عَلَيكُم لَم يَدخُلُوهَا وَهُم يَطمَعُونَ الاعراف ٤٦ ﴾۔ **خِدْرَ:** وہ پردہ جو لڑکی کے لئے مکان کے گوشہ میں لگادیا جائے، لڑکی کے لئے مکان کا مخصوص حصہ، ج اخدار، خدور اور جمع الجمع اخادیر، یہاں مراد ہودج ہے، يَوْمَ دَخَلْتُ الْخِدْرَ خِدْرَ عُنَيْزَةٍ کی ترکیب لعلی ابلغ الاسباب اسباب السمٰوٰت یا یا تیم تیم عدی کی طرح ہے۔ **عُنَيْزَةَ:** اس کی محبوبہ ہے لفظ عنیزۃ غیر منصرف ہے تعریف اور تانیث کی وجہ سے لیکن یہاں ضرورۃِ شعری کی وجہ سے منصرف پڑھا گیا ہے۔

فَقَالَتْ: فاء۔ فاء کی چند قسمیں ہیں:

(۱) اگر شرط کے جواب میں ہو تو فاء جزائیہ ہے۔ (۲) اگر دو چیزوں کے درمیان ترتیب بتانے کے لئے ہو تو فاء عاطفہ ہے۔ (۳) اگر تفصیل پر ہے تو فاء تفصیلیہ ہے۔ (۴) اگر پہلی بات کا نتیجہ ہو تو فاء تفریعیہ ہے۔ (۵) اگر جملہ معللہ ہو تو فاء تعلیلیہ ہے۔ (۶) شرط مقدر کی جزاء پر ہو تو فاء فصیحیہ ہے۔

یہاں فاء تفریعیہ یا تعلیلیہ ہے۔　　قدة العامل شرح مائة عامل صـ ١١

قــالــت: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی معروف اجوف واوی ھــی ضمیر لوٹ رہی ہے عنیزہ کی طرف ﴿قَالَت أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ مريم ٢٠ ﴾۔ **لَكَ الوَيْلَات:** مفرده ويل، ويلة، ہلاکت شر اور برائی کا نزول، کبھی کبھی ویل کی جمع وَیلات سے لائی جاتی ہے۔ الویلات مبتداء مؤخر ہے، اور لك اس کی خبر

مقدم ہے۔ یہ جملہ معترضہ ہے ﴿وَیلٌ لِلمُطَفِّفِینَ﴾ ۔**مُرْجِلِیْ**: "یٰ" ضمیر متکلم ہے، مرجل افعال سے اسم فاعل کا صیغہ ہے، کسی کو پیدل چلنے والا بنانا ﴿فَإن خِفتُم فَرِجَالًا أو رُکبَانًا البقرة ۲۳۹﴾ ☆ آیت فَوَیلٌ لِلَّذِینَ یَکتُبُونَ الکِتابَ بِأیدِیهِم کی تفسیر میں علامہ صاحب فرماتے ہیں کہ لفظِ وَیْل کا تثنیہ جمع نہیں ہے لیکن کبھی کبھی وَیْلات جمع لائی جاتی ہے، استدلال اسی شعر سے کرتے ہیں! الویل مصدر لا فعل له من لفظه ولا یثنی ولا یجمع و قد یجمع علی ویلات قال امرؤ القیس : ویوم دخلت الخدر خدر عنیزة فقالت : لك الویلات إنك مرجلی　　اعراب القران للدرویش ج ۱ ص۱۳۳

۱۴ تَقُوْلُ وَقَدْ مَالَ الغَبِیْطُ بِنَا مَعًا　　عَقَرْتَ بَعِیْرِیْ یا امْرَءَ القَیْسِ فَانْزِلِ

درانحالیکہ ہودج ہم دونوں کو جھکائے دے رہا تھا، وہ کہنے لگی اے امرؤ القیس! تو نے میرے اونٹ کی کمر لگادی پس تو اُتر پڑ۔

غَبِیْطُ: کجاوے کی ایک قسم کا نام ہے، بعض نے کہا ہے کہ ہودج کی ایک قسم کا نام ہے۔**مَالَ**: اجوف یائی ہے، صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف ہے،، مائل ہونا، جھکنا، جبکہ اجوف واوی سے مـال کا معنیٰ "مال دار ہونا"، **بِنَا**: "ب" تعدیہ کے لئے ہے اور نا ضمیر متکلم ہے ﴿فَلَا تَمِیلُوا کُلَّ المَیلِ فَتَذَرُوهَا کَالمُعَلَّقَةِ النساء ۱۲۹﴾ ۔**مَعًا**: ظرف زمان لازم النصب ہے، قاعدہ یہ ہے کہ ہمیشہ مع کے لئے کم از کم دو چیزیں ضروری ہیں، جو مصاحب ہوں اگر دو چیزیں مع سے پہلے مذکور نہ ہوں تو مع ان کے درمیان ہوگا، جیسے ﴿إن اللّٰه مع الصابرین البقرة ۱۵۳﴾ اور اگر دو چیزیں پہلے مذکور ہوں تو پھر بغیر اضافت کے منون منصوب ہوتا ہے جیسے شعر میں مذکور ہوا اور کبھی برائے مکان ہوتا ہے۔ جیسے کن معاً ای فی مکان واحد ۔ شعر میں بمعنی مُجتَمِعِیْنَ ہو کر حال ہے۔**عَقَرْتَ**: صیغہ واحد مذکر حاضر ماضی معروف از "ض" زخمی کرنا، یا اونٹ کی ایک ٹانگ کاٹ کر پھر نحر کرنا، زمانۂ جاہلیت میں اونٹ کو ذبح کرتے وقت قابو کرنیکے لئے یہی طریقہ اختیار کیا جاتا تھا۔ **بَعِیْرِی**: نو سالہ یا چار سالہ اونٹ یا اونٹنی، ج أبعِرَة جمع الجمع اباعر، اباعیر ﴿وَلِمَن جَاءَ بِهِ حِملُ بَعِیرٍ یوسف ۷۲﴾ ۔ **یا امرؤ القیس**: یا حرف نداء ہے، امرؤ منادیٰ مضاف ہونے کی بناء پر منصوب ہے۔**انْزِلِ**: "ض" اترنا، فعل امر ہے ﴿إنَّا أنزَلنَاهُ فِی لَیلَةِ القَدرِ﴾

☆علامہ عبدالرحمن اندلسی تفسیر قرطبی میں سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۷۷ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوا عَن أَمرِ رَبِّهِم کی تفسیر کرتے ہوئے عَقَر بمعنی جَرَح ہونے پر اسی شعر سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں! قال امرؤ القیس: "تقول وقد مال الغبیط بنا معا ـــ عقرت بعیری یا امرأ القیس فأنزل" أی جرحته وأدبرته قال القشیری: العقر کشف عرقوب (کونچ، ایڑی کے اوپر کا پٹھہ) البعیر ثم قیل للنحر عقر لأن العقر سبب النحر فی الغالب　　تفسیرِ قرطبی ج ۷ صـ ۲٤۱

۱۵ فَقُلْتُ لَهَا سِيْرِيْ وَأَرْخِيْ زِمَامَهُ　　وَلَا تُبْعِدِيْنِيْ مِنْ جَنَاكِ الْمُعَلَّلِ

میں نے اس (عنیزہ) سے کہا کہ چلی چل اور اونٹ کی مہار ڈھیلی چھوڑ اور مجھ کو اپنے مکرر چنے ہوئے (یا بہلانے والے) میوہ سے دور نہ کر۔

مطلب: یعنی جب عنیزہ نے مجھ کو اتر جانے کے واسطے کہا تو میں نے التجا کی کہ ایسا نہ کر اور مجھ کو اپنے میوہ ہائے بوسہ و کنار سے لطف اندوز ہونے دے۔

سِيْرِيْ: سَارَ يَسِيْرُ اجوف یائی "ض" چلنا، فعل امر صیغہ واحد مؤنث حاضر ہے، سَارَ يَسُورُ اجوف واوی "ن" "دیوار پر چڑھنا" ﴿قُل سِيرُوا فِي الأَرضِ الانعام ۱۱﴾۔ **أَرْخِيْ:** باب افعال أَرْخَى يُرْخِي، نرم کرنا، جانور کی رسی ڈھیلی کرنا، ارخی فعل امر ہے، صیغہ واحد مؤنث حاضر ﴿الرِّيحَ تَجرِي بِأَمرِهِ رُخَاءً حَيثُ أَصَابَ سورة ص ۳٦﴾۔ **زِمَام:** زاء کے کسرہ کے ساتھ، جس سے کوئی چیز باندھی جائے، مہار، باگ، نکیل، لگام۔ **لَاتُبْعِدِيْنِي:** آخر میں یاء ضمیر متکلم ہے، "ن" وقایہ ہے لا تبعدی، باب افعال کی نہی ہے، صیغہ واحد مؤنث حاضر، نہ دور کر مجھ سے ﴿ذَٰلِكَ رَجعٌ بَعِيدٌ ق ۳﴾۔ **جَنَاكِ:** ك ضمیر مخاطبہ ہے، جَنَا ناقص یائی، جَنَىٰ يَجْنِي باب "ض" درخت سے پھل توڑنا، یہ اسم مصدر ہے، ثَمَرٌ جَنِيٌّ تازہ چنا ہوا پھل ﴿تُسَاقِط عَلَيكِ رُطَبًا جَنِيًّا مریم ۲۵﴾۔ **الْمُعَلَّلِ:** عَلَّلَ يُعَلِّلُ، تفعیل "بار بار پلانا"، بکذا، کھیل کود میں ڈالنا، کسی کام کو مکرر کرنا، اسم مفعول ہے۔

۱٦ فَمِثْلُكِ حُبْلَى قَدْ طَرَقْتُ وَمُرْضِعٍ　　فَأَلْهَيْتُهَا عَنْ ذِيْ تَمَائِمَ مُحْوِلِ

معشوقہ کو غرورِ حسن سے باز رکھنے کے لئے کہتا ہے کہ حسن و جمال میں تجھ جیسی بہت سی حاملہ اور دودھ

پلانے والی عورتیں ہیں جن کے پاس میں رات کے وقت گیا اوران کوتعویذ والے یک سالہ بچہ سے غافل بنادیا۔

مطلب: عنیزہ کے کنارہ کش ہونے پر اپنی بڑائی جتلاتے ہوئے کہتا ہے کہ میں نے حاملہ اور مرضعہ تک کو جو جماع سے متنفر ہوتی ہیں اپنی طرف مائل کرلیا، عنیزہ کی حاملہ اور مرضعہ سے مثلیت حاملہ اور مرضعہ ہونے میں نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ بہت سی عورتیں جو خوبصورتی اور حسن و جمال میں عنیزہ کے مثل ہونے کے ساتھ ساتھ حاملہ اور مرضعہ بھی تھیں۔

مِثْلُكِ: ''ک'' ضمیر مجرور متصل ہے، مثل مانند ہونا مثلك نکرہ کے حکم میں ہے کیونکہ مثل کا لفظ جب بھی مضاف ہو چاہے معرفہ ہی کی طرف ہو، نکرہ کے حکم میں رہتا ہے فوائد الضیائیہ صـ ۲٦٥ ﴿قَالَت لَهُم رُسُلُهُم إِن نَحنُ إِلَّا بَشَرٌ مِثلُكُم ابراهیم ۱۱ ﴾۔ **حُبْلٰی:** حاملہ ''س'' حَبَلاً حاملہ ہونا، حبلیٰ صفت ہے، تقدیر عبارت یوں ہے: رُبَّ امرأةٍ حُبلٰی۔ **طَرَقْتُ:** صیغہ واحد متکلم فعل ماضی معروف از ''ن'' رات کو آنا، ''س'' گدلا پانی پینا ﴿وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ ﴾۔ **مُرْضِع:** صیغہ اسم فاعل ہے، افعال سے اَرْضَعَ يُرْضِعُ دودھ پلانا، رضیع دودھ پیتے بچے کو کہتے ہیں ﴿وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرضَعنَكُم النساء ۲۳ ﴾۔ **فَاَلْهَيْتُهَا:** الهيتُ باب افعال اَلْهٰى يُلْهِي غافل کر دینا، صیغہ واحد متکلم فعل ماضی معروف۔ ھا ضمیر مؤنث ہے، مذکورۃ کی تاویل میں ہوکر حبلی اور مرضعہ دونوں کی طرف لوٹ رہی ہے ﴿ وَيُلهِهِمُ الأَمَلُ فَسَوفَ يَعلَمُونَ الحجر ۳ ﴾، **عَنْ:** حرف جر ہے۔ درج ذیل معانی کے لئے آتا ہے۔

(۱) مجاوزة: ترحل عن مكان فيه ضيم ایسے مکان سے چلا جا! جہاں ظلم ہو۔

(۲) بدل: جیسے يوم لاتجزى نفس عن نفس شيئاً وہ دن جس میں کوئی نفس کسی نفس کا بدلہ نہیں دے گا۔

(۳) تعلیل: جیسے ما فعل ذلك الا عن اضطرار. اس نے مجبور ہو کر کیا۔

(۴) استعلاء: جیسے احببتُ الاحسان الى الفقراء عن كثرة الصلوة. میں فقراء کے ساتھ اچھے سلوک کو کثرتِ صلوۃ پر ترجیح دیتا ہوں۔

☆ کبھی "عن" اسم ہوکر جانب کے معنی میں آتا ہے، اس وقت اس پر حرف جر داخل ہوتا ہے، جیسے جلس مِن

عَن یسار الخلیفة. خلیفہ کی بائیں جانب بیٹھا، یہاں عن مجاوزۃ کے لئے ہے۔ مصباح اللغات صـ ۵۷۸

ذِیْ: ذی کو کبھی کبھی ذہ بھی پڑھتے ہیں، بمعنی صاحب ہے، اس کا ترجمہ ''والا'' یا ''والے'' سے بھی کیا جاتا ہے ﴿وَیُؤتِ کُلَّ ذِی فَضلٍ فَضلَهٗ هود ۳ ﴾۔ **تَمَائم** بمفردہٗ تمیمةٌ ، تعویذ۔ **مُحْوِل:** احال یحیل باب افعال، سال گزرنا، اسم فاعل ہے، یعنی یک سالہ بچہ، لیکن قاعدے کے مطابق بعد از تعلیل اسم مفعول محال آتا ہے اور اسم فاعل محیل ہے، کبھی خلاف قیاس بغیر تعلیل کے ذکر کردیا جاتا ہے، جیسے استحوذ علیهم الشیطان جوکہ استحاذ علیهم الشیطان ہونا چاہیے تھا، املاء ما من به الرحمٰن من وجوه اعراب القران صـ ۲۷ دوسری صورت یہ ہے کہ یہاں لفظ مُغیل بالغین ہے، اس عورت کو کہا جاتا ہے جو حالت حمل میں بچے کو دودھ پلائے ﴿ وَالوَالِدَاتُ یُرضِعنَ أولَادَهُنَّ حَولَینِ کَامِلَینِ البقرة ۲۳۳ ﴾

۱۷ اِذَا مَابَکیٰ مِنْ خَلْفِهَا انْصَرَفَتْ لَهٗ　　بِشِقٍّ وَّ تَحْتِیْ شِقُّهَا لَمْ تُحَوَّلِ

جب وہ (بچہ) اس کے پیچھے رونے لگتا تھا تو وہ اپنے ایک حصہ کو اس کی طرف پھیر دیتی تھی اور ایک حصہ میرے نیچے رہتا تھا جو نہیں پھیرا جاتا تھا،

مطلب: یعنی بدن کا بالائی حصہ دودھ پلانے کے لئے بچہ کی جانب پھیر لیتی تھی اور زیریں حصہ مجھ سے غایت الفت کی بناء پر نہیں ہٹاتی تھی۔

اِذَا: دو طرح سے آتا ہے۔ ا-فجائیہ ۲-ظرفیہ شرطیہ غیر جازمہ۔

ا-**فجائیہ:** کسی بات کے اچانک رونما ہونے کو بتلانے کے لئے، جیسے: خرجتُ فاذا المطرها طل۔ میں جیسے ہی نکلا دیکھا موسلا دھار بارش ہو رہی تھی، اذا فجائیه ہمیشہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے۔

۲-ظرفیہ شرطیہ غیر جازمہ: شرط کے معنی میں ہوتا ہے، اور جملہ فعلیہ پر داخل ہوتا ہے جیسے اِذَا اجتَحتَ نَجحتَ کوشش کروگے تو کامیاب ہوگے　　السراج فی الشرح المنهاج صـ ۱۶۱

مَا: زائدہ ہے۔ **خَلْف:** بسکون اللام پیچھے، بعد ازاں، خُلف بضم الخاء، وعدہ خلافی کرنا، خلف بکسر الخاء، مختلف ہونا ﴿فَجَعَلنَاهَا نَکَالًا لِمَا بَینَ یَدَیهَا وَمَا خَلفَهَا البقرة ۶۶ ﴾ **اِنْصَرَفَتْ:** صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی معروف، انفعال انصرف ینصرف ، پھر جانا، مڑ جانا۔ ﴿ ثُمَّ انصَرَفُوا صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوبَهُم

التوبہ ۱۲۷ ﴾ **لَہٗ:** لام بمعنی الی ہے، یعنی بچے کی طرف۔ **شِقٌّ:** جانب، کنارہ، انسان کی ایک جانب، مشقت، سگا بھائی، ہر چیز کا آدھ، یہاں انسان کی ایک جانب مراد ہے۔ ﴿لم تکونوا بالغیہ إلا بشق الأنفس النحل ۷ ﴾ **تحتی:** ''ی'' ضمیر متکلم ہے، تحت بمعنی نیچے، اس کے لئے اضافت لازم ہے، کبھی کبھی بغیر اضافت بھی ذکر کرتے ہیں، اس وقت مبنی برضمہ ہوتا ہے، جیسے جاء من تحتُ ﴿وَهَذِهِ الأنهارُ تجري من تحتي أفلا تبصرون الزخرف ۵۲ ﴾ **لَمْ تُحَوَّلِ:** تفعیل حوّل یحوّل پھیر دینا، پلٹ دینا، ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر دینا، صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع مجہول نفی جحد بلم ہے ﴿واعلموا أن اللہ یحول بین المرء وقلبہ الانفال ۲۳ ﴾ ☆آیت لم تکونوا بالغیہ إلا بشق الأنفس کی تفسیر کے ضمن میں علامہ قرطبی لفظ شق کے مختلف معانی ومراد ذکر کرتے ہوئے ایک معنی ''جانب'' ذکر کرتے ہیں اور اس پر اسی شعر سے استدلال کرتے ہیں!، ملاحظہ فرمائیں، ویجوز أن یکون بمعمی المصدر من شققت علیه شقا۔ والشق أیضا بالکسر النصف یقال: أخذت شق الشاة وشقة الشاة۔ وقد یکون المراد من الآیة هذا المعنی أی لم تکونوا بالغیه إلا بنقص من القوة وذهاب شق منها أی لم تکونوا تبلغوه إلا بنصف قوی أنفسکم وذهاب النصف الآخر۔ والشق أیضا الناحیة من الجبل۔ وفی حدیث أم زرع: وجدنی فی أهل غنیمة بشق۔ قال أبو عبید: هو اسم موضع۔ والشق أیضا: الشقیق یقل: هو أخی وشق نفسی۔ وشق اسم کاهن من کهان العرب۔ والشق أیضا: الحانب ومنه قول امرئ القیس:

إذا ما بکی من خلفها انصرفت له ـــ بشق وتحتی شقها لم یحول تفسیر قرطبی ج ۱۰ صـــ ۷۲

۱۸ وَيَوْمًا عَلَىٰ ظَهْرِ الْكَثِيبِ تَعَذَّرَتْ　　عَلَيَّ وَآلَتْ حَلْفَةً لَمْ تَحَلَّلِ

اور ایک روز اس (معشوقہ) نے ایک ریت کے ٹیلے پر مجھ سے سختی کی اور (جدائی کی) ایسی قسم کھائی جس میں کوئی استثناء نہ تھا۔

مطلب: عنیزہ کے اس وقت سختی کرنے پر شاعر کو اس کی وہ پرانی سختی بھی یاد آ گئی جو کسی ٹیلے پر اس کے ساتھ کی تھی۔ قسم بلا استثناء کے معنی یہ ہیں کہ وہ قطعی قسم تھی جس میں انشاء اللہ وغیرہ نہیں کہا گیا تھا اور جس سے گریز کی کوئی شکل نہ تھی۔

یَوْماً: دن، مفعول مقدم ہے تعذرت فعل سے ﴿قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا أَوْ بَعْضَ یَوْمٍ البقرة ٢٥٩﴾۔ **ظَهْر:** ظَهر بفتح الظاء ، پشت، پیٹھ، ج: ظُهُور ،ظُهر بضم الظاء دن کے آدھے ہونے کا وقت، ظِهرة بکسر الظاء، مدد، اسی سے ظہیر بمعنی مددگار ہے ﴿الَّذِي أَنقَضَ ظَهْرَكَ الم نشرح ٣﴾۔ **الْكَثِيب:** کثیب ریت کے ٹیلے کو کہتے ہیں، جمع: اَكْثِبَة و كُثُبَان۔ **تَعَذَّرَتْ:** صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی معروف ،تفَعُّل ،دشوار ہونا، باز رہنا، (سختی کرنا)۔ **عَلَيَّ:** علیٰ حرف جر''ی''ضمیر متکلم ہے۔ **وَآلَتْ:** واؤ تفصیلیہ ہے،الت ای حَلَفَتْ ایلاءً اصلهُ اَلَوَ ، قسم کھانا ﴿لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِن نِسَائِهِم البقرة ٢٢٦﴾ **حَلْفَة:** ''ضرب'' حلفاً قسم کھانا، الَتْ سے مفعول مطلق ہے ﴿وَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنَّهُم لَمِنكُم التوبة ٥٦﴾ **لَمْ تَحَلَّلِ:** تفعل مضارع ایک تاء حذف کردی گئی، تَحلُّلاً کفارہ ادا کرکے آزاد ہوجانا (حلفةً لم تحلل ، قطعی قسم جس میں استثناء نہ ہو) ﴿وَإِذَا حَلَلْتُم فَاصْطَادُوا المائدة ٢﴾

١٩ أَفَاطِمَ مَهْلاً بَعْضَ هَذَا التَّدَلُّلِ　　وَإِنْ كُنْتِ قَدْ أَزْمَعْتِ صَرْمِي فَأَجْمِلِي

اے فاطمہ! اس ناز و انداز کو ذرا چھوڑ اور اگر تو نے مجھ سے قطع تعلق کا پختہ ارادہ کرلیا ہے تو اچھے طریقے کے ساتھ کر۔

مطلب: یعنی اگر مجھ سے تعلق رکھنا ہے تو ناز و انداز میں کمی کر، ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے اور اگر قطع تعلق ہی کرنا مقصود ہے تو وہ بھی بھلائی کے ساتھ ہونا چاہیے۔

أَفَاطِم: ہمزہ نداء، فاطم منادی مرخم ہے، عنیزہ کا اصل نام فاطمۃ تھا۔ **مَهْلاً:** مصدر امر کے معنی میں ہے، بمعنی اَمْهِل ٹھہرو۔ واحد، جمع، مذکر مؤنث، سب کے لئے مہلاً ہی استعمال ہوتا ہے ﴿فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُم رُوَيْدًا الطارق ١٧﴾۔ **بَعْدَ:** ظرف زمان، بمعنی بعد، اس کے لئے اضافت لازم ہے، اگر مذکور نہ ہو تو محذوف ہوگی، پھر محذوف منوی ہوگی یا نسیاً منسیا اگر منوی ہو تو مبنی بر ضم ہوگا، بصورت دیگر معرب ہوگا ﴿وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا الاعراف ٥٦﴾۔ **تَدَلُّل:** مصدر باب تفعل ناز و نخرے والا ہونا، مجرد''ض'' دلالاً ،المرأة على زوجها، عورت کا شوہر کی بناوٹی مخالفت کرنا،''ن'' دلالة، رہنمائی کرنا

،راستہ دکھانا ﴿مَا دَلَّهُم عَلَى مَوتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الأَرضِ سبا ١٤ ﴾ **أَزمَعتِ:** فعل ماضی از ماعاً ثابت قدم رہنا، پختہ ارادہ کرنا۔ **صَرمِی:** صرم ''ض'' صرماً تعلق توڑنا، گفتگو بند کرنا ''ی'' متکلم ہے۔

فَاجمِلی: فعل امر ''باب افعال'' اجمالاً اچھے طریقے سے، خوش اسلوبی سے ﴿سَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا الاحزاب﴾

٢٠ أَغَرَّكِ مِنِّي أَنَّ حُبَّكِ قَاتِلِي   وَأَنَّكِ مَهمَا تَأمُرِي القَلبَ يَفعَلِ

یقیناً میری جانب سے تجھے یہ گھمنڈ ہوگیا ہے کہ تیری محبت مجھے قتل کئے دیتی ہے، اور یہ کہ جو کچھ تو میرے دل کو حکم دے گی، وہ (ضرور) کرے گا۔

مطلب: چونکہ تجھے میری مجبوریٔ عشق کا پوری طرح احساس ہوگیا ہے، اس لئے تو نے اور زیادہ ستانا شروع کردیا ہے۔

أَغَرَّكِ: ہمزہ استفہام، کبھی کبھی ہمزہ استفہام تحقیق اور تثبیت کے لئے آتا ہے غرّ فعل ماضی، ''ن'' غراً و غرةً دھوکہ، گھمنڈ، تکبر ﴿يَا أَيُّهَا الإِنسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الكَرِيمِ الانفطار ٦ ﴾۔ **قَاتِلِیْ:** قاتل، اسم فاعل ''ن'' قتل کرنا ''ی'' متکلم ﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَموَاتٌ البقرة ١٥٤ ﴾۔ **مَهْمَا:** اسم شرط جازم۔ **تَأْمُرِی:** فعل مضارع، تامرین تھا، نون عامل جازم کی وجہ سے گرگیا۔ ﴿أَتَأمُرُونَ النَّاسَ بِالبِرِّ وَتَنسَونَ أَنفُسَكُم البقرة ٤٤ ﴾ قلب: دل ج قلوب ﴿إِلَّا مَن أَتَى اللَّهَ بِقَلبٍ سَلِيمٍ الشعراء ٨٩ ﴾

٢١ وإِنْ تَكُ قَدْ سَاءَتْكِ مِنِّي خليقةٌ   فَسُلِّي ثِيَابِي مِن ثِيَابِكِ تَنْسُلِ

اور اگر میری کوئی عادت تجھ کو بری معلوم ہوئی ہے تو اپنے کپڑوں (یا اپنے دل) کو میرے کپڑوں (یا میرے دل) سے کھینچ لے، تاکہ جدا ہو جائے۔

مطلب: ثیاب سے جامہ اور قلب دونوں مراد ہوتے ہیں، جیسا کہ عَنتَرة نے اس شعر میں ثِیَاب سے دل مراد لیا ہے۔   فشككت بالرمح الاصم ثيابه   ليس الكريم على القنا بمحرم

میں نے ایک مضبوط نیزے سے اس کا دل چھید دیا، (یقیناً ایک عالی نسب) شریف انسان کا وجود

نیزے پر حرام نہیں، (نیزہ جسے بھی لگتا ہے اپنا اثر دکھاتا ہے)۔

خلاصہ یہ ہے کہ میں ہر حال میں تیرا مطیع ہوں، اگر تو جدائی پسند کرتی ہے تو میں بھی راضی ہوں اگرچہ وہ میرے لئے ہلاکت کا سبب ہے مصرع: سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے۔

سَاءَ تْکِ: ساءت فعل ماضی، سَوَاءً وسِواءً غمگین کرنا، برا سلوک کرنا ﴿كَذٰلِكَ لِنَصرِفَ عَنهُ السُّوءَ یوسف ۲۴﴾ ۔**خَلِيقَةٌ:** عادت، طبیعت ۔**فسلّيْ:** فعل امر ''ن'' مصدر سَلاً کسی چیز کو کسی چیز سے آہستہ آہستہ نکالنا، الصارم المسلول سونتی ہوئی تلوار ۔**تَنْسُل:** مضارع ''ن'' نسولاً، کٹ جانا، علیحدہ ہو جانا۔

☆ امام ابن کثیرؒ سورۃ مدثر کی آیت ٤ "وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ" کی تفسیر کرتے ہوئے چند اقوال نقل کرتے ہیں اور آخر میں محاکمہ فرماتے ہوئے کہتے ہیں طہارۃ ثیاب سے طہارۃ قلب مراد لیا جاسکتا ہے استدلال میں اسی شعر کو پیش کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں! وقال الثوری عن رجل عن عطاء عن ابن عباس فی هذه الآية: وَثِيَابَكَ فَطَهِّر قال: من الإثم۔ وقال مجاهد: وَثِيَابَكَ فَطَهِّر قال: نفسك ليس ثيابه۔ وفی رواية عنه: وَثِيَابَكَ فَطَهِّر ای عملك فأصلح وقال قتادة: وَثِيَابَكَ فَطَهِّر أی: طهرها من المعاصی وكانت العرب تسمی الرجل إذا نكث ولم يف بعهد الله إنه لَمُدنَس الثياب۔ وإذا وفی وأصلح: إنه لمطهر الثياب۔وقال محمد بن سيرين: وَثِيَابَكَ فَطَهِّر أی: اغسلها بالماء۔وقال ابن زيد: كان المشركون لا يتطهرون فأمره الله أن يتطهر وأن يطهر ثيابه۔ وقد تشمل الآية جميع ذلك مع طهارة القلب فإن العرب تطلق الثياب عليه كما قال امرؤ القيس: "وَإن تَكُ قَد سَاءتك منى خَلِيقَةٌ ۔۔۔ فَسُلِّی ثِيَابِی مِن ثيابك تَنسُلِ" وقال سعيد بن جبير: وَثِيَابَكَ فَطَهِّر ای قلبك ونيتك فطهر۔ تفسير ابن كثير ج ۸ ص ۲٦۳

۲۲ وَمَا ذَرَفَتْ عيْنَاكِ إِلَّا لِتَضْرِبي بِسَهْمَيْكِ فِي أَعْشَارِ قَلْبٍ مُقَتَّلِ

ترجمہ اول: تیری دونوں آنکھیں اشکبار نہیں ہوئیں مگر صرف اس لئے کہ تو اپنی دونوں (نگاہوں کے) تیروں کو (میرے) شکستہ دل کے ٹکڑوں میں مارے۔

ترجمہ ثانی:

تیری دونوں آنکھوں نے صرف اس لئے آنسو بہائے تاکہ تو اپنے دونوں تیروں (معلّٰی اور رقیب) کو

میرے دل کے دسوں حصوں پر مار کر مجموعہ دل کی مالک بن جائے۔

ذَرَفَتْ: فعل ماضی ''ض'' ذَرْفًا وذَرِيفاً، بہنا۔ **عَيْنَاكِ:** عينان تثنیہ نون بوجہ اضافت گر گیا ﴿ أَلَم نَجعَل لَهُ عَينَينِ البلد ﴾ **سَهْمَيْكِ:** سهمٌ کا تثنیہ ہے یہاں بھی بوجہ اضافت نون حذف ہوا۔ **أعْشَارِ:** واحد عَشر، وہ ٹکڑا جو کسی برتن یا پتھر کی ہنڈیا سے ٹوٹ کر گرے، پہلے ترجمہ کی رو سے یہاں مطلق ٹکڑے مراد ہیں، جب کہ دوسرے ترجمہ کی رو سے ''سہام قمار'' کے مطابق دل کے دس ٹکڑے مراد ہیں، تفصیل کچھ یوں ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں اونٹ وغیرہ ذبح کیا جاتا پھر اس کے دس ٹکڑے کر دیئے جاتے، اب دس تیروں کے ذریعے قرعہ نکال کر ان ٹکڑوں کو تقسیم کیا جاتا تھا، تقسیم کی ترتیب کچھ اس طرح ہوتی: دس تیروں: (۱) الفَذُّ، (۲) التَوأَم، (۳) الرَقِيب، (٤) الحِلْس، (٥) النَافِس، (٦) المَسِيل، (٧) المُعَلّى، (٨) السَلْفِيج، (٩) المَنِيح، (۱۰) الاَوْغَد، میں پہلے تیر کے لئے ''ایک حصہ''، دوسرے کے لئے ''دو حصے''، تیسرے کے لئے ''تین''، اسی طرح ''المعلی'' کے لئے سات حصے ہوتے، اور آخری تینوں خالی ہوتے، لہٰذا جس کے قرعے میں معلی اور رقیب نکل آتے تو وہ دس کے دس حصوں کا مالک بن جاتا، شاعر بھی اس شعر میں محبوبہ کی آنکھوں کو رقیب اور معلی کے دو تیر کہتا ہے کہ محبوبہ نے ان دونوں تیروں کے ذریعے میرے شکستہ دل کے دسوں کے دسوں ٹکڑے حاصل کر لئے۔ **مُقَتَّلِ:** مفعول، تفعیل، (جب قلب موصوف ہو تو) ایسا دل جس کو عشق نے ہلاک کر دیا ہو (شکستہ دل)

۲۳ وَبَيضَةِ خِدْرٍ لَا يُرَامُ خِبَاؤُهَا تَمَتَّعْتُ مِنْ لَهْوٍ بِهَا غَيْرَ مُعْجَلِ

اور بہت سی (ایسی) پردہ نشین عورتیں جن کے خیمے کا بھی قصد نہیں کیا جا سکتا، میں نے بہت دیر، ان کی دل لگی سے فائدہ اٹھایا، (بیضۂ خدر سے حسین عورتیں مراد ہیں)

وَبَيْضَةِ: واؤ بمعنی رُب، بيضةٌ، بَيْضٌ کا واحد ہے، انڈا، لیکن مضاف الیہ کے بدلنے سے ترجمہ بدل جاتا ہے۔ بيضة البلد: شہر کا بڑا آدمی، بيضة الحر: گرمی کی شدت، بيضة العُقر: آخری اولاد، بيضة خدر: لڑکی، دوشیزہ، پردہ نشین۔ **خِدْرِ:** پردہ، لڑکی کے لئے مکان کا مخصوص حصہ۔ **لَا يُرَامُ:** مضارع، اجوف واوی ''ن'' رَوْمًا، قصد کرنا۔ **خِبَاءُ:** خیمہ ج: اخبیاء۔ **تَمَتَّعْتُ:** ماضی تمتعاً، نفع اٹھانا ﴿ فَقَالَ تَمَتَّعُوا

فِـي دَارِكُـم هـود ٦٥ ﴾ **لَهـو:** ''ن'' لهواً: کھیلنا، وہ چیزیں جس سے انسان لذت حاصل کرے (دل لگی) ﴿أنَّمَا الحَيَاةُ الدُّنيَا لَعِبٌ وَلَهوٌ الحديد ٢٠ ﴾ ۔ **مُعْجَل:** اسم مفعول ''افعال'' جلدی کرنا یا لفظ معجّل اسم مفعول باب تفعیل سے ہے جلدی کرنا ﴿مَن كَانَ يُرِيدُ العَاجِلَةَ عَجَّلنَا لَهُ الاسراء ١٨ ﴾ ۔

٢٤ تَجَاوَزْتُ أَحْرَاساً إِلَيْهَا وَمَعْشَراً　　عَلَيَّ حِرَاصاً لَوْ يُسِرُّونَ مَقْتَلِي

ایسے نگہبانوں اور قبیلے سے بچ کر اس تک جاتا جو میرے متعلق اس کے خواہشمند تھے کہ کاش وہ پوشیدہ طور سے مجھ کو قتل کر ڈالیں۔

مطلب: پوشیدہ طور سے قتل کی تمنا اس وجہ سے کرتے تھے کہ یہ شہزادہ تھا جس کو علی الاعلان نہیں قتل کیا جا سکتا۔

تَجَاوَزْتُ: ماضی ''تفاعل'' حد سے بڑھنا ﴿وَنَتَجَاوَزُ عَن سَيِّئَاتِهِم احقاف ١٦ ﴾ ۔ **أَحْرَاساً:** واحد حرس یا حارس نگہبان ﴿فَوَجَدنَاهَا مُلِئَت حَرَسًا شَدِيدًا وَشُهُبًا الجن ٨ ﴾ ۔ **مَعْشَراً:** قبیلہ، جماعت، ج معاشرۃ ﴿ يَا مَعشَرَ الجِنِّ وَالإِنسِ الرحمٰن ٣٣ ﴾ ۔ **حِرَاصاً:** واحد حریص ﴿ حَرِيصٌ عَلَيكُم بِالمُؤمِنِينَ التوبة ١٢٨ ﴾ ۔ **يُسِرُّونَ:** مضارع اسرار بھید چھپانا، بھید ظاہر کرنا، اضداد میں سے ہے، دوسری صورت میں مطلب ہوگا کہ ذرا بھی نہ جھجکیں گے، سامنے آتے ہی علی الاعلان قتل کریں گے ﴿وَاللّٰهُ يَعلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعلِنُونَ النحل ١٩ ﴾ ۔ **مَقْتَل:** یہ مصدر میمی ہے ''ن'' قتل کرنا، مصدر میمی کے چند مشہور اوزان یہ ہیں: مَفْعَلٌ، مَفْعِلٌ، مِفعِلٌ، مُفْعَلٌ، مُفَعَّلٌ، مُفَالٌ شَذُّ العَرف فی فن الصرف صـــ ٨٣ ﴿كُتِبَ عَلَيكُمُ القِتَالُ وَهُوَ كُرهٌ لَكُم البقرة ٢١٦ ﴾

٢٥ إِذَا مَا الثُّرَيَّا فِي السَّمَاءِ تَعَرَّضَتْ　　تَعَرُّضَ أَثْنَاءِ الْوِشَاحِ الْمُفَصَّلِ

(میں اس کے پاس ایسے وقت پہنچا) جب کہ ثریا کے کنارے آسمان پر اس طرح ظاہر ہو گئے تھے جیسے کہ (تھوڑے تھوڑے) فصل سے پروئے ہوئے موتیوں کے ہار کے کنارے۔

مطلب: وشاحِ مفصل سے وہ ہار مراد ہے جس میں آبدار موتیوں کے درمیان سیاہ پوتھ کے دانے پرو دیئے گئے ہوں، ثریا کی تشبیہ ایسے ہار سے نہایت لطیف ہے کیونکہ ان چھوٹے چھوٹے ستاروں کے درمیان تاریکی حائل

ہوتی ہے۔

ثُرَیَّا: آسمان پر ستاروں کا مجموعہ۔**تَعَرَّضَتْ:** فعل ماضی، تفعل، ایک جانب یا کنارہ ظاہر کرنا، مجرد عرضاً ''ض'' ''س'' ظاہر ہونا ﴿وَعَرَضنا جَهَنَّمَ يَومَئِذٍ لِلكافِرِينَ عَرضًا الكهف ١٠٠﴾۔**اَثْنَاء:** مفرد ہ ثنی لڑی۔**وِشَاح:** بکسر او بضم الاول، ہار۔**المُفَصَّلِ:** مفعول، تفصیلاً فاصلے فاصلے سے ﴿كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الآيَاتِ لِقَومٍ يَعلَمُونَ الاعراف ٣٢﴾

٢٦ فَجِئْتُ وَقَد نَضَّتْ لِنَوْمٍ ثِيابَهَا لَدَى السِّتْرِ إِلَّا لِبْسَةَ المُتَفَضِّلِ

میں اس کے پاس ایسے وقت میں پہنچا جب کہ وہ پردے کے پیچھے جامۂ خواب کے علاوہ سونے کے لئے اپنے (سب) کپڑے اتار چکی تھی۔

مطلب: وہ پردے کے پیچھے میرے انتظار میں تھی اور کپڑے محض اہل قبیلہ کو یہ جتانے کے واسطے اتارے تھے کہ سونے کا ارادہ کر رہی ہے۔

نَضَتْ: ناقص واوی ''ن'' کپڑے اتارنا، تفعیل کسی کے کپڑے اتارنا، لہٰذا نَضَت بالتخفیف ہی زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے۔**لِنَوْمٍ:** نوم مفعول لہ ہے اور قاعدہ ہے کہ جب مفعول اور فاعل کے فعل کا وقت جدا جدا ہو تو مفعول لہٗ کو جارہ سے مجرور کرنا واجب ہے اسی وجہ سے لنوم کہا کیوں کہ انتزاع ثوب اگرچہ نوم ہی کے لئے کیا گیا ہے، لیکن انتزاع ثوب اور نوم کا وقت جدا جدا ہے تنویر شرح نحو میر صـــ ٢٥ ﴿لَا تَأخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَومٌ البقرة ٢٥٥﴾، **سِتْر:** پردہ، چلمن، ج سُتُور، سَتر بفتح الاوّل ڈھال۔ ﴿لَم نَجعَل لَهُم مِن دُونِهَا سِترًا الكهف ٩٠﴾۔**لِبْسَة:** خاص لباس، کیونکہ فِعْلَةٌ کا وزن خاص ہیئت بتانے کے لئے آتا ہے، اس لئے لِبسَةٌ کا ترجمہ خاص لباس سے کیا گیا ہے ﴿يَا بَنِي آدَمَ قَد أَنزَلنَا عَلَيكُم لِبَاسًا الاعراف ٢٦﴾۔**المُتَفَضِّلِ:** مفعول ''تفعل'' شب خوابی کا لباس پہننا، اگر صلہ علی ہو تو ''فضل کا دعویٰ کرنا'' ﴿مَا هٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثلُكُم يُرِيدُ أَن يَتَفَضَّلَ عَلَيكُم المومنون ٢٤﴾

٢٧ فَقَالَتْ: يَمِينَ اللّٰهِ مالَكَ حِيلَةٌ وَمَا إِنْ أَرى عَنْكَ الْغَوَايَةَ تَنجَلِي

(جب میں اس کے پاس پہنچا) تو وہ بولی خدا کی قسم تیرے لئے اب کوئی عذر نہیں اور میں نہیں خیال کرتی کہ تجھ سے یہ (عشق کی) گمراہی زائل ہو جائے گی۔

مطلب: مَالَكَ حِيلَةٌ کا ایک مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ اب میرے پاس تجھے ٹلانے کا کوئی حیلہ اور بہانہ نہیں ہے اور یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں کہ اگر تو اس وقت یہاں گرفتار ہوگیا اور اہل قبیلہ جاگ اٹھے تو اپنے یہاں آنے کا (یا بچنے کا) کوئی حیلہ و تدبیر نہیں کر سکے گا، یہ شعر شاعر کے بہترین اشعار میں سے سمجھا گیا ہے، اس قصیدہ میں بھی اس کی نظیر نہیں۔

يَمِيْنَ اللّٰهِ: یمین پر رفع و نصب دونوں درست ہیں، رفع کی صورت میں خبر ہوگی مبتداء محذوف یَمِیْنِی کی، تقدیرِ عبارت یمینی یمینُ اللہ، نصب کی صورت میں مفعول مطلق بنے گا، اَحلِف محذوف کا تقدیرِ عبارت احلف یمینَ اللہ ﴿وَلٰكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا عَقَّدتُّمُ الْأَيْمَانَ المائدة ٨٩﴾

وَمَا إِنْ أَرٰى: یہاں اِنْ زائدہ ہے، اِنْ چار جگہ پر زائدہ ہوسکتا ہے۔

(۱) مانافیہ کے بعد: فَمَا اِنْ طُبُّنَا جُبن ولٰكِن مَنَايَانَا ودَولَة آخرينَا (ہماری عادت بزدلی نہیں مگر ہماری تقدیر اور دوسرے کی دولت یعنی دوسروں کے ہاتھ میں دولت کے چلے جانے کے ڈر نے ہمیں بزدل بنادیا ہے) (۲) ما مصدریہ کے بعد: ورجُّ الفَتى لِلْخَير مَا اِنْ رَاَيتَهُ عَلَى السِنّ خَيراً لا يَزَالُ يَزِيدُ (اور آدمی کا خیر یعنی نیکی کے لئے حرکت کرنا کہ جس کو تو بڑھاپے کے باوجود خیر پر دیکھے، یہ بڑھتا ہی رہتا ہے) (۳) ما موصولہ کے بعد: يُرجى الفَتى مَا اِن لايَرَاهُ وتَعَرَّض دُونَ أَدْنَاهُ الخُطُوبُ (بہادر آدمی سے توقع کی جاتی ہے کہ جس کا اسے گمان نہیں ہوتا اور مصیبتیں، آزمائشیں اس سے کم درجہ کے لوگوں سے اعراض کرتیں ہیں). (۴) الا استفتاحیہ کے بعد: اَلا اِنْ اَسرىٰ لَيلاً فبتُّ كَئِيباً اُحَاذِر اَنْ تَنَائُ النَّوىٰ بِغَضُوبا (میں رات بھر چلتا رہونگا اور کسی ٹیلے پر رات گزارلوں گا میں اس سے ڈرتا ہوں کہ میری منزل (ناراض) محبوباؤں سے دور نہ ہو جائے) السراج فی الشرح المنهاج ص ۱۸۲ **الغواية**: ''ض'' غَوايَةٌ گمراہ ہونا ﴿وَعَصَى آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَى طه ۱۲۱﴾۔ **تَنْجَلِيْ**: مضارع انفعال، انجلاءً زائل ہونا۔

۲۸ خَرَجْتُ بِهَا تَمْشِيْ تَجُرُّ وَرَاءَ نَا 　 عَلٰى أَثَرَيْنَا ذَيْلَ مِرْطٍ مُرَحَّلِ

میں اس کو ایسے حال میں لے کر نکلا کہ وہ چل رہی تھی اور ہم دونوں کے نشاناتِ (قدم) پر ہمارے پیچھے منقش چادر کے دامن کو کھینچ رہی تھی۔

مطلب: وہ اپنی چادر کے پلوؤں کو زمین پر کھینچتی ہوئی چل رہی تھی تاکہ کوئی ہمارے پیروں کے نشانات سے پتہ نہ لگالے اس لئے کہ عرب علمِ قیافہ میں کمال رکھتے تھے۔

تمشی: مضارع ''ض'' مشیاً چلنا ﴿وَلَا تَمشِ فِي الأَرضِ مَرَحًا الاسراء ٣٧﴾۔ **تَجُرُّ:** مضارع ''ن'' جراً کھینچنا ﴿وَأَخَذَ بِرَأسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيهِ الاعراف ١٥٠﴾۔ **وَرَاء:** پیچھے ﴿وَيَكفُرُونَ بِمَا وَرَائَهُ البقرة ٩١﴾۔ **اثر:** نشانِ قدم ﴿فَارتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا الكهف ٦٤﴾۔ **ذیل:** دامن، ج: اذیال، ذیول۔ **مرط:** صوف کی بنی ہوئی چادر، ج: مروط، **مرحّل:** من الثوب، کجاوے کی مانند نقش ونگار والا کپڑا

٢٩ فَلَمَّا أَجزنَا سَاحةَ الحَيِّ وَانتَحَى　　بِنَا بَطْنُ خَبْتٍ ذِي حِقَافٍ عَقَنْقَلِ

پس جب ہم قوم کی آبادی سے نکل گئے اور وسیع ریگستان کے درمیان میں جو ٹیلوں والا تھا، پہنچے (لما کا جواب آگے آرہا ہے)

لَمَّا: اسم شرط غیر جازم ہے، اسے لما حینیه بھی کہتے ہیں اور لمّا، اسم وجود لوجود بھی کہتے ہیں، کیونکہ یہ دو فعلوں پر داخل ہوتا ہے، اور دوسرے فعل کا وجود پہلے فعل کے وجود پر منحصر ہوتا ہے، عام طور پر ترجمہ ''جب'' سے کیا جاتا ہے ﴿وَلَمَّا يَدخُلِ الإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُم الحجرات ١٤﴾۔ **اجزنا:** ''فعل ماضی'' افعال الموضعَ، آگے نکل جانا، الشیء، جائز کرنا، الرحل، اجازت دینا ﴿فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ الكهف ٦٢﴾۔ **ساحة:** گوشہ، کنارہ، مکانوں کے درمیان کا چوک (آبادی) ج: سَاحٌ، سُوحٌ، سَاحَات۔ **الحَيُّ:** محلّہ، چھوٹا قبیلہ (قوم) ج: اَحیاء۔ **اِنْتَحیٰ:** فعل ماضی، افتعال متوجہ ہونا، قصد کرنا، لهُ اعتماد کرنا، جھکنا (لفظی ترجمہ ہوگا...... ریگستان کی طرف متوجہ ہوئے، ریگستان کا قصد کیا)۔ **بَطْن:** من الارض زمین کا پست حصہ (درمیان) ﴿وَأَيدِيَكُم عَنهُم بِبَطنِ مَكَّةَ الفتح ٢٤﴾۔ **خَبْت:** کشادہ وپست زمین، ج:

اَخبَات، خُبُوت۔ **ذی:** صاحب، والا، اعراب ستہ مکبرہ والا ہے ﴿صٓ وَالقُرآنِ ذِی الذِّکرِ سورۃ صٓ﴾۔ **حقاف:** مفردہٗ، حَقَف، دراز وپیچیدہ تودہ ریت (ٹیلہ)۔ **عَقَنْقَل:** وسیع وعریض وادی۔ عَقَنقَل، خَبت کی صفت ہے دونوں کو ملا کر ترجمہ "وسیع ریگستان" سے کیا گیا۔

☆سورۃ یوسف کی آیت فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ وَأَجمَعُوا کی تفسیر میں علامہ محمد بن جریر الطبری فرماتے ہیں! جواب لمّا پر واوَزائدہ داخل کیا جاسکتا ہے اور استدلال میں اسی شعر کو پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں وَقولُهُ: فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ وَأَجمَعُوا فَأُدخِلَتِ الوَاوُ فِی الجَوابِ کَمَا قَالَ امرُؤُ القَیسِ: فَلَمَّا أَجزنَا سَاحَةَ الحَیِّ وَانتَحی --- بِنَا بَطنُ خَبتٍ ذِی حِقَافٍ عَقَنقَلِ، فَأَدخَلَ الوَاوَ فِی جَوابِ لَمَّا وَإِنَّمَا الکَلَامُ: فَلَمَّا أَجزنَا سَاحَةَ الحَیِّ انتَحی بِنَا وَکَذٰلِكَ: فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ وَأَجمَعُوا لِأَنَّ قَولَهُ أَجمَعُوا هُوَ الجَوابُ تفسیر طبری ج ۱۳ ص ۳۰

۳۰ هَصَرْتُ بِفَوْدَيْ رَأْسِهَا فَتَمَايَلَتْ　　عَلَيَّ هَضِيمَ الكَشْحِ رَيَّا المُخَلْخَلِ

تو میں نے اس کی دو زلفوں کے ذریعے اس کو اپنی طرف جھکایا چنانچہ وہ باریک پہلو و کمر، گداز پنڈلی والی (معشوقہ) میری طرف جھک آئی۔

هَصَرْتُ: فعل ماضی "ض" هصراً کھینچ کر جھکانا۔ **بِفَوْدَی:** دراصل فَودَین تھا، نون تثنیہ اضافت کی وجہ سے گر گیا، فَود کنپٹی کے بال (زلف)۔ **تَمَايَلَتْ:** فعل ماضی مؤنث، تفاعل، جھکنا ﴿فَلَا تَمِیلُوا کُلَّ المَیلِ فَتَذَرُوهَا کَالمُعَلَّقَةِ النساء ۱۲۹﴾۔ **هَضِيمٌ:** المرأة پتلی کمر والی عورت، الثمر توڑا ہوا ہونا ﴿وَزُرُوعٍ وَنَخلٍ طَلعُهَا هَضِیمٌ الشعراء ۱۴۸﴾۔ **الكَشْحِ:** پہلو، ج: کشوح۔ **رَيَّا:** خوش منظر، عمدہ (گداز)۔ **مُخَلْخَل:** پنڈلی کی وہ جگہ جہاں پازیب پہنی جاتی ہے، خَلخَال پازیب، اسی طرح مَقرَط: کان کی وہ جگہ جہاں بالی ڈالی جاتی ہے، قُرط بالی، جمع اَقرَاط، قُرُوط اور مَسوَر: ہاتھوں کا وہ مقام جہاں کڑے ہوتے ہیں یعنی کلائیاں، سوار بضم السین و بکسر ھا، کڑے، کنگن۔

۳۱ مُهَفْهَفَةٌ بَيْضَاءُ غَيْرُ مُفَاضَةٍ　　تَرَائِبُهَا مَصْقُولَةٌ كَالسَّجَنْجَلِ

وہ معشوقہ نازک کمر، خوبرو، چھوٹے پیٹ والی ہے، اس کا سینہ آئینہ کی طرح درخشاں ہے،

مطلب: معشوقہ کے واسطے لوازم حسن ثابت کرتا ہے اور ترائب کو بلفظِ جمع لانے سے مقصود سینہ کی وسعت کی

طرف اشارہ کرنا ہے۔

مُهَفْهَفَةٌ: پتلی کمر والی لڑکی۔ **بیضاء** : ابیض کی تانیث، سفید، خوبرو ﴿وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ الاعراف ۱۰۸﴾۔ **مُفَاضَةٌ:** بڑے پیٹ والی عورت (غیرُ مفاضۃٍ، ستے ہوئے بدن والی)۔

تَرَائِبُ: مفرده تريبة: سینے کی بالائی ہڈی ﴿يَخْرُجُ مِن بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ الطارق ۷﴾۔

مَصْقُولَةٌ: مفعول۔ ''ن'' صَقْلًا وَصِقَالًا پالش کرنا، چمکانا (درخشاں)۔ **سَجَنْجَل:** شیشہ، آئینہ، رومی لفظ ہے۔

☆ علامہ فخر الدین رازیؒ سورۃ طارق کی آیت ۷ يَخْرُجُ مِن بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ کی تفسیر کرتے ہوئے ترائب کا معنیٰ ''سینے کی ہڈیاں'' بیان کرتے ہیں اور اسی شعر سے استدلال کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں: ترائب المرأة عظام صدرها حيث تكون القلادة وكل عظم من ذلك تريبة وهذا قول جميع أهل اللغة۔ كما قال امرؤ القيس : ترائبها مصقولة كالسجنجل　　تفسیرِ رازی ج ۳۱ ص ۱۱۹

۳۲ كَبِكْرِ الْمُقَانَاةِ الْبَيَاضِ بِصُفْرَةٍ　　غَذَاهَا نَمِيرُ الْمَاءِ غَيْرَ الْمُحَلَّلِ

وہ محبوبہ اس یکتا موتی کی طرح ہے جس میں زردی اور سفیدی ملی ہوئی ہو، جس کو ایسے صاف پانی سے سیراب کیا ہو، جس پر لوگ نہ اترے ہوں۔

مطلب: کیونکہ عورتوں میں سفید رنگ جو زردی کی طرف مائل ہو زیادہ پسندیدہ ہے، اس وجہ سے محبوبہ کو ایسے موتی سے تشبیہ دی ہے، نمیر الماء غير محلل کی تخصیص اس بناء پر ہے کہ رنگ کی خوبی کو صاف پانی میں بہت زیادہ دخل ہے، اگر گدلا پانی پیا جائے تو رنگ نہیں نکھرتا۔ **بِكْر:** یکتا، اچھوتا، ہرنئی چیز، کنوارپن (بكر کے مضاف الیہ میں تین احتمال ہیں، الصدفة یعنی موتی، البرد یعنی اولہ، البيضة یعنی شتر مرغ کا انڈا! اور تینوں صورتیں اضافة الصفة الى الموصوف کی قبیل سے ہیں ترجمہ بالترتیب اس طرح ہوگا، وہ محبوبہ اس یکتا موتی کی طرح ہے جسکی نگہداشت لوگوں کی پہنچ سے دور صاف وشفاف پانی میں ہوئی ہے یا وہ محبوبہ اس اچھوتے اولے کی طرح ہے جو صاف وشفاف پانی سے بنا ہے، یا وہ محبوبہ شتر مرغ کے پہلے انڈے کی طرح ہے جو سفید مائل بزردی ہوتا ہے، اس آخری صورت میں غذاها نمير الماء میں ها ضمیر کا مرجع البيضة نہیں بلکہ عنیزہ ہے کہ اس عنیزہ کی

پرورش صاف وشفاف پانی سے ہوئی ہے)۔ **مقاناة:** مفعول، قانی یقانی مفاعلة، ملاہوا ہونا مخلوط۔ **صُفْرَة:** زردی **غذا:** پرورش کرنا۔ **نَمِيْرٌ:** صاف ستھرا بے داغ۔ **محلّل:** اسم مفعول، تفعیل۔ الماء المحلل: اونٹوں یا (لوگوں کے) اترنے کی وجہ سے گدلا پانی۔

۳۳ تَصُدُّ وتُبْدِي عَنْ أَسِيلٍ وَتَتَّقِي　　بِنَاظِرَةٍ مِنْ وَحْشِ وَجْرَةَ مُطْفِلِ

وہ اعراض کرتی ہے اور ایک دراز رخسار ظاہر کرتی ہے اور مقام وجرہ کے بچہ والے وحشی (ہرن) کی طرح دیکھتے ہوئے بچتی ہے۔

مطلب: معشوقہ کی چشم مست کو وجرہ کے وحشی ہرن کی آنکھ سے تشبیہ دی گئی ہے، وجرہ کے ہرن عموماً زیادہ حسین ہوتے ہیں اور پھر جب کہ ہرن بچہ والا ہو اور اپنے بچہ کو دیکھے تو اس کی آنکھ میں ایک خاص نمی اور کیف محسوس ہوتا ہے، اسی وجہ سے شاعر نے ان قیودات کا اضافہ کیا ہے، اسی طرح محبوبہ بھی اگر چہ اعراض کرتے ہوئے مجھ سے بچنے کی کوشش کرتی ہے لیکن پھر محبت وچاہت سے دیکھتی بھی ہے تو جب وہ ہم سے روگردانی کرتی ہے تو اس کا ایک حسین رخسار ہمارے سامنے ہوتا ہے لیکن اپنی مست نگاہوں کے ذریعہ ہمیں محو حیرت بنا کر اپنے دیدار سے محروم کر دیتی ہے، اسی مضمون کو ایک اردو کے شاعر نے اپنے انداز میں ادا کیا ہے جس سے اس شعر کے سمجھنے میں زیادہ سہولت ہوگی۔

او نشیلی آنکھ والے تیری آنکھ دیکھ کر
خود بتا دے اس بھری محفل میں کس کو ہوش ہے

تَصُدّ: مضارع، ن، ض، اعراض کرنا ﴿رَأَيْتَ الْمُنَافِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا النساء ٦١﴾۔

تُبْدِي: مضارع، افعال ظاہر کرنا ﴿فَأَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِي نَفْسِهِ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ يسف ٧٧﴾۔

أَسِيْل: اَسُلَ "ك" دراز ہونا، نرم گداز وہموار ہونا، چکنا ہونا؛ موصوف "خد" بمعنی رخسار محذوف ہے۔

تَتَّقِي: مضارع اتقاء، افتعال بچنا ﴿إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوْهُمْ نُوْحٌ أَلَا تَتَّقُوْنَ الشعراء ١٠٦﴾۔ **نَاظِرَة:** اسم "ن" دیکھنا ﴿إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ القيامة ٢٣﴾۔ **وَجْرَة:** وجرہ ایک علاقے کا نام ہے، جو مکہ اور بصرہ کے درمیان واقع ہے۔ **مُطْفِل:** بچہ والی، انسان یا جانور دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ج مَطَافِل، مَطَافِيْل

﴿وَإِذَا بَلَغَ الْأَطفَالُ مِنكُمُ الحُلُمَ النور ٥٩﴾۔

٣٤ وجيدٍ كَجيدِ الرِّئمِ لَيْسَ بفَاحِشٍ   إذَا هِيَ نَصَّتْهُ وَلَا بِمُعَطَّلِ

اور ایک ایسی گردن (ظاہر کرتی ہے) جو گردن آہو (ہرن) کی مثل ہے، جب وہ اس کو بلند کرے تو قبیح (لمبی بے ڈول) اور بے زیور نہیں ہے۔

مطلب: ہرن کی گردن سے تشبیہ دینے پر جو شبہ پیدا ہوا تھا، اس کو لیس بفاحش اور ولا بمعطل سے دور کر دیا، یعنی محبوبہ کی گردن مناسب دراز اور زیور سے مزین ہے۔

جِيدٍ: گردن، ج اجیاد، جیود ﴿فِي جِيدِهَا حَبلٌ مِن مَسَدٍ﴾۔ **رِئم:** آہو (سفید ہرن) ج: الارآم۔ **فَاحِش:** قبیح، برا ﴿إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقتًا وَسَاءَ سَبِيلًا النساء ٢٢﴾۔ **نصَّتهُ:** فعل ماضی، ''ن'' بلند کرنا، نمایاں کرنا، حرکت دینا۔ **مُعطَّل:** اسم مفعول، تفعیل، المرأةُ: عورت کا زیور اتار لینا ﴿وَإِذَا العِشَارُ عُطِّلَت التكوير ٤﴾،

٣٥ وَفَرْعٍ يزِينُ الْمَتْنَ أَسْوَدَ فَاحِمٍ   أَثِيثٍ كَقِنْوِ النَّخْلَةِ الْمُتَعَثْكِلِ

وہ ایسے بال دکھاتی ہے جو کمر کو زینت دیتے ہیں، سخت سیاہ ہیں۔ اتنے گھنے جیسے پھلدار کھجور کا خوشہ۔

مطلب: محبوبہ کے بالوں کی درازی، سیاہی اور کثرت کو بیان کیا ہے، بالوں کی یہ تین صفات نہایت حسن افزا ہیں۔

فَرْع: ''س'' فرعاً کثرت سے بالوں والا ہونا، من الشجرة درخت کی شاخیں ﴿أَصلُهَا ثَابِتٌ وَفَرعُهَا فِي السَّمَاءِ ابراهيم ٢٤﴾۔ **يَزِيْنُ:** مضارع ''ض'' زینت بخشنا ﴿زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا الحَيَاةُ الدُّنيَا البقرة ٢١٢﴾۔ **المتن:** پیٹھ، کمر، چیز کا ظاہری حصہ ج، متون، والفعل منه ''ن'' متناً پیٹھ پر مارنا، ''ک'' متانةً مضبوط و قوی ہونا۔ ﴿إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو القُوَّةِ المَتِينُ الذاريات ٥٨﴾۔ **أَسْوَد:** کالا ﴿مِنَ الخَيطِ الأَسوَدِ مِنَ الفَجرِ البقرة ١٨٧﴾۔ **فاحِمَ:** ''ک'' کالا ہونا۔ الفاحم اَلْفَحِيم: کالا۔ **اَثِيْث:** فعیل ''ن'' اثّاً گنجان ہونا، گھنا ہونا، یہ فرع کی صفت ہے، گھنے لمبے بال، اثاث سامان خانہ ﴿وَأَوبَارِهَا وَأَشعَارِهَا أَثَاثًا وَمَتَاعًا إِلَى حِينٍ النحل ٨٠﴾۔ **قِنو:** خوشہ ﴿قِنوَانٌ دَانِيَةٌ وَجَنَّاتٍ مِن

أعنـابٍ الانعام ۹۹﴾۔ نَـخْلَة: کھجور کا درخت ﴿وَهُزِّي إِلَيكِ بِجِذعِ النَّخلَةِ مريم ۲۵﴾۔

مُتَعَثْكِل: اسم فاعل، "تدحرج" کھجور کا گچھے والا ہونا،

☆علامہ اندلسیؒ تفسیر قرطبی میں سورۃ النحل کی آیت ۸۰ وَمِن أَصوَافِهَا وَأَوبَارِهَا وَأَشعَارِهَا أَثَاثًا وَمَتَاعًا إِلَى حِينٍ کی تفسیر کرتے ہوئے لفظ اَثاث کی تحقیق میں امام خلیلؒ کا قول نقل کرتے ہیں جو اَثاث کے معنی کثرت لیتے ہیں اور اسی شعر سے استدلال کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں قـولـهُ تـعـالـىٰ:" أثاثاً" الأثاث متاع البيت واحدها أثاثة هذا قول أبي زيد الأنصاري۔ وقال الأموي: الأثاث متاع البيت وجمعه آثة وأثث۔ وقال غيرهما: الأثاث جميع أنواع المال ولا واحد له من لفظه۔ وقال الخليل: أصله من الكثرة واجتماع بعض المتاع إلى بعض حتى يكثر ومنه شعر أثيث أي كثير۔ وأث شعر فلان يأث أثا إذا كثر والتف قال امرؤ القيس:

"وفرع يزين المتن أسود فاحم ـــ أثيث كقنو النخلة المتعثكل"

۳٦ غَدَائِرُهَا مُسْتَشْزِرَاتٌ إِلَى الْعُلا تَضِلُّ الْعِقَاصُ فِي مُثَنًّى وَمُرْسَلِ

اس محبوبہ کی مینڈھیاں اوپر کی طرف بٹی ہوئی ہیں (جبکہ) جوڑا ، گندھے ہوئے اور چھوٹے بالوں میں غائب ہو جاتا ہے۔

مطلب: عورتیں عموماً بالوں کو تین حصوں میں منقسم کرتی ہیں، سر کے اگلے چھوٹے چھوٹے بالوں کو گندھ لیتی ہیں جن کو غـدائر کہا جاتا ہے اور سر کے اگلے لمبے بال رُسل کہلاتے ہیں، پچھلے بڑے بڑے بالوں کا جوڑا باندھا جاتا ہے، جس کو عـقـيـصـة کہتے ہیں، مقصد یہ ہے کہ سر کے اگلے گندھے ہوئے اور بلا گندھے ہوئے بال اس کثرت سے ہیں کہ محبوبہ اِن کو سر کے پچھلے حصہ پر ڈالتی ہے تو جوڑا غائب ہو جاتا ہے۔

غدائر: مفرده: غـديـرة مینڈھی۔ **مُستشزِرَات:** بكسر الزاء اسم فاعل، بفتح الزاء اسم مفعول۔ استفعال (رسی) بٹنا۔ **الـعُلٰی:** بلندی، "ض" چڑھنا "ن" بلند ہونا ﴿وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ القلم ٤﴾۔ **تَضِلّ:** مضارع ضل يضل "ض" غائب ہونا، گمراہ ہونا ﴿وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ ابراهيم ۲۷﴾۔ **العِقَاصُ:** مفردہ، عقيصة، بالوں کی چوٹی، جُوڑا، "ض" چوٹی باندھنا۔ **مُثنّٰی:** مفعول، تفعیل کسی شی کو دہرا کرنا ﴿وَلَقَد آتَينَاكَ سَبعًا مِنَ المَثَانِي الحجر ۸۷﴾۔ **مُرْسَل:** مفعول، افعال، چھوڑنا ﴿وَمَا

يُمسِكْ فَلَا مُرسِلَ لَهُ مِن بَعدِهِ فاطر ٢ ﴾

٣٧ وكَشْحٍ لَطِيفٍ كَالْجَدِيلِ مُخَصَّرٍ　　وَسَاقٍ كَأُنْبُوبِ السَّقِيِّ الْمُذَلَّلِ

ایسی باریک، نازک کمر جو (اونٹ کی مہار کی) رسی کی طرح ہے اور پنڈلی جو نرم اور تر بانس کے پورے کی طرح دکھائی دیتی ہے۔

مطلب: محبوبہ کی کمر کو مہار شتر اور پنڈلی کو سرسبز و شاداب پورے سے تشبیہ دی جو عرب کے ذوق کے موافق نہایت خوب ہے۔

كَشْح: پہلو (کمر)، ج: كشوح۔ **لَطِيف:** چھوٹا ہونا (نازک ہونا)، باریک بیں ہونا، ﴿إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا الاحزاب ٣٤ ﴾ **جَدِيْل:** بٹی ہوئی رسی، ج: جُدُول، **مخصر:** باریک کمر والا ہونا، یہ "کشح" کی صفت ہے، مجرد خصراً "س" ٹھنڈ کی وجہ سے اطراف اعضاء میں تکلیف ہونا۔ **سَاق:** پنڈلی ﴿ يَومَ يُكشَفُ عَن سَاقٍ القلم ٤٢ ﴾۔ **أُنْبُوب:** مفردہ: أُنبُبٌ، أُنبُوبَة، (بانس یا نرکل کا) پورا۔ **سَقِيّ:** بروزن فعیل بمعنی مسقیّ كالجريح بمعنى المجروح دریاؤں کے پانی کا سیراب کیا ہوا، انبوب السقی، تر بانس کے پورے السقی کا موصوف البردی بمعنی نرکل یا بانس محذوف ہے ﴿ فَتُثِيرُ سَحَابًا فَسُقنَاهُ إِلَى بَلَدٍ مَيِّتٍ فاطر ٩ ﴾۔ **الْمُذَلَّل:** مفعول، تفعیل، نرمی، عاجزی، قال تعالیٰ: ﴿واخفض لهما جناح الذلّ من الرحمة بنی اسرائیل ٢٤ ﴾

٣٨ وتُضْحِي فَتِيتُ الْمِسكِ فَوْقَ فِرَاشِهَا　　نَؤُومُ الضُّحَى لَمْ تَنْتَطِقْ عَنْ تَفَضُّلِ

وہ (سوتے ہوئے) دن چڑھا دیتی ہے، درانحالیکہ مشک کے ٹکڑے اس کے بستر پر پڑے ہوتے ہیں، چاشت کے وقت تک خوب سونے والی ہے اور اس نے کام دھندے کے لئے معمولی کپڑے پہننے کے بعد پٹکا نہیں باندھا،

مطلب: زیادہ دیر تک سوتے رہنا یہ بھی ایک شان ہوا کرتی تھی۔ مشک کے ریزوں کا بستر پر ہونا ناز و نعمت میں زندگی گزارنے کی علامت ہے اور آخری مصرعہ میں بھی اس کا اثبات مقصود ہے، کیونکہ کام کاج پر پٹکا خادم و نوکر

باندھا کرتے ہیں، آقا و مالک نہیں۔

تُضْحِی: مضارع، افعال، چاشت کا وقت کرنا ﴿وَالضُّحٰی وَاللَّیْلِ إِذَا سَجٰی﴾ ۔ **فَتِیْت:** بروزن فعیل، چورا کیا ہوا۔ فَتِیْتَة: ریزہ ریزہ شدہ چیز کا ایک ٹکڑا، ج: فتائت۔ **مِسک:** مشک، ایک خوشبو جو ہرن کے نافے سے نکلتی ہے ﴿خِتَامُهٗ مِسْكٌ المطففین﴾ ۔ **فِرَاش:** بچھونا، اَفْرِشَةٌ، فُرُوش ﴿وَالْأَرْضَ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُوْنَ الذاریات ۴۸﴾ **نَؤُوم:** بروزن غفور صیغہ مبالغہ بہت سونے والا ہونا ﴿لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ البقرۃ ۲۵۵﴾ **لَمْ تَنْتَطِق:** مضارع، افتعال، کمر میں پٹکا باندھنا۔ **تَفَضَّل:** تفضل الرجلُ؛ شب خوابی کا لباس پہننا یا کام کاج کا لباس پہننا، علیہ؛ فضل کا دعویٰ کرنا ﴿مَا هٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُرِيْدُ أَنْ يَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ المؤمنون ۲۴﴾ عن تفضّل میں عن، بعد کے معنی میں ہے جیسے اِسْتَغْنٰی فُلَانٌ عَنْ فَقْرِهٖ اَیْ بَعْدَ فَقْرِهٖ

۳۹ وَتَعْطُو بِرَخْصٍ غَيْرِ شَثْنٍ كَأَنَّهُ　أَسَارِيعُ ظَبْيٍ أَوْ مَسَاوِيكُ إِسْحِلِ

وہ ایسی نرم و نازک (انگلیوں) سے (چیزیں) پکڑتی ہے گویا کہ وہ انگلیاں مقام ظبی کے کیچوے یا اسحل درخت کی مسواکیں ہیں۔

مطلب: انگلیوں کو مقام ظبی کے کیچوؤں سے تشبیہ دی جن کے سر سرخ اور بقیہ جسم سفید ہوتا ہے اور اسحل کی مسواکوں کو بھی لطافت اور نرمی میں ان کا مشبہ بہ قرار دیا۔

تَعْطُوْ: مضارع "ن" عطواً: لینا، پکڑنا؛ افعال، اعطاءً دینا ﴿وَإِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَا إِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ التوبہ ۵۸﴾ ۔ **رَخْص:** نرم و نازک۔ **شَثْن:** کھردرا، سخت؛ غیرِ شثنٍ، رخصٍ کی صفت ہے پھر دونوں مل کر بنان محذوف کی صفت ہیں۔ **أَسَارِیع:** مفردہ اُسروع کیچوا۔ **مَسَاوِیک:** مفردہ مسواک۔ **إِسْحَل:** ایک نرم و لطیف شاخوں والے درخت کا نام جسکی مسواکیں بنائی جاتی ہیں

۴۰ تُضِيءُ الظَّلَامَ بِالْعَشِيِّ كَأَنَّهَا　مَنَارَةُ مُمْسَي رَاهِبٍ مُتَبَتِّلِ

(حسین چہرے سے) شام کے وقت تاریکی کو روشن کر دیتی ہے، گویا تارک الدنیا راہب کی شام کا

چراغ ہے۔

مطلب: راہب لوگ شام کے وقت کسی بلند جگہ پر آگ روشن کردیتے ہیں، تاکہ راہ بھٹکے ہوئے مسافروں کو راہنمائی ملے،

تُضِیئُ: مضارع، افعال، الاضاءة، روشن کردینا ﴿فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ البقرة ٢٧﴾۔ **ظَلام:** "ظَلام" تاریکی، ابتدائی رات، ظِلام ظلم بے انصافی ﴿أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ الرعد ١٦﴾۔ **عَشِيّ:** رات کی ابتدائی تاریکی، بقول بعض مغرب سے عشاء تک کا وقت ﴿وَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ الِ عمران ٤١﴾۔ **مَنارة:** مَنارة: چراغ رکھنے کی جگہ۔ لیکن منارة سے مطلق چراغ مراد لینا بھی درست ہے ﴿أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ الرعد ١٦﴾ **مُمْسٰی:** مصدر میمی ہے، شام بسر کرنے کی جگہ ﴿حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ الروم ١٧﴾۔ **مُتَبَتِّل:** اسم فاعل، تفعل دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنا، خدا سے تعلق جوڑنا، شادی نہ کرنا، کہا جاتا ہے المریم البتول ﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا المزمل﴾

٤١ إِلَى مِثْلِهَا يَرْنُو الْحَلِيمُ صَبَابَةً　إِذَا مَا اسْبَكَرَّتْ بَيْنَ دِرْعٍ وَمِجْوَلِ

اس جیسی محبوبہ کی طرف بردبار (انسان بھی) نظر جما کر دیکھتا ہے، جب کہ وہ قمیض پہننے والی (عورتوں) اور کُرتی پہننے والی (بچیوں) کے درمیان دراز ہوکر لیٹتی ہے۔

مطلب: محبوبہ کا حسن و جمال اتنا تقویٰ شکن ہے کہ عقلمند سے عقلمند انسان بھی اس کو دیکھ کر محو تماشا ہو جاتا ہے، دوسرے مصرع کی غرض یہ ہے کہ محبوبہ کی عمر موزوں اور متوسط ہے، نہ بڑی عورتوں کی صف میں داخل ہے اور نہ ہی نابالغ بچیوں کی، بلکہ اس کی ابھرتی جوانی ہے، اسی مضمون کو ایک اردو شاعر یوں بیان کرتا ہے:

کون رکھتا ہے بھلا ایسا جگر دیکھیں تو
یار ہو سامنے دیکھیں نہ ادھر دیکھیں تو

یَرْنُو: مضارع "ن" رنأ غور سے دیکھنا۔ **صَبَابَة:** عشق و محبت، صُبَابَةٌ برتن میں بچا ہوا پانی، صَبَابَةً مفعول لہ ہے یا پھر یرنو کی ھو ضمیر سے حال ہے۔

علامہ ثعالبی رحمۃ اللہ علیہ نے فقة اللغة وسر العربية میں عشق کے مندرجہ ذیل مراتب ذکر کئے ہیں۔

پہلا درجہ هَوىٰ ہے۔ دوسرا درجہ عَلاَقَةٌ پھر کَلَفٌ پھر عشق اسی طرح آگے بڑھتے ہوئے صَبَابَةٌ ، شَغَفٌ، شغفٌ، جَوىٰ، تَیَمٌ، تَذلِیَةٌ اورهَیُوم ہیں۔ آخری دونوں درجے پاگل پن کے نزدیک ہیں۔

اِسْبَكَرَّتْ: ماضی۔اقشعرار، دراز ہو کر لیٹنا۔**دِرْع:** عورت کی وہ قمیص جس کو وہ گھر میں پہنتی ہے۔ج، اَدْرُع☆درع (المرأة قمیص) مذکر ہے،درع(الحدید،زرہ) مؤنث ہے۔**مِجوَل:** چھوٹی بچیوں کالباس، کُرتی اور بھی اس کے کئی معنیٰ ہیں،ڈھال، پازیب،تعویذ، چاندی،گورخر،تالاب

٤٢ تَسلَّتْ عَمَايَاتُ الرِّجَالِ عَنِ الصِّبَا   وَلَيْسَ فُؤَادِي عَنْ هَوَاكِ بِمُنْسَلِ

لوگوں کی نوخیز عمر کی عاشقانہ گمراہیاں زائل ہوگئیں مگر اے محبوبہ میرا دل تیری محبت سے زائل ہونے والا نہیں، بقول اردو شاعر:

مر کر بھی میرا دلِ بیتاب نہ ٹھہرا
کشتہ بھی ہوا تشنہ یہ سیماب نہ ٹھہرا

تَسَلَّت: ماضی،تسلّیاً: زائل ہونا۔**عَمَایَات:** مفرده:العِمَایة گمراہی۔**صِبَاء:** بفتح الصادو کسرها، مصدر''ض''نوخیز عمر،بچپنا،بچوں جیسے کام کرنا ﴿قَالُوا كَيفَ نكلم مَن كَانَ فِي المَهدِصَبِيًّامریم۲۹﴾ اصل عبارت یوں ہے تسلت الرجال عن عمایات الصبی۔**فُؤاد:** دِل،ج: افئدة﴿مَا كَذَبَ الفُؤَادُ مَا رَأَى النجم ۱۱﴾۔ **هوىٰ:** مصدر''س''محبت کرنا،خواہش کرنا﴿فَلَا تَتَّبِعُوا الهَوَى أَن تَعدِلُواالنساء ۱۳۵﴾۔**عَن:** یہاں ''بعد'' کے معنیٰ میں ہے جیسے استغنی فلان عن فقرہٖ ای بعد فقرہٖ۔**مُنْسِل:** اسم فاعل،انسالاً :دور کرنا،گرانا

٤٣ أَلَا رُبَّ خَصْمٍ فِيكِ أَلْوَى رَدَدْتُهُ   نَصِيحٍ عَلَى تَعْذَالِهِ غيرِ مُؤْتَلِ

سُن تیرے (عشق کے) معاملہ میں بہت سے مخالف سخت جھگڑالو اپنی ملامت گری میں خیر خواہ (بننے والے) اور کوتاہی نہ کرنے والے (ایسے ہیں کہ) میں نے ان کو ناکام واپس لوٹا دیا (اور ان کی ایک نہ سنی)۔

مطلب: اپنے عشق کا استحکام جتا کر محبوبہ کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتا ہے۔

الا: حرف تنبیہ۔ **رُبَّ:** حرف جر، اس کا مابعد ہمیشہ اسم ہوتا ہے، جو بلحاظ ترکیب دو حال سے خالی نہیں یا تو آگے عبارت میں کوئی فعل ہوگا یا نہیں، اگر ہو تو مابعد رُبَّ مفعول بہ مقدم بنتا ہے، محلاً منسوب اور لفظاً مجرور ہوتا ہے، اور اگر آگے عبارت میں فعل نہ ہو، تو مابعد رُبَّ مبتداء ہوتا ہے۔ محلاً مرفوع اور لفظاً مجرور۔ **اَلْوىٰ:** سخت جھگڑالو، سخت جنگجو، مؤنث "لَیاء" ہے۔ **نَصِیح:** فعیل بمعنی فاعل، نضحاً، خیرخواہی کرنا ﴿وَنَصَحتُ لَکُم فَکَیفَ آسَی عَلَی قَومٍ کَافِرِینَ الاعراف ۹۳﴾۔ **تَعْذَاله:** العَذْلُ والعَذَلُ والتَعْذالُ ملامت۔ **مُؤتِل:** اسم فاعل، إئتِلاءٌ کوتاہی کرنا

٤٤ وَلَیْلٍ کَمَوْجِ الْبَحْرِ أَرخی سُدُولَهُ　　عَلَـيَّ بِـأَنْـوَاعِ الْهُـمُـومِ لِیَبْتَلِي

اور بہت سی موجِ دریا کی طرح (خوفناک) راتیں ہیں، جنہوں نے اپنے پردے طرح طرح کے غموں سمیت میرے اوپر چھوڑ دیئے تاکہ وہ مجھے آزمائیں۔

اَرْخیٰ: فعل ماضی، ارخاء نرم کرنا، الستر والسدل پردہ لٹکانا ﴿الرِّیحَ تَجرِی بِأَمرِهِ رُخَاءً حَیثُ أَصَابَ سورة ص ۳٦﴾۔ **سُدُول:** مفرده سدل: پردہ، ج: اسدال، اَسْدُل بھی آتی ہے۔ **یَبْتَلی:** فعل مضارع، ابتلاءٌ، آزمائش ﴿فَأَمَّا الإِنسَانُ إِذَا مَا ابتَلَاهُ رَبُّهُ الفجر ۱۵﴾

٤٥ فَقُلْتُ لَهُ لَمَّا تَمَطّٰی بِصُلْبِهِ　　وَأَرْدَفَ أَعْجَازاً وَنَاءَ بِکَلْکَلِ

تو میں نے اس رات سے! اُس وقت کہا جب اس نے اپنی کمر دراز کی اور سرین پیچھے کو نکالے اور سینے کو ابھارا، (قلت کا مقولہ اگلے شعر میں ہے)۔

مطلب: شب ہجر کی درازی کو بیان کرتا ہے، رات کو حیوان قرار دے کر جو اسکی کیفیت انگڑائی کے وقت ہوتی ہے، رات کے لئے ثابت کی، کیونکہ انگڑائی لیتے وقت حیوان کے جسم میں کھچاؤ اور لمبائی بہت زیادہ ہو جاتی ہے۔

تَمَطّٰی: فعل ماضی، تفعل، لمبا کرنا، کھینچنا ﴿ثُمَّ ذَهَبَ إِلَی أَهلِهِ یَتَمَطَّی القیامة ۳۳﴾۔ **صُلْب:** ریڑھ کی ہڈی (کمر)، ج اصلاب، صِلَبَة ﴿یَخرُجُ مِن بَینِ الصُّلبِ وَالتَّرَائِبِ ۷﴾۔ **اَرْدَف:** فعل ماضی، افعال ارداف، کسی چیز کو کسی چیز کے پیچھے کرنا، ﴿تَتبَعُهَا الرَّادِفَة النازعات﴾۔ **اَعْجَاز:** سرین،

مفرد: عَجز ﴿کَأَنَّھُم أَعجَازُ نَخلٍ مُنقَعِرٍ القمر ۲۰﴾۔ **نَاءَ:** دور کرنا، ہٹانا فعل ماضی، ''ف'' دراصل اس میں قلب کیا گیا ہے، اصل میں نأی تھا، جیسے رأی میں قلب کر کے راء اور شأی بمعنی آگے بڑھ جانا سے شاءَ (ناءَ بکلکل سینے کو ابھارا)۔ **کَلْکَل:** سینہ، ہنسلی کی ہڈیوں کے درمیان کا حصہ، ج: کَلَاکِل ، کَلْکَال

٤٦ أَلَا أَيُّهَا اللَّيْلُ الطَّوِيلُ أَلَا انْجَلِي　　بِصُبْحٍ وَمَا الإِصْبَاحُ مِنْكَ بِأَمْثَلِ

(میں نے اس شبِ دراز سے کہا) اے (ہجر کی) شبِ دراز صبح بن کر روشن ہو جا (پھر ہوش میں آ کر کہتا ہے) اور صبح بھی تجھ سے کچھ بہتر نہیں ہے۔

مطلب: غیر ذوی القول سے خطاب کرنا عاشق کی انتہائی مدہوشی پر دال ہے، ابتداء رات سے صبح بن جانے کی فرمائش کرتا ہے، پھر کہتا ہے میرے لئے تو صبح بھی شبِ ہجر ہی کی طرح ہے وہ مصائب دن کو بھی موجود ہیں جیسے!

جسے نصیب ہو روز سیاہ مرا سا　　وہ شخص دن نہ کہے رات کو تو کیونکر ہو

أَلَا انْجَلِي: ''الا'' حرف تنبیہ پہلے ''الا'' کی تاکید ہے، اِنْجَلِي فعل امر ہے، از باب انفعال اِنْجِلَاءً، واضح ہونا، روشن ہونا، مجرد جَلَاءً ہے۔ ظاہر ہونا، روشن ہونا ﴿فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا الاعراف ۱۴۳﴾۔ **إِصْبَاح:** انعال۔ صبح میں داخل ہونا ﴿فَالِقُ الإِصبَاحِ وَجَعَلَ اللَّيلَ سَكَنًا انعام ۹۶﴾

أَمْثَل: افضل ج: اماثل ومُثُل۔ مونث: مُثلیٰ۔ کہا جاتا ہے۔ اماثل القوم: قوم کے برگزیدہ لوگ ﴿وَلِلّٰهِ المَثَلُ الأَعلَى وَهُوَ العَزِيزُ الحَكِيمُ النحل ۶۰﴾

٤٧ فَيَالَكَ مِنْ لَيْلٍ كَأَنَّ نُجُومَهُ　　بِأَمْرَاسِ كَتَّانٍ إِلَى صُمِّ جَنْدَلِ

اے رات تجھ پر تعجب ہے، گویا کہ اس کے ستارے سوت کے مضبوط رسوں کے ذریعہ ٹھوس پتھروں سے باندھ دیئے گئے ہیں۔

مطلب: یعنی ستارے اپنی جگہ سے نہیں ٹلتے ایسے معلوم ہوتا کہ ہے رسی سے بندھے کھڑے ہیں، اسی وجہ سے رات دراز ہے اور صبح ہونے میں نہیں آتی۔

فَيَالَكَ: فاء عاطفہ ہے، یاء کلمہ نداء لام تعجب کے لئے ہے، جیسے یا للماء، یا للدواھی (حوادثات،

مصیبتیں) اور کاف خطاب کے لئے ہے، عبارت ہے: یا عجباً لك من الليل۔

فائدہ: ضمیر کے مرجع کی تین قسمیں ہیں: (۱) لفظی جیسے ضرب زید غلامہ. (۲) معنوی جیسے اعدلوا هو اقرب للتقویٰ. (۳) حکمی یعنی جو نہ لفظوں میں موجود ہو اور نہ ہی معناً موجود ہے، بلکہ اس کے بعد مفرد ہو جو اس مبہم ضمیر کی تفسیر کر رہا ہو، جیسے نعم رجلاً، رجلاً "هو" ضمیر مستتر کی تفسیر کر رہا ہے (تنویر شرح نحو میر ص۔۵۳) فیالك میں "ک" ضمیر مبہم ہے، جس کی تفسیر لیل کر رہی ہے، **اَمْرَاس:** مفرد ہ مَرَس مضبوط بٹی ہوئی رسی۔ **کَتَّان:** روئی کے ریشے (سوت)، امراس کتان اضافة البعض الی الكل ہے، جیسے باب حدید۔ خاتم فضة وغیرہ۔ **صُمّ:** مفرد ہ: اَصَمّ ٹھوس، صِمّ سخت مصیبت، شیر۔ **جَنْدَل:** مفردہ جندلة، چٹان، جمع الجمع جنادل (صُمّ جَندل اضافت الموصوف الی الصفت کی قبیل سے ہے، ٹھوس پتھر)

۴۸ وقِرْبَةِ أَقْوَامٍ جَعَلْتُ عِصَامَهَا　　عَلَى كَاهِلٍ مِنِّي ذَلُولٍ مُرَحَّلِ

قوموں کے بہت سے ایسے مشکیزے ہیں، جن کی رسی کو میں نے اپنے مطیع اور بارکش کاندھے پر اٹھایا ہے۔

مطلب: اس شعر کے دو مطلب ہو سکتے ہیں یا تو شاعر اپنے خادم القوم ہونے پر فخر کرتا ہے، کیونکہ قوم کا خادم ہی قوم کا سردار ہوتا ہے۔ (سید القوم فی السفر خادمهم) یا پھر یہ مراد ہے کہ قبیلے پر آنے والی تمام ذمہ داریاں اور بوجھ میرا کندھا ہی برداشت کرتا ہے چاہے قبیلے کے مہمانوں کی مہمان نوازی کرنا ہو یا قبیلے کے کسی فرد پر عائد ہونے والی دیت دینا،،

قِرْبَة: مشکیزہ جمع: قِرَب، قِرْبَات (قِربة، رُبّ محذوف کی وجہ سے مجرور ہے) **عِصَام** مشک باندھنے کی رسی، ج: اَعْصِمَة، عَصَم۔ **کَاهِل:** گردن کے قریب پیٹھ کا بالائی حصہ، ج: کواهل۔ **ذَلُول:** آسانی سے تابع ہونا، مطیع و فرمانبردار ہونا، ج اَذِلّة، ذِلال ﴿وَتَرَاهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا خَاشِعِينَ مِنَ الذُّلِّ الشوریٰ ۴۵﴾ **مُرَحَّل:** مفعول، ترحيل مبالغة فی الرحلة، رحل "ف" سوار ہونا، تکالیف پر صبر کرنا، بارکش ہونا، کجاوہ کسنا ﴿رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ القريش﴾

٤٩ وادٍ كَجَوْفِ الْعَيْرِ قَفْرٍ قَطَعْتُهُ　　بِهِ الذِّئْبُ يَعْوِي كَالْخَلِيعِ الْمُعَيَّلِ

میں نے کتنی ہی ایسی بے آب وگیاہ وادیوں کو (سفر میں) قطع کیا، جوگدھے کے پیٹ کی طرح یا حمار بن مویلع کے علاقے کی طرح خالی تھیں، اس میں بھیڑیا؛ ہارے ہوئے کثیر العیال جواری کی طرح رورہا تھا۔

فائدہ: وادی کے انسانوں سے خالی ہونے کو جوف عیر (حمار وحشی کے پیٹ) سے تشبیہ دینے میں تین امکانات ہیں

(۱) وادی انسانوں سے ایسے خالی ہے جیسے حمار وحشی کا پیٹ چارے سے خالی ہوتا ہے۔

(۲) وادی انسانوں سے اس طرح خالی ہے جس طرح حمار وحشی کا پیٹ انسان کو نفع دینے سے خالی ہے، یعنی اس پر سواری وغیرہ نہیں کی جاتی۔

(۳) وادی انسانوں سے اس طرح خالی ہے جس طرح حمار بن مویلع جو کہ ایک آدمی کا نام ہے۔ اس کی وادی انسانوں سے خالی ہوگئی تھی۔

حمار بن مویلع کا قصہ کچھ یوں ہے یہ شخص اپنے بیٹوں کے ساتھ ایک وادی میں رہا کرتا تھا، ایک ناگہانی حادثے میں اس کے بیٹے ہلاک ہوئے تو یہ ارتداد اختیار کرتے ہوئے دینِ حق سے پھر گیا جس کی بناء پر خدا کے عقاب کا نشانہ بنا اور ایک آسمانی بجلی نے نہ صرف اس کو بلکہ اس کے تمام مال واسباب اور پوری وادی کو جلا کر خاکستر کر دیا، شاعر نے اپنے شعر میں اپنی وادی کو اس وادی سے تشبیہ دی۔

مطلب: اس شعر سے غرض اپنی جفاکشی کی تعریف کرنا ہے۔

وَادٍ: پہاڑوں یا ٹیلوں کے درمیان کشادگی، ج: اَوْدِیة ، اَوَادِیة، اَوْداءٌ ، وادٍ ، رُبَّ محذوف کی وجہ سے مجرور ہے ﴿إِنِّی أَسکَنتُ مِن ذُرِّیَّتِی بِوَادٍ غَیرِ ذِی زَرعٍ ابراهیم ٣٧﴾ **جَوْف:** پیٹ، اندرونی حصہ، ج: اجواف، یمن کے قریب حمار بن مویلع کی وادی کا نام۔ **عَیر:** گدھا یا گورخر۔ ج: "اَعیار عِیار عُیور، عِیَر" قافلے کو کہتے ہیں، ج: عِیرات۔ **قفْر:** گھاس، پانی، آدمی سے خالی زمین، ارضٌ قِفار، بے آب وگیاہ چٹیل میدان کو کہتے ہیں (قفرٍ، وادٍ کی صفت ہے) **ذِئب:** بھیڑیا، ج: ذِئاب، ذُؤبان جب کہ ذَئب بمعنی فحش ہوتا ہے۔ **یَعْوِی:** فعل مضارع، "ض" عُواءً، وَعَیاً الذئبُ و الکلبُ، بھیڑیے یا کتے کا تھوتھنی اٹھا کر

مسلسل چیخنا (رونا) مفاعلہ مُعَاوَاۃً بھونکنے پراکسانا۔ **خَلِیع**: جوئے باز، بے حیائی کے کام کرکے اپنے مرتبے کو گرادینے والا، خلعاً "ف" ابنہٗ عاق کرنا الشیء اتارنا، ﴿إنّی أنا رَبُّكَ فَاخلَع نَعلَيكَ طٰه ۱۲﴾، **مُعَيِّل**: اسم فاعل، تفعیل: کثیر العیال ہونا، مجرد "ض" عیلاً محتاج ہونا ﴿وَ وَجَدَكَ عَائِلاً فَاَغنیٰ الضحیٰ﴾

۵۰ فَقُلْتُ لَهُ لَمَّا عَوَى إِنَّ شَأْنَنَا   قَلِيلُ الْغِنَى إِنْ كُنْتَ لَمَّا تَمَوَّلِ

جب وہ بھیڑیا چلایا تو میں نے اس سے کہا کہ ہماری حالت بیچارگی پر مبنی ہے، بشرطیکہ تو (ابھی تک کبھی بھی) مالدار نہ ہوا ہو۔

مطلب: بھیڑیئے کے چلانے کو بے چارگی پر محمول کر کے اپنی بے چارگی دکھلا کر اس کو دلاسا دیتا ہے۔

فائدہ: لما تین طرح کا ہوتا ہے ۱۔(جازمہ) ۲۔(ظرفیہ) ۳۔(استثنائیہ)

(۱) جازمہ: فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے اور مضارع کو ماضی منفی علی وجہ الاستغراق کے معنی میں کر دیتا ہے۔ جیسے: لَمَّا يَنْصُرْ اس نے ابھی تک مدد نہیں کی۔ گویا کہ زمانہ ماضی کے ہر ہر جز میں مدد کی نفی پھیلی ہوئی ہے۔

(۲) ظرفیہ: لَمَّا کبھی ظرفیہ ہوتا ہے۔ جو معنی شرط کو متضمن ہوتا ہے۔ اسے لما شرطیہ کہتے ہیں اور یہ "حین" یا "اذ" کے معنی میں ہوتا ہے۔ جیسے لَمَّا فتحوا متاعَهُم اور لمَّا توَجَّهَ تِلقَاءَ مَدْيَن.

(۳) لما: استثناء کے طور پر الا کے معنی میں ہوتا ہے۔ جیسے وإن كل نفس لما عليها حافظ. (جب کہ یہاں ان نافیہ ہو) السراج فی الشرح المنهاج صـ۲۷٦ مذکورہ شعر میں لَمّا، ظرفیہ ہے۔

عویٰ: فعل ماضی "ض" عُواءً وَ عَيّاً الذئبُ و الكلبُ، بھیڑیے یا کتے کا تھوتھنی اٹھا کر مسلسل چیخنا، مفاعلہ معواۃً بھونکنے پر اکسانا۔ **شأن**: حالت ﴿لِكُلِّ امرِئٍ مِنهُم يَومَئِذٍ شَأنٌ يُغنِيهِ عبس ۳۷﴾۔ **قَلِيلُ الْغِنىٰ**: غِنىً "س" مالدار ہونا، قليل الغنیٰ افلاس، بیچارگی ﴿يَحسَبُهُمُ الجَاهِلُ أَغنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ البقرة ۲۷۳﴾ **لمّا تموّل**: لما جازمہ ہے، تمول باب تفعل سے "مالدار ہونا" مضارع اصل میں تتمول تھا، قاعدے کی رو سے کبھی کبھی جوازاً تفعل اور تفاعل کے مضارع سے ایک تاء کو حذف کر دیتے ہیں لہذا، تتمول کی ایک تاء کو حذف کر دیا گیا ہے، لمّا یہاں لم کے معنی میں ہے جیسے لمّا يأتِ الضيف اى لم يأت

الصیف حتی الآن (کہ ابھی تک گرمی نہیں آئی)۔

۵۱ كِلَانَا إِذَا مَا نَالَ شَيْئاً أَفَاتَهُ   وَمَنْ يَحْتَرِثْ حَرْثِي وَحَرْثَكَ يَهْزِلِ

ہم دونوں میں سے ہر ایک جب کوئی چیز حاصل کرتا ہے تو کھو بیٹھتا ہے جو شخص میری سی اور تیری سی کمائی کرے گا (ضرور) لاغر ہو جائے گا۔

مطلب: میں اور تو یکساں آزاد منش ہیں جہاں کچھ حاصل ہو خرچ کر ڈالتے ہیں اس لئے ایسے آزاد لوگوں کو افلاس سے دوچار ہونا پڑے گا۔

قرار داد کف آزادگاں نہ گیرد مال   نہ صبر در دلِ عاشق نہ آب درِ غربال

ترجمہ جیسے چھلنی میں پانی اور عاشق کے دل میں صبر نہیں ٹھہرتا اسی طرح آزاد آدمی کے ہاتھ پر مال نہیں ٹھہرتا۔

کلا: دونوں، یہ لفظاً مفرد ہے، اور معناً تثنیہ ہے ﴿إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا الاسراء ۲۳﴾ ۔ **نَال:** ماضی اجوف یائی ''ض''''س'' نیلاً، پانا، حاصل کرنا ﴿قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ البقرة ۱۲۴﴾ اجوف واوی ''ن'' نولاً سے دینا، عطا کرنا، نَالَ اور اَفَاتَ کی ھو ضمیر لفظاً کی طرف راجع ہے، جیسے ''کلتا الجنتین آتت اُکلھا'' آتَتْ کلتا کی طرف لفظاً راجع ہے، اسی طرح زیدٌ وعمروٌ کلاھما قائمٌ کہتے ہیں۔ **یَحْتَرِث:** مضارع، کمائی کرنا۔ **حَرْث:** کھیتی ﴿أَنِ اغْدُوا عَلَىٰ حَرْثِكُمْ إِن كُنتُمْ صَارِمِينَ القلم ۲۲﴾ ۔ **یَهْزِل:** مضارع ''ض'' ھزلاً، الدابة دبلا کرنا، اچھی طرح نگہبانی نہ کرنے کی وجہ سے کمزور ہونا، فی کلامہ بے ہودہ بکنا ﴿وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ الطارق ۱۴﴾

۵۲ وَقَدْ أَغْتَدِي وَالطَّيْرُ فِي وُكُنَاتِهَا   بِمُنْجَرِدٍ قَيْدِ الْأَوَابِدِ هَيْكَلِ

میں اتنی سویرے اٹھتا ہوں کہ پرندے اس وقت اپنے گھونسلوں میں ہوتے ہیں (ایک ایسے گھوڑے پر سفر کرتا ہوں) جو بلند، تیز رفتار اور دوسروں کی طرف متوجہ ہوئے بغیر چلتا رہتا ہے۔

اَغْتَدِي: مضارع، اغتداءً صبح سویرے آنا (اٹھنا) ﴿دُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ الاعراف ۲۰۵﴾ ۔ **الطَّیر:** مفردہٗ الطائر، پرندہ، جیسے راکب کی جمع الرَّكْبُ ﴿أَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرَاتٍ

النحل ۷۹ ﴾۔ **وُکُنَاة:** مفردہٗ الوَکنۃُ، گھونسلہ۔ **مُنْجَرِد:** اسم فاعل، انفعال، انجراد، دوسرے کی طرف متوجہ ہوئے بغیر چلتے رہنا۔ **قَیْد:** بیڑی۔ **اَوَابِد:** مفردہٗ ابِدۃٌ، وحشی، عجیب و نادر چیز قید الاوابد، محاورہ ہے، کہ گھوڑا اپنی تیز رفتاری کی وجہ سے وحشی جانوروں کے لئے قید (بیڑی) کی مانند ہے وہ انہیں بھاگنے سے روک دیتا ہے، مراد تیز رفتار گھوڑا۔ **هَیْکَل:** لمبا درخت، موٹا (ہر جاندار) پیکر، مجسمہ، فرس ھیکل، بلند گھوڑا

۵۳ مِکَرٍّ مِفَرٍّ مُقْبِلٍ مُدْبِرٍ مَعاً ‏ ‏ ‏ ‏ كَجُلْمُودِ صَخْرٍ حطَّه السَّيْلُ مِنْ علِ

بیک وقت بڑا حملہ آور، تیزی سے پیچھے ہٹنے والا، آگے بڑھنے والا، پشت پھیرنے والا ہے، اس پتھر کی طرح جس کو سیلاب (کے بہاؤ) نے اوپر سے گرایا ہو۔

مطلب: نہایت تیز و چالاک گھوڑا ہے، اس قدر پھرتی سے ضرورت کے وقت آگے پیچھے ہٹتا بڑھتا ہے کہ یوں لگتا ہے جیسے یہ صفاتِ متضادہ ایک ہی وقت میں اس میں پائی جاتی ہیں، اس قدر تیزی سے دوڑتا ہے جیسے سیلاب کے دباؤ سے پتھر اوپر سے نیچے گرتا ہے۔

مِکَرّ: مِفْعَلٌ وزن مبالغہ کرَّ یَکُرُّ "ن" لوٹنا، مڑنا، دوبارہ حملہ کرنا ﴿ قَالُوا تِلكَ إذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ نازعات ۱۲ ﴾ اسم مبالغہ کے چند مشہور اوزان درج ذیل ہیں:

فَعّال، فعّالة، فِعّيل، مِفعِيْلٌ، مِفْعَالٌ، فُعَلة، فَعِلٌ، فَعيل، فَعُول، فَاعِلَةٌ،
فُعْلٌ، فَعُوْلَةٌ، مِفعَلٌ، فَاعُوْلٌ، فُعَّالٌ مقدمة مصباح اللغات صــ ۹

مِفَرّ: مِفْعَلٌ وزن مبالغہ، فرّ یفرّ "ض" فراراً: بھاگنا، مراد یہ ہے کہ ایسا سدھایا ہوا گھوڑا جو پینترا بدلنے کے لئے واپس بھاگے اور پھر حملہ کرے ﴿ يَومَ يَفِرُّ المَرءُ مِن أَخِيهِ عبس ۳٤ ﴾۔ **مُقْبِل:** اسم فاعل، افعال، متوجہ ہونا، آگے بڑھنا ﴿ وَأَقبَلَ بَعضُهُم عَلَى بَعضٍ يَتَسَائَلُونَ الصافات ۲۷ ﴾ **مُدبِر:** اسم فاعل، افعال، پیچھے ہٹنا، پیٹھ پھیرنا ﴿وَلَو قَاتَلَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوَلَّوُا الأَدبَار الفتح ۲۲ ﴾ **جُلْمُوْد:** پتھر، چٹان، ج: جلامید۔ **صَخْر:** بڑا پتھر ﴿ وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخرَ بِالوَادِ الفجر ۹ ﴾۔ **حَطّ:** ماضی "ن" حطًّا اترنا، نازل ہونا (گرنا) ﴿ وَقُولُوا حِطَّةٌ نَغفِر لَكُم البقرة ۵۸ ﴾۔ **السَّيْل:** سیلاب، ج:

سُیُوْل ﴿فَاحتَمَلَ السَّیلُ زَبَدًا رَّابِیًا الرعد ۱۷﴾ **عَلِ:** اسم بمعنی فوق ہے، جب معرفہ ہوتو ''مِن عَلُ'' مبنی علی الضم اورنکرہ کی صورت میں ''مِن عَلٍ'' کہا جاتا ہے اور'' اتیتُہ مِن علاً'' بھی کہا جاتا ہے

۵۴ کُمَیْتٍ یَزِلُّ اللِّبْدُ عَنْ حَالِ مَتْنِهِ　　كَمَا زَلَّتِ الصَّفْوَاءُ بِالْمُتَنَزِّلِ

وہ سرخ سیاہ رنگ کا (ایسی چکنی کمر والا ہے) کہ نمدہ کو درمیانِ کمر سے اس طرح پھسلا دیتا ہے جیسے چکنا سخت پتھر بارش کو۔

مطلب: چونکہ اس کی پشت نہایت پر گوشت اور چکنی ہے اس لئے نمدہ اس پر نہیں جمتا، کمر کا ان صفات سے متصف ہونا گھوڑے کی قوت پر دلالت ہے۔

کُمَیت سرخ وسیاہ رنگ والا گھوڑا، یہ مذکر ومؤنث دونوں کے لئے بولا جاتا ہے، اورخلاف قیاس اَکمَتْ کی تصغیر ہے۔ج:کُمت. **یَزِلّ:** مضارع،ض،س،زلّاً و زُلولاً، پھسل جانا ﴿فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعدَ ثُبُوتِهَاالنحل ۹٤﴾، **اَللِّبْد:** نمدۃ، گھوڑے کی پیٹھ پر زین کے نیچے ڈالا جانے والا اونی کپڑا۔ **حَال:** گھوڑے کی پشت کا درمیان۔ **مَتْن:** پیٹھ، کمر، چیز کا ظاہری حصہ، والفعل منہ ''ن'' متناً پیٹھ پر مارنا'' ''ک'' متانۃ مضبوط وقوی ہونا ﴿ وَأُملِی لَهُم إِنَّ کَیدِی مَتِینٌ الاعراف ۱۸۳﴾ **صَفْوَاء:** بڑا پتھر، صفوان: چکنا پتھر ﴿کَمَثَلِ صَفوَانٍ عَلَیهِ تُرَاب البقرة ۲٦٤﴾ **مُتَنَزِّل:** اسم فاعل، تفعل، آہستہ آہستہ اترنا، مراد بارش ہے ﴿تَنَزَّلُ المَلَائِکَةُ وَالرُّوحُ القدر ٤﴾

۵۵ عَلَى الذَّبْلِ جَيَّاشٍ كَأَنَّ اهْتِزَامَهُ　　إِذَا جَاشَ فِيهِ حَمْيُهُ غَلْيُ مِرْجَلِ

باوجود چھریرے پن کے نہایت گرم رو ہے جب اس میں اس کی گرمیٔ (رفتار) جوش مارتی ہے تو اس کے چلنے کی آواز ہانڈی کے ابال کی طرح (سنائی دیتی) ہے۔

مطلب: گھوڑے کے گرم (رفتار) ہو جانے پر جو کیفیتِ آواز پیدا ہوتی ہے اس کو ہانڈی کے جوش سے تشبیہ دی جو نہایت مناسب ہے۔

ذَبل: مصدر ن،ک، ذَبلاً وذُبُولاً ، الفرس، گھوڑے کا دبلا ہونا، چھریرا بدن۔ **جَیَّاش:** صیغہ مبالغہ، ''ض'' جیشاً وجیشاناً ، جوش مارنا، گرم رو۔ **اِهْتِزَام:** مصدر افتعال، السحابةُ بالماءِ. آواز کے ساتھ بادلوں کا

برسنا، الفرس: گھوڑے کا اس طرح چلنا کہ آواز پیدا ہو (چلنے کی آواز) مجرد "ض" ھزماً شکست دینا ﴿جُندٌ مَا هُنَالِكَ مَهزُومٌ مِنَ الأَحزَابِ سورة ص ١١﴾۔ **حَمْيُهٗ:** مصدر "س" حمیاً۔ الفرس۔ گھوڑے کا جسم گرم ہو کر پسینے والا ہو جائے (گرمی رفتار)۔ **غَلْی:** مصدر "ض" غلیاً وغلیان: جوش مارنا (ابال) ﴿کَالمُهلِ یَغلِی فِی البُطُونِ الدخان ٤٥﴾۔ **مِرْجَل:** پیتل و تانبے وغیرہ کی ہانڈی۔

٥٦ مِسَحٌّ إِذَا مَا السَّابِحَاتُ عَلَى الْوَنَى أَثَرْنَ الْغُبَارَ بِالْكَدِيدِ الْمُرَكَّلِ

جب تیز رو گھوڑیاں تھکن کی وجہ سے سخت روندی ہوئی زمین میں غبار اڑانے لگیں (تب بھی وہ) باراں رفتار ہے، (یعنی پے در پے مختلف چالیں دکھاتا ہے)

مِسَحّ: مِفْعَلٌ بروزن مبالغہ، الفرس: تیز رفتار عمدہ گھوڑا (باراں رفتار) مجرد "ف" سحاً بہنا، سحاً کبھی نصب کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے۔ **سَابِحَات:** اسم فاعل "ف" سبحاً: تیرنا، الخیل: تیز رفتار گھوڑا ﴿وَالسَّابِحَاتِ سَبحاً النازعات ٣﴾ **وَنیٰ:** مصدر "ض" وَنیاً وَ وَنِیّاً تھکنا ﴿وَلَا تَنِیَا فِی ذِکرِی طه ٤٢﴾ **اَثَرْنَ:** ماضی، اثارۃً "افعال" غبار اڑانا ﴿فَأَثَرنَ بِهِ نَقعًا العادیات ٤﴾ **کَدِیْد:** سخت زمین۔ **مُرَکَّل:** مفعول، تفعیل، روندنا۔

٥٧ يُزِلُّ الْغُلَامَ الْخِفَّ عَنْ صَهَوَاتِهٖ وَيُلْوِي بِأَثْوَابِ الْعَنِيفِ الْمُثَقَّلِ

سبکتن (چھریرے بدن) لڑکے کو اپنی کمر سے پھسلا دیتا ہے اور بھاری کڑیل سوار کے کپڑے پھینک دیتا ہے۔

مطلب: اس قدر تیز رو ہے کہ ناتجربہ کار تو اس کی پشت پر جم ہی نہیں سکتا، اور تجربہ کار شہسوار کو بھی کپڑے سنبھالنے اور سمیٹنے کی مہلت نہیں دیتا۔

یُزِلُّ: مضارع، افعال، اِزلال پھسلانا، گرانا۔ **الخِفّ:** ہلکا (سبکتن، چھریرا بدن) ﴿انفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا التوبه ٤١﴾ **صَهَوَات:** مفرد صَهوۃٌ گھوڑے کی پیٹھ۔ **یُلْوِی:** مضارع، افعال الواء، به: لے جانا، پھینکنا ﴿وَاسمَع غَیرَ مُسمَعٍ وَرَاعِنَا لَیًّا بِأَلسِنَتِهِم النساء ٤٦﴾ **عَنِیف:** صیغہ صفت (کڑیل) "ک" سختی

کرنا۔ **مُثَقَّل:** مفعول (بھاری) تفعیل، بوجھل کر دینا ﴿إِنَّا سَنُلقِی عَلَیكَ قَولًا ثَقِیلًا المزمل ٥﴾

☆علامہ عبدالرحمن اندلسی تفسیر قرطبی میں سورۃ بقرۃ کی آیت ٣٦ فَأَزَلَّهُمَا الشَّیطَانُ عَنهَا فَأَخرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِیهِ کی تفسیر کرتے ہوئے فَأَزَلَّهُمَا کے معنی کو واضح کرنے کے لئے اسی شعر سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں! إن معنی أزلهما من زل عن المكان إذا تنحی كماقال امرؤ القیس: یزل الغلام الخف عن صهواته ــ ویلوی بأثواب العنیف المثقل   تفیسرِقرطبی ج ١ ص ــ ٣١٢

٥٨ دَرِیرٍ كَخُذرُوفِ الوَلِیدِ أَمَرَّهُ   تَتَابُعُ كَفَّیهِ بِخَیطٍ مُوَصَّلِ

وہ اس قدر تیز رفتار ہے جیسے کسی بچے کی پھرکی، جسے وہ بندھے ہوئے دھاگے کی مدد سے دونوں ہاتھوں کی مسلسل حرکت سے گھماتا ہے۔

مطلب: گھوڑے کو سرعت رفتار میں پھرکی سے تشبیہ دی گئی ہے۔

دَرِیر: فعیل بمعنی فاعل ''ض'' دریراً الفرس: تیز دوڑنا ﴿یُرسِلِ السَّمَاءَ عَلَیكُم مِدرَارًا نوح ١١﴾
خُذرُوف: ''پھرکی'' ایسی کنکری جس میں دو سوراخ ہوتے ہیں، بچے اس میں دھاگہ ڈال کر خاص طریقے سے کھینچتے ہیں، تو وہ تیزی سے گھومنے لگتی ہے۔ **وَلِید:** بچہ، ج: وُلدان ﴿قَالَ أَلَم نُرَبِّكَ فِینَا وَلِیدًا الشعراء ١٨﴾
أَمَرَّ: ماضی، افعال، امرار، رسی بٹنا (گھمانا) مجرد ''ن'' ''مر وراً گزرنا، جانا ﴿أَو كَالَّذِی مَرَّ عَلَی قَریَةٍ البقرة ٢٥٩﴾ **مُوَصَّل:** مفعول، تفعیل، ملا دینا، جوڑ دینا۔ اس دھاگے کا جوڑ مراد ہے جسے پھرکی میں سے گزار کر ایک دوسرے سے باندھ دیا گیا ہے ﴿وَلَقَد وَصَّلنَا لَهُمُ القَولَ لَعَلَّهُم یَتَذَكَّرُونَ القصص ٥١﴾

٥٩ لَهُ أَیطَلَا ظَبیٍ وَسَاقَا نَعَامَةٍ   وَإِرخَاءُ سِرحَانٍ وَتَقرِیبُ تَتفُلِ

اس کی کوکھیں ہرن کی سی ہیں اور پنڈلیاں شتر مرغ کی سی، بھیڑیے کا سا تیز دوڑنا اور لومڑی کے بچے کا سا آہستہ دوڑنا۔

مطلب: گھوڑے کی کوکھوں کو ہرن کی کوکھوں سے، پنڈلیوں کو شتر مرغ کی پنڈلیوں سے اور بھاگنے کو بھیڑیے کی دوڑ سے اور پویا (ہلکی چال) چلنے کو لومڑی کے بچہ کے پویا سے تشبیہ دی ہے، غرض ایک شعر میں چار تشبیہیں جمع کر دی ہیں۔

اَیْطَلا: والاَطَل ،کوکھ، ج: ایاطِیل ، اطال ۔**نَعَامَة:** شتر مرغ ۔**سَاقا:** تثنیہ ساق، پنڈلی ﴿وَالتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ القیامۃ ۲۹ ﴾ **اِرْخَاء:** دوڑنا، علامہ ثعالبیؒ نے فقہ اللغہ میں دوڑنے کی ترتیب اس طرح بیان کی ہے۔ ابتدائی دوڑ کو"الخبب" کہتے ہیں، اس سے قدرے تیز دوڑنے کو"تقریب" پھر اس سے تیز "امجاج" اس سے تیز"احضار" پھر"ارخاء" پھر اهذاب اور آخری تیز ترین دوڑ"اِھماج" کہلاتی ہے،

سِرْحَان: بھیڑیا۔**تَقْرِیب:** دُلکی چال چلنا، (آہستہ چال)، قریب کرنا ﴿ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُجِيبٌ ھود ٦١ ﴾ ۔**تَتْفُل:** تِتفَل و تُتفَل ، لومڑی کا بچہ۔

٦٠ ضَلِيعٍ إِذَا اسْتَدْبَرْتَهُ سَدَّ فَرْجَهُ　　بِضَافٍ فُوَيْقَ الأَرْضِ لَيْسَ بِأَعْزَلِ

(وہ گھوڑا) چوڑے سینے والا ہے، جب تم اسے پیچھے سے دیکھ لوتو وہ اپنی ٹانگوں کی درمیان کی کشادگی کو ایسی دم سے پر کر دیتا ہے جو گھنی اور زمین سے تھوڑی اونچی ہے، (اور وہ) ٹیڑھی دم والا نہیں ہے۔

مطلب: سینہ کی کشادگی اور دم کے گھنے اور طویل ہونے کو بیان کرتا ہے۔ یہ دونوں باتیں گھوڑے میں بہت زیادہ پسند کی گئی ہیں۔

ضَلِيع: مضبوط پسلیوں والا (چوڑے سینے والا) **اِسْتَدْبَرْت:** ماضی، استفعال، پیچھے کی طرف سے دیکھنا ﴿ثُمَّ أَدبَرَ وَاستَكبَرَ المدثر ۲۳ ﴾، **سَدّ:** ماضی "ن" سَدًّا و سَدَادًا: بند کرنا ﴿وَجَعَلنَا مِن بَينِ أَيدِيهِم سَدًّا یٰسٓ ۹ ﴾ **فَرْج:** کشادگی، خالی جگہ، ج: فروج ﴿ وَالَّتِي أَحصَنَت فَرجَهَا الانبیاء ۹۱ ﴾ **ضَاف:** اسم فاعل "ن" ضَفواً: بہت بال والا ہونا، کہا جاتا ہے "ذَنَبٌ ضِيَاف" یعنی لمبی دم، یہاں ضَافٌ، ذَنَبٌ کی صفت ہے موصوف کو حذف کر دیا گیا ہے، جیسا کہ کہتے ہیں مررتُ بکریم ای بانسانٍ کریم **فُوَيْق:** فوق کی تصغیر ہے، تھوڑا سا اوپر، ﴿وَهُوَ القَاهِرُ فَوقَ عِبَادِهِ الانعام ۱۸ ﴾ **اَعْزَل:** من الدواب، دُم کو جھکا ہوا رکھنے والا (ٹیڑھی دم والا)

٦١ كَأَنَّ عَلَى الْمَتْنَيْنِ مِنْهُ إِذَا انْتَحَى　　مَدَاكَ عَرُوسٍ أَوْ صَلَايَةَ حَنْظَلِ

اس کی پیٹھ دائیں بائیں سے جب کہ وہ کھڑا ہوا ایسی ہے جیسے دلہنوں کی خوشبو پیسنے کا پتھر یا اندرائن توڑنے کی سِل

بعض نسخوں میں پہلے شعر کی عبارت اس طرح ہے:

کَأنَّ سَرَاتَہٗ لدی البیت قائماً

سَراۃٌ، پشت ج، سَرَوات ترجمہ ہوگا، اس کی پیٹھ جب کہ وہ گھر کے پاس کھڑا ہوتا ہے۔ ایسی ہے جیسے الخ....

مَتْنَیْنِ: تثنیہ:متن، ریڑھ کی ہڈی یعنی پشت دائیں اور بائیں دونوں طرف سے، پیٹھ، کمر، چیز کا ظاہری حصہ، والفعل منہ ''ن'' متناً پیٹھ پر مارنا، ''ک'' متانۃً مضبوط وقوی ہونا۔ ﴿وَأُملِی لَهُم إنَّ کَیدِی مَتِینٌ الاعراف ۱۸۳﴾ **اِنْتَحیٰ:** ماضی، افتعال انتحاءً، قصد کرنا، اعتماد کرنا، یہاں اعتماد علی الارض مراد ہے، یعنی کھڑا ہونا۔ **مَدَاك:** وہ پتھر جس پر مختلف خوشبوؤں کو پیسا جاتا ہے۔ **عَرُوس:** دلہن، عام طور پر دولہا کے لئے بھی یہی لفظ بولا جاتا ہے، کبھی التباس سے بچنے کے لئے دلہن کو عروسۃ بھی کہہ دیتے ہیں۔ **صَلَایَة:** پیسنے کا پتھر، سِل، ج: صُلِّی صِلِّی۔

٦٢ کأَنَّ دِماءَ الْهَادِیَاتِ بِنَحْرِہٖ　　عُصَارَةُ حِنَّاءٍ بِشَیْبٍ مُرَجَّلِ

ریوڑ کے اگلے جنگلی جانوروں کا خون جو اس کے سینہ پر لگ گیا ہے، کنگھی کئے ہوئے سفید بالوں میں مہندی کے عرق کی طرح معلوم ہوتا ہے۔

مطلب: یعنی گھوڑا جنگلی گائیوں کے ریوڑ پر اتنا تیز رَو ہے کہ جب جنگلی گائیوں کے ریوڑ پر اس کو چھوڑا جاتا ہے تو سب سے اگلے جانوروں سے جاملتا ہے اور شکار کرتے وقت ان جانوروں کے خون کی چھینٹیں اس کی چھاتی پر پڑتی ہیں۔

دِمَاء: مفردہٗ:دم، خون، تثنیہ دمان، دمیان ﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیکُمُ المَیتَةَ وَالدَّمَ البقرۃ ۱۷۳﴾۔ **هَادِیَات:** جمع مؤنث اسم فاعل ''ض'' ھداءً آگے ہونا ﴿وَمَن یُضلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِن هَادٍ الغافر ۳۳﴾۔ **نَحر:** سینہ کا بالائی حصہ، بکسر النون نِحر ماہر حاذق ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانحر الکوثر﴾ **عُصَارَة:** رَس، نچوڑ، عَصِر اور عُصَار بھی کہتے ہیں ﴿إِنِّی أَرَانِی أَعصِرُ خَمرًا یوسف ۳٦﴾ **حِنَّاء:** مہندی۔ **شَیْب:** مصدر ''ض'' شیباً وشَیْبَۃً سفید بالوں والا ہونا ﴿یَومًا یَجعَلُ الوِلدَانَ شِیبًا المزمل ۱۷﴾۔

مُرَجَّل: مفعول، تفعیل کنگھی کرنا، رَجلاً "س" پیدل چلنا، رِجل پاؤں ج ارجل ﴿ أَلَهُم أَرجُلٌ يَمشُونَ بِهَا الاعراف ۱۹۵ ﴾

٦٣ فَعَنَّ لَنَا سِرْبٌ كَأَنَّ نِعَاجَهُ　عَذَارَى دَوَارٍ فِي مُلَاءٍ مُذَيَّلِ

ہمارے سامنے ایک ایسا ریوڑ آیا جس کی جنگلی گائیں گویا دراز دامن چادروں میں (ملبوس) دوار (بت) کی دوشیزہ عورتیں ہیں، جو اس کے گرد گھومتی ہیں۔

مطلب: جنگلی گائیوں کو دُوار بت کی باکرہ حسین لڑکیوں سے تشبیہ دی ہے، جبکہ ان کی دم اور گردن کے کثیر بالوں کو دراز چادروں سے۔

عَنّ: ماضی "ن"، "ض" عَنًّا وعَنَناً سامنے ظاہر ہونا، پیش آنا۔ **سِرْب:** ریوڑ، پرندوں کی ڈار، ج: اَسراب۔ **نِعَاج:** مفردہٗ: نَعجةٌ: بھیڑ و گائے (مؤنث)۔ ﴿وَلِيَ نَعجَةٌ وَاحِدَةٌ سورة صٓ ۲۳﴾ **عَذَارىٰ:** مفردہٗ، عذراء، باکرہ عورت۔ **دُوَار:** اہل جاہلیت کا پتھر سے بنا ہوا بت جس کا عورتیں طواف کیا کرتی تھیں۔ **مُلاء:** مفردہ: مُلاءةٌ: دُہری چادر۔ **مُذَيَّل:** مفعول تفعیل، کپڑے کا لمبا کرنا۔

٦٤ فَأَدْبَرْنَ كَالْجَزْعِ الْمُفَصَّلِ بَيْنَهُ　بِجِيدِ مُعَمٍّ فِي الْعَشِيرَةِ مُخْوَلِ

سو وہ گائیں ایسے حال میں پلٹ کر بھاگیں گویا وہ سیپیوں کا ایسا ہار ہیں جس کے درمیان (اور موتیوں سے) فصل کیا گیا ہے اور جو خاندان میں سے (ایسے بچے کے) گلے میں پڑا ہے۔ جو ننھیال اور ددھیال کے اعتبار سے شریف ہے،

مطلب: "جزع" سیپی کے دونوں کنارے سیاہ ہوتے ہیں اور باقی حصہ سفید، اسی طرح جنگلی گائیوں کے پاؤں اور گردن سیاہ اور باقی بدن سفید ہوتا ہے، اس لئے یہ تشبیہ بہت لطیف ہے، بچہ کے نجیب الطرفین ہونے سے اس کے ناز پروردہ ہونے کی طرف اشارہ ہے، اس لئے اس کی گردن میں جو ہار ہوگا، اس کے موتی بہت زیادہ خوبصورت و بیش قیمت ہوں گے۔

اَدْبَرْن: ماضی، افعال، پیچھے مڑنا ﴿ وَاللَّيلِ إِذ أَدبَرَ المدثر ۳۳ ﴾ **جَزْع:** وہ سیپی جس میں سفیدی اور سیاہی

ہوتی ہے، واحد جزعَةٌ ہے، والفعل منه ،جزوعاً "س" بے صبر ہونا ﴿إذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا المعارج ۲۰﴾
جِيْد: گردن، ج:اجیاد ﴿فِی جِیدِهَا حَبلٌ مِن مَسَدِ اللهب﴾ **مُعَمّ:** شریف چچاوالا ہونا ﴿وَبَنَاتِ عَمِّكَ الاحزاب ۵۰﴾ **مُخْوَل:** شریف ماموں والا ہونا ﴿أو بُيُوتِ أخوَالِكُم النور ۶۱﴾

۶۵ فَأَلْحَقْنَا بِالْهَادِيَاتِ وَدُونَهُ　　جَوَاحِرُهَا فِي صُرَّةٍ لم تُزَيَّلِ

تو اس گھوڑے نے ہمیں آگے کی گائیوں سے اتنی جلد ملا دیا کہ پچھلی گائیں ایسی جماعت میں تھیں جو متفرق نہ ہونے پائی تھی۔

مطلب: اس گھوڑے نے ایسی برق رفتاری کے ساتھ اگلی گائیوں کو جا دبایا کہ پچھلی کو متفرق ہونے اور بھاگنے کا ہوش بھی نہ آیا تھا۔

اَلْحَقْنَا: ماضی، افعال، ملادینا، لاحق کرنا ﴿وَاتَّبَعَتهُم ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَانٍ أَلحَقنَا بِهِم الطور ۲۱﴾
جَوَاحِر: مفردہٗ، جاحر پیچھے رہ جانے والا، **صَرَّة:** جماعت، صِرّہ: تیز آواز والی ہوا۔ صَرّةٌ: تھیلی صَرَّةٌ :بفتح الصاد کے اور بھی کئی معنیٰ ہیں مثلاً شور، چیخ، لڑائی، ترش روئی ﴿فَأَقبَلَتِ امرَأَتُهُ فِي صَرَّةٍ الذاريات ۲۹﴾ **لم تُزَيَّل:** مضارع منفی تفعل، جدا ہونا، علیحدہ ہونا ﴿لو تَزَيَّلُوا لَعَذَّبنَا الَّذِينَ كَفَرُوا الفتح ۲۵﴾

۶۶ فَعَادَى عِدَاءً بَيْنَ ثَوْرٍ وَنَعْجَةٍ　　دِرَاكاً وَلَمْ يَنْضَحْ بِمَاءٍ فَيُغْسَلِ

اس نے پے در پے ایک ہی جھپٹ میں ایک نر گاؤ اور ایک مادہ گاؤ کو دبا لیا اور اتنا پسینہ نہ لایا کہ نہا جاتا

مطلب: اتنا قوی تھا کہ باوجود پے در پے دو جانوروں کو شکار کرنے کے بھی وہ نہ گرمایا۔

عَادَىٰ: ماضی، مفاعلہ، بين الصيدين ، ایک دوڑ میں دو شکار مارنا۔ العَدْوَةُ: ایک مرتبہ کی دوڑ، وادی کا کنارہ ﴿إذ أَنتُم بِالعُدوَةِ الدُّنيَا الانفال ۴۲﴾ **ثَوْر:** بیل۔ **نَعْجَة:** بھیڑ، گائے، ج: نِعَاج ﴿لَهُ تِسعٌ وَتِسعُونَ نَعجَةً سورۃ ص ۲۳﴾۔ **دِرَاكاً:** مصدر مفاعلہ، مداركةً و دراكاً: لاحق ہونا، پالینا ﴿لَا الشَّمسُ يَنبَغِي لَهَا أَن تُدرِكَ القَمَرَ يس ۴۰﴾ **لَمْ يَنْضَح:** مضارع "ف" نضحاً: الفرس پسینے والا ہونا۔

٦٧ فَظَلَّ طُهَاةُ اللَّحْمِ مِنْ بَيْنِ مُنْضِجٍ صَفِيفَ شِوَاءٍ أَوْ قَدِيرٍ مُعَجَّلِ

قوم کے گوشت پکانے والے؛ (گرم پتھروں پر) ترتیب سے پھیلائے ہوئے گوشت کو "کباب کر کے پکانے والوں" یا "ہانڈی کے جلد پکائے ہوئے گوشت کے پکانے والوں" میں منقسم ہو گئے۔

مطلب: شکار کے گوشت کی اس قدر کثرت تھی کہ ہر شخص نے اپنے مزاج کے موافق اس کو پکانا شروع کر دیا۔ بعض نے انگاروں یا پتھروں پر کباب بنانے شروع کر دیئے اور جو زیادہ بھوکے تھے انہوں نے بہت سا گوشت جلد اور بیک وقت پکانے کے لئے ہانڈیاں چڑھا دیں۔

طُهَاة: اسم فاعل، مفرد، طَاهٍ، جیسے قَاضٍ کی جمع قُضَاة ہے، "ن" طَهْواً وطُهُوًّا گوشت پکانا یا بھوننا۔ **مُنْضِج:** اسم فاعل، افعال، گوشت پکانا، مِن بينِ مُنضجٍ میں مِن تفسیریہ ہے ﴿كُلَّمَا نَضِجَت جُلُودُهُم بَدَّلنَاهُم جُلُودًا غَيرَهَا النساء ٥٦﴾ **صَفِيف:** فعیل بمعنی مفعول، ترتیب سے پھیلایا ہوا ﴿يَومَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالمَلَائِكَةُ صَفًّا النباء ٣٨﴾ **شِوَاء:** بھوننا، کباب کرنا، **قَدِير:** بالدال والراء ہانڈی میں پکا ہوا گوشت، قدید، بالدالین دھوپ میں خشک کیا ہوا گوشت۔ **مُعَجَّل:** مفعول، تفعیل، جلدی کرنا ﴿وَقَالُوا رَبَّنَا عَجِّل لَنَا قِطَّنَا سورة ص ١٦﴾

٦٨ وَرُحْنَا يَكَادُ الطَّرْفُ يَقْصُرُ دُونَهُ مَتَى مَا تَرَقَّ الْعَيْنُ فِيهِ تَسَفَّلِ

اور (کھا پی کر) ہم شام کو لوٹے، درانحالیکہ ہماری نگاہ اس پر نہیں جمتی تھی، جب نظر اوپر کو جاتی تھی تو فوراً نیچے اتر آتی تھی۔

مطلب: باوجود تمام دن کی دوڑ دھوپ کے پھر بھی گھوڑے کے حسن و جمال کی یہ کیفیت تھی کہ اس پر نظر نہیں جمتی تھی، جب ہم اس کا بالائی حصہ دیکھتے تھے تو فوراً اس کے زیریں حصہ کے دیکھنے کے مشتاق ہو جاتے تھے، گویا ہماری نظر اوپر سے پھسلتی تھی۔

رُحْنَا: ماضی "ن" رواحاً شام کے وقت آنا، "ض" ریاحۃً بو محسوس کرنا، "ف" راحاً کسی کام کی طرف خوشی سے متوجہ ہونا ﴿حِينَ تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسرَحُونَ :النحل ٦﴾ **الطَّرْف:** آنکھ ﴿أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبلَ أَن

يَرتَدَّ إِلَيكَ طَرفُكَ النمل ٤٠ ﴾**يَقْصُر**: مضارع ''ن'' ناقص ہونا، عاجز ہونا﴿ فَلَيسَ عَلَيكُم جُنَاحٌ أَن تَقصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ النساء ١٠١ ﴾**تَرَقّى**: ماضی تفعل، چڑھنا﴿ أَو تَرقَى فِي السَّمَاءِ الاسراء ٩٣ ﴾**تَسَفَّل**: ماضی تفعل، آہستہ آہستہ نیچے اترنا﴿ وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفلَى التوبہ ٤٠ ﴾

٦٩ فباتَ عليهِ سَرْجُهُ وَلِجَامُهُ　　وباتَ بعينِي قائماً غيرَ مُرْسَلِ

سو وہ گھوڑا رات بھر اس حالت میں رہا کہ اس کی لگام اور زین اسی پر (کسی ہوئی) تھی اور وہ تمام شب میرے سامنے ایسے حال میں کھڑا رہا کہ اس کو چراگاہ میں نہیں چھوڑا گیا تھا۔

مطلب: گھوڑے کی مضبوطی اور جفاکشی کے ساتھ اس کے ہمہ وقت آمادۂ سفر رہنے کو بیان کرتا ہے۔

بات: ماضی ''ض''، ''س'' بَيَاتاً وبَيتُوتَةً: رات گزارنا﴿ وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِم سُجَّدًا وَقِيَامًا الفرقان ٦٤ ﴾۔**سَرْج**: زین، ج: سُروج۔ **لِجَام**: لگام، ج: لُجُم، اَلجِمَةٌ۔ **مُرْسَل**: مفعول، افعال، کھلا چھوڑنا﴿ وَمَا يُمسِكْ فَلَا مُرسِلَ لَهُ مِن بَعدِهِ فاطر ٢ ﴾

٧٠ أَصَاحِ ترى بَرْقاً أُرِيكَ وَمِيضَهُ　　كَلَمْعِ الْيَدَيْنِ فِي حَبِيٍّ مُكَلَّلِ

اے یار (کیا) تو بجلی کو دیکھ رہا ہے، (آ) تجھے میں اس بجلی کی تہ بتہ ابر میں دونوں ہاتھوں کی حرکت کی طرح چمک دکھاؤں۔

مطلب: بجلی کے چمکنے اور کوندنے کو ہاتھوں کی حرکت سے تشبیہ دی گئی ہے۔

أَصَاح: ہمزہ نداء کے لئے اور منادی صاحبُ ہے، باء کو ترخماً حذف کر دیا، تو صاح رہ گیا﴿ وَلَا تَكُن كَصَاحِبِ الحُوتِ القلم ٤٨ ﴾۔**وَمِيْض**: مصدر ''ض'' ومضاً ووميضاً: بجلی کا آہستہ چمکنا۔**لَمْع**: چمک، ''ف'' لمعاً، لمعاناً الیدُ ہاتھ کو حرکت دینا، اشارہ کرنا، الطائرُ پرندے کا بازو پھڑ پھڑانا، البرقُ چمکنا ۔**حَبِيّ**: تہ بہ تہ بادل، گہرا بادل جو زمین سے قریب تر ہو، حَبَا کے بھی یہی معنی ہیں۔**مُكَلَّل**: مفعول، تفعیل، تاج پہنانا، یعنی اوپر والے بادل نیچے والوں کے لئے ایسے ہیں جیسے نیچے والوں نے تاج پہنا، مراد تہ بہ تہ بادل ہیں۔

☆علامہ عبدالرحمن اندلسیؒ تفسیرِ قرطبی میں سورۃ بقرۃ کی آیت ۲۱۷یسئلونک عن الشھر الحرام قتال فیہ کی تفسیر میں قتال کا اعراب ذکر کرتے ہوئے، حذفِ ہمزہ استفہام کی دلیل اسی شعر کو بناتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں

وقرا الأعرج يسألونك عن الشهر الحرام قتال فيه بالرفع۔ قال النحاس: وهو غامض في العربية والمعنى فيه يسألونك عن الشهر الحرام أجائز قتال فيه فقوله: يَسْئَلُونَكَ يدل على الاستفهام كما قال امرؤ القيس:

أصاح ترى برقا أريك وميضه --- كلمع اليدين في حبي مكلل

والمعنى: أترى برقا فحذف ألف الاستفهام لان الالف التي في أصاح تدل عليها وإن كانت حرف نداء كما قال الشاعر: تروح من الحي أم تبتكر والمعنى: أتروح فحذف الالف لان أم تدل عليها

تفسيرِقرطبی ج ۳ صـــ٤٤

۷۱ يُضِيءُ سَنَاهُ أَوْ مَصَابِيحُ رَاهِبٍ أَمَالَ السَّلِيطَ بِالذُّبَالِ المُفَتَّلِ

(کیا یہ) بجلی کی روشنی چمک رہی ہے یا اس راہب کا چراغ جس نے بٹی ہوئی بتیوں پر تیل جھکا دیا ہے۔

مطلب: بجلی کے کوندنے کی تشبیہ سابق شعر میں گزری، اس شعر میں اس کی روشنی کو راہب کے چراغوں کی روشنی سے تشبیہ دیتا ہے۔

يُضِيءُ: مضارع، افعال، اضاءً واضاءۃً: روشن ہونا (چمکنا)﴿يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ النور ۳۵﴾۔**سَنَاهُ:** سَنَا روشنی، ہُ ضمیر کا مرجع ماقبل میں البرق ہے﴿يَكَادُ سَنَا بَرْقِهِ النور ٤۳﴾۔**أَمَالَ:** ماضی، اِمالۃً: جھکانا﴿فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ المَيلِ فَتَذَرُوهَا كَالمُعَلَّقَةِ النساء ۱۲۹﴾۔**سَلِيط:** زیتون یا تلوں کا تیل۔ **ذُبَال:** مفردہٗ، ذُبالۃ، چراغ کی بتی، فتیلہ۔**مُفَتَّل:** مفعول تفعیل، بٹنا﴿وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا النساء ٤۹﴾

☆علامہ عبدالرحمن اندلسیؒ تفسیرِ قرطبی میں لفظِ سلطان کا ماخذ ذکر کرتے ہوئے اسی شعر سے استدلال کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں! قوله تعالى: ما لَم يُنَزِّل بِهِ سُلطاناً حجة وبيانا وعذرا وبرهانا ومن هذا قيل للوالي سلطان لأنه حجة الله عز وجل في الأرض۔ ويقال: إنه مأخوذ من السليط وهو ما يضاء به السراج وهو دهن السمسم قال امرؤ القيس: أمال السليط بالذبال المفتل۔ فالسلطان يستضاء به في إظهار الحق وقمع الباطل۔ تفسيرِقرطبی ج ٤ صـــ۲۳۳

۷۲ قَعَدْتُ لَهُ وَصُحْبَتِي بَيْنَ ضَارِجٍ وَبَيْنَ الْعُذَيْبِ بَعْدَ مَا مُتَأَمَّلِي

میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ضارج اور عذیب کے درمیان غور کرنے کے بعد (بجلی کا نظارہ کرنے کے لئے) بیٹھ گیا۔

صحبتي :ی متکلم ،صحبة جمع صاحب، ساتھی ، جیسے امرأة کی جمع نِسوة بکسر النون اور نُسوة بضم النون ﴿ يَا صَاحِبَي السِّجنِ يوسف ۳۹﴾ ۔**ضَارِج:** یمن اور مدینہ کے درمیان ایک پانی کی جگہ۔ **عُذيب:** بنوتمیم کی ایک وادی۔**مُتَأَمَّلي:** مصدر میمی ''ی'' متکلم، تفعل دیر تک سوچنا، غور کرنا ﴿خَيرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيرٌ أَمَلًا الكهف ٤٦﴾

۷۳ عَلَى قَطَنٍ بِالشَّيْمِ أَيْمَنُ صَوْبِهِ وَأَيْسَرُهُ عَلَى السِّتَارِ فَيَذْبُلِ

دیکھنے سے اس ابر کی بارش کی دائیں جانب کوہِ قطن اور بائیں جانب کوہِ ستار اور یذبل پر معلوم ہوتی تھی

مطلب: بادلوں کی شدت بیان کرنا مقصود ہے۔

شَيم: مصدر ''ض'' البرق، بجلی کے چمکنے اور بارش کے برسنے کی سمت دیکھنا۔**صَوْبه:** مصدر ''ن'' صوباً ومصاباً بارش ہونا۔

۷۴ فَأَضْحَى يَسُحُّ الْمَاءَ حَوْلَ كُتَيْفَةٍ يَكُبُّ عَلَى الْأَذْقَانِ دَوْحَ الْكَنَهْبَلِ

تو وہ ابر پانی کو مقامِ کتیفہ پر اس زور شور سے برسانے لگا کہ کنہبل کے بڑے درختوں کو اوندھا گرادیا۔

أَضْحىٰ: افعال ناقصہ میں سے ہے بمعنی صار۔**يَسُحُّ:** ماضی ''ن'' سحاً، بہت زیادہ پانی لگاتار گرانا۔ **يَكُبُّ:** مضارع ''ن'' كبّاً على الاذقان منہ کے بل گرنا، اوندھا کردینا ﴿ أَفَمَن يَمشِي مُكِبًّا عَلَى وَجهِهِ أَهدَى الملك ۲۲ ﴾۔**أذقان:** مفردہ: ذقن: ٹھوڑی۔﴿وَيَخِرُّونَ لِلأَذقَانِ يَبكُونَ الاسراء ۱۰۹﴾**دَوح:** مفردہ: دوحة: بڑا درخت۔**كنهبل:** ایک خاص قسم کا بڑا درخت۔

۷۵ وَمَرَّ عَلَى الْقَنَانِ مِنْ نَفَيَانِهِ فَأَنْزَلَ مِنْهُ الْعُصْمَ مِنْ كُلِّ مَنْزِلِ

اس ابر کے کچھ چھینٹے کوہِ قنان پر بھی پڑے تو اس نے کوہِ قنان کی ہر جگہ سے بکروں کو نیچے اتار دیا (اس

خوف سے کہ کہیں مینہ زور کا نہ برسنے لگے)۔

قنان: بنی اسد کے ایک پہاڑ کا نام ہے۔**نَفَيَان**: بارش کے قطروں کا بکھر کر کہیں اور پڑنا، کسی چیز کا ایک بڑا حصہ۔**عُصْم**: اَعْصَم کی جمع، ایسا جانور جس کا اگلا ایک پاؤں یا دونوں سفید ہوں، یہاں مراد بکرے ہیں۔

٧٦ وَتَيْمَاءَ لَمْ يَتْرُكْ بِهَا جِذْعَ نَخْلَةٍ وَلَا أُطُماً إِلَّا مَشِيداً بِجَنْدَلِ

قریہ تیماء میں اس ابر نے کسی کھجور کے تنے اور بڑی عمارت کو (سالم) نہ چھوڑا مگر (صرف وہ عمارت) جس کو پتھر اور چونے سے مضبوط تعمیر کیا گیا ہو، (یعنی صرف چونے اور پتھر کی بنی ہوئی عمارتیں سالم رہ گئیں خام عمارتیں سب منہدم ہوگئیں)۔

جِذْع: تنا، ج: جذوع ﴿وَهُزِّي إِلَيكِ بِجِذْعِ النَّخلَةِ مریم ٢٥﴾۔ **أُطُما**: قلعہ (بڑی عمارت)، ج: اطام۔ **مَشِيداً**: مفعول ''ض'' شیداً: عمارت کو مضبوط تعمیر کرنا الحائط: چونے اور گچ سے پلستر کرنا۔﴿وَلَو كُنتُم فِي بُرُوجٍ مُشَيَّدَةٍ النساء ٧٨﴾۔**جَنْدَل**: مفردہٗ جَندَلَةٌ، بڑی چٹان (بڑا پتھر) جمع الجمع جَنَادِل

٧٧ كَأَنَّ ثَبِيراً فِي عَرَانِينِ وَبْلِهِ كَبِيرُ أُنَاسٍ فِي بِجَادٍ مُزَمَّلِ

کوہِ ثبیر اس ابر کی ابتدائی موٹی موٹی بوندوں والی تیز رفتار بارش میں گویا انسانوں کا بڑا سردار ہے جو دھاری دار کملی میں لپٹا ہوا ہے۔

مطلب: بارش کی کثرت کو بیان کرتا ہے کوہِ ثبیر پر جب بارش ہوئی تو نالیوں سے اس کے اطراف میں پانی بہنے سے بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی بڑا سردار دھاری دار چادر اوڑھے ہوئے بیٹھا ہے، ثبیر کو کبیرا ناس سے اور نالیوں سے جو پانی بہہ رہا تھا اس کو چادر کی دھاریوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔

ثَبِير: کوہِ ثبیر مکہ کے قریب ایک پہاڑ ہے جس کے پتھر کعبۃ اللہ کی تعمیر میں بھی استعمال ہوئے تھے، البلدان لابن الفقيه الهمداني ۔**عَرَانِيْن**: مفردہ: عِرنین: ناک، سردار، ہر چیز کا پہلا حصہ۔ یہاں بارش کے پہلے

پہلے پڑنے والے قطرے مراد ہیں۔ **وَبْل:** مفردہ:وابل: تیز رفتار بارش ﴿فَإِن لَّم يُصِبهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ البقرۃ ۲٦۵﴾۔ **کَبِیرُ اُنَاس:** لوگوں کا بڑا، سردار مراد ہے۔ **بِجَاد:** دھاری دار کپڑا، ج:بُجُد۔ **مُزَمَّل:** مفعول، تفعیل: کپڑا لپیٹنا ﴿یا أَیُّهَا المُزَّمِّلُ﴾

☆علامہ عبدالرحمن اندلسیؒ تفسیرِ قرطبی میں ایک جگہ جرّ جوار (پہلے اسم مجرور کے ساتھ جوار و اتصال کی وجہ سے دوسرے اسم پر بھی جر پڑھی جاتی ہے بشرطیکہ معنوی اشتباہ لازم نہ آئے) پر مستدل قرآن پاک کی آیت اور اسی شعر کو بناتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں وإنما خفض للجوار كما تفعل العرب وقد جاء هذا في القرآن وغيره قال الله تعالىٰ: بَل هُوَ قُرآنٌ مَجِيدٌ۔ فِي لَوحٍ مَحفُوظٍ البروج: بالجر۔و قال امرؤ القيس: "كبير أناس في بجاد مزمل" فخفض مزمل بالجوار وأن المزمل الرجل وإعرابه الرفع   تفسیرِ قرطبی ج ٦ ص ۹٤

۷۸ كَأَنَّ ذُرَىٰ رَأْسِ الْمُجَيْمِرِ غُدْوَةً   مِنَ السَّيْلِ وَالْغُثَّاءِ فَلْكَةُ مِغْزَلِ

ٹیلہ مجیمر کے سر کی چوٹیاں، بہاؤ اور جھاگ (وغیرہ) کی وجہ سے صبح کے وقت گویا چرخے کی نوک کی طرح ابھری ہوئی تھیں۔

مطلب: کثرتِ سیلاب کی وجہ سے تمام ٹیلہ غرق آب ہوگیا اور چاروں طرف پانی ہی پانی ہونے کی وجہ سے چوٹیاں چرخے کی نوک کی طرح نظر آتیں تھیں۔

ذُرىٰ: مفردہ:ذُروىٰ، ذِروىٰ: بلند جگہ، چوٹی **مجیمر:** ایک ٹیلے کا نام ہے، مجیمر کے علاوہ مُفَیعِل کے وزن پر کلام عرب میں صرف چار لفظ ملتے ہیں، مهیمن (اسم باری تعالیٰ) مسیطر (وکیل، نگہبان) مبیطر (نعل بندی کرنے والا) مبیقر (ایک خاص کھیل کھیلنے والا) معجم ما استعجم از ابو عبداللہ اندلسیؒ۔ **غُدْوَة:** صبح کا وقت، ج:غُدىً، غُدُوٌّ ﴿وَغَدَوا عَلَى حَردٍ قَادِرِينَ القلم ۲۵﴾۔ **السيل:** سیلاب، بہاؤ ج:سیول ﴿فَأَرسَلنَا عَلَيهِم سَيلَ العَرِمِ سباء ١٦﴾ **غُثَّاء:** ہر وہ چیز جس کو سیلاب اپنے ساتھ لائے، جھاڑ، تنکے، جھاگ وغیرہ، ج:اَغثَاء ﴿فَجَعَلنَاهُم غُثَاءً المؤمنون ٤١﴾۔ **فَلْكَة:** ہر وہ چیز جو بلند اور گول ہو، چرخے کی نوک، ج:فلك وفلك ﴿وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسبَحُونَ يسين ٤٠﴾۔ **مِغْزَل:**

چرخہ، تکلہ، ج: مغازل ﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا النحل ۹۲﴾

۷۹ وَأَلْقَى بِصَحْرَاءِ الْغَبِيطِ بَعَاعَهُ نُزُولَ الْيَمَانِي ذِي الْعِيَابِ الْمُحَمَّلِ

دشتِ غبیط میں اس ابر نے اپنا تمام بوجھ لا ڈالا جس طرح کہ یمنی تاجر بھاری گٹھڑیوں والا آاترتا ہے۔

مطلب: بارش کی وجہ سے اس جنگل میں مختلف قسم کے بیل بوٹے اگ آئے تو تمام جنگل میں یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی یمنی تاجر نے اپنے رنگ برنگ کے کپڑے پھیلا دیئے ہیں۔

بَعَاعَهُ: ہ ضمیر بعاع بوجھ، سامان۔ **عِيَاب:** مفردہ: عيبة: چمڑے کی زنبیل، کپڑے رکھنے کا صندوق۔ **الْمُحَمَّل:** اسم مفعول، تفعیل، بھاری پن، بوجھ، العیاب کی صفت ہے۔ ﴿مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا الجمعة ۵﴾

۸۰ كَأَنَّ مَكَاكِيَّ الْجِوَاءِ غُدَيَّةً صُبِحْنَ سُلَافاً مِنْ رَحِيقٍ مُفَلْفَلِ

گویا کہ مقامِ جواء کی چہچہانے والی سفید چڑیاں صبح کے وقت ، کالی مرچ ملی یا تیز، خالص شراب پلا دی گئیں تھیں۔

مطلب: مقامِ جواء کے سفید پرندے اس قدر مستی میں چہچہا رہے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ انہیں خالص اور تیز صبوحی (صبح کی شراب) پلا دی گئی ہے۔ بصورتِ دیگر فلفل آمیز کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ بولنے والے پرندوں کو جب گرم اور تیکھی چیز کھلا دی جاتی ہے تو وہ زیادہ چہچہاتے ہیں اور آواز بھی صاف ہو جاتی ہے۔

مَكَاكِيّ: مفردہ: مکاءُ سفید رنگ کا ایک خوش آواز پرندہ۔ **غُدَيَّة:** غدوۃ کی تصغیر ہے، کہا جاتا ہے "غدا الابل اونٹ کا صبح کے وقت آواز نکالنا ﴿وَغَدَوْا عَلَى حَرْدٍ قَادِرِينَ القلم ۲۵﴾۔ **صُبِحْنَ:** ماضی مجہول، الخمر: صبح کی شراب پلانا۔ ﴿إِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ هود ۸۱﴾ **سُلَافا:** نچوڑنے سے پہلے خود بخود نکلنے والی خالص شراب۔ **رَحِيق:** شراب، الرحاق بھی کہتے ہیں ﴿يُسْقَوْنَ مِن رَحِيقٍ مَخْتُومٍ المطففين ۲۵﴾ **مُفَلْفَل:** مفعول، دَحْرَجَ، مرچ ڈالنا، تیز شراب کو بھی مفلفل کہہ دیتے ہیں

۸۱ كَـأَنَّ السِّبَـاعَ فِيهِ غَرْقَى عَشِيَّة　　بِـأَرْجَـائِـهِ الـقُصْوَى أَنَابِيش عُنْصُلِ

پانی میں ڈوبے ہوئے درندے شام کے وقت جواء کے اطرافِ بعیدہ میں ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے جنگلی پیاز کی جڑیں۔

مطلب: اس قدر کثرت سے بارش ہوئی کہ درندے بکثرت مرگئے، مردہ درندوں کو جنگلی پیاز کی جڑوں سے تشبیہ دی گئی ہے، کیونکہ اس کی جڑیں زیادہ گہری نہیں ہوتیں کم بارش پر بھی اکھڑ جاتی ہیں، اور کثیر تعداد میں بکھری پڑی ہوتی ہیں۔

سِبَاع: مفردہ: سَبُعٌ درندہ، جمع اَسْبُع، سُبُوعٌ، بھی آتی ہے ﴿وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيتُم المائدہ ۳﴾ **غَرقىٰ:** مفردہٗ: غریق: ڈوبنا جیسے مرضیٰ مفردہٗ مریض اور جرحیٰ مفردہٗ جریح ﴿وَحَالَ بَينَهُمَا المَوجُ فَكَانَ مِنَ المُغرَقِينَ ھود ۴۳﴾۔ **عَشِيَّة:** شام، ج: عَشِيٌّ، عَشَايا ﴿لَم يَلبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَو ضُحَاهَا النازعات ۴۶﴾۔ **أرْجَاء:** مفردہ: رجاء کنارہ، تثنیہ رَجَوَان ﴿وَالمَلَكُ عَلَى أَرجَائِهَا الحاقة ۱۷﴾۔ **قُصویٰ:** اقصیٰ کی مؤنث ہے، زیادہ دور، ارجاء جمع مکسر کی صفت واحد مؤنث سے لائی گئی ہے ﴿وَهُم بِالعُدوَةِ القُصوَى الانفال ۴۲﴾۔ **اَنَا بِيش:** مفردہ: انبوش، جڑ۔

عُنْصُل: جنگلی پیاز

☆☆☆......☆☆☆

طرفۃ بن العبد

طرفة بن العبد بن سفيان بن سعد بن مالك بن صبعة بن قيس

۷۰قبل الهجرة ۵۵۰ء کے زمانے کے شاعر ہیں، اس کا اصل نام عمرو بن عبد تھا، طرفہ اس کا لقب تھا، امرؤالقیس کے بعد شعراءِ عرب میں کوئی اس کے مثل نہ تھا، یتیمی کی حالت میں پیدا ہوا، چچاؤں نے اس کی پرورش کی اور تربیت میں لاپرواہی برتی، اسے بے ادب، بے ڈھنگا بنادیا چنانچہ یہ جوان ہوا تو بیکاری، آرام پرستی، کھیل کود، اور مے نوشی کی عادت پڑ چکی تھی، لوگوں کو بے آبرو کرنے کا چسکا لگ چکا تھا یہاں تک کہ جوانی کی ترنگ میں آکر اس نے شاہ عرب عمرو بن ہند کی ہجو کہہ ڈالی حالانکہ یہ شاہ کی خوشنودی وعطیات کا محتاج تھا، طرفہ بچپن ہی سے نہایت ذہین وطباع، حساس وزود فہم تھا ابھی بیس برس کا نہ ہوا کہ شاعری میں کمال حاصل کرلیا، محمد بن ابوخطاب کہتے ہیں طرفہ جس کم عمری میں شاعری کے اعلیٰ رتبے پر پہنچ گئے لوگ بڑی بڑی عمر گزار کر بھی اس مرتبے پر نہیں پہنچ سکتے، طرفہ کو علی اختلاف الاقوال ۲۰، ۲۵ یا ۲۶ سال کی عمر میں قتل کرایا گیا، اس کے قتل کئے جانے کا واقعہ بھی بہت عجیب ہے......؛

واقعہ مفضَّل بن محمد بن يعلىٰ نے یوں بیان کیا ہے......! عبد بن عمرو بن بشر قبیلہ کا سردار اور شاہ عمرو بن ہند کا مقرب تھا، طرفہ کی بہن اس کے نکاح میں تھی، بہن نے ایک روز شوہر سے متعلق اپنے بھائی طرفہ سے کوئی شکایت کی، طرفہ نے بہنوئی کی ہجو میں کچھ اشعار کہہ دیے جن سے میں دو شعر یہ ہیں............!

ولا خير فيه غير أن له غنى

وأن له كشحا إذا قام أهضما

تظل نساء الحي يعكفن حوله

يقلن عسيب من سرارة ملهما

ترجمہ: اسمیں بجز اسکے کوئی خوبی نہیں کہ وہ مالدار ہے اور اس کی کمر نازک ہے قبیلہ کی عورتیں اس کے ارد گرد چکر لگاتے ہوئے کہتی ہیں کہ لمبی کھجور کی شاخ ہے

یہ اشعار عمرو بن ہند تک پہنچ گئے، اس کے بعد ایک روز بادشاہ عبد بن عمرو کے ساتھ شکار کے لئے نکلا اور ایک گورخر شکار کر کے عبد بن عمرو سے ذبح کرنے کے لئے کہا، عبد بن عمرو نے بہت کوشش کی لیکن شکار قابو میں نہ آیا، بادشاہ نے یہ دیکھا تو ہنس کر کہا طرفہ نے تیرے بارے میں صحیح کہا ہے، اس سے بیشتر طرفہ عمرو بن ہند کی ہجو بھی کر چکا تھا اس لئے عبد بن عمرو نے جواب دیا کہ یہ تو کوئی بڑی بات نہیں لیکن اس نے جو آنجناب کی شان میں کہا ہے وہ اس سے بھی سخت ہے، اب یہ بات اس نے کہہ تو دی لیکن بار بار اصرار پر بھی وہ ہجو یہ اشعار سنانے پر راضی نہ ہوا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ اگر وہ اشعار سنا دیئے تو یہ طرفہ کا آخری دن ہوگا۔

آخر عمرو بن ہند نے کہا کہ میں نے طرفہ کو امان دی! اب سناؤ تب اس نے وہ قصیدہ کہنا شروع کیا......!

فلیت لنا مکان الملك عمرو

رغوثا حول قبتنا تخور

کاش کہ عمرو بن ہند بادشاہ کے بجائے جو کہ ہمارے خیموں کے آس پاس

بڑبڑاتا پھرتا ہے، کوئی دوسرا بادشاہ ہوتا

پورا قصیدہ سن کر اگرچہ عمرو بن ہند خاموش ہوگیا، لیکن اپنے دل میں یہ بات رکھی، کافی عرصہ گزر گیا، بات پرانی ہوگئی، ایک مرتبہ طرفہ کو عمرو نے دربار میں بلایا ساتھ اس کا حلیف متلمس بھی تھا، (جو کہ قصیدہ کہنے میں بھی شریک تھا) دونوں کو انعام واکرام سے نوازا دو مہر لگے خط دیتے ہوئے کہا کہ والی بحرین کے پاس چلے جاؤ اور مزید انعام حاصل کرو، راستے میں متلمس نے طرفہ سے کہا کہ عمرو پر ہم نے کیا احسان کیا ہے؟ وہ اتنا مہربان کیوں ہو رہا ہے؟ اس سارے مسئلے میں کوئی چکر نظر آتا ہے، اسی شک کی بناء پر اس نے خط کی مہر کھول دی اور حیرہ کے ایک غلام سے پڑھوایا، دیکھا تو واقعی اس کے قتل کا حکم لکھا تھا اب وہ طرفہ سے بھی اصرار کرنے لگا کہ اسے کھولو اور پڑھواؤ یقیناً تمہارے بھی قتل کے ہی احکامات ہوں گے اس نے کہا بادشاہ نے مجھے امان دے دی تھی، مہر کھلوا کر تم مجھے کیوں انعام واکرام سے محروم کرنا چاہتے ہو، اس طرح سے دونوں کے رستے الگ ہوگئے۔

بحرین پہنچنے پر جب طرفہ نے والی بحرین کی مدح میں چند اشعار کہے اور خط پیش کیا تو والی بحرین اس کے اشعار سن کر بہت متاثر ہوا لیکن جب خط پڑھا تو بہت حیران ہوا۔ اس میں اس کے قتل کا حکم تھا اس نے کہا کہ اس سے پہلے کہ لوگوں کو پتہ چلے، تم یہاں سے بھاگ جاؤ ورنہ پھر مجھے بمطابق حکم عمل کرنا ہوگا............!

طرفہ نے کہا کہ میں بھاگنے کو پسند نہیں کرتا تمہیں جو حکم ملا کر گزرو...... طرفہ سے آخری خواہش پوچھی گئی :
کہا.........شراب ......، اسے ڈھیر ساری شراب پلا دی گئی اور قتل کر دیا گیا۔

☆☆☆

تعارف معلقہ ثانیہ

کسی چیز کے وصف میں مبالغہ کو چھوڑ کر راست بیانی سے کام لینا طرفہ کی خصوصیت ہے، اس کے اشعار میں پیچیدہ تراکیب، نامانوس الفاظ اور مبہم مضامین پائے جاتے ہیں جو اس کے معلقہ سے ظاہر ہیں، یہ معلقہ ایک سو پانچ اشعار پر مشتمل ہے معلقہ کی ابتداء تغزل سے ہے جس میں امرؤ القیس کی طرح عشق کی پرانی یادیں دہرائیں گئیں ہیں اور محبوبہ مالکیہ کے قافلے کوالوداع کرتے ہوئے، اپنے احساسات کا اظہار کیا گیا ہے اس کے بعد سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے نہایت انوکھے انداز سے تقریباً پینتیس اشعار میں اپنی اونٹنی کی تعریف وتوصیف اس انداز سے کی ہے کہ اس کی نظیر بہت ہی کم مل سکتی ہے، پھر اپنے ذاتی کمالات پر مشتمل فخریہ شاعری ہے جو نہایت پُر مغز اور بلیغ ہے، اس معلقے میں آپ کو جہاں زمانۂ جاہلیت کی فحاشی وعیاشی کی ایک ہلکی سی جھلک نظر آئے گی، تو وہاں دنیا کی بے ثباتی اور زندگی کے عارضی ومستعار ہونے کی بہترین انداز سے عکاسی بھی ملے گی اسی معلقہ کے چند اَشعار میں طرفہ نے اپنے رشتے داروں کے عدم تعاون کا بھی گلہ کیا ہے، احادیث کی کتب میں طرفہ کے بعض اشعار کا زبان نبوت علیہ الصلوۃ والسلام سے جاری ہونے کا ثبوت بھی ملتا ہے

حدثنا محمد بن بكار حدثنا الوليد بن أبي ثور عن أبي عكرمة قال : سألت عائشة هل كان رسول الله صلى الله عليه و سلم يتمثل شعرا قط قالت : كان أحيانا إذا دخل بيته يقول(بشعرِ طرفة بن عبد) "ويأتيك بالأخبار من لم تزود"

مسند ابی یعلی الموصلی ج ٨ ص ٣٥٧

☆☆......☆☆
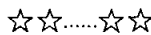
۱ لِخَوْلَةَ أَطْلَالٌ بِبُرْقَةِ ثَهْمَدِ		تَلُوحُ كَبَاقِي الْوَشْمِ فِي ظَاهِرِ الْيَدِ

ثہمد کی پتھریلی زمین میں خولہ کے گھر کے نشانات ہیں، جو کہ ہاتھ کی پشت پر گودنے کے باقی ماندہ نشان کی طرح چمک رہے ہیں۔

مطلب: خولہ کے گھر کے کھنڈر کو گودنے کے ان نشانوں سے تشبیہ دی گئی ہے جو زمانہ کے گزرنے سے کچھ کچھ باقی رہ جاتے ہیں۔

خَوْلَةَ: عورت کا نام ہے۔ **أَطْلَال:** مفردہٗ طَلَلٌ، ویران مکان کے نشانات۔ **بُرْقَة:** پتھریلی زمین، ج: اَبَارِق۔ **ثَہمد:** دیار بنی عامر میں ایک جگہ۔ **تَلُوح:** مضارع ''ن'' لاحاً، چمکنا۔ **وَشْم:** گودنے کا نشان، قدیم زمانے میں ہاتھوں یا چہرے وغیرہ کی جلد پر سوئی سے چھوٹے چھوٹے سوراخ کر کے خاص رنگ کی مدد سے لکھا جاتا تھا، جس کی وجہ سے لکھائی تادیر باقی رہتی، منہ قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لعن اللّٰہ الواشمۃ والمستوشمۃ

۲ وُقُوفاً بِهَا صَحْبِي عَلَيَّ مَطِيَّهُمْ		يَقُولُونَ لَا تَهْلِكْ أَسىً وَتَجَلَّدِ

(وہ نشان اس حال میں چمک رہے تھے کہ) میرے یار احباب میری وجہ سے ان کھنڈرات میں اپنی سواریوں کو تھامے ہوئے کہہ رہے تھے کہ غمِ فراق سے ہلاک نہ ہو اور صبر و ہمت سے کام لے۔

صَحْبِي: مفردہ صاحب، ساتھی ''ی'' متکلم، صَحْبٌ فَعْلٌ کے وزن پر جمع مکسر ہے ﴿وَلَا تَكُن كَصَاحِبِ الْحُوتِ القلم ٤٦﴾۔ **مَطِيّ:** مفردہٗ مَطِيَّةٌ سواری، جمع الجمع مطایا۔ **أَسىً:** مصدر ''س'' اَسًا، غمگین ہونا، صفت اَسٍ، اَسِيَان ج: اَسِيَانُون ﴿فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ المائدۃ ٦٨﴾۔ **تَجَلَّدِ:** فعل امر، تفعل، صبر و استقلال ظاہر کرنا۔

۳ كَأَنَّ حُدُوجَ الْمَالِكِيَّةِ غُدْوَةً		خَلَايَا سَفِينٍ بِالنَّوَاصِفِ مِنْ دَدِ

(کوچ کی) صبح محبوبہ مالکیہ کے کجاوے وادی دَدْ کی نہروں میں گویا کہ بڑی بڑی کشتیاں تھیں۔

مطلب: ان اونٹوں کو جن پر ہودج تھے، بڑی کشتیوں سے تشبیہ دی ہے یا اگر دَدْ کے معنی کھیل و کود کے کیے جائیں

تو مطلب یہ ہوگا کہ فرطِ نشاط کی وجہ سے وہ اونٹنیاں بڑی کشتیاں نظر آتی تھیں۔

حُدُوْج: مفردہٗ: حِدْج، بوجھ، عورتوں کی سواری، کجاوہ، ج: حُدُوج، حُدُج، اَحداج۔ **اَلْمَالِكِيَّة:** قبیلہ بنو مالک کی ایک عورت مراد ہے۔ **غُدْوَة:** صبح، فجر اور طلوعِ آفتاب کا درمیان۔ **خَلَايَا:** مفردہٗ خلیّۃ، بڑی کشتی، اس میں قاعدہ خطایا والا جاری ہوا ہے، خلاصہ اس کا یہ ہے کہ جب ہمزہ الف مفاعل کے بعد اور یاء سے پہلے واقع ہو تو ایسے ہمزہ کو یائے مفتوحہ سے تبدیل کرنا اور مابعد کی یاء کو الف سے تبدیل کرنا واجب ہے اب خلایا جو خَلِیَّۃٌ کی جمع ہے، اس کو خلیّۃٌ سے اس طرح بنایا کہ جمع منتہی الجموع بنانے کے طریقے کے مطابق دوسرے حرف یعنی لام کو فتحہ دے دیا کیونکہ جمع منتہی الجموع میں پہلے دو حرف مفتوح ہوتے ہیں تیسری جگہ الف علامتِ جمع منتہی الجموع لے آئے آخر سے مفرد کی تاء کو حذف کیا کیونکہ مفرد اور جمع ایک دوسرے کی ضد ہیں، ہم نے جمع کا صیغہ بنانا ہے جب کہ تاء وحدت پر دلالت کرتی ہے، اب الف جمع کے بعد دو حرف باقی ہیں یاء اور ہمزہ جب دو حرف باقی ہیں تو پہلے کو کسرہ دیتے ہیں لہٰذا پہلے حرف یعنی یاء کو کسرہ دیا تو خلایِیٌ بن گیا، تنوین غیر منصرف ہونے کی وجہ سے حذف ہوگئی پھر شرائف والے قاعدے سے یاء کو ہمزہ سے بدل دیا خلاءِیُ بن گیا، اب دو ہمزے جمع ہوگئے اور دونوں میں سے ایک (یعنی اول) مکسور ہے تو جاءٍ والے قاعدے سے دوسرے ہمزہ کو یاء سے بدل دیا خلائِیُ ہوگیا اب ہمزہ الف مفاعل کے بعد اور یاء سے پہلے واقع ہوا تو مذکورہ قاعدے کے موافق ہمزہ کو یائے مفتوحہ سے بدل دیا اور بعد والی یاء کو الف سے بدل دیا تو خلایا ہوا۔ **سَفِیْن:** مفردہ: سفینۃ کشتی، پھر سفین کی جمع الجمع سُفُن آتی ہے (سفین سے پہلے مِنْ تفسیریہ محذوف ہے) ﴿اَمَّا السَّفِینَۃُ فَکَانَتْ لِمَسَاکِینَ﴾ الکہف ۷۹ **نَوَاصِف:** مفردہٗ: ناصفۃ، پانی بہنے کی جگہ، نالا (نہر)۔ **دَدُ:** ایک وادی کا نام ہے، یا دَدُ اور دَدَا کھیل وکود کو بھی کہتے ہیں، اسے تین طرح پڑھ سکتے ہیں دد مثل ید، ددا مثل عصا، ددن مثل بدن

٤ عَدَوْلِيَّةٌ أَوْ مِنْ سَفِينِ ابْنِ يَامِنٍ　　يَجُورُ بِهَا الْمَلَّاحُ طَوْراً وَيَهْتَدِي

(وہ کشتیاں) عَدَوْلی ہیں یا ابن یامن کی (بنائی ہوئی) کشتیوں میں سے ہیں، کہ ان کو ملاح کبھی ٹیڑھا لے جاتا ہے اور کبھی سیدھا۔

مطلب: چونکہ وہ سواریاں راستہ کے غیر مستقیم ہونے کی وجہ سے سیدھی نہیں چل رہی تھیں لہٰذا ان کو ایسی کشتیوں سے تشبیہ دیتا ہے جن کو ملاح کبھی سیدھا کرتا ہے اور کبھی ٹیڑھا۔

عَدَوْلِی: اہل بحرین کا ایک قبیلہ، جس کی طرف نسبت کی گئی۔ **اِبْنِ یَامِن:** کشتیاں بنانے میں مشہور ایک شخص۔ **یَجُوْر:** مضارع "ن" جوراً، ہٹ جانا، الطریق: راستے سے ہٹ جانا ﴿وَعَلَى اللَّهِ قَصدُ السَّبِيلِ وَمِنهَا جَائِرٌ النحل ٩﴾۔ **طَوْراً:** کبھی، ہیئت، حال، ج: اَطْوار ﴿وَقَد خَلَقَكُم أَطوَارًا نوح ١٤﴾۔ **یَهْتَدِی:** مضارع، اِهتداءً: سیدھا چلنا۔ ﴿وَلَو شَاءَ لَهَدَاكُم أَجمَعِينَ النحل ٩﴾

☆ علامہ قرطبیؒ آیت وَعَلَى اللَّهِ قَصدُ السَّبِيلِ وَمِنها جائِرٌ میں لفظِ جائِرٌ کے لغوی معنی پر اس شعر سے استدلال کرتے ہیں وَمِنها جائِرٌ أی ومن السبیل جائر أی عادل عن الحق فلا یهتدی به کما قال طرفة: عدولیة أو من سفین ابن یأمن　　یجور بها الملاح طورا ویهتدی

تفسیر قرطبی ج ١٠ صـــ ٨١

٥ یَشُقُّ حُبَابَ الْمَاءِ حَیْزُومُهَا بهَا　　كَمَا قَسَمَ التُّرْبَ الْمُفَایِلُ بالْیَدِ

اس کشتی کا سینہ پانی کی موجوں کو اس طرح پھاڑ رہا تھا جس طرح مفایلہ کھیلنے والا (بچہ) مٹی کو ہاتھ سے (دو حصوں میں) تقسیم کرتا ہے۔

حُبَاب: پانی کا ریلہ، موج۔ **حَیْزُوم:** سینہ، ج: حَیَازِیم۔ **قَسَم:** ماضی "ض" قسماً بانٹنا، متفرق کرنا ﴿أَهُم يَقسِمُونَ رَحمَتَ رَبِّكَ الزخرف ٣٢﴾۔ **التُّرْب:** مٹی، تُراب، تَرب، بھی کہتے ہیں، تِرب: ہم عمر، تِراب: بکری کا دستہ ﴿أَإِذَا مِتنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذَلِكَ رَجعٌ بَعِيدٌ ق ٣﴾۔ **مُفَایِل:** اسم فاعل، مفاعلة، مفایلہ ایک کھیل ہے، جس میں بچے مٹی کی ڈھیری میں کوئی چیز چھپا کر اس کے دو حصے کر دیتے ہیں، پھر ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ کس حصے میں چیز ہے اور درست بتانے والا کامیاب قرار پاتا ہے۔

٦ وفي الْحيِّ أحْوى ينفُضُ الْمَرْدَ شَادِنٌ　　مُظَاهِرُ سِمْطَيْ لُؤْلُؤٍ وَزَبَرْجَدِ

قبیلہ میں ایک گندم گوں ہونٹوں والی نوجوان ہرنی ہے جو (گردن اونچی کر کے گویا) پیلو کے پھل

جھاڑتی ہے اور موتیوں اور زبرجد کے دوہار اوپر تلے پہنے ہوئے ہے۔

مطلب: محبوبہ کو ہرن سے تعبیر کر کے اس کے لئے ہرن کی گردن کے مانند طول اور ہونٹوں کی گندم گونی ثابت کی، دوسرے مصرع سے اس امر کو صاف کر دیا کہ ہرن سے مراد محبوبہ ہے نہ کہ حقیقی ہرن۔

الحَیّ: محلّہ، چھوٹا قبیلہ، ج: احیاء۔ **اَحْوٰی:** اسم تفضیل، ''س'' حَوَیً سنہری مائل یا سرخی مائل سیاہ ہونا ﴿فَجَعَلَهُ غُثَاءً أَحْوَی الاعلیٰ ۵﴾، عند البعض گندم گوں ہونا۔ **یَنْفُضُ:** مضارع ''ن'' نفضاً درخت کو پتے وغیرہ جھاڑنے کے لئے ہلانا۔ **اَلْمَرد:** پیلو کا تازہ پھل۔ **شَادِن:** چھوٹی عمر کا ہرن۔ **مُظَاهِر:** اسم فاعل، مفاعلہ، الثوبین اوپر تلے دو کپڑے پہننا، الحدیدین دو زرہیں پہننا، السمطین دو ہار پہننا۔ **سِمْط:** ڈوری (ہار)۔ ج: اسماط، سَمْط: فقیر، سُمْط: اُونی

۷ خَذُولٌ تُرَاعِي رَبْرَباً بخَمِيلَةٍ   تَنَاوَلُ أَطْرَافَ الْبَرِيرِ وتَرْتَدِي

(وہ معشوقہ ایسی ہرنی ہے جو اپنے بچوں سے) بچھڑی ہوئی ہے اور ہرن کے ریوڑ کے ہمراہ ایک سبزہ زار میں چر رہی ہے، پیلو کے پھلوں کو توڑتی ہے اور (کبھی اس کے پتوں کی) چادر اوڑھتی ہے۔

مطلب: تناول اطراف البریر الخ یہ قید اس لئے بڑھائی گئی کہ پیلو کے پھل توڑتے وقت ہرن جب گردن ابھارتا ہے، تو گردن کا پورا طول اور حسن ظاہر ہو جاتا ہے یعنی معشوقہ کی گردن بھی ایسی ہی دراز اور حسین ہے۔

خَذُوْل: فَعُوْل بمعنی فاعل، ''ن'' خذلاً چھوڑ دینا، علیحدہ ہونا، بچھڑنا۔ ﴿وَإِن يَخْذُلْكُم فَمَن ذَا الَّذِي يَنصُرُكُم ال عمران ۱۶۰﴾ **تُرَاعِی:** مضارع، مفاعلہ، ہم جنس کے ساتھ چرنا ﴿وَالَّذِي أَخرَجَ المَرعَى الاعلیٰ ۴﴾۔ **رَبْرَبا:** گلہ، ریوڑ۔ **خَمِيْلَة:** ایسی زمین جو سرسبز و شاداب ہو۔ **تَنَاوَل:** مضارع، تفاعل، لینا (تناولِ اطرافِ الشَّجر پھل توڑنا) ﴿قَالَ لَا يَنَالُ عَهدِي الظَّالِمِينَ البقرة ۱۲۴﴾۔ **اَطْرَاف:** مفردہ: طَرَفٌ: کنارہ، گوشہ، ٹکڑا، درختِ پیلو کے کناروں سے مراد اس کے پھل ہیں ﴿أَنَّا نَأتِي الأَرضَ نَنقُصُهَا مِن أَطرَافِهَا الانبياء ۴۴﴾۔ **بَرِيْر:** مفردہ: بریرۃٌ: پیلو کا درخت۔ **تَرْتَدِی:** مضارع: ارتداءً: چادر اوڑھنا۔

☆علامہ قرطبیؒ آیت وَإِن يَخذُلكُم فَمَن ذَا الَّذِي يَنصُرُكُم مِن بَعدِهِ کی تفسیر کرتے ہوئے یخذل کے لغوی معنی پر اسی شعر سے استدلال کرتے ہیں وَإِن يَخذُلكُم يترككم من معونته، فَمَن ذَا الَّذِي يَنصُرُكُم مِن بَعدِهِ أي لا ينصركم أحد من بعده أي من بعد خذلانه إياكم لأنه قال: وَإِن يَخذُلكُم والخذلان ترك العون، والمخذول: المتروك لا يعبأ به، وخذلت الوحشية أقامت على ولدها في المرعى وتركت صواحباتها فهي خذول، قال طرفة: خذول تراعي ربربا بخميلة ،،، تناول أطراف البرير وترتدي　　تفسير قرطبي ج ٤ صـ ٤٥٤

٨ وَتَبْسِمُ عنْ أَلْمَى كَأَنَّ مُنَوَّراً　　تَخَلَّلَ حُرَّ الرَّملِ دِعْصٍ لَهُ نَدِي

(وہ محبوبہ) گندم گوں ہونٹوں والے (آب دار) دانت ظاہر کر کے مسکراتی ہے گویا کہ (اس کے دانت ایسے کھلے ہوئے) روشن گلِ بابونہ ہیں جس کا پودا نمناک ٹیلے کی خالص ریت کے بیچ میں آ گیا ہے۔

مطلب: ٹیلہ کو نمناک اور ریت کو خالص قرار دینے سے مقصود یہ ہے کہ ایسے مقام کا گلِ اقحوان (بابونہ) نہایت ہی شاداب اور تروتازہ ہوگا۔

تَبْسِم: مضارع ''ض''، بَسمًا، مسکرانا ﴿فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِن قَولِهَا النمل ١٩﴾۔ **اَلْمٰی:** سیاہ (گندم گوں) ہونٹ والا، ج: لُمْيٌ۔ **مُنَوِّرا:** اسم فاعل تفعیل، روشن ہونا، موصوف اقحواناً بمعنی گل بابونہ، محذوف ہے ﴿يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتمِم لَنَا نُورَنَا التحريم ٨﴾۔ **حُرّ:** خالص، عمدہ، آزاد ﴿الحُرُّ بِالحُرِّ وَالعَبدُ بِالعَبدِ البقرة ١٧٨﴾ **الرَّمْل:** ریت، ج رِمَال، أرْمُل ۔ **دِعْص:** ٹیلہ۔ **نَدي:** مصدر ''س'' نَدياً، تر ہونا، شبنم (نمناک)

٩ سَقَتْهُ إِيَاةُ الشَمْسِ إِلَّا لِثَاتِهِ　　أُسِفَّ وَلَمْ تَكْدِمْ عَلَيْهِ بِإِثْمِدِ

(محبوبہ کے) دانتوں کو آفتاب کی شعاع نے سیراب کیا ہے مگر مسوڑھوں کو (چھوڑ کر) اور ان پر سفوفِ اثمد چھڑک دیا گیا ہے اور (اس کے بعد) محبوبہ نے دانتوں سے کچھ چبایا نہیں۔

مطلب: محبوبہ کے دانت اتنے روشن ہیں کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید آفتاب نے اپنی شعاعیں عاریت پر دیدی

ہیں، مسوڑھوں کے استثناء کی وجہ یہ ہے کہ ان کا حسن سیاہی مائل ہونے ہی میں ہے، اسی لئے سفوف اثمد عرب میں اور ہندوستان میں منجن کے طور پر استعمال ہوتا ہے، جس کی وجہ سے دانتوں کی تابانی میں اضافہ ہوجاتا ہے لـــــم تکدم کی قید بھی اسی لئے لگائی ہے کہ کسی چیز کے دبانے یا چبانے سے رنگ میں تغیر نہیں ہوا ہے۔

سَقَتْه: ماضی "ض" سقیاً: پلانا ﴿وَسَقَاهُم رَبُّهُم شَرَابًا طَهُورًا الدهر ٢١﴾۔ **إيَاة:** سورج کی روشنی، اسے اِیاۃ، اَیا، اور ایاءُ بھی کہتے ہیں۔ **لِثَات:** مفردہٗ: اَللِّثَةُ: مسوڑھا۔ **أُسِفَ:** ماضی مجہول، افعال، سفوف ملنا، **تَكْدِم:** مضارع "ض" كَدماً، چبانا۔ **اثمد:** بکسر الالف والمیم و بضم الالف والمیم ایک قسم کا کالا پتھر جس سے سفوف بنایا جاتا ہے۔

١٠ وَوَجْهٌ كَأَنَّ الشَّمْسَ القت رِدَاءَهَا عَلَيْهِ نَقِيُّ اللَّوْنِ لَمْ يَتَخَدَّدِ

وہ ایسے چہرے سے ہنستی ہے جو صاف رنگ ہے اس پر جھریاں نہیں گویا کہ سورج نے اپنی (نور کی) چادر اس پر ڈال دی ہے۔

مطلب: اس کا چہرہ آفتاب عالمتاب کی طرح چمکتا دمکتا ہے، اس پر کسی قسم کا نہ داغ ہے نہ دھبہ۔

نَقِيّ: صاف ستھرا، ج: اَنْقِيَاء۔ **يَتَخَدَّد:** مضارع، تَخَدُّد تفعل، جھریوں والا ہونا۔

١١ وإِنِّي لَأُمْضِي الْهَمَّ عِنْدَ احْتِضَارِهِ بِعَوْجَاءَ مِرْقَالٍ تَرُوحُ وَتَغْتَدِي

ارادہ ہوجانے پر اس کو ایسی ناز وادا سے چلنے والی اونٹنی کے ذریعہ ضرور پورا کرتا ہوں جو سب سے زیادہ دوڑنے والی ہے اور شام وصبح چلتی پھرتی رہتی ہے۔

مطلب: اگر کسی وقت میرا ارادۂ سفر پختہ ہوجاتا ہے تو اس ارادہ کو ایک تیز صبح و شام چلنے والی اونٹنی کے ذریعہ پورا کرلیا کرتا ہوں۔

أُمْضِي: مضارع، افعال، نافذ کرنا، انجام کو پہنچانا ﴿وَمَضَى مَثَلُ الْأَوَّلِينَ الزخرف ٨﴾۔ **هَمّ:** غم ارادہ، ج: هُمُوم، هِمَّةٌ وهَمَّةٌ بھی کہتے ہیں ﴿وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا يوسف ٢٤﴾۔ **احتضار:** افتعال، حاضر ہونا، احتضار الموت قریب المرگ ہونا احتضار الھم، ارادے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے تیار ہوجانا مرادی ترجمہ ارادہ ہوجانا ﴿حَتَّى إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ النساء

۱۸﴾ **عَوْجَاء:** مؤنث اعوج ،ٹیڑھا ہونا، موصوف محذوف ہے ناقة عوجاء ٹیڑھا چلنے والی اونٹنی ،مرادی ترجمہ ناز وادا سے چلنے والی اونٹنی ﴿لَا تَرَى فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا طٰه ۱۰۷ ﴾۔ **مِرْقَال:** وزن مبالغہ، ارقال، افعال ،درمیانی چال (مراد مسلسل) درمیانی چال چلنے والی اونٹنی ہے، ترجمہ زیادہ دوڑنے والی اونٹنی سے کیا۔ **تَرُوح:** مضارع ''ن'' شام کے وقت چلنا۔﴿وَلَكُم فِيهَا جَمَالٌ حِينَ تُرِيحُونَ النحل ٦﴾ **تَغْتَدِي:** مضارع، افتعال، صبح کو چلنا۔﴿ وَلِسُلَيمَانَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهرٌ سباء ۱۲﴾

۱۲ أَمُونٌ كَأَلْوَاحِ الْأَرَانِ نَصَأْتُهَا   عَلَى لَاحِبٍ كَأَنَّهُ ظَهْرُ بُرْجُدِ

(وہ اونٹنی) ٹھوکر کھانے سے محفوظ، بڑے صندوق کے تختوں کی طرح (سپاٹ سینہ اور چوڑی کمر والی)

ہے میں نے اسے ایک ایسے وسیع راستہ پر دوڑایا جو دھاری دار چادر کی پشت کی طرح تھا۔

مطلب: وسیع راستہ کو دھاری دار چادر کے سیدھے رخ سے تشبیہ دے کر اپنی تجربہ کاری اور راستوں سے واقفیت کو بیان کیا ہے اس لئے کہ راستہ جب مختلف اور کثیر سڑکوں پر مشتمل ہو جیسا کہ اس کو دھاری دار چادر سے تشبیہ دینے سے معلوم ہوتا ہے تو راہگیر کا ایسے راستہ پر سواری کو دوڑاتے ہوئے گزر جانا اور نہ بھٹکنا یقیناً اس کے کثرتِ اسفار اور راستوں سے واقفیت کی دلیل ہے۔

اَمُوْن: وہ سواری جسے ٹھوکر کھانے کا خوف نہ ہو، ج: اُمُن ﴿ فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ الاعراف ۹۹ ﴾۔ **اَلْوَاح:** مفرد لوح، تختہ ﴿وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِن كُلِّ شَيءٍ: الاعراف ۱۴۵ ﴾۔ **الاران:** تابوت، بڑا صندوق، ج: اُرُن، اِرَان تلوار کو بھی کہتے ہیں۔ **نَصَاتُها:** ماضی، ھا ضمیر منصوب متصل ''ف'' ڈانٹنا، اگر نَصَأَ کی اصل نَصَأَ ہو تو دوسرے صاد کو ہمزہ سے بدل دیا گیا ہے، جیسے بعض اوقات بغرض تسہیل حرفِ صحیح کو حرفِ علت سے بدل دیا جاتا ہے جیسے شیراز اصل میں شرراز تھا، راء کو یاء سے بدل دیا گیا ہے (اللباب فی علل البناء والاعراب ج ۲ ص ۳۲۳) اس صورت میں اصل ن، ص، ص ہوگی جو ''ن'' نصاً الناقة سے ماخوذ ہے، جسکا معنی اونٹنی کو دوڑانا ہے، جب کہ پہلی صورت میں دلالتِ التزامی کے طور پر ڈانٹنے سے مراد ''دوڑانا'' ہوگا۔ **لَاحِب:** کشادہ راستہ، اسی طرح اَللَّحب بھی کہتے ہیں۔ **بُرْجُد:** دھاری دار چادر

۱۳ جُمَالِيَّةٍ وَجْنَاءَ تَرْدِي كَأَنَّهَا　　سَفَنَّجَةٌ تَبْرِي لِأَزْعَرَ أَرْبَدِ

وہ اونٹنی (قوت میں) اونٹ جیسی ہے بڑے کلے اور جبڑے والی ہے اس طرح اچھلتے ہوئے دوڑتی ہے کہ گویا وہ ایک شتر مرغی ہے جو خاکستری رنگ، کم بال والے شتر مرغ کے سامنے آگئی ہے (شتر مرغ مستی میں اس کا پیچھا کرتا ہے اور جس قدر وہ بھاگتا ہے اس سے بچنے کے لئے اس سے زیادہ تیزی سے وہ شتر مرغی دوڑتی ہے)۔

جُمَالِيَّة: وہ اونٹنی جس کو طاقت وقوت میں اونٹ سے تشبیہ دی جائے ﴿حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ الاعراف ۴۰﴾۔**وَجْنَاء:** (اونٹنی کا) بڑے کلے اور جبڑے والی ہونا، سخت اونٹنی، اس کا مذکر اَوْجن آتا ہے۔ **تَرْدِي:** مضارع ''ض'' ردیاً الفرس گھوڑے کا اچھلتے ہوئے دوڑنا، ردیٰ: ہلاک کرنا، رادی: نرمی برتنا ﴿وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَتَرْدَى طه ۱۶﴾۔**سَفَنَّجَة:** شتر مرغی۔**تَبْرِي:** مضارع، بریاً ''ض'' ''انبراء'' انفعال ''تبری'' ''تفعل''، درپے ہونا، سامنے آنا۔**أَزْعَر:** کم بالوں والا، (موصوف ظلیم بمعنی شتر مرغ محذوف ہے)۔**أَرْبَد:** خاکستری رنگ والا ہونا، مؤنث رَبْدَاء

۱۴ تُبَارِي عِتَاقاً نَاجِيَاتٍ وَأَتْبَعَتْ　　وَظِيفاً وَظِيفاً فَوْقَ مَوْرٍ مُعَبَّدِ

(وہ ناقہ) تیز رو اور اصیل اونٹنیوں سے (تیز رفتاری میں) مقابلہ کرتی ہے اور (یا درانحالیکہ) راہِ جاری میں پیچھے لاتی ہے ایک پنڈلی کے دوسری پنڈلی۔

مطلب: ناقہ کی اصالت اور تیز روی کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ وہ ناقہ ہمیشہ دوسری اچھی نسل والی قوی اور چالاک اونٹنیوں پر مقابلہ میں غالب رہتی ہے، اور چلتے ہوئے اس کا پچھلا قدم اگلے قدم کی جگہ پڑتا ہے جو تیز روی کی خاص علامت ہے۔

تُبَارِي: مضارع، مفاعلہ، مباراۃً آگے بڑھنے کی کوشش کرنا۔**عِتَاقاً:** مفردہٗ عتیق، عمدہ ﴿ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ الحج ۳۳﴾۔**نَاجِيَات:** اسم فاعل ''ن''، تیز چلنا۔**وَظِيف:** گھوڑے یا اونٹ وغیرہ کی پنڈلی کا پتلا حصہ، ج: وُظُفٌ، اَوْظِفَة، واتبعت وظیفاً وظیفاً پیچھے لاتی ہے ایک پنڈلی کے دوسری پنڈلی، جو تیز

چلنے سے کنایۃ ہے، مذکورہ جملہ یا تو حالیہ ہے اس صورت میں قد محذوف ہوگا، یا معطوفہ ہے اور عطف تباری پر ہورہا ہے۔ **مَوْر:** راستہ۔ **مُعَبَّد:** مفعول، تفعیل، روندنا، الطریق راستے کو چلتا ہوا بنانا، مَور معبّد راہ جاری۔ ☆علامہ ابن جریر الطبریؒ ''نَعبُدُ'' کا معنی سمجھانے کے لئے اسی شعر سے استدلال کرتے ہیں ،ملاحظہ فرمائیں إِيَّاكَ نَعبُدُ إِيَّاكَ نُوَحِّدُ وَنَخَافُ وَنَرجُو يَا رَبَّنَا لَا غَيرَكَ،وَذٰلِكَ مِن قَولِ ابنِ عَبَّاسٍ بِمَعنَى مَا قُلنَا وَإِنَّمَا اختَرنَا البَيَانَ عَن تَأوِيلِهِ بِأَنَّهُ بِمَعنَى نَخشَعُ وَنَذِلُّ وَنَستَكِينُ دُونَ البَيَانِ عَنهُ بِأَنَّهُ بِمَعنَى نَرجُو وَنَخَافُ وَإِن كَانَ الرَّجَاءُ وَالخَوفُ لَا يَكُونَانِ إِلَّا مَعَ ذِلَّةٍ ؛ لِأَنَّ العُبُودِيَّةَ عِندَ جَمِيعِ العَرَبِ أَصلُهَا الذِّلَّةُ وَأَنَّهَا تُسَمِّي الطَّرِيقَ المُذَلَّلَ الَّذِي قَد وَطِئَتهُ الأَقدَامُ وَذَلَّلَتهُ السَّابِلَةُ : مُعَبَّدًا ، وَمِن ذٰلِكَ قَولُ طَرَفَةَ بنِ العَبدِ : تُبَارِي عِتَاقًا نَاجِيَاتٍ وَأَتبَعَت ،،، وَظِيفًا وَظِيفًا فَوقَ مَورٍ مُعَبَّدِ تفسیرِ طبری ج ۱ صـ ۱۵۹

۱۵ تَرَبَّعَتِ الْقُفَّيْنِ فِي الشَّوْلِ تَرْتَعِي　　حَدَائِقَ مَوْلِيِّ الأَسِرَّةِ أَغْيَدِ

اس ناقہ نے موسمِ بہار مقامِ قفین میں ایسی خشک تھن والی اونٹنیوں کے ہمراہ چرتے ہوئے گزارا جو اس وادی کے باغات میں چر رہی تھیں (جس کی زمین بوجہ سیرابی) نرم تھی اور سبزہ زار، بارانِ دوم سے سیراب کئے جاچکے تھے۔

مطلب: یعنی وہ ناقہ تمام موسمِ بہار میں آزادی سے عمدہ سبزہ زاروں میں چرتی رہتی ہے، جس کی وجہ سے نہایت موٹی قوی اور جاندار ہے، فی الشول ترتعی الخ کی قید کا یہ فائدہ ہے کہ جب وہ اپنے ساتھ کی اونٹنیوں کو چرتے دیکھے گی تو اس میں چرنے کا زیادہ جذبہ پیدا ہوگا،

تَرَبَّعَت: ماضی، تفعل، الجمل، اونٹ کا بہار کے موسم میں سبزہ چرنا۔ **قفین:** قُفٌّ کا تثنیہ، یمامہ کے قریب یا مکہ وبصرۃ کے راستے میں دو سر سبز و شاداب مقامات **الشَّوْل:** وہ اونٹنی جس کے تھن خشک ہوں، مفردہٗ شائلۃٌ. **تَرتَعِي:** مضارع، ارتعاءً، الدابۃ جانور کا چرنا ﴿أَرسِلهُ مَعَنَا غَدًا يَرتَع وَيَلعَب یوسف ۱۲﴾۔ **حَدَائِق:** مفردہ: حدیقۃ: اس باغ کو کہتے ہیں جس کی چار دیواری ہو، تقدیرِ عبارت حدائقَ وادِ مولی الاسرۃ ، وادی کے باغات...... ﴿وَحَدَائِقَ غُلبًا عبس ۳۰﴾۔ **مَوْلِي:** وہ زمین جسے دوسری بارش

نے سیراب کیا ہو"وَسْمِيٌّ" موسم بہار کی پہلی بارش کو کہتے ہیں اور "وَلِيٌّ" دوسری بارش کو۔ **اَلْاَسِرَّة:** مفردہٗ: سِرّ: وادی کا عمدہ وافضل حصہ (سبزہ زار)۔ **اَغْيَد:** نرم ونازک، الغيد اجوف يائی نزاکت۔

١٦ تَرِيعُ إِلَى صَوْتِ الْمُهِيبِ وَتَتَّقِي بِذِي خُصَلٍ رَوْعَاتِ أَكْلَفَ مُلْبِدِ

اپنے پکارنے والے چرواہے کی پکار کی طرف (فوراً) لوٹتی ہے (یعنی بڑی چوکنی ہے) اور عنابی رنگ میلے کچیلے مست اونٹ کے پریشان کن حملوں سے گچھے دار دم کے ذریعہ بچتی ہے۔

مطلب: یعنی ناقہ اتنی سدھی ہوئی اور چوکنی ہے کہ چرواہے کی آواز پر فوراً پہنچتی ہے اور مست اونٹ جب اس سے جفتی کھانا چاہتا ہے تو وہ اپنی دم بیچ میں حائل کر لیتی ہے اور اس کو قابو نہیں پانے دیتی تا کہ حمل کی وجہ سے ضعیف نہ ہو جائے، خلاصہ یہ ہے کہ غیر حاملہ ہونے کی وجہ سے اس ناقہ کے تمام قویٰ مجتمع ہیں اور بدن پُر گوشت اور قوی ہے۔

تَرِيعُ: مضارع "ض" ريعاً، لوٹنا۔ **مُهِيب:** اسم فاعل، اهاب يهيب، افعال، اونٹ اور گھوڑے کو پکارنا، یا ڈانٹنا۔ **ذِي خُصَل:** گچھے دار، موصوف ذَنَب محذوف ہے۔ **رَوْعَات:** مفردہٗ: الروعة: گھبراہٹ، گھبراہٹ میں مبتلا کر دینا (ای روعاتِ فحلٍ اونٹ کے پریشان کن حملے) ﴿فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ هود ٧٤﴾، حدیث شریف میں ہے: "اللهم امن روعتی الخ"۔ **اَكْلَف:** سیاہی وسرخی مائل (عنابی) رنگت (موصوف "فحل" محذوف ہے)۔ **مُلْبِد:** اونٹ کا لید اور پیشاب کرتے وقت زور زور سے دُم مارنا، عموماً اس طرح وہ شدتِ شہوت ومستی کی وجہ سے کرتا ہے اور پیشاب ولید سے لت پت ہو کر خوب میلا کچیلا ہو جاتا ہے (میلا کچیلا مست اونٹ)۔

١٧ كَأَنَّ جَنَاحَيْ مَضْرَحِيٍّ تَكَنَّفَا حِفَافَيْهِ شُكَّا فِي الْعَسِيبِ بِمِسْرَدِ

گویا کہ سفید گدھ کے دو بازو (اس اونٹنی کی) دم کی دونوں جانب ہو گئے ہیں اور دم کی ہڈی میں آر کے ذریعہ سی دیئے گئے ہیں۔

مطلب: ناقہ کے دم کے بالوں کی کثرت بیان کرنا مقصود ہے، یعنی بال اس قدر گھنے اور کثیر ہیں کہ ایسا معلوم

ہوتا ہے کہ کرگس کے دو بازو دم کی ہڈی کی دائیں بائیں جانب آر سے چھید کر کے سی دیئے گئے ہیں۔

مَضْرَحِيّ: سفید بڑا گدھ، مضرح بھی کہتے ہیں۔ **تَكَنَّفَ:** ماضی تفعّل، کسی چیز کا کنارے پر ہونا، احاطہ کر لینا، گھیر لینا۔ **حِفَافَيْهِ:** تثنیہ حفاف بمعنی جانب ج: اَحِفَة۔ **شُكَّا:** ماضی مجہول، شکاً مصدر "ن" چھیدنا، الثوب، دور دور ٹانکے لگانا۔ **العَسِيْب:** دُم کی ہڈی، ج: عُسُب۔ **مِسْرَد:** اسم آلہ، آر، سینے کا آلہ "ن"، "ض" سرداً وسِراداً، الجلد چمڑے کو سینا، الشیء کسی چیز میں سوراخ کرنا الدرع، زرہ بُننا ﴿أَنِ اعمَل سَابِغَاتٍ وَقَدِّر فِي السَّرد السباء ١١﴾

١٨ فَطَوْراً بِهِ خَلْفَ الزَّمِيلِ وَتَارَةً عَلَى حَشَفٍ كَالشَّنِّ ذَاوٍ مُجَدَّدِ

کبھی (وہ ناقہ) اُس دم کو ردیف کے پیچھے (اپنے سُرین پر) مارتی ہے اور کبھی اپنے سوکھے سمٹے تھنوں پر جو پرانے مشکیزہ کی طرح ہیں یعنی ان کا دودھ خشک ہو گیا ہے۔

مطلب: فرطِ نشاط میں دم ہلاتی ہوئی چلتی ہے کبھی اوپر اٹھا کر سرین پر مارتی ہے اور کبھی اپنے پستان پر۔ دودھ سے خالی پستان کو پرانے مشکیزہ سے تشبیہ دی ہے۔

فَطَوْرًا: طوراً کبھی، فاء عاطفہ ہے، **خَلْفَ الزَّمِيْل:** زمیل بمعنی ردیف یعنی جانور کے پیچھے سوار ہونے والا ساتھی، ردیف کے پیچھے دم مارنے سے مراد سرین پر دُم مارنا ہے۔ **حَشَف:** شبہ جمع مفردہٗ حَشُفَةٌ خشک تھن **شَنّ:** پرانا مشکیزہ ج، شنان۔ **ذَاوٍ:** اسم فاعل "ض" ذُوِيًّا مرجھانا، پرمژدہ ہونا۔ **مُجَدَّدِ:** اسم مفعول، "س" جَدَداً الثدیُ، الضرعُ، تھن کا خشک ہونا، ذاوٍ، مجدّدٍ دونوں حَشَفٍ کی صفات ہیں؛ ترجمہ "سوکھے سمٹے تھنوں" سے کیا گیا

١٩ لَهَا فَخِذَانِ أُكْمِلَ النَّحْضُ فِيهِمَا كَأَنَّهُمَا بَابَا مُنِيفٍ مُمَرَّدِ

اس کی دو ایسی رانیں ہیں جن میں گوشت پُر کر دیا گیا ہے، گویا کہ وہ دونوں (رانیں) چکنے، بلند محل کے دروازہ کے دو کواڑ ہیں۔

مطلب: رانوں کو پر گوشت اور چوڑی چکلی ہونے میں قصر عالی کے دروازہ کے دو بازوؤں سے تشبیہ دی گئی ہے۔

فَخْذَان: تثنیہ فَخِذُ، بمعنی ران اسے فَخْذُ، فِخْذُ بھی کہتے ہیں، ج اَفْخَاذ۔ **اُکْمِل:** ماضی مجہول، افعال، پورا کرنا، مکمل کرنا ﴿الیَومَ أکمَلتُ لَکُم دِینَکُم المائدہ ۳﴾۔ **النَّحْض:** موٹا گوشت، ج: نِحَاض۔ نُحُوض (اُکْمِلَ النَّحْضُ گوشت پُر کردیا گیا) **بَابَا:** تثنیہ باب بمعنی دروازہ اصل بابانِ تھا نون اضافت کی وجہ سے حذف ہوا ترجمہ ''دو کواڑ'' سے کیا گیا (کواڑ، دروازے کے ایک پلے کو کہتے ہیں) ﴿وَلَو فَتَحنَا عَلَیهِم بَابًا مِنَ السَّمَاءِ الهجر ۱۴﴾، **مُنِیْف:** اسم فاعل ''افعال'' نوفاً، بلند ہونا، نمایاں ہونا، یہ صفت ہے، موصوف قصر بمعنی محل محذوف ہے۔ **مُمَرَّد:** اسم مفعول، تفعیل، البناء، عمارت کو ہموار اور چکنا کرنا، اسی سے ہے غلام امرد بے داڑھی کے جوان، شجرۃ مرداء بغیر پتوں کے درخت ﴿قَالَ إنَّهُ صَرحٌ مُمَرَّدٌ مِن قَوَارِیرَ النمل ۴۴﴾۔

۲۰ وطيٌّ مَحَالٍ كَالحنيِّ خُلُوفُهُ　وَأَجْرِنَةٌ لُزَّتْ بِدَأْيٍ مُنَضَّدِ

اس کی کمر کے مہرے مضبوط (گھٹے ہوئے ہیں) جن کی پسلیاں کمانوں کی طرح (خمیدہ) ہیں اور اس کی گردن کا اگلا حصہ، گردن کے تہہ بتہہ مہروں سے (مضبوطی کے ساتھ) چمٹا دیا گیا ہے۔

مطلب: ریڑھ کی ہڈی کے جوڑ نہایت مضبوط اور پسلیاں کمانوں کی طرح کڑی اور خم دار ہیں۔ گردن نہایت مضبوطی کے ساتھ مہروں میں جڑی ہوئی ہے۔

طَیّ: مصدر ''ض'' طیًّا، الثوبَ، لپیٹنا، البئر، پتھروں سے کنویں کی منڈیر بنانا، بمعنی مضبوط کرنا، طیُّ محالٍ کی ترکیب جردُ قطیفةٍ، أخلاقُ ثیابٍ کی طرح ہے (فإن أصلهما قطیفةٌ جردٌ وثیابٌ أخلاقٌ، قدمت الصفة علی الموصوف وأضیفت إلیه، فوائد ضیائیة ۲۷۲) اصل عبارت محالٌ مطویةٌ ہے۔ **مَحَال:** مفردۂ محالة، اونٹ وغیرہ کی ریڑھ کی ہڈی کا ایک مہرہ، مَحَالٌ کی جمع الجمع مُحُل آتی ہے، اس سے ''لامحالہ'' ہے یعنی ضروری اور لابدی چیز، **حَنِیّ:** مفردۂ: حَنِیَّةٌ کمان، جمع الجمع حَنَایا بھی آتی ہے۔ **خُلُوف:** مفردہ۔ خَلف، پہلو کی سب سے چھوٹی پسلی۔ **اَجْرِنَة:** مفردہ: جِران: اونٹ کی گردن کا اگلا حصہ، ج: جُرُن۔ **لُزَّت:** ماضی مجہول ''ن'' لَزًّا ولَزَزًا، باندھنا، لازم کرنا۔ **دَأْي:** سینے کی پسلیوں کے ملنے کی

جگہ، ج: دأیات۔ **مُنَضَّد:** مفعول، تفعیل، ترتیب سے رکھنا (دَأْيٍ مُنَضَّدِ تہہ بتہہ مہرے) ﴿وَأَمطَرنَا عَلَيهَا حِجَارَةً مِن سِجِّيلٍ مَنضُودٍ هود ۸۲﴾

۲۱ كَأَنَّ كِنَاسَيْ ضَالَةٍ يَكْنُفَانِهَا وَأُطْرَ قِسِيٍّ تَحْتَ صُلْبٍ مُؤَيَّدِ

گویا جنگلی جھاڑی کی (بنی ہوئی) ہرن کی دوخواب گاہوں نے اس ناقہ کو (دائیں بائیں جانب سے) گھیر لیا ہے اور خم دار کمانیں مضبوط پشت کے نیچے ہیں۔

مطلب: پشت نہایت مضبوط ہے اور اس کے نیچے پسلیاں خمیدہ کمانیں ہیں، اور وسعت کی وجہ سے اس کے دونوں پہلو ہرنوں کی دوخوابگاہیں معلوم ہوتی ہیں۔

کِنَاسَي: تثنیہ کناس، بمعنی ہرن کی خوابگاہ، ج: کُنُس۔ **ضَالَةٍ:** جھڑ بیری، ایک خاص قسم کی جنگلی جھاڑی جس پر بیروں کی مانند سرخ رنگ کے چھوٹے چھوٹے پھل لگتے ہیں۔ **یَکْنُفَانِها:** تثنیہ یکنف ''ن'' احاطہ کرنا، گھیرنا، الابل، اونٹوں کی باڑھ بنانا، ھا ضمیر ناقة کی طرف لوٹ رہی ہے۔ **أُطُر:** کمان کا خم ''ض'' ''ن'' اِطراً موڑنا **قِسِيّ:** مفردہ قوس، کمان، ج: قِسِيّ قُسِيّ، اقواس ﴿فَكَانَ قَابَ قَوسَينِ أَو أَدنَى النجم ۹﴾۔ **صُلْب:** کمر، پشت، ج: اصلاب ﴿يَخرُجُ مِن بَينِ الصُّلبِ وَالتَّرَائِبِ الطارق ۷﴾۔ **مُؤَيَّد:** مفعول، تفعیل، قوی کرنا، ثابت کرنا ﴿وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصرِهِ مَن يَشَاءُ ال عمران ۱۳﴾۔

علامہ ابن جریر الطبریؒ سورۃ تکویر کی آیت فَلا أُقسِمُ بِالخُنَّسِ الجَوَارِ الكُنَّسِ کی تفسیر کرتے ہوئے کُنُوس کا اصل لغوی معنیٰ ''جائے قرار میں ٹھکانہ پکڑنا'' قرار دیتے ہوئے اسی شعر سے استدلال کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں وَأَولَى الأَقوَالِ فِي ذَلِكَ بِالصَّوَابِ : أَن يُقَالَ : إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى ذِكرُهُ أَقسَمَ بِأَشيَاءَ تَخنِسُ أَحيَانًا : أي تَغِيبُ وَتَجرِي أَحيَانًا وَتَكنِسُ أُخرَى وَكُنُوسُهَا : أَن تَأوِيَ فِي مَكَانِسِهَا وَالمَكَانِسُ عِندَ العَرَبِ هِيَ المَوَاضِعُ الَّتِي تَأوِي إِلَيهَا بَقَرُ الوَحشِ وَالظِّبَاءِ وَاحِدُهَا مَكنِسٌ وَكِنَاسٌ كَمَا قَالَ فِي الكِنَاسِ طَرَفَةُ بنُ العَبدِ : كَأَنَّ كِنَاسَي ضَالَّةٍ يَكنُفَانِهَا ،،، وَأُطرَ قِسِيٍّ تَحتَ صُلبٍ مُؤَيَّدِ

تفسیر طبری ج ۱۲ صـــ ۱۵۸

۲۲ لَهَا مِرْفَقَانِ أَفْتَلَانِ كَأَنَّهَا　　تَمُرُّ بِسَلْمَيْ دَالِجٍ مُتَشَدِّدِ

اس ناقہ کی دو مضبوط کہنیاں پہلوؤں سے اس طرح دور ہیں گویا کہ وہ قوی ڈول والے کے دو ڈول لئے ہوئے گزر رہی ہے۔

مطلب: جب قوی انسان دو بھاری ڈول لے کر چلتا ہے تو اس کے ہاتھوں اور پہلوؤں کے درمیان کافی فاصلہ ہوتا ہے۔

مِرْفَقَان: تثنیہ مرفق، کہنی، ج: مرافق ﴿فَاغسِلُوا وُجُوهَكُم وَأَيدِيَكُم إِلَى المَرَافِقِ المائدہ ٦﴾۔ **اَفْتَلَانِ:** تثنیہ افتل، بمعنی بعید پہلوؤں والا ہونا، مؤنث فتلاء۔ **تَمُرُّ:** مضارع، مُرُوراً گزرنا **سَلْمَى:** تثنیہ سَلَم، وہ ڈول جس کا ایک کڑا ہو، نون تثنیہ بوجہ اضافت حذف ہوا۔ **دَالِج:** اسم فاعل ڈول والا "ض" دُلوجًا، کنویں سے پانی نکال کر حوض میں ڈالنا، ج: دُلج۔ **مُتَشَدِّد:** اسم فاعل، تفعل، قوی ہونا، کسی کام میں سختی کرنا ﴿اشدُد بِهِ أزرِى طه ٣١﴾

فائدہ: علامہ شنقیطی فرماتے ہیں کہ کانها تمر دراصل کانما امرا ہے اور امرا میں تثنیہ کی ضمیر مرفقان کی طرف لوٹ رہی ہے، بہرحال کانها تمر کی صورت میں ها ضمیر کا مرجع ناقة بھی ہوسکتا ہے جو اس شعر سے مفہوم ہے، اور مذکورۃ کی تاویل میں ہوکر مرفقان بھی ہوسکتا ہے۔

۲۳ كَقَنْطَرَةِ الرُّومِيِّ أَقْسَمَ رَبُّهَا　　لَتُكْتَنَفَنْ حَتَّى تُشَادَ بِقَرْمَدِ

وہ اونٹنی رومی (مستری) کے (بنائے ہوئے) اس پل کی طرح (مضبوط) ہے جس کے مالک نے یہ قسم کھالی ہو کہ اس وقت تک اس کی ضرور حفاظت کی جائے گی جب تک کہ اس کا پلستر چونہ سے کیا جائے۔

مطلب: جب کہ مالک خود اس پل کی نگرانی کی قسم کھا چکا ہے تو ظاہر ہے کہ اس کی تعمیر نہایت مضبوط ہوگی۔ ناقہ کو ایسے پل سے تشبیہ دیتا ہے۔

قَنْطَرة: پل، بلند عمارت، ج: قناطر، قنطار سو (۱۰۰) رطل، مال کثیر ج قناطیر ﴿حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ

النِّسَاءِ وَالبَنِينَ وَالقَنَاطِيرِ ال عمران ١٤﴾ **لَتُكْتَنَفَن:** مضارع مجہول، نون خفیفہ، افتعال، اونٹوں کے لئے باڑھ بنانا، تقدیر عبارت ہے، واللہ لتکتنفن مجرد کنف ''ن'' کَنفًا حفاظت کرنا، **تُشَاد:** مضارع مجہول، ''ض'' شیداً وشیّداً، الحائط دیوار پر گچ کی لپائی کرنا، الشیّد گچ وغیرہ کا پلستر ﴿وَبِئْرٍ مُعَطَّلَةٍ وَقَصرٍ مَشِيدٍ الحج ٤٥﴾۔ **قَرْمَد:** مفرده قرمدة، چونا ملی مٹی، ہر وہ چیز جس کو زینت کے لئے دوسری چیز پر لگائیں، زعفران، گچ وغیرہ۔

علامہ اندلسیؒ آیت حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالبَنِينَ وَالقَنَاطِيرِ کی تفسیر میں قناطیر کے لغوی معنی پر چند اقوال نقل کرتے ہیں جس میں امام زجاجؒ قناطیر کی اصل قنطار بمعنی پختگی لیتے ہیں اور اسی شعر سے استدلال کرتے ہیں؛ ملاحظہ فرمائیں القناطير جمع قنطار كما قال تعالى: وَآتَيتُم إِحداهُنَّ قِنطاراً وهو العقدة الكبيرة من المال وقيل: هو اسم للمعيار الذى يوزن به كما هو الرطل ـ ويقال لما بلغ ذلك الوزن: هذا قنطار أى يعدل القنطار ـ والعرب تقول: قنطر الرجل إذا بلغ ماله أن يوزن بالقنطار، وقال الزجاج: القنطار مأخوذ من عقد الشيء وإحكامه تقول العرب: قنطرت الشيء إذا أحكمته ومنه سميت القنطرة لأحكامها، قال طرفة: كقنطرة الرومى أقسم ربها ،،، لتكتنفن حتى تشاد بقرمد تفسیرِ قرطبی ج٤ صـــ ٣٠

٢٤ صُهَابِيَّةُ الْعُثْنُونِ مُوجَدةُ القرى بَعِيدَةُ وَخْدِ الرِّجْلِ مَوَّارَةُ الْيَد

اس کی ٹھوڑی کے نیچے کے بال سرخی مائل ہیں کمر مضبوط، شتر مرغ کی طرح قدم رکھنے والی تیز رفتار ہے۔

صُهَابِيَّة: بالوں کا سرخ وسفید ہونا (سرخی مائل ہونا)، صہاب ایک جگہ کا نام بھی ہے، جس کی طرف اونٹ منسوب کئے جاتے تھے، صهابيةٌ مرفوع ہے، خبر ہونے کی بناء پر مبتداء محذوف ہے تقدیر عبارت ہوگی وهى اللتى فيها صُهابيةٌ۔ **العُثْنُون:** ٹھوڑی کے نیچے کے بال، ڈاڑھی، من المطر والريح، بارش یا ہوا کی ابتداء، ج: عثانين، **مُوْجَدَة:** اسم مفعول، افعال، قوی کرنا، **القَرَىٰ:** پیٹھ، ج: اقراء۔ **وَخْد:** اونٹ کا تیز دوڑتے ہوئے ٹانگوں کو شتر مرغ کی طرح ڈالنا۔ ج: وخود، اس کا فعل ''ض'' وخد يخد وخداً ووخيداً

ووخداناً آتا ہے۔**مـوّارة:** مورٌ سے اسم مبالغہ ہے بمعنی تیز، ریح موّارة مٹی اڑانے والی ہوا"ن" موراً ،الشیء، آگے پیچھے تیزی سے ہلنا﴿ یوم تَمُورُ السَّماءُ مَورًا الطور ۹ ﴾

فائدہ: جانور کے اگلے پاؤں"ید" کہلاتے ہیں اور پچھلے پاؤں"رِجل"، موارة الید یعنی اگلے پاؤں اٹھانے میں تیز ہے اور بعیدة وخد الرجل پچھلے پاؤں شتر مرغ کی طرح دور دور رکھتی ہے۔

۲۵ أُمِرَّتْ یداھَا فَتْلَ شَزْرٍ وأُجْنِحَتْ　　لَهَـا عَـضُـدَاهَـا فـي سَقِيفٍ مُسنَّدِ

اس کے دونوں ہاتھ سخت بٹی ہوئی رسی کی طرح بٹے ہوئے ہیں اور دونوں بازو (دوسرے جسم سے) یوں جھکا دیئے گئے ہیں، جیسے (ستونوں) سے مضبوط کی گئی چھت میں ہوں۔

مطلب: سخت بٹی ہوئی رسی سے تشبیہ دے کر ہاتھوں کی مضبوطی بیان کردی، اور فی سقیف مسند کہہ کر بتادیا کہ اس کا دھڑ بازوؤں پر اس طرح ٹھہرا ہوا ہے، جیسے ستونوں پر چھت ہو۔

اُمِرَّت: ماضی مجہول، افعال۔ امرار۔ رسی بٹنا۔**فتْل:** مصدر"ض" الحبل رسی بٹنا، الفتیل کھجور کی گٹھلی کے شگاف کا باریک دھاگہ،﴿وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا النساء ۴۹ ﴾۔**شَزْر:** سختی، دشواری، کہا جاتا ہے فتلٌ شزر سخت بٹی ہوئی رسی۔**اُجْنِحَت:** ماضی مجہول۔افعال۔ جھکانا، مائل کرنا﴿ وَإِن جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجنَح لَهَا الانفال ۲۶ ﴾۔**عَضُد:** بازو۔اسے عُضُد عَضِد بھی کہتے ہیں، ج: اعضاد﴿ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ القصص ۳۵ ﴾۔ **سَقِيْف:** چھت، ج: سُقُف﴿ فَخَرَّ عَلَيهِمُ السَّقفُ مِن فَوقِهِم النحل ۲۶ ﴾ **مُسَنَّد:** مفعول، تفعیل ٹیک لگا کر مضبوط کرنا۔﴿ كَأَنَّهُم خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ المنافقون ۴ ﴾

۲۶ جَنُوحٌ دِفَاقٌ عَنْدَلٌ ثُمَّ أُفْرِعَتْ　　لَهَـا كَتِفَـاهَـا فـي مُعَالىً مُصَعَّدِ

(نشاط سے) ٹیڑھی ہو کر چلتی ہے اچھلنے کودنے والی، بڑے سر کی ہے۔ پھر اس کے دونوں شانے بلند اونچی کمر میں چڑھا کر ابھار کر لگا دیئے گئے ہیں۔

مطلب: سستی اور نشاط کی حالت میں کود کر اور منہ موڑ کر چلنا قوت پر دال ہے جو ناقہ کی خوبی کی علامت ہے۔

جنوح: فَعُول بمعنی فاعل "ض"، "ن" مائل ہونا، ٹیڑھا ہونا ﴿ وَإِن جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا الانفال ٦١ ﴾ ۔ **دِفَاقٌ:** تیز رفتار، کہتے ہیں ناقة دفاق، وجملٌ ادفق بازوؤں کو پہلوؤں سے دور کرتے ہوئے تیز چلنا، اچھلنا، کودنا ﴿ خُلِقَ مِن مَاءٍ دَافِقٍ الطارق ٦ ﴾ ۔ **عَنْدَل:** بڑا سر۔ **أُفْرِعت:** ماضی مجہول۔ افعال، چڑھانا۔ **مُعَالی:** اسم مفعول، یہ صفت ہے، موصوف ظھر محذوف ہے بمعنی بلند کی گئی پشت ﴿ فَأُولَئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ العُلَى طه ٧٥ ﴾ ۔ **مُصَعَّد:** مفعول، تفعیل چڑھانا، یہاں مصعد کا ترجمہ "ابھار کر لگا دیے گئے" سے کیا گیا ہے ﴿ إِلَيهِ يَصعَدُ الكَلِمُ الطَّيِّبُ فاطر ١٠ ﴾

٢٧ كَأَنَّ عُلُوبَ النِّسْعِ فِي دَأَيَاتِها　　مَوَارِدُ مِنْ خَلْقَاءَ فِي ظَهْرِ قَرْدَدِ

کجاوہ کسنے کی رسی کے نشانات اس ناقہ کی کمر کے جوڑوں میں اس چکنے پتھر کی نالیاں ہیں جو سخت زمین پر (پڑا) ہے۔

مطلب: جن تسموں سے کجاوہ کسا جاتا ہے، ان کے نشانات کو پتھر کی نالیوں سے، ہموار و سیدھی کمر کو چکنے پتھر اور جسم کو سخت زمین سے تشبیہ دی گئی ہے۔

عُلُوب: مفردہٗ عَلبٌ۔ نشان۔ اثر۔ **النِّسع:** کجاوہ کسنے کی رسی، ج: نسوع، انساع۔ **دَأَيَاتِها:** مفردہٗ دأیٌ، سینے کی پسلیوں کے ملنے کی جگہ، کمر کا مہرہ، چونکہ دأیات جمع لایا گیا ہے لہٰذا ترجمہ "کمر کے جوڑوں" سے کیا گیا **مَوَارِد:** مفردہٗ مورد: نالی۔ **خَلْقَاء:** مؤنث: چکنا، مذکر اَخلق ہے یہاں موصوف محذوف ہے صخرة خلقاء، بڑا چکنا پتھر۔ **قَرْدَد:** سخت اور بلند زمین، ج: قرادِد۔

٢٨ تَلَاقَى وَأَحْيَانًا تَبِينُ كَأَنَّهَا　　بَنَائِقُ غُرٌّ فِي قَمِيصٍ مُقَدَّدِ

(رسی کے نشانات اس ناقہ کے چلنے میں) کبھی باہم مل جاتے ہیں۔ (بند ہو جاتے ہیں) کبھی کھل جاتے ہیں، گویا وہ لمبائی میں پھٹے ہوئے کرتے کی سفید کلیاں ہیں۔

مطلب: ناقہ کے چلنے میں کھال کے کھینچنے اور ڈھیلا پڑنے سے وہ نشانات کبھی بند ہو جاتے ہیں اور کبھی جدا

ہو جاتے ہیں۔اس لئے وہ پھٹی ہوئی قمیص کی کلیوں کی طرح معلوم ہوتے ہیں جو کبھی ہوا سے مل جاتی ہیں اور کبھی الگ الگ ہو کر اڑنے لگتی ہیں۔

تَلاقي: مضارع۔اصل میں تتلاقی تھا؛ تفاعل، ملنا ﴿وَتَتَلَقَّاهُمُ المَلَائِكَةُ الانبياء ۱۰۳﴾۔**تَبِيْن:** مضارع "ض" ظاہر ہونا ﴿كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الآيَاتِ النور ۵۸﴾۔**بَنَائِق:** مفردہ بنيقة، گریبان، کلی۔**غُرّ:** مفردہ اَغرُّ، سفید۔**مُقَدَّد:** مفعول تفعیل۔لمبائی میں پھاڑنا یا کاٹنا۔﴿وَإِن كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِن دُبُرٍ يوسف ۲۷﴾

۲۹ وَأَتْلَعُ نَهَّاضٌ إِذَا صَعَّدَتْ بِهِ　كَسُكَّانِ بُوصِيٍّ بِدِجْلَةَ مُصْعِدِ

اس کی گردن لمبی اور بار بار اٹھنے والی ہے۔جب وہ ناقہ (چلتے وقت) اس کو خوب اٹھالیتی ہے تو وہ دریائے دجلہ میں چلتی کشتی کے پتوار کی طرح معلوم ہوتی ہے۔

مطلب: لمبی اور سریع الحرکت گردن کو چلتی کشتی کے دُنبالہ سے تشبیہ دی ہے۔

اَتْلَع: صفت "س" تلعاً۔لمبی گردن کر کے چلنا۔صفت تليع بھی آتی ہے۔**نَهَّاض:** مبالغہ۔نهض "ف"، نهضاً کھڑا ہونا۔**صَعَّدَت:** باء تعدیہ کے لئے ہے۔چڑھانا۔**سُكَّان:** کشتی کا پچھلا حصہ، جو دم کی مانند ہوتا ہے۔فارسی میں دنبالہ اور اردو میں پتوار کہتے ہیں۔ج:سكانات۔ **بُوصِي:** ایک قسم کی کشتی۔**مُصْعِد:** اسم فاعل "افعال" اصعاداً، السفينة بادبان کھینچ دینے سے ہوا کا کشتی کو لے اڑنا (مُصْعِدِ، بُوصِي کی صفت ہے چلتی کشتی) ﴿إِلَيهِ يَصعَدُ الكَلِمُ الطَّيِّبُ فاطر ۱۰﴾۔

۳۰ وَجُمْجُمَةٌ مِثْلُ الْعَلَاةِ كَأَنَّمَا　وَعَى الْمُلْتَقَى مِنْهَا إِلَى حَرْفِ مِبْرَدِ

اور اس کی کھوپڑی سندان کے مانند (سخت) ہے گویا کہ اس کھوپڑی کا جوڑ ریتی کے کنارے (کی مانند سخت ہڈی) سے مل گیا ہے۔

مطلب: کھوپڑی کو سختی اور مضبوطی میں لوہار کے آہنی سندان سے تشبیہ دی جس پر لوہا کوٹا جاتا ہے اور سر کے اس حصہ کو جس سے کھوپڑی ملی ہوئی ہے ریتی کے کناروں سے سختی میں اور دھاردار ہونے میں تشبیہ دی ہے۔

جُمْجُمَة: کھوپڑی، کنویں اور لکڑی کے پیالے کو بھی کہتے ہیں۔ ج: جماجم۔ **عَلَاة:** سِندان وہ آہنی بٹہ جس پر لوہا کوٹتے ہیں۔ **وَعَی:** ماضی ''ض'' وعیاً: جمع کرنا، ملانا، یاد کرنا، کما فی الحدیث ...... نضر اللّٰہ عبداً سمع مقالتی ووعاها واداها کما سمع۔ **مُلْتَقَی:** اسم ظرف۔ افتعال ملنا، جوڑنا ﴿یَومَ الفُرقَانِ یَومَ التَقَی الجَمعَانِ الانفال ۴۱﴾۔ **حَرْف:** طرف، کنارہ۔ ج: احرف، حروف، جیسے جلستُ حرف الوادی۔ میں وادی کے کنارے بیٹھا ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن یَعبُدُ اللّٰهَ عَلَی حَرفٍ الحج ۱۱﴾۔ **مِبْرَد:** ریتی۔

۳۱ وَخَدٌّ كَقِرْطَاسِ الشَّآمي وَمِشْفَرٌ　كَسِبْتِ الْيَمَانِي قَدُّهُ لَمْ يُحَرَّدِ

اس کا رخسار شامی کاغذ کی مانند (چکنا اور صاف) ہے۔ اور اس کا ہونٹ یمنی دباغت دیئے گئے چمڑے کی طرح نرم ہے جس کی تراش ٹیڑھی نہیں کی گئی۔

مطلب: شام میں کاغذ عمدہ بنتا تھا اس لئے رخسار کو شامی کاغذ سے تشبیہ دی اور ہونٹ کو سیدھے قطع کئے ہوئے یمنی چمڑے سے تشبیہ دی، یمن کا چمڑا بناوٹ اور تراش میں مشہور تھا اس لئے اس کی تخصیص کی۔

خَدّ: رخسار ج: خدود ﴿وَلَا تُصَعِّر خَدَّكَ لِلنَّاسِ لقمان ۱۸﴾۔ **قِرْطَاس:** کاغذ، اس میں اور بھی کئی لغات ہیں۔ قِرطَس، قَرطَس، قُرطَاس، قَرطَاس۔ **شام:** ملک شام مراد ہے، بعض حضرات نے شام کی وجہ تسمیہ یہ لکھی ہے کہ مشاء مۃ بائیں طرف ہونا چونکہ شام بیت اللہ کے بائیں جانب ہے، اس لئے شام کہا گیا۔ ایسے ہی ''یمن'' بیت اللہ کے یمین (دائیں طرف) ہونے کی وجہ سے کہا گیا۔ **مِشْفَر:** اونٹ کے ہونٹ۔ **السِبت:** دباغت دیا ہوا چمڑہ، انسبت الجلدُ، چمڑے کا نرم ہونا۔ **قَدّ:** مصدر ''ن'' لمبائی میں کاٹنا، قَطّ چوڑائی میں کاٹنے کو کہتے ہیں، اسی سے ہے قَطُّ القَلَم ﴿وَإِن كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِن دُبُرٍ یوسف ۲۷﴾۔ **لَمْ يُحَرَّد:** مضارع تفعیل، الشئ ٹیڑھا کر دینا۔

۳۲ وَعَيْنَانِ كَالْمَاوِيَّتَيْنِ اسْتَكَنَّتَا　بِكَهْفَي حَجَاجَيْ صَخْرَةٍ قَلْتِ مَوْرِدِ

اور اس ناقہ کی دونوں آنکھیں دو آئینوں کے مانند (چمک دار) ہیں جو پتھر کے یعنی پانی کے گڑھے

والے پتھر کے (بنے ہوئے) ابرو کی ہڈیوں کے دو غاروں میں جاگزیں ہیں۔

مطلب: آنکھوں کو آئینوں اور اس پانی سے جو پتھر کے گڑھے میں ہوتا ہے، تابانی میں تشبیہ دی اور حلقہائے چشم کو غاروں سے، اور ابرو کی ہڈیوں کو سختی میں پتھر سے تشبیہ دی ہے۔

مَاوِيَّتَين: تثنیہ، مفردہ ماویۃ آئینہ۔ **اِسْتَكَنَّتَا:** "ک"، "ن" استفعال، چھپنا، گھر کی طرف لوٹنا ترجمہ "جاگزیں ہونے" سے کیا گیا ﴿وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُم النمل ٧٤﴾۔ **كَهفَى:** تثنیہ، نون بوجہ اضافت حذف ہوا، الکھف، غار ﴿وَلَبِثُوا فِي كَهفِهِم ثَلاثَ مِائَةٍ سِنِينَ الكهف ٢٥﴾۔

حَجَاج: ابرو کی ہڈی، ج: حُجج۔ **قَلْت:** آنکھ یا چٹان کا گڑھا۔ **مَوْرِد:** اسم ظرف، گھاٹ، لیکن یہاں مظروف (پانی) مراد ہے ﴿وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَديَنَ القصص ٢٣﴾۔

٣٣ طَحُورَانِ عُوَّارَ الْقَذَى فَتَرَاهُمَا　　كَمَكْحُولَتَيْ مَذْعُورَةٍ أُمِّ فَرْقَدِ

اس ناقہ کی دونوں آنکھیں خس وخاشاک کو دفع کرنے والی ہیں، جس کی وجہ سے وہ نہایت ستھری اور صاف ہیں، پس تو ان کو اس حال میں دیکھے گا کہ وہ بچہ والی شکاری سے خوف زدہ نیل گائے کی دو سرگیں آنکھوں کی طرح (خوبصورت معلوم ہوتی) ہیں۔

مطلب: ناقہ کی آنکھوں کو بقرہ وحشیہ کی آنکھوں سے تشبیہ دی اور مذعورۃ ام فرقد کی قیود کا اضافہ کر کے مشبہ بہ میں حسن کا اضافہ کیا ہے، اس لئے کہ اس حالتِ خاص میں نیل گائے کی آنکھ میں ایک خاص چمک اور تیز نگاہ ہوتی ہے اور بچے کی حفاظت کے لئے سب سے زیادہ محتاط نظروں سے دیکھتی ہے۔

طَحُورَان: تثنیہ طَحُور، "ف" خس وخاشاک کو دور کرنا۔ **عُوَّار:** تنکا، ج: عواویر۔ **القَذىٰ:** باریک تنکا، ج: قُذی، اقذاء۔ **مَكْحُولَة:** سرمہ دانی، نونِ تثنیہ، بوجہ اضافت حذف ہوا، یہاں "مَكْحُولَتي" کہہ کر "عینین" سے کنایہ کیا گیا ہے اس لئے مرادی ترجمہ "سرگیں آنکھیں" کیا گیا۔ **مَذْعُورَة:** اسم مفعول، الذعر، خوف زدہ ہونا۔ **أُمّ فَرقَد:** فرقد، نیل گائے کے بچے کو کہتے ہیں، ج: فراقد۔

٣٤ وَصَادِقَتَا سَمْعِ التَّوَجُّسِ لِلسُّرَى　　لِهَجْسٍ خَفِيٍّ أَوْ لِصَوْتٍ مُنَدَّدِ

اس ناقہ کے دو ایسے کان ہیں جو رات کے چلتے وقت کھسکھاہٹ کے سننے میں نہایت سچے ہیں، خواہ آہستہ آواز ہو یا زور کی۔

مطلب: ناقہ کانوں کی سچی ہے کہ بہت جلد ہر قسم کی آواز صحیح سن لیتی ہے یعنی بڑی حاضر حواس ہے۔

سَمع: سننے کا حاسہ، کان، سِمْعَ اچھی شہرت، سُمْعة، سنی ہوئی بات ﴿قد سَمِعَ اللّٰهُ قولَ الّتِي المحادلة ۱﴾۔ **التَوَجُّس:** آہٹ پر کان لگانا ﴿فَأَوجَسَ فِي نَفسِهِ طه ٦٧﴾۔ **سُرٰی:** رات کو چلنا، ''ض'' سَرَياناً وسَرايةً بھی مصدر آتا ہے ﴿سُبحَانَ الَّذِي أَسرَى بِعَبدِهِ الاسراء ۱﴾۔ **هَجُس:** پست آواز جو سنائی دے لیکن سمجھ میں نہ آئے، اندیشہ، وسوسہ۔ **مُنَدَّد:** اسم مفعول تفعیل، الصوت، بلند آواز ہونا

۳۵ مُؤَلَّلَتَانِ تَعْرِفُ الْعِتْقَ فيهما　كَسَامِعَتَيْ شَاةٍ بِحَوْمَلَ مُفْرَدِ

اس کے دونوں کان باریک نوکدار ہیں، جن میں تو عمدگی نسل (کے آثار) معلوم کر لے گا اور وہ مقامِ حومل کے یکتا و تنہا نر گاؤ کے کانوں کے مثل ہیں۔

مطلب: نر گاؤ، خصوصاً جب وہ تنہا ہو معمولی سی آہٹ کو سن لیتا ہے، اسی طرح وہ ناقہ ہر وقت چوکنی اور ہوشیار رہتی ہے۔

مُؤَلَّلتَان: اسم مفعول، تفعیل، دھار تیز کرنا، نیزہ مارنا، موصوف اُذُنَان محذوف ہے، مرادی ترجمہ باریک نوک دار کان، **العتق:** مصدر ''ض'' عمدہ ہونا ﴿ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى البَيتِ العَتِيقِ الحج ۳۳﴾۔ **سَامِعَتَي:** تثنیہ، حذف نون، بوجہ مضاف سامعةٌ: کان ﴿وَلَولَا إِذ سَمِعتُمُوهُ النور ۱٦﴾۔ **شَاة:** بکرا، بکری، نیل گائے، ج شِیاہ، شِواہ۔ **حَوْمل:** بصرہ و مکہ اور نجد کے درمیان ایک جگہ ہے۔ **مُفْرَد:** یکتا، تنہا ﴿وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأتِينَا فَردًا مريم ۸۰﴾

۳٦ وأَرْوَعُ نَبَّاضٌ أَحَذُّ مُلَمْلَمٌ　كَمِرْدَاةِ صَخْرٍ في صَفِيحٍ مُصَمَّدِ

اس کا دل چوکنا، تیز حرکت، ذکی اور گول مٹول ہے (کہ کوئی غم اس پر نہیں ٹھہرتا، اور سخت ایسا ہے کہ) جیسے چوڑے پتھروں میں پتھر کا (بنا ہوا) ایک سنگ شکن اوزار ہو۔

مطلب: ناقہ کے دل کو مضبوطی میں سنگ شکن پتھر سے اور اس کی چوڑی اور مضبوط پسلیوں کو پتھر کی چٹانوں سے تشبیہ دی ہے۔

أَرْوَع: چوکنا، ہوشیار، حسن یا بہادری وغیرہ سے تعجب میں ڈالنے والا، ج: رُوّع۔ **نَبَّاض:** اسم مبالغہ، تیز حرکت "ض" نبضاً و نبضاناً، رگ کا حرکت کرنا۔ **أَحَذُّ:** ذکی، مؤنث، حذاء۔ **مُلَمْلَم:** گول مٹول۔ **مِرْدَاة:** سنگ شکن اوزار، وہ سخت پتھر جس کے ذریعے سے دوسرے پتھر توڑے جاتے ہیں۔ **صَفِيح:** چوڑا پتھر۔ **مُصَمَّد:** مضبوط، پکا، سخت۔

۳۷ وَأَعْلَمُ مَخْرُوتٌ مِنَ الْأَنْفِ مَارِنٌ عَتِيقٌ مَتَى تَرْجُمْ بِهِ الْأَرْضَ تَزْدَدِ

اس ناقہ کا اوپر کا ہونٹ کٹا ہوا ہے، ناک کا بانسہ چھدا ہوا ہے، ایسی اصیل ہے جب ناک زمین پر مارتی ہے (سونگھتی ہے) تو زیادہ تیز ہو جاتی ہے۔

مطلب: سفر پیشہ اونٹ زمین کو سونگھ کر یہ معلوم کر لیتے ہیں کہ پانی کس قدر دور ہے اگر پانی زیادہ دور ہوتا ہے تو رفتار تیز کر دیتے ہیں۔

أَعْلَم: اسم تفضیل، وہ شخص جس کے اوپر کا ہونٹ پھٹا ہوا ہو، مؤنث: عَلماء۔ **مَخْرُوت:** چھدا ہوا ہونا۔ **مَارِن:** ناک کا بانسہ، ج: موارن۔ **عَتِيق:** پرانی، عمدہ چیز (اصیل)۔ **تَرْجُم:** پتھر مارنا، پھینکنا، یہاں ناک زمین پر مارنے سے مراد سونگھنا ہے ﴿ رَجمًا بِالغَيبِ الكهف ۲۲ ﴾۔ **تَزْدَدِ:** مضارع، افتعال، زیادہ ہونا یہاں مراد تیز ہونا ہے، آخر میں بوجہ وقف دال ساکن ہوئی اجتماع ساکنین کی وجہ سے درمیان کی یاء حذف کر دی گئی ﴿ وَنَزدَادُ كَيلَ بَعِيرٍ يوسف ٦٥ ﴾

۳۸ وَإِنْ شِئْتَ لَمْ تُرْقِلْ وَإِنْ شِئْتَ أَرْقَلَتْ مَخَافَةَ مَلْوِيٍّ مِنَ الْقِدِّ مُحْصَدِ

اگر تو چاہے (کہ وہ تیز نہ دوڑے) تو نہ بھاگے گی اور تو چاہے (کہ وہ دوڑے) تو ایک مضبوط تسمے کے بنے ہوئے اور بٹے ہوئے کوڑے کے خوف سے دوڑ کر چلے گی۔

مطلب: بہت شائستہ ہے سوار کے قبضہ میں رہتی ہے اس قدر تیز ہے کہ کوڑا مارنے کی ضرورت نہیں بلکہ اس کا

خوف ہی اس کو دوڑانے کے لئے کافی ہے۔

تُرْقِل: مضارع، افعال، الناقۃ، دوڑنا۔ **مَلْوِیّ:** مفعول ''ض'' لیاً ولَوِیاً، رسی بٹنا، موصوف سوط بمعنی کوڑا محذوف ہے، تقدیر عبارت سوط مَلوِی بٹا ہوا کوڑا، مَلوِیٌّ کی اصل مَلْوُوِیٌ تھا، پھر سَیِّدٌ والے قاعدے سے واؤ کو یاء سے تبدیل کرتے ہوئے یاء کا یاء میں ادغام کیا اور یاء کی مناسبت سے ماقبل کو کسرہ دیا تو مَلوِیّ ہوگیا۔ **قِدّ:** تسمہ، چمڑے کا برتن، قَدّ مقدار، قُدّ، دردِ شکم والا ہونا۔ **مُحْصَدِ:** مفعول ''افعال'' احصاداً مضبوط بٹا ہوا ہونا۔

۳۹ وَإِنْ شِئْتَ سامَى واسِطَ الْكُورِ رَأْسُهَا وَعامَتْ بِضَبْعَيْهَا نَجَاءَ الْخَفَيْدَدِ

اور اگر تو چاہے تو اس کا سر پالان کی اگلی لکڑی سے بلند ہو جائے گا اور اپنے دونوں بازوؤں کے ذریعہ شتر مرغ کی تیز روی کی طرح تیرے گی (تیز چلنے لگے گی)

☆ مقدم رحل سے سر کا بلند ہو جانا خاص تیز رفتاری کے وقت ہوتا ہے۔

سامیٰ: ماضی، مساماۃ، بلند ہونا۔ **وَاسِط:** پالان کا اگلا حصہ۔ **الْكُور:** کجاوہ، ج: اکوار و کیران۔ **عَامَت:** ماضی ''ن'' عَوماً تیرنا۔ **ضَبْعَيْهَا:** ضبعین تھا، حذفِ نون باضافت ھا ضمیر ہے، بازو، **نَجَاءَ:** مصدر ''ن'' نَجاءً، تیز چل کر آگے بڑھنا۔ **خَفَيْدَدِ:** مذکر شتر مرغ۔

٤٠ عَلَى مِثْلِهَا أَمْضِي إِذَا قَالَ صاحِبِي أَلَا لَيْتَنِي أَفْدِيكَ مِنْهَا وَأَفْتَدِي

جب میرا ساتھی یہ کہنے لگے کہ اے کاش اس مصیبت سے فدیہ دے کر میں تجھے چھڑا لیتا اور میں بھی چھوٹ جاتا، تو اس جیسی ناقہ پر (سوار ہو کر) گزر جاتا ہوں۔

مطلب: سخت مصیبت میں ساتھی گھبرا اٹھتا ہے تو میں نہیں گھبراتا، بلکہ باہمت رہ کر ایسی اونٹنی کے ذریعے سے سفر کرتا رہتا ہوں۔

عَلَىٰ مِثْلِهَا: ھا ضمیر کا مرجع اونٹنی ہے یعنی مذکورہ صفات والی اونٹنی کے جیسی اونٹنی پر بیٹھ کر بھاگ نکلتا ہوں، **أَمْضِي:** مضارع ''ض'' مَضاءً، گذر جانا ﴿فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْأَوَّلِينَ الانفال ۳۸﴾۔

اَفْدِیکَ: ك ضمیر خطاب، افدی مضارع ''ض'' فَدیً ، فِدیً ، مال وغیرہ دے کر چھڑانا ﴿ وَفَدَینَاہُ بِذِبحٍ عَـظِیمٍ الصافات ۱۰۷ ﴾ **أَفْتَدِی:** مضارع، افتعال، فدیہ دینا ﴿ لَـو یَـفتَدِی مِن عَذَابِ یَومِئِذٍ بِبَنِیهِ المعارج ۱۱ ﴾

۴۱ وَجَـاشَتْ إِلَیْهِ النَّفْسُ خَوْفاً وَخَالَهُ　　مُـصَـابـاً وَلَـوْ أَمْسَی عَلَی غَیْرِ مَرْصَدِ

(میں اس ناقہ کے ذریعے اس وقت سفر کر جاتا ہوں جب کہ) خوف کی وجہ سے میرے رفیق کا دل ہل جائے اور اپنے آپ کو قریبِ ہلاکت سمجھنے لگے اگر چہ وہ شام کے وقت چلے ایسے راستے سے جہاں گھات نہیں لگائی گئی ہوتی۔

مطلب: اس ناقہ پر سوار ہو کر ایسے خطرناک جنگل طے کر ڈالتا ہوں جنہیں دیکھ کر رفیق سفر گھبرا جائے اور اپنے آپ کو موت کے منہ میں سمجھتا ہو، جب کہ راستہ پر امن تھا اور ڈاکوؤں کا کوئی خوف نہ تھا۔

جَاشَت: ماضی ''ض'' جیشاً وجیشاناً، ''البحر'' جوش مارنا، العین '' آنسو بہانا، النفس'' جی متلانا یہاں خوف کی وجہ سے دل کا دہل جانا مراد ہے۔ **خَالَهُ:** خَالَ ماضی ''س'' خیلاً وخالاً وَخَیلاناً، خیال کرنا، گمان کرنا۔ **مُصَاباً:** مفعول، یا اسم ظرف ''افعال'' تکلیف دینا، مَصَاباً خال کا مفعول ثانی ہے ،تکلیف دیے ہوئے کا ترجمہ ''قریب الہلاکت'' سے کیا گیا۔ ﴿ مَـا أَصَـابَ مِن مُصِیبَةٍ إِلَّا بِإِذنِ اللّٰهِ التغابن ۱۱ ﴾ **امسیٰ:** افعال ناقصہ میں سے ہے، شام کے وقت میں داخل ہونا، مـاشیـاً خبرِ محذوف ہے ﴿ فَسُبحَـانَ اللّٰهِ حِینَ تُمسُونَ الروم ۱۷ ﴾۔ **مرصد:** اسم ظرف، گھات لگانے کی جگہ ﴿ وَاقعُدُوا لَهُم کُلَّ مَرصَدٍ التوبة ۵ ﴾

۴۲ إِذَا الْـقَوْمُ قَالُوا مَنْ فَتَی خِلْتُ أَنَّنِي　　عُـنِـیتُ فَـلَـمْ أَکْسَـلْ وَلَـمْ أَتَبَـلَّـدِ

جب (بھی) قوم نے یہ پکارا کہ نوجوان کون ہے'' تو میں نے سمجھا کہ میں ہی مراد ہوں پھر نہ میں نے کاہلی کی اور نہ تردد۔

مطلب: لفظ نوجوان سے قوم کا مقصود میں اپنے آپ ہی کو سمجھتا ہوں اس لئے کہ کوئی دوسرا اس خطاب کا مستحق

ہی نہیں، پس جب کبھی قوم کسی حادثہ کے وقت اس لفظ کے ذریعہ پکارتی ہے فوراً مقصد سمجھ جاتا ہوں اور مدد کے لئے پہنچ جاتا ہوں، ذرا بھی پس وپیش نہیں کرتا۔

فتیً :نوجوان، سخی، غلام، تثنیہ: فتوان، فتیان ، ج:فتوۃ ﴿قَالُوا سَمِعنَا فَتًی یَذکُرُهُم الانبیاء ٦٠﴾۔

عُنیتُ: ماضی، مجہول ''ض'' عِنیٰ مراد لینا۔ **لَم اَکسَلْ:** مضارع ''س'' کاہل ہونا، سستی کرنا ﴿وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَى النساء ١٤٢﴾ **لَمْ اَتَبَلَّد:** مضارع، تفعل: کند ذہنی ظاہر کرنا (متردد ہونا)۔

٤٣ اَحَلْتُ عَلَيْهَا بِالقَطِيعِ فَأَجْذَمَتْ　　وَقَدْ خَبَّ آلُ الْامْعَزِ الْمُتَوَقِّدِ

میں (قوم کی آواز سن کر) کوڑا لے کر اس ناقہ کی طرف متوجہ ہوا تو وہ نہایت تیزی سے چلی، درآنحالیکہ (گرمی سے) بڑھکتی ہوئی پتھریلی زمین کا سراب بلند ہو رہا تھا۔

مطلب: سورج کی تیز شعاعوں کی وجہ سے ریت متحرک پانی معلوم ہوتی تھی شدت گرما میں اپنی اور ناقہ کی بادیہ پیمائی کا اظہار مقصود ہے۔

اَحَلْتُ: ماقبل شعر سے جواب شرط ہے، اور ماضی بمعنی مضارع ہے، اِحَالَۃً متوجہ ہونا۔ **قطیع** :کوڑا۔ **اجذمت :** ماضی، افعال فی سیرہ تیز چلنا، علیہ پختہ ارادہ کرنا، عن الشیء باز رہنا۔ **خَبَّ:** ماضی ''ن'' خباً بلند ہونا، بڑھنا (جملہ حالیہ ہے)۔ **آلُ:** الُ اس سراب کو کہتے ہیں جو دوپہر سے پہلے اور بعد نظر آئے اور جو عین دوپہر کے وقت نظر آئے، اسے عربی میں بھی سراب کہتے ہیں۔ **أمْعَز:** بہت کنکر پتھر والی سخت جگہ، مؤنث مَعزَاء، ج:مَعزَاوَات ، امَاعز ۔ **مُتَوَقِّد:** اسم فاعل، تفعل، بھڑکنا ﴿وَمِمَّا یُوقِدُونَ عَلَیهِ فِی النَّارِ الرعد ١٧﴾

٤٤ فَذَالَتْ كَمَا ذَالَتْ وَلِيدَةُ مَجْلِسٍ　　تُرِي رَبَّهَا أَذْيَالَ سَحْلٍ مُمَدَّدِ

پس وہ ناقہ ناز ونخرے سے اس طرح چلی جیسے کہ مجلس کی وہ رقاصہ چلتی ہے جو سفید دراز چادر کے دامن (لٹکا کر) اپنے مالک کو دکھاتی ہو۔

مطلب: ناقہ کی رفتار کو رقاصہ کے ناچ سے تشبیہ دی گئی ہے اور دراز دم کو چادر کے دامنوں سے، اس خاص قسم کے رقص میں جس کو کہروَہ کہا جاتا ہے، رقاصہ پوشاک کا دامن اٹھا اٹھا کر مختلف انداز سے ناظرین کو دکھاتی ہے، دوسرے مصرعہ میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

ذَالَتْ: ماضی ''ض'' ذیلاً، الجاریة، لڑکی کا دامن کھینچتے ہوئے ناز سے چلنا۔ **وَلِيْدَةٌ:** لڑکی، ولیدۃ مجلس سے مراد طوائف ہے ﴿قَالَ أَلَم نُرَبِّكَ فِينَا وَلِيدًا الشعراء ١٨﴾۔ **تُرِی:** مضارع، افعال، دکھانا ﴿وَكَذٰلِكَ نُرِي إِبرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ الانعام ٧٥﴾۔ **رب:** مالک، سردار، درست کرنے والا، پرورش کرنے والا، اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے، نسبت کے لئے رَبیّ، رَبّانی، ربّوبی استعمال ہوتا ہے ﴿فَقَالَ إِنِّي رَسُولُ رَبِّ العَالَمِينَ الزخرف ٤٦﴾۔ **أَذْيَال:** مفرده ذیلٌ، ہر چیز کا آخری حصہ، الثوب: دامن۔ **سَحْلٍ:** سفید سوتی کپڑا۔ **مُمَدَّدِ:** اسم مفعول، تفعیل، پھیلانا ﴿أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلفٍ مِنَ المَلَائِكَةِ مُردِفِينَ الانفال ٩﴾۔

٤٥ وَلَسْتُ بِحَلَّالِ التِّلَاعِ مَخَافَةً　　وَلٰكِنْ مَتَى يَسْتَرْفِدِ الْقَوْمُ أَرْفِدِ

اور میں (کسی کے) خوف سے ٹیلوں میں اترنے والا (چھپنے والا) نہیں ہوں جب قوم مجھ سے مدد مانگتی ہے تو میں (اس کو) مدد دیتا ہوں۔

مطلب: یعنی مہمانوں کی ضیافت یا دشمنوں سے جنگ کرنے کے خوف سے میں کہیں نہیں چھپتا ہوں بلکہ قوم کی ہر اعانت کے لئے تیار ہوں، خواہ ضیافتِ مہمانان ہو یا مقابلۂ اعداء۔

حَلَّال: وزن مبالغہ، حلّ ''ض''، ''ن''، اترنا ﴿أَو تَحُلُّ قَرِيبًا مِن دَارِهِم الرعد ٣١﴾۔ **تِلَاع:** مفرده تلعةٌ پانی بہنے کے راستوں سے اونچی اور چٹانوں سے نیچی جگہ (ٹیلہ)۔ ج: تِلعات۔ **يَسْتَرْفِد:** مضارع۔ استرفاد، مدد مانگنا۔ **أَرْفِد:** مضارع ''ض'' رفداً۔ مدد کرنا ﴿بِئسَ الرِّفدُ المَرفُودُ هود ٩٩﴾۔

☆ علامہ ثعالبیؒ آیت أنّ اللّٰه ليس بظلّامٍ للعبيد کی تفسیر کرتے ہوئے ایک شبہ کا جواب دیتے ہیں کہ ظلّام للعبید سے قلیل و کثیر ظلم کی نفی ہو رہی ہے نہ کہ صرف کثیر ظلم کی، کیونکہ تحت النفی جب صیغہ مبالغہ مابعد کی طرف

مضاف ہوتا ہے تو قلیل وکثیر کی نفی کرتا ہے استدلال میں اسی شعر کو پیش کرتے کہ حَلَّالِ التِّلَاعِ سے مراد قلیل وکثیر اترنے کی نفی ہے وقولہ سبحانہ : إنَّ الله ؛ أي : وبأنّ اللّٰہ لیس بظلّام للعبید قیل : المراد ھنا نفیُ القلیلِ والکثیرِ مِنَ الظُّلم؛ کقول طَرَفَةَ : الطویل ،وَلَستُ بِحَلَّالِ التِّلاعِ مَخَافَةً ،،، وَلَكِن متی یَستَرفِدِ القَومُ أَرفِدِ ولا یریدُ : أنه قد یحلُّ التلاعَ قلیلاً تفسیر ثعالبی ج ۱ صـــ ۲۷۱

٤٦ فَإِنْ تَبْغِنِي في حَلْقَةِ الْقَومِ تَلْقَنِي وَإِنْ تَقْتَنِصْنِي في الْحَوانِيتِ تَصْطَدِ

اگر تو مجھ کو قوم کی مجلس میں ڈھونڈے گا تو مجھ کو (وہاں) پائے گا اور اگر شراب کی بھٹیوں میں مجھ کو پکڑنا چاہے گا تو (وہاں بھی) پکڑ لے گا۔

مطلب: اپنے جامعِ جدّ وہزل ہونے کو بیان کرتا ہے کہ مجالسِ قوم میں بھی میرا حصہ نمایاں ہوتا ہے اس لئے کہ صاحبِ عزم ورائے ہوں اور شراب خانے بھی مجھ سے آباد ہیں اس لئے کہ صاحبِ بذل وسخا اور پینے پلانے والا ہوں۔

تَبْغِنِي: مضارع ''ض'' ڈھونڈنا، تلاش کرنا ﴿قُل أَغَيرَ اللّٰهِ أَبغِي رَبًّا الانعام ١٦٤﴾۔ **حَلْقَةِ:** ہر گول چیز، رسی، حلقة القوم، قوم کا دائرہ، مراد قوم کی مجلس ہے۔ **تَقْتَنِصْنِي** مضارع، اقتناص، شکار کرنا (پکڑنا)، تقتنص بوجہِ شرط مجزوم ہے جب کہ نون وقایہ کی ہے اور یاء متکلم کی۔ **حَوَانِيت:** مفردہٗ: حانوت، دکان، یہاں مراد شراب خانہ ہے۔ **تَصْطَدِ:** مضارع: مضارع: افتعال، شکار کرنا (پکڑنا)، اصطیاد میں تائے افتعال کو بقاعدہ افتعال ط سے بدلا، پھر ماضی میں یا کو بقاعدہ باع الف سے بدلا، اجتماع الساکنین ہونے پر ایک الف کو حذف کر دیا، اصطاد ہوا، اور مضارع یصطاد، یہاں تصطد بوجہ جزاء ہونے کے آخر سے مجزوم ہوا، یاء اور دال میں اجتماع الساکنین ہونے پر یاء حذف ہوئی، تو تصطَدْ ہوگیا، پھر وزن شعری کی بناء پر آخر میں کسرہ دیا ﴿وَإِذَا حَلَلتُم فَاصطَادُوا المائدة ٢﴾۔

(سبع معلقات کے بعض نسخوں میں مندرجہ ذیل شعر کا اضافہ بھی ہے)۔

مَتَـــى تَـــأْتِـــنِـــي أُصْبِـــحْكَ كَـــأْسًـــا رَوِيَّةً

وَإِنْ كُـــنْـــتَ عَـــنْهَـــا ذَا غِـــنًـــى فَـــاغْـــنَ وَازْدَدِ

٤٧ مَتىٰ تَأْتِني أُصْبِحْكَ كَأْساً رَوِيَّةً وَإِن كُنتَ عَنها ذاغِنًى فَاغْنَ وَازْدَدِ

توجب بھی میرے پاس آئے گا تو میں تجھے لبالب پیالہ شراب پیش کروں گا اور اگر تو اس سے بے پروائی اختیار کرتا ہے، تو کر اور زیادہ کر۔

مطلب: اگر تجھ کو کچھ پرواہ نہیں تو چل ایسا ہی رہ اور دن بدن زیادہ ہو۔

اُصْبِحکَ: مضارع، افعال، صبح کی شراب پلانا ﴿إِنَّ مَوعِدَهُمُ الصُّبحُ هود ٨١﴾۔ **كَاسًا:** پیالہ، کأس مؤنث سماعی ہے۔ ج: کؤوس، اکواس ﴿يُطَافُ عَلَيهِم بِكَأسٍ مِن مَعِينٍ الصافات ٤٥﴾۔ **رَوِيَّةٌ:** من الشرب، پوری سیرابی، ماء رویّ بہت اور سیراب کردینے والا پانی، کأس رویّۃ بہت اور سیراب کردینے والا پیالہ یعنی لبالب بھرا ہوا۔ **غَنَی:** ''س'' غنیً، بے نیاز ہونا، اکتفاء کرنا۔ **فَاَغْن:** اغن، امر ،ایضاً ﴿لِكُلِّ امرِئٍ مِنهُم يَومَئِذٍ شَأنٌ يُغنِيهِ عبس ٣٧﴾ **وَازْدَدِ:** اِزدَدِ فعل امر ہے، افتعال، زیادہ کرنا'' تائے افتعال کو دال سے بدل دیا تو ازتاد سے ازداد ہوگیا پھر مضارع تَزْدَادُ سے امر بناتے ہوئے علامت مضارع کو گرا کر شروع میں ہمزہ وصلی بڑھا دیا اِزْدَادُ ہوگیا پھر آخر سے بوجہ امر ساکن کیا اجتماع الساکنین کی وجہ سے الف حذف ہوگیا۔ تو اِزْدَدْ ہوا، وزن شعری کی وجہ سے آخری دال کو کسرہ دیا تو اِزْدَدِ ہوگیا ﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعدَ إِيمَانِهِم ثُمَّ ازدَادُوا كُفرًا ال عمران ٩٠﴾

٤٨ وَإِنْ يَلْتَقِ الْحَيُّ الْجَمِيعُ تُلَاقِنِي ۔۔۔ إِلَى ذِرْوَةِ الْبَيْتِ الرَّفِيعِ الْمُصَمَّدِ

اگر تمام قبیلہ (فخر نسبی کے اظہار کے لئے) مجتمع ہو تو مجھ کو تو ایسے حال میں پائے گا کہ میں شریف اور مقصودِ (نظر) خاندان کی بلندی سے نسبت رکھتا ہوں۔

مطلب: شرافتِ نسبی میں تمام قبیلہ وقوم پر اپنی برتری کا اظہار مقصود ہے۔

يَلْتَقِ: مضارع، التقاء، ملنا، اکٹھا ہونا ﴿يَومَ الفُرقَانِ يَومَ التَقَى الجَمعَانِ الانفال ٤١﴾۔ **الحيُّ:** چھوٹا قبیلہ، ج: احیاء۔ **تُلَاقِنِي:** مضارع، مفاعلۃ، ملاقات کرنا۔ **ذُرْوَة:** بلندی، بلند جگہ، ذِروۃٌ بھی کہتے ہیں، ج: ذُریٰ۔ **اَلْبَيْت:** گھر، مکان، شرافت، یہاں بیت سے خاندان مراد ہے ﴿وَالبَيتِ المَعمُورِ الطور ٤﴾ **الرفيع:** صیغہ صفت ''ک'' رفعۃً، عالی مرتبہ، شریف ﴿رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو العَرشِ غافر

۱۵ ﴾۔**الْمُصَمَّدِ:** مفعول، تفعیل، قصد کرنا، مجرد، صمداً ، ارادہ کرنا، قصد کرنا، الصمد اسمائے حسنی میں سے ہے ﴿ اللّٰہُ الصَّمَدُ الاخلاص ۲ ﴾

۴۹ نَدَامَايَ بِيضٌ كَالنُّجُومِ وَقَيْنَةٌ　　تَرُوحُ عَلَيْنَا بَيْنَ بُرْدٍ وَمُجَسَّدِ

میرے یارانِ جلسہ ستاروں کی طرح سفید (روشن رو دوست) ہیں اور ایک مغنیہ ہے جو سرِ شام دھاری دار چادر اور زعفرانی کپڑوں میں (ملبوس ہوکر) ہمارے پاس آتی ہے،

مطلب: میرے ہمنشین نہایت باعزت اور شریف لوگ ہیں، جن کے چہرے ستاروں کی مانند چمکتے ہیں اور ایک رقاصہ بھی شریکِ جلسہ رہتی ہے جو سرِ شام ہماری مجلس میں آتی ہے۔

نَدَامَای: مفردہ: ندمان، شراب کا ہمنشین، آخر میں یاء متکلم کی ہے۔**بِيضٌ:** مفردہ: ابیض، مؤنث: بیضاء، سفید، روشن چہرے والے ﴿وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ الاعراف ۱۰۸ ﴾۔**قَيْنَةٌ:** جاریۃ، لونڈی، ج: قینات، قِیَان۔ **تَرُوحُ:** مضارع، ''ن'' رَوحاً ، شام کو آنا ﴿غُدُوُّهَا شَهرٌ وَرَوَاحُهَا شَهرٌ سباء ۱۲ ﴾۔**بُرْدٍ:** دھاری دار چادر، ج: برود، ابراد۔ **مُجَسَّدِ:** مفعول، تفعیل، زعفران سے رنگنا، اور اگر بکسر المیم و بفتح السین مِجْسَدْ پڑھیں تو ترجمہ ہوگا جسم سے ملے ہوئے لباس میں یعنی تنگ لباس میں ﴿فَأَخرَجَ لَهُم عِجلًا جَسَدًا لَهُ خُوَارٌ طه ۸۸ ﴾۔

۵۰ رَحِيبٌ قِطَابُ الْجَيْبِ مِنْهَا رَفِيقَةٌ　　بِجَسِّ النَّدَامىٰ بَضَّةُ الْمُتَجَرَّدِ

اس (رقاصہ) کے گریبان کا چاک وسیع ہے، دوستوں کی چھیڑ چھاڑ کے وقت نرم خُو ہے اس کے بدن کا کپڑوں سے عریاں رہنے والا حصہ نرم و نازک ہے۔

مطلب: نہایت خوش خلق ہے جب یارانِ جلسہ مذاق کرتے ہیں تو کج خلقی نہیں کرتی ہے، بدن کا کھلا ہوا حصہ جب نرم ہے تو کپڑوں میں ڈھکے چھپے اعضاء کا تو کیا ہی کہنا۔

رَحِيبُ: کشادہ، ''ک'' المکان، کشادہ ہونا۔**قِطَابُ الجَيبِ:** گریبان کا چاک، قطاب چاک، والفعل منہ ''ض'' قطباً ، الشیء، کاٹنا، جیب گریبان ج ، جیوب ﴿ وَلَيَضرِبنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ

النور ۳۱ ﴾ ۔رَفِيْقَة: نرم خو، سہیلی ﴿ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا النساء ٦٩ ﴾۔جَسّ: مصدر ''ن'' جسًا، معلوم کرنے کے لئے ہاتھ سے چھونا (چھیڑ چھاڑ کرنا)۔نَدَامٰی: مفردہ:نَدْمَان، شراب کا ہمنشین۔بَضّة: صفت مؤنث، ''ض،س'' بضاضة، نرم وملائم، موٹاپے کے ساتھ پتلے اور نرم چمڑے والا ہونا۔مُتَجَرَّد: اسم مفعول، تفعّل، ننگا ہونا۔

۵۱ إِذَا نَحْنُ قُلْنَا أَسْمِعِينَا انْبَرَتْ لَنَا عَلَى رِسْلِهَا مَطْرُوقَةً لَمْ تَشَدَّدِ

جب ہم اس سے کہتے ہیں کہ کچھ سناؤ تو وہ نہایت آہستگی اور وقار کے ساتھ نیچی نگاہیں کئے ہوئے بغیر سختی کے ہمارے سامنے آتی ہے۔

مطلب: نہایت باوقار اور شرمیلی ہے شوخ وچنچل اور بے سلیقہ نہیں ہے۔

أَسْمِعِيْنَا: اَسْمِعِی فعل امر مؤنث، افعال، اسماع سنانا، ناضمیر مفعول ہے ﴿إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ النمل ۸۰ ﴾۔**اِنْبَرَتْ:** ماضی، انفعال، لہٗ، پیش کرنا، سامنے آنا۔**رِسْلِهَا:** رسل، نرمی، آسودگی، کہا جاتا ہے علی رسلك یا رجل اے شخص آہستہ وباوقار رہ، ج: رسال۔ **مَطْرُوْقَة:** اسم مفعول ''س'' البعیر، اونٹ کے گھٹنے میں کمزوری ہونا، امرأۃ مطروقۃ ایسی عورت جس میں نرمی وڈھیلا پن ہو، اگر مطروقۃ بالقاف ہے تو ''نگاہیں نیچی کئے ہوئے'' کنایہ ہوگا نرمی وڈھیلے پن سے اور اگر مطروفۃ بالفاء ہے تو طرفت العین بمعنی آنکھیں جھپکانا سے ہوگا اس صورت میں ''نگاہیں نیچی کئے ہوئے'' حقیقی ترجمہ ہوگا ﴿أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَن يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ النمل ۴۰ ﴾۔**لَمْ تَشَدَّد:** مضارع، تشدد، کسی کام میں سختی کرنا، اصل میں تتشدد تھا ایک تاء کو بغرض تخفیف حذف کردیا جیسے تنزل الملئكة اور نارًا تلظّٰی میں ہے۔

۵۲ إِذَا رَجَّعَتْ فِي صَوْتِهَا خِلْتَ صَوْتَهَا تَجَاوُبَ أَظْآرٍ عَلَى رُبَعٍ رَدِي

جب وہ اپنی آواز میں گنگناتی ہے تو اس کی آواز کو پہلے حمل سے پیدا شدہ مردہ بچہ پر چند اونٹنیوں کا مل کر رونا خیال کرے گا۔

مطلب: مغنیہ کی اس آواز کو جو وہ گلے میں گھماتی ہے ان اونٹنیوں کی آواز سے تشبیہ دی ہے جو مل کر بچہ پر نوحہ

کررہی ہوں، چونکہ ان اونٹنیوں کی آواز میں نرمی اور حزن ہوگا لہٰذا یہ تشبیہ بلیغ ہے اس قسم کی آواز بڑی پیاری معلوم ہوتی ہے، شیخ سعدی فرماتے ہیں:

چہ خوش باشد آوازِ نرم و حزین بگوش حریفانِ مستِ صبوح

ترجمہ: اس رنجیدہ ودھیمی آواز کے کیا کہنے ہیں...... جو صبح کی شراب سے مست، یاروں کے کانوں میں پڑ رہی ہے

رَجَّعَتْ: ماضی تفعیل، گنگنانا۔ **تَجَاوُب:** مصدر تفاعل، باہم مل کر گفتگو کرنا۔ **أَظْآر:** مفردہ، ظئر، بچہ والی ہونا، دایہ کو بھی کہتے ہیں۔ **رُبَع:** اونٹ کا بچہ جو پہلے حمل سے ہو۔ **رَدِي:** مصدر ''س'' ہلاک ہونا، افعال: ارداء، ہلاک کرنا ﴿ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَتَرْدَى طه ١٦ ﴾۔

٥٣ وَمَا زَالَ تَشْرَابِي الْخُمُورَ وَلَذَّتِي وَبَيْعِي وَإِنْفَاقِي طَرِيفِي وَمُتْلَدِي

میرا شراب پینا اور مزے اڑانا اور خود پیدا کردہ اور موروثی مال کو بیچنا اور خرچ کرنا برابر جاری رہا۔

تَشْرَاب: مصدر ''س'' تشراباً شُرباً، شَرْباً، شِرباً، پینا، گھونٹ لینا، سیراب ہونا ﴿ لَبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِلشَّارِبِينَ النحل ٦٦ ﴾۔ **الخُمُوْر:** مفردہ: خمر، شراب ﴿ وَأَنْهَارٌ مِنْ خَمْرٍ محمد ٥٥ ﴾۔ **لَذَّة:** خوشی، مزہ، حصولِ مرغوبات، ج: لذات ﴿ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ محمد ٥٥ ﴾۔ **بَيْع:** مصدر ''ض'' خرید وفروخت کرنا ﴿ وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا البقرة ٢٧٥ ﴾۔ **طَرِيف:** نادر میوہ، من المال، نیا حاصل کردہ مال (خود پیدا کردہ مال)، ج: طُرُف، طِرَاف۔ **مُتْلَدِي:** اسم مفعول، افعال، اِتلاد، موروثی مال ہونا، آخر میں یاء متکلم ہے۔

٥٤ إِلَى أَنْ تَحَامَتْنِي الْعَشِيرَةُ كُلُّهَا وَأُفْرِدْتُ إِفْرَادَ الْبَعِيرِ الْمُعَبَّدِ

یہاں تک کہ تمام خاندان نے مجھ سے کنارہ کشی کرلی اور میں خارشی تارکول ملے ہوئے اونٹ کی طرح یکتا وتنہا کردیا گیا۔

مطلب: میری بلا کی مے نوشی اور فضول خرچی کو دیکھ کر تمام خاندان نے میرا بائیکاٹ کردیا اور میں خارشی اونٹ کی طرح کہ اس کے پاس کوئی اونٹ آنے نہیں دیا جاتا بالکل اکیلا رہ گیا۔

تحامت: ماضی، تفاعل، جدا کر دینا، علیحدہ کر دینا۔ **العشیرۃ:** خاندان، قبیلہ ج عشائر، عشیرات ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ الشعراء ٢١٤﴾ **أُفْرِدْتُ:** ماضی مجہول، افعال، تنہا کر دینا ﴿رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا الانبياء ٨٩﴾۔ **المُعَبَّدِ:** مفعول، تفعیل، قطران (تارکول) ملا ہوا اونٹ۔

٥٥ رأَيْتُ بَنِي غَبْرَاءَ لَا يُنْكِرُونَنِي ۔۔۔ وَلَا أَهْلُ هَذَاكَ الطِّرَافِ المُمَدَّدِ

میں دیکھتا ہوں کہ فقراء (چونکہ میں ان پر احسان کرتا ہوں) اور ان بڑے خیموں کے باشندے (چونکہ وہ میری صحبت کو غنیمت خیال کرتے ہیں) مجھے اوپرا نہیں سمجھتے (بلکہ خوب جانتے ہیں)۔

مطلب: اگر خاندان نے مجھ سے کنارہ کشی کر لی تو کیا مضائقہ ہے مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں، تمام دنیا کے فقراء اور امراء مجھ سے واقف ہیں اور میری عزت کرتے ہیں۔

بَنِي غَبْرَاء: غبراء، مٹی، زمین، بنو غبراء، مسکین فقیر لوگ ﴿وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ عبس ٤٠﴾۔ **لَا يُنْكِرُونَنِي:** مضارع، افعال، انکار کرنا، نون وقایہ اور یاء متکلم کی ہے، مجرد "س" نکرا و نُكرًا، الامرَ ناواقف ہونا، الرجل نہ پہچاننا، اوپرا سمجھنا؛ یہاں افعال میں موافقتِ مجرد پائی جا رہی ہے ﴿يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللَّهِ ثُمَّ يُنْكِرُونَهَا النحل ٨٣﴾۔ **هَذَاكَ:** ھا حرف تنبیہ ذاك اسم اشارہ (قلیل الاستعمال ہے)۔ **طِرَاف:** چمڑے کا خیمہ، ج: طُرُف۔ **مُمَدَّدِ:** اسم مفعول، تفعیل، پھیلانا، طراف ممدد بڑا خیمہ ﴿فِي عَمَدٍ مُمَدَّدَةٍ الهمزة ٩﴾۔

٥٦ أَلَا أَيُّهَذَا اللَّائِمِي أَحْضُرَ الْوَغَى ۔۔۔ وَأَنْ أَشْهَدَ اللَّذَّاتِ هَلْ أَنْتَ مُخْلِدِي

اے مجھے جنگ میں حاضر رہنے اور لذات میں موجود رہنے پر ملامت کرنے والے! ذرا سن (اگر میں ان باتوں سے باز آ جاؤں) تو کیا تو مجھے ہمیشہ کی زندگی دے سکتا ہے؟

مطلب: جب کہ لڑائی اور لذات کے موقع پر نہ جانا بھی دوامِ حیات کا سبب نہیں بن سکتا تو پھر کیوں اس چند روزہ زندگی میں رزم اور بزم سے کنارہ کشی کی جائے اور لطف اور نام کیوں نہ حاصل کر لیا جائے۔

أَلَا: حرف تنبیہ۔ **أَيُّهَذَا:** ایھا، الف لام تعریف اور حرفِ نداء کے درمیان فرق کرنے کے لئے آتا ہے۔

اصل عبارت یوں تھی:الا یاایھا الانسان الذی یلومنی اَنْ احْضُر الوغیٰ. **الوغی:** شور، مراد جنگ۔ **اَشْهَد:** شهد، باب سمع حاضر ہونا، گواہی دینا﴿ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِن أَهلِهَا یوسف ۲٦ ﴾۔**لَذَّاتِ:** جمع ہے لَذَّۃٌ کی، مرغوب چیز﴿وأَنهَارٌ مِن خَمرٍ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ محمد ٥٥ ﴾**مُخْلِدِی:** اسم فاعل، افعال، بہ، ہمیشہ ساتھ رہنا، یاء متکلم کی ہے﴿يَطُوفُ عَلَيهِم وِلدَانٌ مُخَلَّدُونَ الواقعة۱۷﴾۔

۵۷ فَإِنْ كُنْتَ لَا تَسْتَطِيعُ دَفْعَ مَنِيَّتِي　　فَدَعْنِي أُبَادِرْهَا بِمَا مَلَكَتْ يَدِي

پس اگر تو میری موت نہیں ٹال سکتا تو میرا پیچھا چھوڑ، تاکہ مرنے سے قبل میں اپنے مال کو صرف کرڈالوں۔

جب کہ مال و دولت انسان کو مرنے سے نجات نہیں دلاسکتا تو پھر اس کا جمع کرنا فضول ہے انسان کو چاہیے کہ زندگانی عیش و عشرت سے بسر کرے۔

تَسْتَطِيعُ: مضارع، استطاع، استطاعت رکھنا، طاقت رکھنا﴿ وَمَن لَم يَستَطِع مِنكُم طَولًا الكهف ٤١ ﴾۔**دَفْع:** دفعاً، دفاعاً ومَدْفعاً، ''ف'' دور کرنا، ہٹانا﴿لِلكَافِرِينَ لَيسَ لَهُ دَافِعٌ المعارج ۲﴾۔ **مَنِيَّة:** موت، ج:منایا۔ دَعْ: امر''ف''وَدْعًا ، چھوڑنا، ٹھہرنا، ودیعت کرنا﴿ وَدَعْ أَذَاهُم وَتَوَكَّل عَلَى اللّٰه الاحزاب ٤٨ ﴾۔**أُبَادِرْهَا:** مضارع، باد ربیا در مُبادرۃً مقابلے میں آگے بڑھنا، سبقت کرنا جلدی کرنا، یہاں مبادرت سے خرچ کرنا وصَرف کرنا مراد ہے۔**مَلَكَتْ:** ماضی، ''ض'' مَلْکاً مِلْکاً ومُلْکاً، مالک ہونا﴿ فَمِن مَا مَلَكَت أَيمَانُكُم النساء ۲٥ ﴾۔**يَدِی:** ید، ہاتھ، ج:الاَیْدِی، جمع الجمع: الاَیَادِی۔﴿وَقَالَتِ اليَهُودُ يَدُ اللّٰهِ مَغلُولَةٌ المائدة ٦٤﴾　　(بعض نسخوں میں یہ شعر بھی ہے)

۵۸ وَذَرْنِي أُرَوِّهَا مَتِيَ فِي حَيَاتِهَا　　مَخَافَةَ شُرْبٍ فِي الْمَمَاةِ مُصَرَّدِ

چھوڑ مجھ کو کہ سیراب کرلوں اپنے سر کو اسکی زندگی میں اس ڈر سے کہ موت میں پینا کم ہوجائے گا۔

ذَرْنِيْ: ذر، فعل امر، چھوڑ دے، اس کی ماضی مستعمل نہیں ہے''ی'' متکلم کی ہے﴿ فَذَرنِي وَمَن يُكَذِّبُ بِهَذَا الحَدِيثِ القلم ٤٤ ﴾۔**أُرَوِّ:** مضارع متکلم، رُویۃً، النباتات، پودوں کو پانی پلانا۔**مُصَرَّد:** اسم

مفعول، تفعیل، الرجل، سیرابی سے کم پلانا۔

۵۹ وَلَوْلَا ثَلَاثٌ هُنَّ مِنْ عِيْشَةِ الْفَتَى وَجَدِّكَ لَمْ أَحْفِلْ مَتَى قَامَ عُوَّدِي

پس اگر وہ تین چیزیں نہ ہوتیں جو ایک (شریف) نوجوان کے واسطے باعث زندگانی ہیں تو تیری عظمت کی قسم! مجھے اس کی کچھ پرواہ نہ ہوتی کہ میرے پُرسانِ حال (میری زندگی سے مایوس ہوکر) کب اٹھ کھڑے ہوئے۔

مطلب: اگر یہ لذائذ ثلاثہ (جو آئندہ اشعار میں مذکور ہیں) نہ ہوتے تو مجھے اپنے مرنے کی کوئی پرواہ نہ ہوتی۔ محض انہی تین چیزوں کے آسرے پر زندگانی ہے۔

لولا: حرفِ شرط غیر جازمہ ہے اسے "حرفِ امتناع لوجود" بھی کہتے ہیں، اگر مضارع پر داخل ہو تو حرف تحضیض ہوتا ہے اور اگر ماضی پر داخل ہو تو حرفِ توبیخ ہوتا ہے۔ **عِيْشَة:** عاش، يعيش، "ض" زندہ رہنا ﴿فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا طه ١٢٤﴾۔ **الفَتَى:** فَتِي فتىً "س" سے جوان ہونا، جمع فِتيان وفِتية وفتوة ﴿تُرَاوِدُ فَتَاهَا عَن نَفسِهِ يوسف ٣٠﴾۔ **وَجَدّ:** حصہ، بزرگی، عظمت، واو قسمیہ ہے ﴿وَأَنَّهُ تَعَالَى جَدُّ رَبِّنَا الجن ٣﴾۔ **اَحْفِلْ:** مضارع "ض" حفلاً وحفولاً "به" پرواہ کرنا۔ **عُوَّدِي:** مفردہ عائد، عوّدٌ جمع مکسر ہے، "ی" متکلم، عیادت کرنے والے (پرسانِ حال)۔

٦٠ فَمِنْهُنَّ سَبْقِي الْعَاذِلَاتِ بِشُرْبَةٍ كُمَيْتٍ مَتَى مَا تُعْلَ بِالْمَاءِ تُزْبِدِ

منجملہ ان (تین چیزوں) کے (ایک تو) ملامت گروں (کی بیداری) سے قبل میرا ایسی سرخ سیاہی مائل شراب اڑا جانا ہے جو اس قدر تند اور تیز ہے کہ جب اس میں پانی ملایا جائے تو جھاگ دینے لگے۔

سَبْق: مصدر "ن"، "ض" سبقاً آگے بڑھ جانا، "ی" متکلم کی ہے ﴿وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَت مِن رَبِّكَ هود ١١٠﴾۔ **العَاذِلَات:** مفردہ عَاذِل، "ن، ض" عذلاً، ملامت کرنا، علیحدہ کرنا ﴿إِنَّهُم عَنِ السَّمعِ لَمَعزُولُونَ الشعراء ٢١٢﴾۔ **شُرْبَة:** شرب "س" پینا ﴿فَشَارِبُونَ شُربَ الهِيمِ الوقعة ٥٥﴾۔

کُمَیْتٍ: سرخی مائل رنگت۔ **تُعْلَ:** علا یعلوا علواً بلند ہونا یعنی پانی ملا کر شراب کی سطح کو بلند کر دیا جائے، بعض نسخوں میں ''غ'' ہے تو اس صورت میں ترجمہ ہوگا ''جوش مارنا''۔ **تُزْبِد:** مضارع، افعال۔ جھاگ نکالنا ﴿فَاحتَمَلَ السَّیلُ زَبَدًا رَابِیًا الرعد ۱۷﴾

٦١ وكَرّي إذَا نَادَى الْمَضَافُ مُحَنَّباً　كَسِيدِ الغَضَا نَبَّهْتَهُ الْمُتَوَرِّدِ

(دوسرا امر جو میری زندگی کا سہارا ہے) جب کوئی مظلوم مدد کے لئے پکارے تو ایک لمبے قدم بھرنے والے گھوڑے کو (اس مظلوم کی جانب بغرضِ حمایت) میرا پھیر لینا ہے جو اس بھیڑیے کی طرح (تیز رو) ہے جو درخت غضا کے نیچے رہتا ہو (اور جو شدتِ پیاس میں پانی پینے کے لئے) گھاٹ پر اترنے والا ہو اور جس کو تو نے ''ہُل کار'' دیا ہو۔

مطلب: درختِ غضا کے نیچے رہنے والا بھیڑیا پہلے ہی بڑا تیز وتند اور خوفناک ہوتا ہے مزید برآں سخت پیاس کی حالت میں گھاٹ پر جاتے ہوئے اس کو ہُل کار دیا گیا ہو تو اس کی تیز رفتاری کا کیا ٹھکانہ ہوگا، ایسے تیز رفتار بھیڑیے سے گھوڑے کو تیز روی میں تشبیہ دی ہے، یعنی بعجلت تمام ایسے تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر اس مظلوم کی حمایت کے لئے پہنچ جاتا ہوں۔

کَرِّی: مصدر ''ن'' لوٹنا، پھیرنا، مڑنا، ''ی'' متکلم ﴿فَلَو أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤمِنِينَ الشعراء ۱۰۲﴾۔ **نَادَیٰ:** ماضی، مفاعلۃ، آواز دینا، پکارنا ﴿إذ نَادَاهُ رَبُّهُ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى النازعات ۱٦﴾۔ **الْمُضَافُ:** اسم مفعول، افعال، الرجل خوف زدہ ہونا، (مظلوم ہونا)۔ **مُحَنَّبًا:** اسم مفعول، تفعیل، الشیخ، کبڑا ہونا، حنب الکبر جھکا دینا، گھوڑے کی ٹانگوں میں معمولی کجی عمدگی کی علامت ہے ایسے گھوڑے میں لمبے قدم بھرنے کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے۔ **سِیْد:** بھیڑیا، ج: سِیْدَان۔ **الْغَضَا:** جھاؤ کا درخت۔ **نَبَّهْتَهُ:** ماضی تفعیل، جتلانا، واقف کرنا (کتے کو جب کسی شکار پر واقف کرایا اور اکسایا جاتا ہے تو اسے ہلکارنا کہتے ہیں)۔ **الْمُتَوَرِّدِ:** اسم فاعل، تَوَرُّد، تفعل، الماءَ، پانی پر آنا ﴿وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ القصص ۲۳﴾۔

٦٢ وَتَقْصِيرُ يَوْمِ الدَّجْنِ وَالدَّجْنُ مُعْجِبٌ　　بِبَهْكَنَةٍ تَحْتَ الخباءِ المُعَمَّدِ

(تیسری چیز جو جینے کا سہارا ہے) سخت بارش و بادلوں والے دن کو، اس حالت میں کہ دلوں کو وہ بارش خوب بھاتی ہوا ایک حسین نازک اندام محبوبہ کے ذریعہ بلند خیمہ کے نیچے، چھوٹا کر دینا ہے۔

مطلب: دن کو چھوٹا کرنا بایں معنی ہے کہ لذت و سرور میں دن کا پتہ نہیں چلتا گویا صبح سے شام ملی ہوئی ہے جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے:

ایام مصیبت کے تو کاٹے نہیں کٹتے　　دن عیش کے گھڑیوں میں گزر جاتے ہیں کیسے

تقصير: مصدر، تفعیل، کم کرنا،''ض'' قید کرنا،''ن'' ناقص ہونا،''س'' گردن میں درد ہونا ﴿فَلَيسَ عَلَيكُم جُنَاحٌ أَن تَقصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ النساء ١٠١﴾۔ **يَوم:** دن، ج: ایام، ایاویم ﴿وَيَومَ نَحشُرُ مِن كُلِّ أُمَّةٍ فَوجًا النمل ٨٣﴾۔ **الدَّجن:** بہت بارش، گھٹاٹوپ بادل۔ **مُعجِبٌ:** اسم فاعل،''افعال'' تعجب میں ڈالنا، خوش ہونا (کسی شئی کا بھاجانا) ﴿وَلَو أَعجَبَكَ حُسنُهُنَّ الاحزاب ٥٢﴾۔ **ببَهكَنَةٍ:** ملائم جسم والا ہونا، نرم اندام دوشیزہ، باء جارہ ہے۔ **الخَبَاء:** خیمہ، ج: اخبیہ۔ **المُعَمَّدِ:** عمود، اس لکڑی کو کہتے ہیں جو خیمے کے درمیان کھڑی کی جاتی ہے اسی سے خباء معمد ہے کیونکہ بڑے اور طویل خیمے کو بھی کئی لکڑیوں کا سہارا دیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے اسے خباء معمد کہتے ہیں ﴿إِرَمَ ذَاتِ العِمَادِ الفجر ٧﴾۔

٦٣ كَأَنَّ الْبُرِينَ وَالدَّمَالِيجَ عُلِّقَتْ　　عَلَى عُشَرٍ أَوْ خِرْوَعٍ لَمْ يُخَضَّدِ

(محبوبہ اس قدر نازک اندام ہے کہ اس کے ہاتھ پاؤں میں زیورات دیکھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ) گویا پازیب اور بازوبند، بن تراشے مدار یا ارنڈ پر لٹکا دیئے گئے ہیں۔

مطلب: اس کے ہاتھ پیر نزاکت میں مدار اور ارنڈ کی نرم شاخوں کی طرح ہیں، لم يخضد کی قید اس لئے لگائی کہ شاخیں چھٹ جانے کے بعد درخت میں پہلی سی نرمی، لچک اور ضخامت باقی نہیں رہتی۔

البُرِينَ: مفردہ، برۃ، جمع: برین، وہ حلقہ جو گولائی میں بنا ہوتا ہے، اونٹ کی ناک میں ڈالا جاتا ہے، بعد میں یہ لفظ کنگن اور پازیب کے لئے بھی استعمال کیا جانے لگا۔ **دَمَالِيج:** مفردہ: دِملج، دِمَلَج، دُمْلُج، بازو

بند۔ **عُلِّقَتْ:** ماضی، تفعیل، عَلَّقَ یُعَلِّقُ تَعلِیقاً، بمعنی لٹکانا ﴿فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ النساء ۱۲۹﴾۔
عَشْرٍ: مدار کا درخت جو نرم اور ملائم ہونے میں یکتا ہے، ہندی میں اسے ''آک'' کہتے ہیں۔ **خِرْوَع:** ارنڈ کا درخت جو نرم و ملائم ہوتا ہے، اور اس کے بیجوں سے تیل نکالا جاتا ہے۔ **یُخَضَّدِ:** مضارع مجہول، تخضید، کاٹنا۔ ﴿فِي سِدْرٍ مَخْضُودٍ الواقعة ۲۸﴾

٦٤ كَرِيمٌ يُرَوِّي نَفْسَهُ فِي حَيَاتِه سَتَعْلَمُ إِنْ مُتْنَا غَداً أَيُّنَا الصَّدِي

میں ایسا بھلا آدمی ہوں جو اپنے آپ کو اپنی زندگی میں (شراب سے) سیراب کرتا ہوں، (اے ملامت گر) اگر ہم کل کو مرے تو عنقریب تو جان لے گا کہ ہم میں سے (درحقیقت) کون پیاسا ہے۔

مطلب: یعنی ہم سیراب ہو کر مریں گے اور ہماری نیت تیری طرح ڈانواں ڈول نہ ہوگی، اردو کا کیا خوب شعر ہے

لطفِ مے تجھ سے کیا کہوں زاہد ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہیں

كَرِيمٌ: صیغۂ صفت، ''ک'' شریف ہونا ﴿مَا هَذَا بَشَرًا إِنْ هَذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ یوسف ۳۱﴾۔
يُرَوِّيْ: مضارع معلوم، ''تفعیل'' ترویة، النباتات، نباتات کو پانی دینا، **اَیُّنا:** نا ضمیر متکلم ہے، ایّ استفہام کے لئے بمعنی ''کون'' اس کے علاوہ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

(۱) اسم موصول جیسے ''سَلِّم علی اَیّهم افضل'' ان میں سے جو افضل ہے اس کو سلام کر۔

(۲) کمال کے معنی پر دلالت کرنے کے لئے اس صورت میں نکرہ کی صفت واقع ہوتی ہے جیسے زیدٌ رجلٌ ایُّ رَجُلٍ'' زید بہت کامل آدمی ہے اور کبھی معرف باللام منادیٰ پر یا کے بعد مخاطب کو متنبہ کرنے کے لئے آتا ہے، جیسے یا ایها الرجل، ﴿یَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ الفجر ۲۷﴾

(۳) شرط کے لئے، اس صورت میں دو فعلوں کو مجزوم کرتا ہے، جیسے: ''ایًّا تَضرِبْ اَضرِبْ'' جس کو تو مارے گا میں ماروں گا۔

الصَّدِيْ: مصدر، صدی یصدی، ''س'' سخت پیاسا ہونا۔

٦٥ أَرَى قَبْرَ نَحَّامٍ بَخِيلٍ بِمَالِهِ كَقَبْرِ غَوِيٍّ فِي الْبَطَالَةِ مُفْسِدِ

میں کنجوس اپنے مال پر بخل کرنے والے کی قبر کو گمراہِ لہو ونشاط (اور) اپنے مال کو بگاڑنے والے (انسان) کی قبر کے مثل دیکھتا ہوں۔

مطلب: مرنے کے بعد جب کہ دونوں کی قبر کا یکساں حال ہے تو پھر بخل سے کیا فائدہ؟ اور مال کو شراب نوشی اور مہمانوں کی ضیافت وغیرہ میں کیوں نہ صرف کر دیا جائے۔

أَرَى: مضارع معلوم ''ف'' رَای یَرَیٰ رأیاً ورؤیةً وراءَةً دیکھنا ﴿فترَی الَّذِینَ فِی قُلُوبِهِم مَرَضٌ المائده ۵۲﴾۔ **نَحَّام:** حریص، کنجوس، لالچی۔ **غَوِيّ:** غواية، ''ض'' گمراہ ہونا، محروم ہونا، ہلاک ہونا ﴿قَالَ لَهُ مُوسَى إِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُبِينٌ القصص ۱۸﴾۔ **اَلْبَطَالَة:** البطالة بفتح الباء، بہادری، جوانمردی، بکسر الباء، بےکاری، کام سے فراغت ﴿وَمَا خَلَقنَا السَّمَاءَ وَالْأَرضَ وَمَا بَينَهُمَا بَاطِلًا سورة صٓ ۲۷﴾۔ **مُفْسِد:** اسم فاعل، افعال، خراب کرنا، بگاڑنا ﴿وَلَا تَعثَوا فِی الْأَرضِ مُفسِدِینَ ۶۰﴾۔

۶۶ تَرَى جُثْوَتَيْنِ مِنْ تُرَابٍ عَلَيْهِمَا ... صَفَائِحُ صُمٌّ مِنْ صَفِيحٍ مُنَضَّدِ

(ان دونوں کے مرنے کے بعد) تو مٹی کے دو ڈھیر دیکھے گا جن پر پتھر کی چوڑی چکلی سلوں میں سے کچھ ٹھوس اور سخت سلیں اوپر تلے رکھی ہوئی ہوں گی۔

مطلب: مرنے کے بعد بخیل اور سخی میں کوئی امتیاز نہیں دونوں کی قبریں یکساں حالت میں ہوتی ہیں اس لئے بخل کر کے مال جوڑنے سے کیا فائدہ، بخیل کی قبر پر بھی پتھر ہی ہوں گے سونے چاندی کی سلیں تو ہونے سے رہیں۔

جُثْوَتَيْن: تثنیہ: جُثْوَةٌ، مٹی کا ڈھیر، ج: جُثیً جِثیً۔ **صَفَائِح:** مفردہ: صَفِیحَةٌ۔ چوڑا پتھر، ہر چوڑی چیز کا ظاہر۔ **صُمّ:** مفردۂ: صَمَّاءُ، مذکر: أصم، ٹھوس زمین۔ **مُنَضَّد:** اسم مفعول، تفعیل، ترتیب سے رکھنا۔ ﴿وَطَلحٍ مَنضُودٍ الواقعة ۲۹﴾

☆ علامہ قرطبیؒ آیت ثُمَّ لَنُحضِرَنَّهُم حَولَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا کی تفسیر میں لفظ جِثِيًّا کے لغوی معنی پر اس شعر سے استدلال کرتے ہیں فقوله: حَولَ جَهَنَّمَ على هذا يجوز أن يكون بعد الدخول، ويجوز أن يكون قبل الدخول، وجِثِيًّا جمع جاث، يقال: جثا على ركبتيه يجثو ويجثى جثوا وجثيا على فعول فيهما، وأجثاه غيره، وقوم جثى أيضا مثل جلس جلوسا وقوم جلوس وجثى أيضا بكسر الجيم لما بعدها

من الكسر، وقال ابن عباس: جِثِيًّا جماعات، وقال مقاتل: جمعا جمعا وهو على هذا التأويل جمع جثوة وجثوة وجثوة ثلاث لغات وهى الحجارة المجموعة والتراب المجموع وهكذا قال طرفة:ترى جثوتين من تراب عليهما ،،، صفائح صم من صفيح منضد

تفسیر قرطبی ج ۱۱ صـ۱۳۳

۶۷أَرَى الْمَوْتَ يَعْتَامُ الْكِرامَ وَيَصْطَفِي　　عَقِيلَةَ مَالِ الْفَاحِشِ الْمُتَشَدِّدِ

میں دیکھتا ہوں کہ موت سخی لوگوں (کی جان) کو (فنا کے لئے) منتخب کرتی ہے اور سخت بخیل آدمی کے نفیس مال کو (چھانٹ چھانٹ کر) چن لیتی ہے۔

مطلب: یعنی سخی کے پاس صرف جان ہے اس لئے موت اس کی جان ہی لے سکتی ہے اور سخی کو جان دینے میں بھی کوئی عذر نہیں ہوسکتا ہاں بخیل کو جان سے زیادہ مال پیارا ہے، تو وہ موت اس کی جان کو بھی نہ چھوڑے گی مگر زندگی میں ہی اس کے نفیس مال کو چُن کر فنا کر کے اس کو جان کنی سے بھی زیادہ تکلیف پہنچاتی ہے، اب دیکھ لو راحت میں کون ہے اور رنج میں کون ہے۔

بعض شارحین نے شعر کا مطلب یہ بیان کیا ہے سخی کو جان عزیز ہے اور بخیل کو مال، موت ہر ایک کی عزیز چیز کو چھین لیتی ہے۔

زوزنی نے یہ توجیہہ کی ہے کہ موت سخی کی جان کو فنا کے لئے اور بخیل کے مال کو موت کے بعد باقی رہ جانے کے لئے منتخب کرتی ہے۔

يَعْتَام: مضارع، افتعال، مصدر، اعتیامٌ، انتخاب کرنا۔ **الكِرَام:** مفردہ، کریمٌ، شریف لوگ ﴿كِرَامًا كَاتِبِينَ الانفطار ۱۱﴾۔ **يَصْطَفِي:** مضارع، افتعال، اصطفاءٌ، چن لینا، پسند کر لینا ﴿اللّٰهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا الحج ۷۵﴾۔ **عَقِيلَة:** ہر چیز کا عمدہ حصہ، عقیلة من النساء، شریف پردہ نشین عورتیں، عقیلة من المال، عمدہ مال، ج: عقائل ﴿ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِن بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ البقرة ۷۵﴾۔ **الفَاحِش:** قبیح، بدخلق، بہت بخیل ﴿وَيَأْمُرُكُم بِالْفَحْشَاءِ البقرة ۲۶۸﴾۔ **المتَشَدِّد:** اسم فاعل، تفعّل، تشدداً، سختی کرنا ﴿قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ القصص ۳۵﴾

☆قرآن پاک کی آیت وَإِنَّـهُ لِحُبِّ الخَيرِ لَشَدِيدٌ کی تفسیر میں بصریوں کے نزدیک حبّ مال کی صفت شدیدلائی جاسکتی ہے، بصری حضرات اسی شعر سے استدلال کرتے ہیں،وَقَـولُهُ : وَإِنَّهُ لِحُبِّ الخَيرِ لَشَدِيدٌ، يَقُولُ تَعَالَى ذِكرُهُ : وَإِنَّ الإِنسَانَ لِحُبِّ المَالِ لَشَدِيدٌ،وَاختَلَفَ أَهلُ العَرَبِيَّةِ فِي وَجهِ وَصفِهِ بِالشِّدَّةِ لِحُبِّ المَالِ فَقَالَ بَعضُ البَصرِيِّينَ : مَعنَى ذَلِكَ : وَإِنَّهُ مِن أَجلِ حُبِّ الخَيرِ لَشَدِيدٌ : أَي لَبَخِيلٌ ؛ وَاستَشهَـدُوا لِـقَولِهِ ذَلِكَ بِبَيتِ طَرَفَةَ بنِ العَبدِ اليَشكُرِيِّ : أَرَى المَوتَ يَعتَامُ النُّفُوسَ وَيَصطَفِي ،،، عَقِيلَةَ مَالِ الفَاحِشِ المُتَشَدِّدِ تفسير طبرى ج ١٢ صـــ٥٨٨

٦٨أَرَى الـعَيْشَ كَنزاً نَاقِصاً كُلَّ لَيْلَةٍ وَمَـا تَـنْـقُـصِ الأَيَّـامُ وَالـدَّهـرُ يَنْفَدِ

میں زندگی کوایسا خزانہ سمجھتا ہوں جو ہر شب (کچھ نہ کچھ) گھٹتا رہتا ہے، زمانہ اور دورایام جس چیز کو گھٹاتے رہیں وہ (ایک روز) فنا ہو جائے گی۔

مطلب: عمر ایک نا قابل بقاء چیز ہے۔

الـعَيْش: اسم مصدر، زندگی، کھانا، روٹی کو بھی "عیش" کہہ دیتے ہیں ﴿ فَـإِنَّ لَـهُ مَعِيشَةً ضَنكًا طـه ١٢٤ ﴾۔ **كَنزاً:** خزانہ، ج: كنوز ﴿وَالَّذِينَ يَكنِزُونَ الذَّهَبَ وَالفِضَّةَ التوبه ٣٤ ﴾۔ **نَاقِص:** اسم فاعل،''ن'' سے کم ہونا گھٹنا،تفعیل وافعال،گھٹانا ﴿ وَلَا يُـنـقَـصُ مِـن عُـمُـرِهِ إِلَّا فِي كِتَابٍ فاطر ١١ ﴾۔ **الدَّهر:** طویل زمانہ،ج:دهور، أدهُر ﴿ وَمَـا يُهـلِكُنَا إِلَّا الدَّهرُ جاثيه ٢٤ ﴾۔ **يَنْفَد:** مضارع،نفداً ''س'' ختم ہونا،فنا ہونا۔ ﴿لَنَفِدَ البَحرُ قَبلَ أَن تَنفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي الكهف ١٠٩ ﴾

٦٩لَـعَمْرُكَ إِنَّ المَوْتَ مَا أَخْطَأَ الْفَتَى لَـكَـالـطِّـوَلِ الـمُـرْخَـى وَثِـنْيَاهُ بِالْيَدِ

تیری زندگی کی قسم! بے شبہ موت جوان سے خطا کرنے کے زمانہ میں لمبی اور ڈھیلی رسی کی طرح ہے، درآنحالیکہ اس کے دونوں کنارے (کھینچ لینے والے شخص کے) ہاتھ میں ہوں۔

مطلب: زندگی ایک مہلت اور ڈھیل کا زمانہ ہے جس میں ہر وقت موت کا کھٹکا لگا ہوا ہے، جیسے کسی چوپایہ کے پاؤں میں رسی باندھ کر چراگاہ میں چھوڑ دیا جائے، اور رسی کے دونوں کنارے ہاتھ میں پکڑ لئے جائیں، جس کے ذریعے ہر وقت اس کو چرنے سے باز رکھا جاسکتا ہے۔

لَعَمرك: لام قسمیہ ہے، عَمر دراصل عُمر بمعنی زندگی ہے، تخفیف کے لئے عین کو فتحہ دے دیا جاتا ہے ك خطاب، تیری زندگی کی قسم ﴿لَعَمرُكَ إِنَّهُم لَفِي سَكرَتِهِم يَعمَهُونَ الحجر ۷۲﴾۔ **ما:** مصدریہ ہے۔
أَخطَأَ: ماضی، اخطاءً، افعال، غلطی کرنا، ما مصدریہ جس فعل پر داخل ہوتا ہے تو اس فعل کو مصدر کی تاویل میں کردیتا ہے ﴿وَلَيسَ عَلَيكُم جُنَاحٌ فِيمَا أَخطَأتُم بِهِ الاحزاب ۵﴾۔ **الفتیٰ:** نوجوان، ج: فِتيَان وفِتيَة ﴿قَالَتِ امرَأَتُ العَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتَاهَا يوسف ۳۰﴾۔ **لَكا لطِّوَلِ:** طِوَل، لمبی رسی (جو جانور کے چرتے وقت باندھ دی جاتی ہے)، کاف جارہ ہے اور لام ابتدائیہ ہے اسے لام مزحلقہ بھی کہتے ہیں، جو کہ اِنّ کے معمول پر داخل ہوتا ہے، المنهاج، ص: ۲۹۸۔ **المُرخیٰ:** اسم مفعول، افعال، الشیء نرم کرنا، للفرس گھوڑے کی رسی ڈھیلی کرنا ﴿تَجرِي بِأَمرِهِ رُخَاءً حَيثُ أَصَابَ سورة صٓ ۳۶﴾
ثِنیاہ: تثنیہ: ثِنیٌ، رسی کا کنارہ

۷۰ فَمَا لِي أَرَانِي وَابنَ عَمِّي مَالِكاً　　مَتَى أَدنُ مِنهُ يَنأَ عَنِّي وَيَبعُدِ

(جب کہ دنیاوی زندگی چند روزہ ہے) تو مجھے کیا ہوگیا ہے کہ اپنے آپ کو اور اپنے چچازاد بھائی مالک کو (اس حالت میں) دیکھتا ہوں کہ میں جتنا اس سے قریب ہوتا ہوں وہ اسی قدر مجھ سے الگ ہوجاتا ہے اور دور بھاگتا ہے۔

مطلب: جب کہ دنیا فانی اور زندگی چند روزہ ہے تو پھر لڑنا جھگڑنا مناسب نہیں ہے۔

أَدنُ: مضارع، نَصَرَ، قریب ہونا، شرط ہونے کی وجہ سے واؤ حذف ہوگئی ﴿ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى النجم ۸﴾۔
يَنأَ: "ف" دور ہونا (الگ ہونا) ﴿أَعرَضَ وَنَأَى بِجَانِبِهِ الاسراء ۸۳﴾۔ **يَبعُدِ:** مضارع "ک" بعداً، دور ہونا، "س" ہلاک ہونا ﴿أَلَا بُعدًا لِمَديَنَ كَمَا بَعِدَت ثَمُودُ هود ۹۵﴾

۷۱ يَلُومُ وَمَا أَدرِي عَلَامَ يَلُومُنِي　　كَمَا لَامَنِي فِي الحَيِّ قُرطُ بنُ مَعبَدِ

وہ (مالک) مجھے ملامت کرتا رہتا ہے جیسے کہ (ایک مرتبہ) معبد کے بیٹے قرط نے قبیلے میں مجھ کو ملامت کی تھی مجھے یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ وہ مجھے کس بناء پر ملامت کرتا ہے۔

مطلب: جیسے کہ قرط بن معبد کی شکایت بیجا تھی اسی طرح مالک کی شکایت بھی بے وجہ ہے۔

یَلُوم: مضارع، نَصَرَ، ملامت کرنا ﴿فَلَا تَلُومُونِی وَلُومُوا أَنفُسَكُم ابراهیم ۲۲ ﴾۔ **أَدْرِی:** مضارع ''ض'' معلوم ہونا ﴿وَمَا يُدرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا الاحزاب ٦٣ ﴾۔ **عَلَامَ:** کس بناء پر، کس وجہ سے، علی جار ما استفہامیہ، علی کی وجہ سے ما کا الف حذف کردیا گیا؛ جیسے عم یتسائلون میں ہے۔

٧٢ وَأَيْأَسَنِي مِنْ كُلِّ خَيْرٍ طَلَبْتُهُ   كَأَنَّا وَضَعْنَاهُ عَلَى رَمْسِ مُلْحَدِ

اس (مالک) نے ہر اس بھلائی سے مجھے مایوس کردیا جو میں نے اس سے چاہی تو گویا ہم نے اسے مردے کی قبر میں دفن کردیا۔

مطلب: اب میں اس سے اس طرح ناامید ہوں جس طرح کہ مردے سے، کمافی قولہ تعالیٰ: ﴿کما یئس الکفار من اصحاب القبور الممتحنة ١٣﴾

أَيْأَسَنِي: ماضی، افعال، مایوس کرنا، آخر میں ''ی'' ضمیر متکلم اور ''نون'' وقایہ ہے ﴿لَا يَيأَسُ مِن رَوحِ اللّٰهِ إِلَّا القَومُ الكَافِرُونَ یوسف ٨٧﴾۔ **كُل:** یہ وہ اسم ہے جو متعدد افراد کے استغراق کے لئے یا واحد کے اجزاء کے عموم کے لئے وضع کیا گیا ہے اور بغیر اضافت کے استعمال نہیں کیا جاتا، عام ہے کہ لفظاً ہو یا تقدیراً،

معرفہ اور نکرہ کی صفت میں بھی واقع ہوتا ہے اور اس صفت کی انتہاء پر دلالت کرتا ہے جیسے ھو العالم کلُّ العالم وہ بڑا کامل عالم ہے، اور اگر لفظ کل نفی کے بعد واقع ہو تو نفی بعض افراد کی ہوگی، جیسے ماجاءَ کل القوم پوری قوم نہیں آئی کچھ آئے کچھ نہیں آئے اور اگر لفظ کل پہلے ہو اور نفی بعد میں ہو تو نفی سارے افراد کی ہوگی، جیسے کلھم لم یقوموا یعنی کوئی بھی نہیں کھڑا ہوا اور اس پر الف لام داخل نہیں ہوتا مگر اس وقت جب کہ مضاف الیہ کے عوض میں ہو یا لفظ کل ہی کا ارادہ کیا گیا ہو جیسے الکُلُّ لاحَاطَةِ الافرادِ۔ مصباح اللغات صــــ ٧٤٦. **وضعنا:** ماضی وضعاً ''ف'' الشیء رکھنا، المیت، مردے کو دفن کرنا ﴿وَوَضَعنَا عَنكَ وِزرَكَ الم نشرح ٢﴾ **رَمْس:** قبر، جو سطح زمین سے بلند نہ ہو۔ **مُلْحَد:** اسم مفعول، الحاداً، دفن کرنا، یہاں ملحد سے مراد ''دفن کیا گیا'' یعنی ''مردہ'' ہے الی فلان، مائل ہونا، فی الدین بے دین ہونا ﴿لِسَانُ

الَّذِی یُلحِدُونَ إِلَیهِ النحل ١٠٣ ﴾

٧٣ عَلَى غَيْرِ ذَنْبٍ قُلْتُهُ غَيْرَ أَنَّنِي نَشَدْتُ فَلَمْ أُغْفِلْ حُمُولَةَ مَعْبَد

بدون کسی بری بات کے جو میں نے اس سے کہی ہو (وہ مجھے ملامت کرتا ہے) لیکن میں نے (اپنے بھائی) معبد کے اونٹ ڈھونڈ دیئے اور انہیں ایسے نہ چھوڑا۔

مطلب: اگر اس کی ناراضگی کا سبب ہوسکتا ہے تو صرف یہ کہ میں نے اپنے بھائی کے گمشدہ اونٹ تلاش کر دیئے تھے اور یہ کوئی ناراضگی کی وجہ نہیں ہوسکتی۔

ذَنْب: مجزوم النون، گناہ (بری بات)، ج:ذنوب، بفتح النون، دُم، ج:أذناب ﴿وَاستَغفِرِی لِذَنبِكِ یوسف ٢٩ ﴾۔ **نَشَدت:** ماضی، مصدر:نشدان، ضرب و نصر، تلاش کرنا، **لَم أُغفِل:** افعال، مضارع بلم،، چھوڑنا۔ **حَمُولَة:** بار برداری کا جانور، اونٹ، ج:حمولات ﴿وَمِنَ الأَنعَامِ حَمُولَةً وَفَرشًا الانعام ١٤٢ ﴾

٧٤ وَقَرَّبتُ بِالقُربَى وَجَدِّكَ إِنَّنِي مَتَى يَكُ أَمْرٌ لِلنَّكِيثَةِ أَشْهَد

(اگرچہ رشتہ دار مجھ سے دور بھاگے) لیکن رشتہ داریوں کی وجہ سے میں پاس لگا رہا تیری (عزت) عظمت کی قسم (تجھ سے بھی قطع تعلق منظور نہیں) جب کوئی سخت کوشش کرنے کی بات (پیش) آئے گی میں حاضر ہوں گا۔

مطلب: اگرچہ تو اور دوسرے رشتہ دار کتنا ہی قطع تعلق کریں لیکن میں پھر بھی سب کا شریکِ رنج و غم رہوں گا۔

قَرَّبت: ماضی، تفعیل، قریب ہونا، هذه المادة من "س، ك" تستعمل فی هذا المعنٰی ﴿وَقَرَّبنَاهُ نَجِیًّا مریم ٥٢ ﴾۔ **قُربیٰ:** مفرده:قربة، رشتہ داری ﴿وَلَو كَانُوا أُولِی قُربَی التوبه ١١٣ ﴾ ۔**جَدّك:** نصیب، بزرگی، عظمت ﴿وَأَنَّهُ تَعَالَی جَدُّ رَبِّنَا الجن ٣ ﴾ ۔**یَكُ:** فعل ناقص، اصل میں یکون تھا۔

قاعدہ: لم یك اور ان یك جیسی مثالوں میں نون کے حذف ہونے کو صرفی حضرات نے شاذ کہا ہے، درحقیقت یہ شاذ نہیں، بلکہ قاعدہ کے موافق ہے، وہ قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ فعل ناقص جس کے آخر میں نون ہو، اس پر جب عاملِ جازم داخل

ہوگا تو وہ نون جوازاً گر جائے گی، لم یك اوران یك دراصل لم یکن اوران یکن جوکہ کان فعل ناقص کے مشتقات ہیں حرفِ جازم لَمْ اور اِنْ داخل ہونے کی وجہ سے ان میں نون حذف ہوگئی ہے اور یہ لم یك اِنْ یك بن گئے علم الصیغہ ص ۱۱۰، یہاں پر متی شرطیہ جازمہ داخل ہونے کی بناء پر متی یَکُنْ سے متی یَكُ ہوگیا

النَّكِيثَة: نفس، طبیعت، قوت، کہا جاتا ہے، وقعوا فی النکیثۃ مشکل کام میں پڑ گئے، ج: نکائث۔

أَشْهَد: مضارع ''س'' حاضر ہونا، ''ک'' گواہی دینا۔﴿قُل أَيُّ شَيءٍ أَكبَرُ شَهَادَةً الانعام ۱۹﴾

۷۵ وَإِنْ أُدْعَ لِلْجُلَّى أَكُنْ مِنْ حُمَاتِها وَإِنْ يَأْتِكَ الأَعْدَاءُ بِالْجُهْدِ أَجْهَدِ

اگر میں کسی بڑی مصیبت کے وقت بلایا جاؤں گا تو میں اس (تیرے حرم سرا) کے محافظوں میں سے ہوں گا اور اگر تیرے اوپر دشمن چڑھ آئیں گے تو ان کے مقابلہ میں (تیری جانب سے موافقت کرتے ہوئے) پوری کوشش کروں گا۔

أُدْع: مضارع، اصلہٗ أدعیٰ، ''ن'' مصدر دعوۃً، بلانا﴿قُل هَذِهِ سَبِيلِي أَدعُو إِلَى اللّهِ یوسف ۱۰۸﴾۔**جُلَّى**، فُعلی، مؤنث، بڑا ہونا، مذکر اجلّ، موصوف محذوف ہے الخطۃ الجلّیٰ بڑا کام (بڑی مصیبت)﴿وَيَبقَى وَجهُ رَبِّكَ ذُو الجَلالِ وَالإِكرَامِ الرحمٰن ۲۷﴾۔ **حمَاتِها:** مفردہ: حامی، شیر اور کتا (محافظ) وجمعہٗ حامیۃ ایضاً۔ **أعْداء:** مفردہٗ: عَدُوٌّ، دشمن، مصدر: العداوۃ﴿فَلا تُشمِت بِيَ الأَعدَاء الاعراف ۱۵۰﴾۔ **الجُهد:** ''ف'' کوشش کرنا﴿وَأَقسَمُوا بِاللّهِ جَهدَ أَيمَانِهِم النحل ۳۸﴾

۷۶ وَإِنْ يَقْذِفُوا بِالْقَذْعِ عِرْضَكَ أَسْقِهِمْ بِكَأْسِ حِيَاضِ الْمَوْتِ قَبلَ التَّهَدُّدِ

اگر وہ (دشمن) تیری آبرو پر الزام (فحش کاری کا دھبہ) لگائیں گے تو ڈرانے دھمکانے سے پہلے ہی میں ان کو موت کے حوضوں کا پیالہ پلادوں گا، (یعنی دھمکی سے قبل ہی ان کو مارڈالوں گا)۔

يَقْذِفُوا: مضارع ''ض'' قذفاً، الزام لگانا، انفعال پھینکا جانا، مفاعلہ ایک دوسرے پر تہمت لگانا﴿وَيَقذِفُونَ بِالغَيبِ مِن مَّكَانٍ بَعِيدٍ سباء ۵۳﴾۔**قَذْع:** مصدر ''ف'' فحش، بے ہودہ، اَلقَذِعُ: گندگی والا، فحش کا

ارتکاب کرنے والا۔ **عِرضَ:** مصدر، عزت، ج، اعراض۔ **اَسْقِهِم:** ''ض'' پلانا، مصدر: سقیاً، افعال، پانی پینے کے لئے دینا، پانی کی طرف رہنمائی کرنا ﴿وَسَقَاهُم رَبُّهُم شَرَابًا طَهُورًا الدھر ۲۱﴾۔ **كَأس:** مؤنث سماعی، پیالہ، ج: اَكْوَاس، كُؤُوس۔ الكَوْس دریا کا تلاطم، الكُوس: ڈھول ﴿وَكَأسًا دِهَاقًا النبأ ۳٤﴾ **حِيَاض:** مفردۂ حوض، واؤ یا سے بدل گئی اس لئے کہ ہر وہ جمع کا واؤ جس کا ماقبل مکسور ہو اس کو یاء سے تبدیل کر دیتے ہیں، بشرطیکہ واحد میں واؤ ساکن ہو یا معلل۔ **تَهَدَّد:** تفعل، دھمکی دینا، تفاعل ایک دوسرے کے پیچھے آنا، انفعال سے ٹوٹ پڑنا ''ن'' ریزہ ریزہ ہونا ﴿وَتَنشَقُّ الأرضُ وَتَخِرُّ الجِبَالُ هَدًّا مريم ۹۰﴾

۷۷ بِلَا حَدَثٍ أَحْدَثْتُهُ وَكَمُحْدِثٍ　　هِجَائِي وَقَذْفِي بِالشَّكَاةِ وَمُطْرَدِي

(مالک کے ساتھ) بغیر کسی برائی کے واقع ہونے کے، جو میں نے پیدا کی ہو (اس کا) میری ہجو کرنا
اور مجھے شکایت کا نشانہ بنانا اور دھکے دینا ہے (اس کا میرے ساتھ یہ طرز عمل) مثل خطا کار کے ہے

مطلب: مالک خواہ مخواہ مجھے مورد الزام بنا رہا ہے میں نے اس کے ساتھ کوئی بھی برائی نہیں کی۔

حَدَث: ''ن'' واقع ہونا (حَدَثٍ کی تنوین مضاف الیہ کے عوض میں ہے، بِلَا حَدَثِ اِسَاءَةٍ کسی برائی کے واقع ہوئے بغیر) تفعیل: روایت کرنا، تفعُّل: گفتگو کرنا ﴿يَومَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخبَارَهَا الزلزال ٤﴾ **أَحْدَثْتُهُ:** ماضی، ''افعال'' ایجاد کرنا، پیدا کرنا، حدیث، خبر، احدوثة: نئی بات، کہانی، ج: احادیث ﴿حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيرِهِ النساء ۱٤۰﴾۔ **كَمُحْدِثٍ:** کاف تشبیہ کے لئے ہے، محدث، اسم فاعل، انعال، الرجل: پاخانہ کرنا، یہاں غلطی کرنا، برا کام کرنا اور خطا کار ہونا مراد ہے۔ **هِجَائِي:** بفتح الهاء وكسر الهاء، ''ن'' هِجواً وهِجاءً عیب بیان کرنا، ہجو کرنا ''ی'' متکلم کی ہے، ''ک'' هِجَاوَةً: اليوم دن کا سخت گرم ہونا۔ **قَذف:** پھینکنا، (قَذفُ الشَّكَاةِ شکایت کا نشانہ بنانا) قوسٌ قَذُوفٌ تیر کو دور پھینکنے والی کمان ﴿وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعبَ الاحزاب ۲۶﴾۔ **الشَّكَاة:** ''ن'' شکایت کرنا، شکایت کرنے والے کو شاکٍ اور جس کی شکایت کی جائے اس کو مَشْكُوٌّ اور مَشْكِيٌّ، جس کی طرف شکایت کی جائے اسے مَشْكُوٌّ اليه کہتے

ہیں، مصدر شَکویٰ وشَکَاۃً وشِکَایَۃً ﴿ قَالَ إِنَّمَا أَشکُو بَثِّی وَحُزنِی إِلَی اللّٰہ یوسف ۸۶ ﴾۔
مُطَرَّدِي: مُطَرَّد مصدر میمی اور ''ی'' متکلم کی ہے، ''ن'' دھکا دینا، ''س'' شکار کا پیچھا کرنا، افعال سے جلا وطن کرنے کا حکم دینا۔ ﴿إن طَرَدتُھم أفَلا تَذَکَّرُونَ ھود ۳۰ ﴾

۷۸ فَلَوْ کَانَ مَوْلَايَ امْرأً ھُوَ غَیْرُهُ   لَفَرَّجَ کَرْبِي أَوْ لَأنْظَرَنِي غَدِي

اگر میرا چچازاد بھائی اس کے علاوہ کوئی دوسرا ہوتا تو وہ میری مصیبت دور کرتا یا (کم از کم) مجھے کل تک کی مہلت دیتا۔

مطلب: لیکن اس نے کچھ نہ کیا اور بلاوجہ ایک دم مجھے ستانا شروع کر دیا۔

فَرَّجَ: ماضی، ''تفعیل'' کشادہ کرنا، آسانی پیدا کرنا (فَرَّجَ کَرْبِی میری مصیبت دور کرتا) ''ض'' کھولنا، کشادہ کرنا، ﴿ وَإذَا السَّمَاءُ فُرِجَت المرسلات ۹ ﴾۔ **کَرْب:** تکلیف، مصیبت، غم، ج: کُرُوب ﴿ وَنَجَّینَاہُ وَأھلَہُ مِنَ الکَربِ العَظِیمِ الصافات ۷۶ ﴾۔ **أنْظَرَ:** ماضی، افعال، مہلت دینا، ''ن، س'' دیکھنا سوچنا، اندازہ کرنا، انتظار کرنا ﴿ قَالَ أَنظِرنِی إِلَی یَومِ یُبعَثُونَ الاعراف ۱۴ ﴾۔

۷۹ وَلٰکِنَّ مَوْلَايَ امْرُؤٌ ھُوَ خَانِقِي   عَلَی الشُّکْرِ وَالتَّسْآلِ أَوْ أَنَا مُفْتَدِي

لیکن میرا چچازاد بھائی ایسا آدمی ہے جو ہر حالت میں میرا گلا دباتا ہے خواہ اس کا شکریہ ادا کروں یا اس سے معافی چاہوں یا اسے کچھ دے کر جان چھڑاؤں۔

خَانِقِي: ''ن'' گلا دبانا، انفعال سے اپنا گلا گھونٹنا ''ی'' متکلم ہے اور خَانِق اسم فاعل کا صیغہ ہے ﴿وَمَا أُھِلَّ لِغَیرِ اللّٰہِ بِہِ وَالمُنخَنِقَۃُ وَالمَوقُوذَۃُ المائدۃ ۳ ﴾۔ **شُکْر:** مصدر ''ن'' شکر ادا کرنا، مصدر شُکراً، وشُکوراً وشُکرَاناً۔ ﴿ وَقَلِیلٌ مِن عِبَادِیَ الشَّکُورُ السباء ۱۳ ﴾ **تَسْآل:** مصدر سال یسال سؤالاً سالَۃً سآلۃً تسآلاً، درخواست کرنا، مانگنا ﴿سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ المعارج ۱ ﴾۔ **مُفْتَدِی:** اسم فاعل، افتداءً (افتعال) فدیہ ادا کرنا، تفاعل سے ایک دوسرے پر فدا ہونا۔ ﴿ لِیَفتَدُوا بِہِ مِن عَذَابِ یَومِ

القِيَامَةِ المائدة ٣٦﴾

٨٠ وظُلْمُ ذَوِي القُرْبى أَشَدُّ مَضَاضَةً ... عَلى المرْءِ مِنْ وَقْعِ الْحُسَام المُهَنَّدِ

رشتہ داروں کاظلم آدمی پر ہندی (قاطع) تلوار کے وار سے بھی زیادہ دردانگیز ہے۔

مطلب: انسان ہندی تلوار کی ضرب برداشت کرسکتا ہے لیکن رشتہ داروں کاظلم نہیں سہا جاسکتا۔

ذوِی القربیٰ: رشتہ دار﴿ وَآتَى المَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي القُربَى البقرة ١٧٧﴾ ۔**اَشَدّ:** اسم تفضیل، سخت ہونا، "ض" قوی ہونا، افعال، عقل یا عمر کی پختگی کو پہنچنا﴿وَاللّٰهُ أَشَدُّ بَأسًا وَأَشَدُّ تَنكِيلًا النساء ٨٤﴾۔**مَضَاضَة:** مضيضاً ومضاضةً، من وجع المصيبة ، مصیبت کے دکھ سے دردمند ہوا، "س" دردمند ہونا (دردانگیز)، **وقع:** "ف" واقع ہونا، السیف، وار کرنا، (مِنْ وقعِ الحُسَّام تلوار کے وار سے) "س" ننگے پیر ہونا، تفعل سے امید لگانا﴿ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيهِمُ الرِّجزُ الاعراف ١٣٤﴾۔**حُسَام:** بروزن، فُعَال، کاٹنے والی تلوار، حُسَام السيف: تلوار کی دھار، حُسُوم: نامبارک، منحوس﴿ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا الحاقة ٧﴾۔**المُهَنَّد:** ہندی تلوار۔

٨١ فَذَرْنِي وَخُلُقِي إِنَّنِي لَكَ شَاكِرٌ ... وَلَوْ حَلَّ بَيْتِي نَائِياً عِنْدَ ضَرْغَدِ

پس مجھے میرے حال پر چھوڑ دے میں (ہر حالت میں) تیرا شکر گزار ہوں خواہ میرا گھر دور ہوتے ہوتے ضرغد کے قریب واقع ہوجائے۔

مطلب: جب تیری اور میری طبیعت میں اتنی دوری ہے تو بس اب مجھے معاف کر میں ہر حال میں تیرا شکر گزار ہوں خواہ تیرے قریب رہوں یا تجھ سے دور کوہِ ضرغد پر جابسوں۔

ذَرْنی: ذَر اسم فعل، چھوڑ دے "ی" متکلم﴿فَذَرنِي وَمَن يُكَذِّبُ بِهَذَا الحَدِيثِ القلم ٤٤﴾**خُلُق:** طبیعت، طبعی خصلت، مروت (حال) ج: اَخلاق، اَلْخَلَق: بوسیدہ پرانی چیز، ج: خُلقَان،﴿ وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ القلم ٤﴾۔**حَلّ:** "ن" اترنا، واقع ہونا "ض" حلال ہونا، انفعال کھل جانا﴿أَو تَحُلُّ قَرِيبًا مِن دَارِهِم الرعد ٣١﴾۔**نَائِيًا:** اسم فاعل، دور ہونا﴿وَإِذَا أَنعَمنَا عَلَى الإِنسَانِ أَعرَضَ وَنَأَى بِجَانِبِهِ

بنی اسرائیل ۸۳ ﴾۔ **ضَرْغَد:** بلادِ غطفان میں ایک پہاڑ یا سنگلاخ زمین۔

۸۲ فَلَوْ شَاءَ رَبِّي كُنْتُ قَيْسَ بْنَ خَالِدٍ وَلَوْ شَاءَ رَبِّي كُنْتُ عَمْرَو بْنَ مَرْثَدِ

اگر میرا پروردگار چاہتا تو میں قیس بن خالد یا عمرو بن مرثد بن جاتا۔

مطلب: یعنی اِن جیسی دولت اور کثرتِ اولاد مجھ کو میسر ہوتی۔

شَاءَ: ''ف'' اجوف یائی، مہموز اللام بمعنی چاہنا ﴿ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ التکویر ۲۹ ﴾

۸۳ فَأَصْبَحْتُ ذَا مَالٍ كَثِيرٍ وَزَارَنِي بَنُونَ كِرَامٌ سَادَةٌ لِمُسَوَّدِ

تو میں بہت بڑا مالدار ہو جاتا اور میری زیارت کو آتے ایک سردار کے یعنی میرے یا عمرو بن مرثد کے سردار اور شریف بیٹے۔

مطلب: شاعران سرداروں کے مثل متمول اور کثیر الاولاد ہو جانے کی تمنا اس وجہ سے کرتا ہے کہ اکثر لوگوں کی ناراضگی اور لڑائی جھگڑے محض افلاس اور عدمِ انصار کی وجہ سے ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ عمرو بن مرثد نے طرفہ کے یہ اشعار سن کر اپنے دسوں بیٹوں کو بلایا اور ہر ایک سے اس کے مال کا دسواں حصہ طرفہ کو دلوا کر ان کے برابر اس کو مالدار بنا دیا۔

زَارَ: ''ن'' ملاقات کے لئے جانا ﴿حَتَّى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ التکاثر ۲ ﴾۔ **بَنُون:** مفردہ: ابنٌ ﴿وَبَنِينَ شُهُودًا المدثر ۱۳ ﴾۔ **كِرَامٌ:** شریف لوگ، مفردہ: کریمٌ ﴿كِرَامًا كَاتِبِينَ انفطار ۱۱ ﴾۔ **سَادَة:** مفردہ: سیّدٌ، بمعنی سردار ﴿ إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَائَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا احزاب ۶۷ ﴾۔ **مُسَوَّد:** اسم مفعول۔ تسوید: سردار بنانا (لِمُسَوَّدِ ''ایک سردار کے'')۔

۸۴ أَنَا الرَّجُلُ الضَّرْبُ الَّذِي تَعْرِفُونَهُ خِشَاشٌ كَرَأْسِ الْحَيَّةِ الْمُتَوَقِّدِ

میں ایک ایسا ہلکا پھلکا اور چست و چالاک آدمی ہوں جس سے تم خوب واقف ہو، (کاموں میں اس طرح گھس جانے والا ہوں) جیسے سانپ کا چمکتا ہوا پھن (کہ تنگ سے تنگ سوراخ میں گھس جاتا ہے)

الضَرب: الرجل الضرب ہلکا پھلکا آدمی، اسی طرح کہا جاتا ہے المطرُ الضرب، ہلکی بارش، ضَرب بمعنی مثل، شکل، بھی ہوتا ہے، ج: اضراب۔ **خِشَاش:** رجلٌ خِشَاشٌ چست وچالاک آدمی ۔ **رَأسُ الحَيَّة:** سانپ کا سر یعنی پھن ﴿فَألقَاهَا فإذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسعىٰ طه ۲۰﴾۔ **المُتَوَقِّد:** اسم فاعل از تفعل، چمکنا۔ ﴿مَثَلُهُم كَمَثَلِ الَّذِي استَوقَدَ نَارًا البقرة ۱۷﴾

۸۵ فَآلَيْتُ لَا يَنفَكُّ كَشْحِي بِطَانَةً　لِعَضْبٍ رَقِيقِ الشَّفْرَتَيْنِ مُهَنَّدِ

میں نے قسم کھائی ہے کہ میرا پہلو ہمیشہ ایک ہندی باریک دو دھاری تیز تلوار کا استر بنا رہے گا، یعنی ایک تیز تلوار ہمیشہ میرے پہلو سے بندھی رہے گی۔

آلَيْت: ماضی: ایلاءً، قسم کھانا ﴿لِلَّذِينَ يُؤلُونَ مِن نِسَائِهِم تَرَبُّصُ أَربَعَةِ أَشهُرٍ البقرة ۲۲۶﴾۔ **يَنْفَكّ:** مضارع، "انفکاک" جدا ہونا (لا يَنفَكُّ ہمیشہ رہے گا) ﴿مِن أَهلِ الكِتَابِ وَالمُشرِكِينَ مُنفَكِّينَ حَتَّى تَأتِيَهُمُ البَيِّنَةُ البينة ۱﴾۔ **كَشْحِي:** "ی" متکلم، کشحٌ پہلو۔ **بطَانَة:** کپڑے کا استر، ج: بَطَائن ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِن دُونِكُم ال عمران ۱۱۸﴾۔ **عَضْب:** تیز تلوار۔ **شَفْرَتَين:** تثنیہ، شفرةٌ، دھار، ج: الشفرات والشِفار۔ **مُهَنَّد:** ہندی تلوار۔

۸۶ حُسَامٍ إِذَا مَا قُمْتُ مُنْتَصِراً بِهِ　كَفَى الْعَوْدَ مِنْهُ الْبَدْءُ لَيْسَ بِمِعْضَدِ

ایسی قاطع تلوار (کو اپنے پہلو سے لٹکائے رکھنے کی قسم کھائی ہے) کہ جب میں اس کے ذریعے بدلہ لینے کھڑا ہوں تو اس کا پہلا وار دوسرے وار سے کفایت کرے اور (گھاس کاٹنے کی) درانتی (کے مثل) نہ ہو یعنی ایسی تلوار جو پہلے وار میں خاتمہ کردے، دوسرے وار کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔

حُسَام: تلوار۔ **مُنْتَصِرًا:** اسم فاعل، افتعال، انتقام لینا ﴿مِن دُونِ اللَّهِ هَل يَنصُرُونَكُم أَو يَنتَصِرُونَ الشعراء ۹۳﴾۔ **العَوْد:** مصدر "ن" دوبارہ کرنا (دوسرا وار) ﴿وَلَو رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنه الانعام ۲۸﴾۔ **البَدْء:** مصدر "ف" شروع کرنا، پہلے کرنا (پہلا وار) ﴿كَمَا بَدَأنَا أَوَّلَ خَلقٍ الانبياء

۱۰٤﴾۔ **مِعْضَد:** کند تلوار جس کے ذریعے گھاس کاٹی جاتی ہے۔

۸۷ أَخِي ثِقَةٍ لا يَنْثَنِي عَنْ ضَرِيبَةٍ　　إِذَا قِيلَ مَهْلاً قَالَ حَاجِزُهُ قَدِي

(اور جو) بھروسہ کی ہو نشانہ (مضروب) سے نہ اچٹے جب (اس کے چلانے والے سے) کہا جائے کہ ٹھہر! تو اس کا روکنے والا (جس پر وہ پڑ رہی ہے) کہے، میرے ختم کرنے کے واسطے پہلا وار کافی ہے (یعنی میں) تو پہلی ہی ضرب سے نہ بچ سکوں گا اب روکنے سے کیا فائدہ۔

أَخِي ثِقَةٍ: اخی، حسام کی صفت ہونے کی وجہ سے مجرور ہے اخی بمعنی صاحب ہے، صَاحِبُ ثِقَةٍ، بھروسے والی، ثِقَة: مصدر (حسب) وَثُقاً وثِقَةً بھروسہ کرنا۔ **لَا يَنْثَنِي:** مضارع معلوم، انفعالاً، اچٹنا، نشانے پر نہ لگنا۔ **ضَرِيبَة:** فعیلۃ بمعنی مفعول، مضروب، مارا ہوا۔ **مَهْلاً:** مصدر جو فعل امر کے قائم مقام ہے بمعنی ٹھہرو! واحد، تثنیہ، جمع، مذکر، مونث کے لئے یکساں استعمال ہوتا ہے، ﴿فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُم رُوَيْدًا الطارق ۱۷﴾۔ **قَدِي:** اسم فعل، کافی ہے میرے لئے۔ **حَاجِز:** اسم فاعل "ن" روکنا ﴿فَمَا مِنكُم مِن أَحَدٍ عَنهُ حَاجِزِينَ الحاقة ٤٧﴾

۸۸ إِذَا ابْتَدَرَ الْقَوْمُ السِّلَاحَ وَجَدْتَنِي　　مَنِيعاً إِذَا بَلَّتْ بِقَائِمِهِ يَدِي

(کسی حادثہ کے وقت) جب قوم (اپنے اپنے) ہتھیار لینے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت لیجاتے ہوئے دوڑے تو جس وقت اس (تلوار) کے قبضہ پر میرا ہاتھ جم جائے تو تُو مجھ کو ہی غالب پائے گا (یعنی جنگ میں مَیں اس تلوار کی وجہ سے سب پر حاوی رہوں گا)۔

إِبْتَدر: ماضی معلوم، افتعالاً، بعض کا بعض سے سبقت کے لئے بڑھنا۔ **سِلَاح:** اسلحہ، ج: أَسْلِحَة، سُلُح ﴿وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُم وَأَسْلِحَتَهُم النساء ۱۰۱﴾ **مَنِيعاً:** بروزن فعیل، غالب آنے والا، **بَلَّت:** ماضی "س" کامیاب ہونا، فتح مند ہونا (ترجمہ ہاتھ کے "جم جانے" سے کیا گیا) "ض" صحت یاب ہونا، "تفعیل" تر کرنا۔ **قَائِم:** بالسیف، تلوار کا دستہ۔

۸۹ وَبَرْكٍ هُجُودٍ قَدْ أَثَارَتْ مَخَافَتِي　　بَوَادِيهَا أَمْشِي بِعَضْبٍ مُجَرَّدِ

بہت سے سوتے ہوئے اونٹ جب میں ننگی تلوار لے کر (ان کی طرف) چلا تو میرے ڈرنے ان میں سے اگلے اونٹوں کو بھڑ کا دیا۔

مطلب: یعنی مجھ کو تلوار ہاتھ میں لئے اپنی طرف آتا دیکھ کر اونٹ اس خوف سے بھاگے کہ یہ ذبح کرنے کے لئے آرہا ہے۔

بَرْك: مفردہ، بارك، اونٹ۔ **هُجُود:** مفردہ، هاجد ''ن'' هجوداً، رات کو سونا، بیدار رہنا، اضداد میں سے ہے﴿وَمِنَ اللَّيلِ فَتَهَجَّد بِهِ نَافِلَةً لَكَ الاسراء ۷۹﴾۔ **أثَارَت:** ماضی، افعال جوش دلانا، بھڑکانا۔ **مَخَافَتِي:** مصدر میمی، ڈرنا، ''ی'' متکلم کی ہے﴿فَأَصبَحَ فِي المَدِينَةِ خَائِفًا يَتَرَقَّب القصص ۱۸﴾۔ **بَوَاد:** مفردہٗ، بادٍ ''ن'' بواداً، ظاہر ہونا، یہاں مراد اگلے (اونٹ) ہیں۔ **عَضْب:** تیز تلوار۔ **مُجَرَّد:** عریاں، ننگا۔

۹۰ فَمَرَّتْ كَهَاةٌ ذَاتُ خَيْفٍ جلَالَةٌ عَقِيلَةُ شَيْخٍ كَالْوَبِيلِ يَلَنْدَدِ

(مجھ سے ڈر کر بھڑ کنے کی حالت میں) ایک بڑی موٹی بڑے بڑے تھنوں والی ناقہ (میرے پاس سے) گزری جو ایک ایسے سخت جھگڑالو بڈھے کا نفیس مال تھی جو (بڑھاپے کی وجہ سے سوکھ کر) لٹھ کی طرح (ہو گیا) تھا۔

مطلب: ایسے سخت خو بڈھے کی عمدہ اونٹنی میرے سامنے آئی جس کو میں نے اپنے شراب نشینوں کے لئے بے خوف ذبح کر دیا، بڈھے سے مراد شاعر کا باپ ہے جس کا قرینہ آئندہ تیسرے شعر میں موجود ہے۔

كَهَاة: موٹی اونٹنی۔ **خَيْف:** تھن کی کھال (ذَاتُ خَيْف بڑے تھنوں والی)، ج: اخیاف۔ **جُلَالَة:** بڑی اونٹنی۔ **عَقِيلَة:** عمدہ چیز۔ **شَيْخ:** جوان کے لئے اور عزت کے لئے بولا جاتا ہے، بوڑھے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے﴿وَأَبُونَا شَيخٌ كَبِيرٌ القصص ۲۳﴾۔ **وبيل:** دھوبی کی موگری، لٹھ، الوبیلة: موٹا ڈنڈا۔ **يَلَنْدَد:** سخت جھگڑالو، الالندد کے بھی یہی معنی ہیں۔

۹۱ يَقُولُ وَقَدْ تَرَّ الْوَظِيفُ وَسَاقُهَا أَلَسْتَ تَرَى أَنْ قَدْ أَتَيْتَ بِمُؤيِدِ

وہ (بڈھا) اس حالت میں کہ ناقہ کی پنڈلی اور پاؤں کٹ چکا تھا، (مجھ سے) کہہ رہا تھا کہ کیا تو نہیں دیکھتا کہ (ایسی عمدہ ناقہ کو ذبح کر کے) تو نے (ہم پر) ایک بڑی مصیبت لا ڈالی ہے۔

تَرَّ: ماضی "ن،ض" تَرّاً وتُروراً: کٹ کر گرنا (وقد تر الوظیف وساقها) جملہ حالیہ ہے۔ **وَظِیف:** گھوڑے یا اونٹ کی پنڈلی کا پتلا حصہ (پاؤں)، ج: وُظف، اَوْظِفَة۔ **سَاق:** پنڈلی، ج: سُوق، اَسْوُق، مؤنث سماعی ہے ﴿وَالتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ القیامة ۲۹﴾۔ **مُؤَیِّد:** بڑی مصیبت، ج: موائد۔

۹۲ وَقَالَ أَلَا مَاذَا تَرَوْنَ بِشَارِبٍ　　شَدِیدٍ عَلَیْنَا بَغْیُهُ مُتَعَمِّدِ

اور اس (بڈھے) نے (اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر) کہا ذرا سنو! تم (مجھ کو) کیا مشورہ دیتے ہو کہ ایک ایسے شرابی کے ساتھ کیا کیا جائے جس کی سرکشی قصداً ہم پر سخت (ہوگئی) ہے۔

مطلب: شارب سے مراد طرفہ ہے یہ سوال محض شاربِ خمر کی تحمیق (بے وقوف کہنے) اور تجھیل (جاہل کہنے) کے واسطے تھا، چنانچہ بدون انتظارِ جواب پھر خود یہ کہتا ہے۔

تَرَوْن: مضارع: رؤیةً، دیکھنا، رائے لینا ﴿وَلَقَد رَآهُ نَزلَةً أُخرَی النجم ۱۳﴾۔ **بَغْیُه:** بغی مصدر "ض" بغاءً وبَغْیًا الرجل، نافرمانی کرنا ﴿فَإِن بَغَت إِحدَاهُمَا عَلَی الأُخرَی هجرات ۹﴾۔ **مُتَعَمِّد:** اسم مفعول مصدر تَعَمُّدٌ، قصد کرنا، ارادہ کرنا، "ن" غور سے دیکھنا ﴿وَلَکِن مَا تَعَمَّدَت قُلُوبُکُم احزاب ۵﴾

۹۳ وَقَالَ ذَرُوْهُ إِنَّمَا نَفْعُهَا لَهُ　　وَإِلَّا تَكُفُّوا قَاصِيَ الْبَرْكِ يَزْدَدِ

اور (پھر) اس نے کہا اس (شرابی) کو چھوڑ دو، اس (ناقہ یا اونٹوں) کا نفع اسی کے واسطے ہے (اس لئے کہ یہی میرا وارث ہے) اور (ہاں) اگر دور کے اونٹوں کو (اس سے) نہ بچاؤ گے تو یہ اور زیادہ ہوگا (اور ان کو بھی ذبح کر ڈالے گا)

(یعنی خیر ایک ناقہ کا تو کچھ نہیں مگر اب اوروں کو بچاؤ)۔

ذَرُوْه: فعل امر عند الجمہور، (ماضی مستعمل نہیں ہے) بمعنی چھوڑ دو ﴿فَذَرنِی وَمَن یُکَذِّبُ بِهَذَا الحَدِیث القلم ٤٤﴾۔ **تَکُفُّوا:** کفّ یکفُّ "ن" روکنا (بچانا) ﴿وَکَفَّ أَیدِیَ النَّاسِ عَنکُم الفتح ۲۰﴾۔

بَرْك: مفردہ، بارك، اونٹ۔ **قَاصِي:** اسم فاعل ''ن'' دور ہونا، بعید ہونا ﴿وَجَاءَ مِنْ أَقْصَى الْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَسْعَى :يٰسين ٢٠﴾۔ **يَزْدَد:** مضارع، ازدِيَاداً افتعال، تائے افتعال کو دال سے بدل دیا، زیادہ کرنا، زیادہ ہونا ﴿وَيَزْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا المدثر ٣١﴾۔

٩٤ فَظَلَّ الإِمَاءُ يَمْتَلِلْنَ حُوَارَهَا　　وَيُسْعَى عَلَيْنَا بِالسَّدِيفِ الْمُسَرْهَدِ

تو چھوکریاں اس ناقہ کے (پیٹ میں سے نکلے ہوئے) بچہ کو چنگاریوں پر (اپنے لئے) بھونے لگیں، اور اس کا فربہ کوہان (یا فربہ کوہان کے ٹکڑے) ہمارے لئے جلد جلد (لائے جانے لگے یا خدام) لانے لگے۔

مطلب: وہ ناقہ حاملہ اور بہت زیادہ قیمتی تھی اس کو ذبح کرنے کے بعد اچھا گوشت ہم نے کھایا اور بقیہ گوشت چھوکریوں کے حصہ میں آیا۔

الإِمَاء: مفردہٗ :اَمَةٌ، چھوکری ﴿وَلَأَمَةٌ مُؤمِنَةٌ خَيرٌ مِن مُشرِكَةٍ البقرة ٢٢١﴾۔ **يَمْتَلِلْن:** مضارع، افتعال، بھوننا۔ **حُوَار:** اونٹنی کا وہ بچہ جس کا دودھ ابھی نہ چھڑایا گیا ہو، ج :اَحوِرَة۔ **سَدِيف:** کوہان کی چربی کا ٹکڑا (کوہان)، ج :سَدَائِف۔ **اَلْمُسَرْهَد:** اسم مفعول فربہ، موٹا۔

٩٥ فَإِنْ مُتُّ فَانْعِينِي بِمَا أَنَا أَهْلُهُ　　وَشُقِّي عَلَيَّ الْجَيْبَ يَا ابْنَةَ مَعْبَدِ

اگر میں مرجاؤں تو اے معبد کی بیٹی (میری بھتیجی) میری موت کی خبر اس طریقہ سے (لوگوں کو) سنانا جس کا میں مستحق ہوں اور میرے اوپر (سوگ میں) گریبان چاک کرنا۔

مطلب: عرب کا دستور تھا کہ مرنے والے کی شان و حیثیت کے مطابق خبرِ مرگ سنائی جاتی تھی، اور نوحہ گری بھی ہر ایک کی حالت کے موافق کی جاتی تھی، چنانچہ رؤسا کے مرنے پر سال سال بھر تک رونے والی عورتوں کو اجرت دے کر نوحہ کرایا جاتا تھا، اسی لئے شاعر اپنی بڑائی کے مطابق سوگ اور ماتم کرنے کی وصیت کرتا ہے۔

مُتُّ: ماضی، موتاً ''ن'' مرنا ﴿قُل مُوتُوا بِغَيظِكُم ال عمران ١١٩﴾۔ **فَانْعِيْنِي:** فعلِ امر واحد مؤنث ''س'' نَعْياً، موت کی خبر دینا، اصل میں اِنعَيِيْ تھا، پھر قال، باع والے قاعدے کے ذریعہ یاء الف سے

بدل گئی تواِنْعَایَ ہوگیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف محذوف ہوگیا تواِنْعَیْ ہوگیا پھر یاء ضمیر متکلم کی لگاتے ہوئے نون وقایہ لگادیا تواِنْعَیْنِی ہوگیا، اب یاء کی مناسبت سے ماقبل کو کسرہ دیا تواِنْعِیْنِی ہوگیا۔ **شُقِّی**: امر، واحد مؤنث حاضر''ن'' پھاڑنا ﴿ ثُمَّ شَقَقْنَا الأَرْضَ شَقًّاعبس ۲۶ ﴾۔ **جَیْب**: گریبان ﴿وَأَدْخِل یَدَكَ فِی جَیْبِكَ تَخْرُجْ بَیْضَاءَ النمل ۱۲﴾

۹۶ وَلَا تَجْعَلِینِي كَامْرَیءٍ لَیْسَ هَمُّهُ كَهَمِّي وَلَا یُغْنِي غِنَائِي وَمَشْهَدِي

اور مجھے اس شخص کی طرح نہ کردینا جس کی ہمت میری ہمت کی طرح نہیں اور نہ (مہمات میں) میری طرح اس کی انتظام کاری ہے اور نہ میری طرح اس کا (لڑائیوں میں) حاضر ہونا ہے (غرض کم مرتبہ لوگوں کی طرح مجھے نہ بنادینا)۔

لاتجعلینی: نہی مخاطبہ''ف'' بنانا، کرنا، یاء متکلم ﴿قَالَ اجْعَلْنِی عَلَی خَزَائِنِ الأَرْضِ یوسف ۵۵﴾۔ **امرئ**: انسان، مرد ﴿یَومَ یَنظُرُ المَرءُ مَا قَدَّمَت یَدَاهُ النباء ۴۰﴾۔ **هَمّه**: ہمت۔ **وَلَا یغنی**: مضارع، افعال، اغناءً، عنهُ، کافی ہونا، قائم مقام ہونا (انتظام کاری)۔ **مَشْهَد**: مصدر میمی، حاضر ہونا ﴿فَوَیلٌ لِلَّذِینَ كَفَرُوا مِن مَشهَدِ یَومٍ عَظِیمٍ مریم ۳۷﴾

۹۷ بَطِيءٍ عن الْجُلّٰی سَرِیعٍ إلی الْخَنَا ذَلُولٍ بِأَجْمَاعِ الرِّجَالِ مُلَهَّدِ

(میری موت اس آدمی کی طرح نہ کردینا جو) بڑے کاموں میں سست اور برے کاموں میں چست ہو لوگوں کے دھول دھپوں (تھپیڑوں) کی وجہ سے ذلیل اور (مجالس میں سے) دھکیلا ہوا ہو۔

بَطِی: صیغہ صفت''ک'' البطئُ، سست ہونا۔ **جُلّٰی**: فُعلی، مؤنث، بڑا ہونا، مذکر اجلّ، موصوف محذوف ہے الخطة الجلّٰی بڑا کام ﴿وَیَبقَی وَجهُ رَبِّكَ ذُو الجَلَالِ وَالإِكرَامِ الرحمٰن ۲۷﴾۔ **خنا**: مصدر''ن'' علیہ بدزبانی کرنا۔ **ذَلُول**: بروزن فَعُول''ن'' ذلّ یذل ذُلًّا وذِلَّةً، ذلیل وخوار، بے عزت ﴿وَاخفِض لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحمَةِ الاسراء ۲۴﴾۔ **اَجْماع**: جُمْعٌ کی جمع ہے، مُکّا، تھپڑ۔ **مُلَهّد**: اسم مفعول، تفعیل، ذلیل وخوار کرکے نکالنا۔

علامہ اندلسی آیت وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ بِيَدِكَ الخَير کی تفسیر کرتے ہوئے ذلیل کا معنی مغلوب ومقہور لیتے ہوئے اس شعر سے استدلال لیتے ہیں تُعِزُّ مَن تَشَاءُ يقال: عَزَّ، إذا علا وقهر وغلب ومنه وَعَزَّنِي فِي الخِطابِ، وَتُذِلُّ مَن تَشاءُ، ذل يذل ذلا إذا غُلب وعُلي وقهر، قال طرفة: بطيء عن الحلي سريع إلى الخنا ،،، ذليل بإجماع الرجال ملهد تفسیر قرطبی ج ٤ صـ ٥٥

٩٨ فَلَوْ كُنْتُ وَغْلًا فِي الرِّجَالِ لَضَرَّنِي عَدَاوَةُ ذِي الْأَصْحَابِ وَالْمُتَوَحِّدِ

اگر میں تھکا ہارا ہوتا تو ساتھیوں والے اور اکیلے دوا کیلے کی عداوت مجھے ضرر پہنچاتی۔

مطلب: لیکن چونکہ میں نہایت بہادر اور نڈر ہوں لہٰذا اب مجھے کسی کی پرواہ نہیں۔

وَغْلًا: اسم مصدر، سست، کوتاہی کرنے والا، بغیر بلائے کھانے پینے میں آنے والا (تھکا ہارا)۔ **ضَرَّنِي:** ماضی ''ن'' ضَرًّا وضُرًّا نقصان دینا ﴿هَل هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّهِ الزمر ٣٨﴾ **المُتَوَحِّد:** تفعل، تنہا ہونا ﴿ذَرنِي وَمَن خَلَقتُ وَحِيدًا المدثر ١١﴾۔

٩٩ وَلٰكِنْ نَفَى عَنِّي الرِّجَالَ جَرَاءَتِي عَلَيْهِمْ وَإِقْدَامِي وَصِدْقِي وَمَحْتِدِي

لیکن لوگوں پر میری جرأت نے اور (جنگ میں) پیش قدمی، راست بازی اور نسلی شرافت نے لوگوں کی مخالفت کو مجھ سے دور کر دیا (اب بڑے سے بڑا آدمی بھی مجھ سے نظر نہیں ملا سکتا)۔

نَفَى: ماضی ''ض'' نَفيٰ يَنفِي انکار کرنا، عنه علیحدہ کرنا، ہٹانا (دور کرنا)، من بلده، جلاوطن کرنا ﴿أَو يُنفَوا مِنَ الأَرضِ المائدة ٣٣﴾۔ **جَرَاءَةً:** مصدر ''ک'' علیه، جرأت کرنا۔ **اقدامی:** افعال، ''ی'' ضمیر متکلم ہے، آگے بڑھنا، کسی کام پر دلیری کرنا (پیش قدمی) ﴿وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم البقرة ٢٢٣﴾۔ **مَحْتِدِي:** مَحتد مصدر میمی،، احتداء افتعال، اصل ہونا (نسلی شریف) ''ی'' متکلم کی ہے۔

١٠٠ لَعَمْرُكَ مَا أَمْرِي عَلَيَّ بِغُمَّةٍ نَهَارِي وَلَا لَيْلِي عَلَيَّ بِسَرْمَدِ

تیری زندگی کی قسم! میرا کوئی کام دن میں مجھے غم وحزن میں نہیں ڈالتا اور نہ میری رات میرے اوپر (غم وفکر کی وجہ سے) دراز ہے۔

مطلب: پست ہمتی کی وجہ سے انسان اپنے کاموں میں متردد ہوتا ہے اور رنج وغم کی وجہ سے رات دراز ہو جاتی ہے، لیکن اولوالعزم اور بہادر لوگ ان دونوں باتوں سے نا آشنا ہوتے ہیں۔

لَعمرك: لام قسمیہ ہے، عَمر دراصل عُمر بمعنی زندگی ہے، تخفیف کے لئے عین کو فتحہ دے دیا جاتا ہے ك ضمیرِ خطاب ہے، تیری زندگی کی قسم ﴿لَعَمرُكَ إِنَّهُم لَفِی سَكرَتِهِم يَعمَهُونَ الحجر ٧٢﴾ **غُمَّة:** غم وحزن، ملال، ج: غُمَم، غُمَّةٌ پوشیدہ ہونا، چھپنا، بادلوں کو غمام اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ آسمان کو چھپا لیتے ہیں ﴿لَا يَكُن أَمرُكُم عَلَيكُم غُمَّةً يونس ٧١﴾ **سَرمَد:** دائم (دراز)، اگر لیل کی صفت ہو تو لمبی رات

☆علامہ قرطبیؒ آیت ثُمَّ لا يَكُن أَمرُكُم عَلَيكُم غُمَّةً میں لفظِ غُمَّةً کے لغوی معنی پر اس شعر سے استدلال کرتے ہیں، قوله تعالى: ثُمَّ لا يَكُن أَمرُكُم عَلَيكُم غُمَّةً اسم يكن وخبرها، وغمة وغم سواء ومعناه التغطية من قولهم: غم الهلال إذا استتر أى ليكن أمركم ظاهرا منكشفا تتمكنون فيه مما شئتم لا كمن يخفى أمره فلا يقدر على ما يريد، قال طرفة: لعمرك ما أمرى على بغمه ،،، نهارى ولا ليلى على بسرمد   تفسير قرطبى ج ٨ صــ٣٦٣

١٠١ ويَومَ حَبَستُ النَّفسَ عِندَ عِراكِهِ   حِفَاظاً عَلَى عَورَاتِهِ وَالتَّهَدُّدِ

بہت سے ایسے دن ہیں کہ جن میں مَیں نے قتل وقتال کے وقت اپنی آبرو کی حفاظت اور دشمنوں کی دھمکی کے خیال سے اپنے نفس کو تھامے رکھا (اور دل کو گھبرانے نہ دیا)۔

حَبَسْتُ: ماضی ''ض'' حَبساً، تھامے رکھنا۔ **عِرَاكه:** ہ ضمیر، عراک مفاعلة کا ایک مصدر، جنگ، لڑائی، قتال۔ **عَورات:** مفرد عورة، ہر وہ چیز جس کو چھپایا جائے، ہر امر جس سے شرم کی جائے (آبرو) ﴿الَّذِينَ لَم يَظهَرُوا عَلَى عَورَاتِ النِّسَاءِ النور ٣١﴾۔ **التَهَدُّد:** تفعل، دھمکی دینا۔

١٠٢ علَى مَوطِنٍ يَخشَى الفَتَى عِندَهُ الرَّدَى   مَتَى تَعتَرِكْ فِيهِ الفَرائِصُ تُرعَدِ

ایسے مقام پر (نفس کو قابو میں رکھا) جہاں بہادر کو (بھی) ہلاکت کا ڈر ہو اور جب (گھمسان کی لڑائی میں) شانہ سے شانہ رگڑ کھائے تو (گھبراہٹ سے) کپکپانے لگے۔

مطلب: ایسے دن میں نفس کو قابو میں رکھا جہاں بڑے بڑے بہادر لرزہ بر اندام ہو جائیں۔

مَوْطِن: اسم ظرف، مقام ''ض'' اقامت کرنا ﴿لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ التوبة ٢٥﴾۔ **رَدیٰ:** مصدر ''س'' ہلاک ہونا ﴿وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَتَرْدَىٰ طه ١٦﴾ ۔**تَعْتَرِك:** مضارع، الرجال فی الحرب ، یک بارگی حملہ کرنا، ایک دوسرے کو رگڑنا، فی المعرکۃ، لوگوں کا میدان جنگ میں قتل وقتال کے لئے پل پڑنا، **الفَرَائِص:** مفردہٗ الفریصۃ، شانہ۔**تُرْعَد:** مضارع مجہول افعال، الخوف، کپکپا دینا، مبتلائے اضطراب کرنا۔

١٠٣ وأَصْفَرَ مَضْبُوحٍ نَظَرْتُ حِوَارَهُ ۔۔۔ عَلَى النَّارِ وَاسْتَوْدَعْتُهُ كَفَّ مُجْمِدِ

ترجمہ نمبر:١: بہت سے جھلسے ہوئے (زرد رنگ) تیر (جوئے بازی لگانے کے لئے) ہارنے والے جواری کے ہاتھ میں دیئے اور (ہاتھ پیر تاپنے کے لئے) آگ پر بیٹھ کر میں نے اس کے جواب کا انتظار کیا۔

مطلب: اپنی قمار بازی کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ایام سرما (قحط) میں ہارنے والے جواری کے ہاتھ سے جوا کھلواتا ہوں۔

ترجمہ نمبر:٢: جوئے کے تیر جو کہ پیلے آگ کی آنچ کھائے ہوئے تھے میں نے بڑے امانت دار جواری کے ہاتھ میں رکھے تاکہ وہ کھیلے اور ہار جیت کا منتظر بیٹھا یا ایسے کے ہاتھ میں دیئے جو ہمیشہ ہارتا تھا اور اپنی ہار کا منتظر رہا اور حال یہ کہ مہمانی کی آگ بھڑک رہی تھی۔

أَصْفَر: زرد رنگ والا، مؤنث: صفراء، ج: صُفر ﴿كَأَنَّهُ جِمَالَتٌ صُفْرٌ المرسلات ٣٣﴾
مَضْبُوح: اسم مفعول ''ف'' ضبحت النارُ: آگ کا لکڑی کو متغیر کر دینا، جھلسا دینا۔**حِوَار:** جواب۔
إسْتَوْدَعْتُه: ماضی، استفعال، ودیعت رکھنا (دینا) ﴿وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا هود ٦﴾ **كَفّ:** ہاتھ ج: أكُف ۔**مُجْمِد:** اسم فاعل، افعال، بے فیض یعنی ہارنے والا، الامین فی القمار، کو بھی کہتے ہیں۔

١٠٤ أَرَى الْمَوْتَ أَعْدَادَ النُّفُوسِ وَلَا أَرَى ۔۔۔ بَعِيداً غَداً مَا أَقْرَبَ الْيَوْمَ مِنْ غَدِ

میں موت کو جانوں کی تعداد میں سمجھتا ہوں (جتنے نفوس ہیں اتنی ہی موتیں ہر نفس کے لئے موت ہے جو آج نہ مرا کل مرے گا) اور کل (بھی) دور نہیں، آج سے کل کس قدر قریب ہے (تو پھر موت سے

ڈرنا اور گھبرانا فضول ہے)

اعداد: مفردہ: عدد، شمار، گنتی ﴿وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ الاسراء ۱۲﴾۔ **مَا أَقْرَب:** فعل تعجب، کس قدر قریب ہے۔

۱۰۵ سَتُبْدِي لَكَ الْأَيَّامُ مَا كُنْتَ جَاهِلاً　وَيَأْتِيكَ بِالْأَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ

تیرے لئے زمانہ ان چیزوں کو ظاہر کرے گا، جن سے تو بالکل غافل ہے اور تجھے وہ شخص خبریں لا کر سنائے گا جس کو تو نے کوئی توشہ نہیں دیا (غرض غیر متوقع طریقہ سے زمانہ تیرے سامنے واقعات پیش کرے گا)۔

سَتُبْدِي: مضارع، افعال، ابداء، ظاہر ہونا ﴿وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ السجدہ ۷﴾۔ **تُزَوِّد:** مضارع، تفعیل، توشہ دینا ﴿وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى البقرة ۱۹۷﴾۔

۱۰۶ وَيَأْتِيكَ بِالْأَخْبَارِ مَنْ لَمْ تَبِعْ لَهُ　بَتَاتاً وَلَمْ تَضْرِبْ لَهُ وَقْتَ مَوْعِدِ

تجھے وہ شخص خبریں لا کر سنائے گا جس کے لئے تو نے کوئی زادِ سفر نہیں خریدا اور نہ اس کے لئے کوئی ملاقات کا وقت متعین کیا (زمانہ انسان پر ان واقعات کا انکشاف کرتا ہے جس کا اسے کوئی وہم و گمان بھی نہ تھا)

بَتَاتاً: گھریلو سامان، توشہ، زادِ سفر، جمع: اَبِتَّة۔ **لَمْ تَضْرِبْ:** مضارع، ض، الاجل، مدت مقرر کرنا، وقت متعین کرنا۔

۱۰۷ لَعَمْرُكَ مَا الايّامُ الا مُعَادَةٌ　فَمَا اسْطَعْتَ من مَعْرُوفِهَا فَتَزَوَّدِ

تیری جان کی قسم زمانہ تو صرف رونے کی جگہ ہے پس اس میں جہاں تک ہو سکے نیکی کا توشہ بنا۔

مُعَادَة: نوحہ کرنے کی جگہ، رونے کی جگہ، ج: مَعَاوِد۔ **فَتَزَوَّدْ:** امر حاضر، تفعل، توشہ لینا ﴿وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى البقرة ۱۹۷﴾

۱۰۸ عَنِ الْمَرْءِ لَاتَسْأَلْ وَأَبْصِرْ قَرِينَهُ　فَإِنَّ الْقَرِينَ بِالْمُقَارِنِ مُقْتَدِی

آدمی کے متعلق مت پوچھ بلکہ اس کے دوست کو دیکھ لے اس لئے کہ دوست دوست کی پیروی کرتا ہے۔

أَبْصِرْ: امر حاضر ''افعال'' دیکھنا، بینا بنانا، ''ک، س'' دیکھنا، جاننا ﴿فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا

الانعام ۱۰۴﴾ **اَلْقَرِيْن:** دوست، ساتھی، ج: قُرَنَاء﴿ وَقَالَ قَرِينُهُ هَذَا مَا لَدَيَّ عَتِيدٌ: ق ۲۳﴾

مُقَارِن: اسم فاعل، مفاعلہ، ساتھی ہونا، ملنا﴿قَالَ قَرِينُهُ رَبَّنَا مَا أَطْغَيْتُهُ ق ۲۷﴾۔ **مُقْتَدِي:** اسم فاعل، افتعال، پیروی کرنا﴿وَإِنَّا عَلَى آثَارِهِم مُقْتَدُونَ: الزخرف ۲۳﴾

۱۰۹ اِذَا كُنْتَ فِيْ قَوْمٍ فَصَاحِبْ خِيَارَهُمْ وَلَا تَصْحَبِ الْاَرْدٰى فَتَرْدىٰ مَعَ الرَّدِيْ

جب تو کسی قوم میں ہو تو اس کے بہترین آدمی کے پاس بیٹھ، ہلاک ہونے والے کے پاس نہ بیٹھ نہیں تو تو بھی اس کے ساتھ ہلاک ہو جائے گا۔

صَاحِب: فعل امر، مفاعلہ، دوستی کرنا، ساتھی ہونا﴿ وَلَا تَكُن كَصَاحِبِ الحُوتِ القلم ۴۸﴾

اَلرَّدِيْ: ہلاک ہونے والا، والفعل منه "س" رَدِیَ ہلاک ہونا، گرنا﴿وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَتَرْدَى طه ۱۶﴾

☆☆......☆☆

زہیر بن ابی سُلمیٰ

زہیر، والد کا نام ربیعہ، کنیت ابوسُلمیٰ ہے سلسلہ نسب یوں ہے زہیر بن ربیعة بن رياح المزنی بن اذ بن طابخة بن الياس بن مضر ...... کہا جاتا ہے کہ سلمیٰ بضم السین عرب میں اس نام کے علاوہ کسی کا نام نہیں رہا، زہیر نے اپنے باپ کے رشتے داروں (بنی غطفان) میں تربیت پائی اور ایک زمانہ تک اپنے باپ کے ماموں شامہ بن غدیر کی صحبت میں رہا جو صاحب فراش مریض تھا اور اس کے کوئی اولاد نہ تھی وہ نہایت دانشمند شخص تھا، اصابت رائے، بلند پایہ شاعری، اور کثرتِ مال کی وجہ سے وہ ناموری حاصل کر چکا تھا چنانچہ زہیر نے شاعری میں اسی کی خوشہ چینی کی، اس کے علم وحکمت سے متاثر ہوا جس کا ثبوت اس کی شاعری کے وہ جواہر حکمت بہم پہونچاتے ہیں جن سے اس نے اپنی شاعری کو مرصع کیا ہے یوں بھی شاعری میں یہ خانوادہ ممتاز حیثیت رکھتا تھا، زہیر کا باپ ربیعہ، اسکی دونوں بہنیں سلمیٰ وخنساء، دونوں لڑکے کعب وبجیر (جو مسلمان ہو گئے تھے) قابل ذکر شعراء میں شمار کئے جاتے ہیں یہ ایسی خصوصیت ہے جو زمانہ جاہلیت میں اولاد زہیر اور زمانہ اسلام میں اولاد جریر کے سوا کسی دوسرے شاعر کو میسر نہیں، زہیر ان شاعروں میں سے ایک ہے جنہیں مدح، کہاوتیں اور حکیمانہ مقولے نظم کرنے میں کامل دسترس تھی، نیز یہ جاہلیت کے تین مایہ ناز شعراء میں سے ایک ہے بلکہ بعض لوگ تو اسے نابغہ الذبیانی اور امرؤالقیس سے بھی بڑھاتے ہیں چنانچہ قدامہ بن موسیٰ جو بہت اونچے عالم اور شاعر ہیں، زہیر کو تمام شعراء پر مقدم کرتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا کلام غریب الفاظ، پیچیدہ عبارات، بیہودہ خیالات اور فحشیات سے منزہ، اختصار، جامعیت، راست گفتاری اور حکمت سے پُر ہونے کے باعث دیگر شعراء کے کلام سے ممتاز ہے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت ابن عباسؓ سے کہا کہ ''شاعر الشعراء'' کے کچھ اشعار سنایئے، حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا وہ کون ہیں کہا کہ جس نے یہ شعر کہا ہے

لو أن حمداً يخلد الناس خلدوا
لكن حمد الناس ليس بمخلد

اگر تعریف ہمیشہ رکھتی لوگوں کو تو (میرے ممدوحین) ہمیشہ رہتے لیکن کسی کی تعریف کسی کو ہمیشہ رکھنے والی نہیں۔

ابن عباسؓ کہنے لگے کہ یہ تو زہیر کا شعر ہے، کہا یہی تو ''شاعر الشعراء'' ہیں، پوچھا وہ کیوں؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ''ان کے کلام میں پیچیدگی نہیں جب کسی کی مدح کرتے ہیں تو بے جا مبالغہ آرائی نہیں کرتے''۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا: زہیر کے کچھ اشعار سنائیے، تو حضرت ابن عباسؓ پڑھتے رہے یہاں تک کہ صبح قریب ہوگئی، حضرت عمرؓ نے کہا بس، اب سورۃ الواقعہ پڑھو، فرماتے ہیں میں نے سورۃ الواقعہ پڑھی پھر وہ گئے اذان دی اور نماز پڑھائی، ایک دوسرا واقعہ لکھا ہے کہ عکرمہ بن جریر نے اپنے والد سے پوچھا: ''اشعر الناس'' کون ہے؟ جریر نے کہا زمانہ جاہلیت میں یا اسلام میں؟ عکرمہ کہنے لگے میری غرض تو زمانۂ اسلام ہی تھی البتہ اب زمانہ جاہلیت کے بارے میں بھی بتادیں، کہنے لگے زمانہ جاہلیت کے اعتبار سے زہیر ''اشعر الشعراء'' ہیں اور زمانہ اسلام میں فرزدق نے عمدہ اشعار کہے ہیں، اسی طرح حضرت معاویہؓ کے بارے میں لکھا ہے کہ انہوں نے احنف بن قیس سے ''اشعر الشعراء'' کے بارے میں سوال کیا کہ کون ہے؟ تو انہوں نے کہا زہیر، پوچھا کیوں؟ کہنے لگے ہمیشہ مدح کرتے ہوئے فضول کلام سے بچتے رہے۔ علامہ شنقیطی امام اصمعیؒ سے روایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہرم بن سنان کی اولاد میں سے کسی لڑکے سے اُن مدحیہ اشعار کے سنانے کا کہا جو زہیر نے ہرم بن سنان کے لئے کہے تھے، اشعار سننے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''زہیر نے تمہارے بڑوں کے لئے کیا ہی اچھی باتیں کہیں ہیں''، تو لڑکے نے کہا کہ زہیر نے اس کا انعام واکرام بھی تو پایا ہے، جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ذَهَبَ مَا اَعْطَيْتُمُوهُ وبَقِيَ ما اَعْطىٰ كُم''، یعنی ''جو کچھ تم نے اسے دیا وہ تو چلا گیا، لیکن جو کچھ وہ دے گیا وہ ابھی تک باقی ہے''، اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زہیر کی اولاد میں سے کسی سے پوچھا کہ: ''مَا فَعَلَتَ الحُلَل اللّتی كَسَاها هَرِمُ اباك''. یعنی تم نے ان خلعتوں کا کیا کیا، جو ہرم نے تمہارے باپ کو پہنائیں تھیں، اس نے جواب دیا، ابلاها الدهر زمانے نے انہیں پرانا کردیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا وہ خلعتیں جو تیرے باپ نے ہرم کو پہنائی ہیں، زمانہ انہیں کبھی پرانا نہ کرسکے گا۔

وَرُوِی انّ عائشة رضی اللّٰه عنها خَاطَبت اِحدیٰ بنات زُهَیر بهٰذہِ المَقَالة.

زہیراور ہرم بن سنان:

ہرم بن سنان زہیر کے ممدوحین میں سے ہیں، اور ایک خاص واقعہ کی بناء پر زہیر نے ہرم بن سنان کی بہت تعریف کی ہے، واقعہ کچھ یوں ہے کہ قبیلہ بنوعبس کے ورد بن حابس العبسی نے قبیلہ بنوذبیان کے ہرم بن ضمضم المرّی کو قتل کردیا، جس کی وجہ سے قبیلہ بنوعبس اور بنوذبیان میں مخاصمت ہوگئی اور مقتول کے بھائی حصین بن ضمضم المرّی نے یہ قسم کھائی کہ وہ اس وقت تک اپنا سرنہیں دھوئے گا جب تک ورد بن حابس اوراس کے قبیلے کے کسی دوسرے فرد کو قتل نہ کردے، دریں اثنا ہرم بن سنان اوراس کے چچازاد بھائی حارث بن عوف نے جوخاصے مالدار اور ساداتِ قوم میں سے تھے، فریقین میں پڑ کر تین ہزار اونٹ اپنے ذمہ لئے اور صلح کرادی، دوسری طرف حصین بن ضمضم اپنی قسم پوری کرنے کے لئے موقع کی تلاش میں تھا، اوراس نے موقع ملتے ہی بنوعبس کا ایک بندہ قتل کردیا، بنوعبس سخت طیش میں آئے اور اپنا لاؤلشکر لے کر بنوذبیان پر حملے کی غرض سے نکل کھڑے ہوئے، ادھر حارث بن عوف اور ہرم بن سنان کو پتہ چلا تو انہوں نے سواونٹ اوراپنے بیٹے کو سردار لشکر کی خدمت میں بھیج دیا، اور قاصد سے کہلا بھیجا، ''اپنے مقتول کے بدلے ہمارے بیٹے کو قتل کردیں اور سواونٹ دیت میں بھی وصول کریں''، سردار لشکر نے بیٹے کو چھوڑ دیا جب کہ سواونٹ لے کر واپس چلے گئے، اوراس طرح ایک مرتبہ پھر ہرم بن سنان اور حارث بن عوف کی فیاضی اور دریا دلی سے جنگ ٹل گئی۔

☆☆......☆☆

تعارف معلقہ ثالثہ

زہیر بن ابی سُلمیٰ نے اپنے اس معلقہ میں ہرم بن سنان اور حارث بن عوف کی فریقین کے درمیان صلح کرانے پر بہترین انداز میں تعریف کی ہے، اور فریقین کو معاہدہ صلح کی خلاف ورزی کرنے سے منع کرتے ہوئے جنگ کے برے و بھیانک نتائج سے خبردار کیا ہے، جب کہ آخر میں ایک دانا اور عقلمند شاعر کا ثبوت دیتے ہوئے چند حکمت سے لبریز نصیحتیں بھی کیں ہیں۔

۱ أَمِنْ أُمِّ أَوْفَى دِمْنَةٌ لَمْ تَكَلَّمِ　　　بِحَوْمَانَةِ الدُّرَّاجِ فَالْمُتَثَلَّمِ

کیا یہ کوڑا کباڑ ڈالنے کی جگہ جس نے بات چیت نہیں کی ام اوفی (کے گھر) کی ہے جو درّاج اور متثلّم کی پتھریلی زمین میں واقع ہے۔

مطلب: چونکہ عرصہ دراز کے بعد دیارِ محبوب پر گزر ہوا لبطورِ دردمندی یا شک کے ان کے متعلق سوال کرتا ہے۔

اَمِنْ: ہمزہ استفہامیہ، من جارہ۔ **أُمّ أَوْفَىٰ:** ایک عورت کا نام ہے۔ **دِمْنَةٌ:** گھر کے نشانات، کوڑا کباڑ ڈالنے کی جگہ، ج: دِمَنْ۔ **حَوْمَانَةِ:** پتھریلی زمین۔ **دُرَّاج وَمُتَثَلَّم:** یہ علاقوں کے نام ہیں۔

۲ وَدَارٌ لَهَا بِالرَّقْمَتَيْنِ كَأَنَّهَا　　　مَرَاجِيعُ وَشْمٍ فِي نَوَاشِرِ مِعْصَمِ

اور اس (ام اوفیٰ) کا ایک گھر دو باغوں کے درمیان ہے جس کے نشانات گویا کہ کلائی کے ظاہر حصہ پر دوبارہ گودنے کے نشانات ہیں۔

مطلب: سیلابوں کی وجہ سے مٹی بہہ کر مکان کے جو نشانات دوبارہ نمودار ہو گئے ہیں انہیں گودنے کے نشانوں سے جو مکرر ہوئے ہوں، تشبیہ دی ہے۔

رَقْمَتَيْنِ: تثنیہ: رقمةٌ، باغ۔ **مَرَاجِيعُ:** مفردہٗ المرجوع، گودنے کے نشانات جو دوبارہ تازہ کئے گئے ہوں۔ **وَشْمِ:** اسم مصدر، گودائی، گودنے کا اثر۔ **نَوَاشِرِ:** واحد: ناشر، رگ (جلد کا ظاہری حصہ) ۔ **مِعْصَم:** بازو، بازوؤں میں وہ جگہ جہاں کنگن پہنے جاتے ہیں، کلائی، جمع: معاصِم۔

۳ بِهَا الْعِينُ وَالْآرَامُ يَمْشِينَ خِلْفَةً　　　وَأَطْلَاؤُهَا يَنْهَضْنَ مِنْ كُلِّ مَجْثَمِ

ان مکانات میں نیل گائیں اور ہرن آگے پیچھے (بکثرت) پھرتے ہیں اور ان کے بچے (دودھ پینے کے لئے) ہر جگہ سے اٹھتے ہیں۔

مطلب: غرض اب وہاں وحشی جانوروں کی کثرت ہے اور وہ مکان بالکل ویران ہو گئے ہیں۔

عِيْنَ: مفردہٗ عیناء، بڑی آنکھ والا ہونا موصوف البقرات محذوف ہے البقرات العین بڑی آنکھوں والی

نیل گائیں، **خِلْفَةً:** آگے پیچھے آنا جانا ﴿وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً الفرقان ٦٢ ﴾۔ **الأَرْآم:** مفردہ: رِأْمٌ، ہرنی۔ **أَطْلَاؤُ:** مفردہ: طـــلاء، ہرن یا نیل گائے کے بچے، عام طور پر ایک مہینے یا زائد عمر کے بچے کو کہا جاتا ہے۔ **يَنْهَضْنَ:** مضارع، نَهضاً، اٹھنا۔ **مَجْثِم:** اسم ظرف، بیٹھنے کی جگہ، ج: مَجَاثِم، والفعل منه "ن، ض" الحيوانَ سینے کو زمین سے لگانا ﴿فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِم جَاثِمِينَ عنكبوت ٣٧﴾ ☆ قرآن پاک میں لفظ "خلفةً" کا معنی سمجھانے کے لئے مفسر عظام اسی شعر سے استدلال کر رہے ہیں، ملاحظہ فرمائیں! وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهارَ خِلفَةً لِمَن أَرادَ أَن يَذَّكَّرَ أَو أَرادَ شُكُوراً قوله تعالى: خِلفَةً قال أبو عبيدة: الخلفة كل شي بعد شي۔ وكل واحد من الليل والنهار يخلف صاحبه۔ ومنه خلفه النبات وهو ورق يخرج بعد الورق الأول في الصيف۔ ومن هذا المعنى قول زهير بن أبي سلمى: بها العين والآرام يمشين خلفة ـــ وأطلاؤها ينهضن من كل مجثم

تفسير قرطبي ج ١٣ صــــ ٦٥

٤ وَقَفْتُ بها مِنْ بَعْدِ عِشْرِينَ حِجَّةً　　فَلَأْياً عَـرَفْـتُ الـدَّارَ بَـعْـدَ تَوَهُّمِ

میں اس مکان پر بیس سال کے بعد ٹھہرا تو تأمل کے بعد مشقت سے ان گھروں کو پہچانا۔

مطلب: چونکہ نشانات بالکل مٹ چکے تھے اور عرصہ دراز کے بعد ان مکانات پر گذر ہوا تھا، اس لئے بہت دیر میں کافی سوچ و بچار کے بعد ان کو پہچان سکا۔

حِجَّةً: سال ﴿عَلَى أَن تَأْجُرَنِي ثَمَانِيَ حِجَجٍ القصص ٢٧﴾۔ **لَأْياً:** ہمیشہ منصوب استعمال ہوتا ہے، جہد و مشقت۔ **تَوَهُّم:** تفعل، خیال کرنا، تأمل کرنا، گمان کرنا۔

٥ أَثَافِيَّ سُفْعاً فِي مُعَرَّسِ مِرْجَلٍ　　وَنُؤْياً كَجِذْمِ الْحَوضِ لم يَتَثَلَّمِ

سرخی مائل سیاہ پتھروں کو جو کہ ہانڈی رکھنے کی جگہ میں تھے اور نالی کو جو کہ اصل حوض کی طرح تھی اور ٹوٹی نہ تھی (میں نے بہت تأمل کے بعد پہچانا)

مطلب: بہت غور و خوض کے بعد دارِ محبوبہ کے ان علامات کی شناخت کی۔

أَثَافِيٌّ: مفردہٗ اثفیة وہ پتھر جس پر ہنڈیا رکھی جاتی ہے۔ **سُفْعًا:** مفردہ، سفعاء، سرخی مائل سیاہ رنگت۔ **مُعَرَّسٌ:** اسم ظرف از تفعیل، رات کے وقت اترنا، پھر بطور استعارہ کے اس مقام کے لئے استعمال کیا جانے لگا، جہاں ہنڈیا رکھی جاتی ہے۔ **مِرْجَلٌ:** ہنڈیا۔ **نُؤْيًا:** نالی، ج: الأناء۔ **جَذْمٌ:** اصل، جڑ۔ **لَمْ يَتَثَلَّمِ:** مضارع، تفعل، ٹوٹ پھوٹ جانا

۶ فَلَمَّا عرفْتُ الدَّارَ قُلْتُ لِرَبْعِهَا   أَلَا انْعِمْ صَبَاحاً أَيُّهَا الرَّبْعُ وَاسْلَمِ

پس (تأمل کے بعد) جب گھر کو پہچان لیا تو میں نے اس کے گھر کو (مخاطب کر کے) کہا کہ اے دارِ حبیب! تو صبح کے وقت خدا کرے خوش عیش رہے اور (لوٹ مار سے) سالم و محفوظ رہے۔

رَبْعٌ: گھر، ج: رِباع، رُبوع، رُبع، چوتھائی، رَبَعَ اونٹ کو پیاسا رکھ کر پانی پلانا۔ **اَنْعِمْ:** کہا گیا ہے کہ نَعِمَ، يَنْعَمُ، حَسِبَ يَحْسِبُ اس وزن پر صحیح کے صرف یہی دو باب آتے ہیں، خوش باش ہونا ﴿فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنعَمَ اللَّهُ عَلَيهِم : النساء ٦٩﴾۔

۷ تَبَصَّرْ خَلِيلِي هَلْ تَرَى مِنْ ظَعَائِنٍ   تَحَمَّلْنَ بِالْعَلْيَاءِ مِنْ فَوْقِ جُرْثُمِ

اے میرے دوست نظر جما کر دیکھ! کیا تو ان ہودج نشین عورتوں کو دیکھتا ہے؟ جو جرثم سے اوپر بلند مقام میں اونٹوں پر سوار ہو کر جا رہی ہیں، (یا غایت مدہوشی کی وجہ سے صرف میری نظروں میں یہ سماں بندھ گیا)۔

تَبَصَّرْ: فعل امر تفعّل، نظر جما کر دیکھنا ﴿لَا يَسمَعُ وَلَا يُبصِرُ وَلَا يُغنِي عَنكَ شَيئًا: مريم ٤٢﴾۔ **ظَعَائِنٌ:** مفردہ، ظعینہ: ہودج ﴿تَستَخِفُّونَهَا يَومَ ظَعنِكُم وَيَومَ إِقَامَتِكُم : النحل ٨٠﴾۔ **تَحَمَّلْنَ:** ماضی تفعل، سفر کرنا، خرچ کرنا ﴿وَعَلَيهَا وَعَلَى الفُلكِ تُحمَلُونَ: المؤمنون ٢٢﴾۔ **عَلْيَا:** بلند جگہ ﴿وَأَنتُمُ الأَعلَونَ إِن كُنتُم مُؤمِنِينَ آل عمران ١٣٩﴾۔ **جُرْثُمٌ:** مقام کا نام ہے، جہاں بنو اسد ابن خذیمہ کا چشمہ تھا۔

۸ جَعَلنَ القَنَانَ عَنْ يَمِينٍ وَحَزْنَهُ وَكَمْ بِالْقَنَانِ مِنْ مُحَلٍّ وَمُحَرَّمِ

ان عورتوں نے کوہ قنان اور اس کی پتھریلی زمین کو داہنی جانب چھوڑا اور قنان میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کا خون (دشمنی کی بناء پر ہمارے لئے) حلال ہے اور بہت سے ایسے ہیں جن کا خون (دوستی کی وجہ سے) حرام ہے۔

اَلْقَنَانَ: پہاڑ کا نام جو سمیراء کے قریب ہے اور اس میں بنواسد کا ایک چشمہ تھا۔ **حَزْنَهُ:** من الارض پتھریلی وسخت زمین۔ **مُحَلّ:** اسم مفعول، افعال، احلا الشئ، حلال کرنا ﴿أُحِلَّت لَكُم بَهِيمَةُ الأَنعَامِ المائدة ۱﴾۔ **مُحَرَّمِ:** اسم مفعول، تفعیل، حرام کرنا ﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيكُمُ المَيتَةَ وَالدَّمَ وَلَحمَ الخِنزِيرِ النحل ۱۱۵﴾

۹ عَلَونَ بِأَنمَاطٍ عِتَاقٍ وَكِلَّةٍ وِرَادٍ حَوَاشِيهَا مُشَاكِهَةِ الدَّمِ

وہ عورتیں ایسے ہوادج پر سوار تھیں جن ہودجوں کے اوپر اونی عمدہ کپڑے اور (ان پر زیبائش کے لئے) ایک ایسا باریک پردہ ڈال دیا ہے جس کے اطراف خون کی مثل سرخ تھے (یا جن کے کناروں کا رنگ دم الأخوین کے مانند تھا، دم الأخوین ایک دوائی کا نام ہے جو انتہائی سرخ رنگ ہوتی ہے)۔

عَلَونَ: ماضی''ن'' علواً الدابة: جانور پر سوار ہونا، "ض" علیاً: چڑھنا، فی الارض تکبر کرنا، ﴿إِنَّ فِرعَونَ عَلَا فِي الأَرضِ القصص ٤﴾۔ **اَنمَاط:** مفرد: نمط، وہ اونی کپڑا جو ہودج پر ڈالا جاتا ہے۔ **عتاق:** مفردہٗ عتیق عمدہ ہونا ﴿ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى البَيتِ العَتِيقِ الحج ۳۳﴾۔ **كِلَّة:** كِلَّة، باریک پردہ، ج: كِلَل۔ **وِرَاد:** مفردہ: الوَرد، زردی مائل سرخی۔ **حَوَاشِيهَا:** مفرد: حاشية، طرف۔ **مُشَاكِهَةِ:** اسم فاعل، مفاعلة، مشابہت۔

۱۰ وَوَرَّكنَ فِي السُّوبَانِ يَعلُونَ مَتنَهُ عَلَيهِنَّ دَلُّ النَّاعِمِ المُتَنَعِّمِ

مقام سوبان کی بلند زمین پر چڑھتے ہوئے جب کہ ان پر ناز پروردہ (معشوق) کی سی

ادائیں تھیں (گویا) وہ ہودج نشین عورتیں سواریوں کے پٹھوں پر سوار (معلوم ہوتی) تھیں۔

مطلب: چڑھائی پر اونٹ کا کجاوہ اس کے سرینوں (پٹھوں) کی طرف جھک جاتا ہے، اس کو لفظ وَرَّکْنَ سے تعبیر کیا ہے۔

وَرَّكْنَ: ماضی تفعیل، الرَحل، ہودج کا (اونٹ کے) پٹھوں پر ہونا۔**سُوْبَان:** علاقے کا نام ہے۔**يَعْلُوْنَ:** مضارع، جمع مؤنث ''ن'' جانور پر سوار ہونا، الظعينة ہودج پر سوار ہونا، یہاں مفعول ظعائن محذوف ہے فی الارض تکبر کرنا ﴿إِنَّ فِرعَونَ عَلَا فِي الأَرضِ القصص ٤﴾۔**متن:** پشت، سخت و بلند زمین، ج: متون ﴿وَأُملِي لَهُم إِنَّ كَيدِي مَتِينٌ الاعراف ٤٥﴾۔ **دَلٌّ:** مصدر ''س'' دَلًا و دَلًّا، ناز نخرے کرنا (ادائیں)۔ **نَاعِمٌ:** اسم فاعل ''ن''، ''س''، ''ف'' نَعْمَةً، الرجلُ: آسودہ حال ہونا ﴿صِرَاطَ الَّذِينَ أَنعَمتَ عَلَيهِم الفاتحه﴾۔**متنعم:** اسم مفعول، تفعُّل: ناز و نعمت کی زندگی بسر کرنا (ناعم المتنعم ناز پروردہ) ﴿وَإِذَا أَنعَمنَا عَلَى الإِنسَانِ أَعرَضَ الاسراء ٨٣﴾۔

۱۱ ظَهَرْنَ مِنَ السُّوبَانِ ثُمَّ جَزَعْنَهُ　　عَلَى كُلِّ قَيْنِيٍّ قَشِيبٍ وَمُفْأَمِ

وہ عورتیں وادی سوبان سے نکلیں پھر (دوبارہ) اس سوبان کو ہر نئے وسیع کجاوہ پر (بیٹھ کر) قطع کیا۔

مطلب: یہ وادی دو مرتبہ ان کے راستہ میں پڑی اور وہ عورتیں دوبارہ اس میں سے گزریں۔

ظَهَرْنَ: ماضی ''ف'' ظاہر ہونا، باہر آنا ﴿ظَهَرَ الفَسَادُ فِي البَرِّ وَالبَحرِ الروم ٤١﴾۔**جَزَعْنَ:** ماضی ''ف'' جزعاً، الوادی: پار کرنا، قطع کرنا۔**قَيْن:** لوہار اور ہر کاریگر، یہاں ''صانع'' بول کر ''مصنوع'' یعنی کجاوہ مراد لیا گیا ہے یا قین کے آخر میں یاء نسبتی لگا کر ''کجاوے'' سے کنایہ کیا گیا ہے، ج: قُیُون، قَانَ يَقِينُ ''ض'' الحديد، لوہے کو برابر کرنا۔**قَشِيْب:** نیا، صاف ستھرا، سفید، ج: قُشُب۔ **مُفْأَم:** اسم مفعول، ''افعال'' ہودج کو وسیع کرنا۔

۱۲ بَكَرنَ بُكُوراً واسْتَحَرْنَ بِسُحْرة　　فَهُنَّ وَوَادِي الرَّسِّ كَالْيَدِ لِلفَمِ

وہ صبح سویرے اٹھیں اور تڑکے سے چل دیں پس وہ وادیٔ رس کے لئے (قصد کناں اس طرح تھیں) جیسے کہ ہاتھ منہ کے لئے۔

مطلب: صبح سویرے اٹھ کر سیدھی وادیٔ رس میں اس طرح پہنچیں جیسے کھانا کھاتے وقت بدون کسی غلطی اور تکلف کے ہاتھ سیدھا منہ میں پہنچتا ہے۔

بَكَرْنَ: ماضی ''ن'' صبح کے وقت آنا (اٹھنا) ''س'' جلدی کرنا ﴿وَسَبِّحُوهُ بُكرَةً وَأَصِيلًا :احزاب ٤٢﴾۔**وَاسْتَحَرْنَ:** ماضی ''افتعال'' صبح کے وقت میں داخل ہونا، یا صبح کے وقت میں نکلنا ﴿وَبِالْأَسحَارِ هُم يَستَغفِرُونَ الذاريات ١٨﴾۔**رسّ:** وادی کا نام ہے جو یمامہ یا نجد کے قریب ہے۔

۱۳ وفِيهِن مَلهىً لِلَّطِيفِ ومَنْظَرٌ　　أَنِيقٌ لِعَيْنِ النَّاظِرِ المتَوسِّمِ

ان میں لطیف (انسان) کے لئے خوش طبعی کی جگہ ہے اور تاڑنے والے نظر باز کی آنکھ کیلئے بہترین منظر ہے۔

مطلب: یعنی وہ عورتیں نہایت حسین ہیں۔

مَلْهَى: اسم ظرف، خوش طبعی کی جگہ ''ن'' کھیلنا، فریفتہ ہونا، خوش طبعی کرنا ﴿إِنَّمَا الحَيَاةُ الدُّنيَا لَعِبٌ وَلَهوٌ محمد ٣٦﴾۔**لَطِيفِ:** پاکیزہ، نرم، مہربان، باریک باریک امور کا جاننے والا، (صیغہ صفت) ﴿وَهُوَ اللَّطِيفُ الخَبِيرُ :الملك ١٤﴾۔**اَنِيْقٌ:** خوبصورت، خوش منظر، (صیغہ صفت)۔**المُتَوَسِّمِ:** اسم فاعل، تفعل، فراست سے معلوم کر لینا، غور سے دیکھنا ﴿إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِلمُتَوَسِّمِينَ :الحجر ٧٥﴾

۱٤ كَأَنَّ فُتَاتَ الْعِهْنِ فِي كُلِّ مَنْزِلٍ　　نَزَلْنَ بِهِ حَبُّ الْفَنَا لَمْ يُحَطَّمِ

جس مقام پر وہ جا کر اتریں اون کے ٹکڑے، مکوہ کے دانوں کی طرح (معلوم ہوتے) تھے جو (درخت سے) نہ توڑی گئی ہو۔

مطلب: یعنی اس رنگی ہوئی اون کے ٹکڑوں کو جو ہودجوں کی زیب وزینت کے لئے آویزاں کئے گئے تھے اور

جو راستہ میں گر گئے ہیں مکوہ کے دانوں سے تشبیہ دی گئی ہے اور لـم یحطم کی قید اس وجہ سے لگائی ہے کہ درخت سے ٹوٹنے کے بعد مکوہ میں آب و تاب باقی نہیں رہتی۔

فُتَات: چورا، فَتِیتَۃ۔ ریزہ ریزہ شدہ چیز کا ایک ٹکڑا۔ **العِهْن:** رنگی ہوئی روئی، اون، ج: عُهُون ﴿وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ: القارعة ٥﴾۔ **حَبُّ:** مفردہ حَبَّةٌ دانہ ﴿إِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوَى :الانعام ٩٥﴾ **الفَنَا:** مفردہٗ فناۃ" مکوہ، مکوہ ایک خاص قسم کی بوٹی ہے، جسے عربی میں عنب الثعلب بھی کہتے ہیں۔ **يُحَطَّم:** مضارع تفعیل توڑنا ﴿فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا :الحديد ٢٠﴾ ☆ قرآن پاک میں لفظِ ''عہن'' کے معنی کو واضح کرنے کے لئے اسی شعر سے استدلال کیا گیا، وَقَولِهِ تَعَالَى : يَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ / فِي الْمَعَارِجِ وَالْقَارِعَةِ ـ وَالْعِهْنُ : الصُّوفُ الْمَصْبُوغُ ـ وَمِنْهُ قَولُ زُهَيرِ بنِ أَبِي سُلْمَى فِي مُعَلَّقَتِهِ :كَأَنَّ فُتَاتَ الْعِهْنِ فِي كُلِّ مَنْزِلٍ --- نَزَلْنَ بِهِ حَبُّ الْفَنَا لَمْ يُحَطَّمِ　　تفسير اضواء البيان فى ايضاح القران ج ٤ ص ٩٧

١٥ فَلَمَّا وَرَدْنَ الْمَاءَ زُرْقاً جِمَامُهُ　　وَضَعْنَ عِصِيَّ الْحَاضِرِ الْمُتَخَيِّمِ

جب وہ عورتیں اس پانی پر اتریں جس کی گہرائیاں نیلگوں (معلوم ہوتی) تھیں، تو انہوں نے خیمہ نصب کرنے والے شہری کی طرح لاٹھیاں رکھ دیں۔

مطلب: لاٹھیوں کا رکھ دینا اقامت سے کنایہ ہے یعنی وہ اس کثیر پانی کے پاس مقیم ہو گئیں۔

وَرَدْنَ: ماضی ''ض'' وروداً قریب آنا، پہنچنا، الماءَ پانی پر اترنا ﴿وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ القصص ٢٨﴾ **زُرْقاً:** مفردہ: ازرق، نیلگوں ہونا ﴿وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا :طه ١٠٢﴾ ـ **جِمَامُهُ:** مفردہ: جَمٌّ بڑی تعداد من الماء پانی کا بڑا حصہ، ج: جموم۔ یہاں گہرائیوں سے ترجمہ کیا گیا ہے ﴿وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا : الفجر ٢٠﴾ ـ **عِصِيٌّ:** مفردہ: عصا، ڈنڈا، جمع: عُصِی اَعْصِی ﴿فَأَلْقَى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُبِينٌ :الاعراف ١٠٧﴾ ـ **حَاضِر:** شہری ـ **مُتَخَيِّم:** اسم فاعل، تفعل، خیمہ نصب کرنا ﴿حُورٌ مَقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ: الرحمٰن ٧٢﴾ ☆ مفسرِ عظامؒ ''ورود'' کے معنی پر دو قول نقل کرتے ہیں

اور دوسرے قول پر اسی شعر سے استشہاد کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں وَقولِهِ تَعالَى : إِنَّكُم وَمَا تَعبُدُونَ مِن دُونِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنتُم لَهَا وَارِدُونَ / وَبِهٰذَا استَدَلَّ ابنُ عَبَّاسٍ عَلَى نَافِعِ بنِ الأَزرَقِ فِي أَنَّ الوُرُودَ الدُّخُولُ ۔وَاحتَجَّ مَن قَالَ بِأَنَّ الوُرُودَ : الإِشرَافُ وَالمُقَارَبَةُ بِقَولِهِ تَعَالَى : وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَديَنَ الآيَةَ / قَالَ : فَهٰذَا وُرُودُ مُقَارَبَةٍ وَإِشرَافٍ عَلَيهِ وَكَذَا قَولُهُ تَعَالَى : فَأَرسَلُوا وَارِدَهُم الآيَةَ / وَنَظِيرُهُ مِن كَلَامِ العَرَبِ قَولُ زُهَيرِ بنِ أَبِي سُلمَى فِي مُعَلَّقَتِهِ :فَلَمَّا وَرَدنَ المَاءَ زُرقًا جِمَامُهُ --- وَضَعنَ عِصِيَّ الحَاضِرِ المُتَخَيِّمِ قَالُوا : وَالعَرَبُ تَقُولُ : وَرَدَتِ القَافِلَةُ البَلَدَ وَإِن لَم تَدخُلهُ وَلٰكِن قَرُبَت مِنهُ　　　تفسیر اضواء البیان فی ایضاح القرآن ج ۳ صـــ۴۷۸

١٦ فَأَقْسَمْتُ بِالْبَيْتِ الَّذِي طَافَ حَولَهُ　　رِجَالٌ بَنَوْهُ مِنْ قُرَيْشٍ وَجُرْهُمِ

پس میں نے اس گھر کی قسم کھائی جس کے گرد قبیلہ قریش اور جرہم کے ان لوگوں نے طواف کیا جنہوں نے اس کو بنایا (یعنی خانۂ کعبہ کی قسم کھائی)۔

اَقْسَمْتُ: ماضی ''افعال'' قسم کھانا ﴿وَأَقسَمُوا بِاللّٰهِ جَهدَ أَيمَانِهِم: الانعام ۱۰۹﴾ ۔**بَنَوْهُ:** ماضی ''ض'' بنانا، تعمیر کرنا، آباد کرنا ﴿فَقَالُوا ابنُوا عَلَيهِم بُنيَانًا :الکہف ۲۱﴾ ۔**قُرَيْشٍ وَجُرْهُمْ:** دونوں قبائل کے نام ہیں......! جرہم یمن کے قبائل میں سے ایک قبیلہ ہے، جس کی لڑکی برعلۃ بنت مضاض بن عمرو بن حارث الجرھمی سے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے شادی کی تھی، جس سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دس بچے پیدا ہوئے، ان میں نابت ابن اسماعیل علیہ السلام کعبۃ اللہ کا متولی بنا پھر نابت کے نانا مضاض بن عمرو متولی ہوئے، یہاں تک کہ سیلاب آیا اور کعبۃ اللہ کی عمارت شہید ہوگئی تو قبیلہ جرھم ہی کے ایک آدمی عمرو الجارود نے جس کی کنیت ابوجدرہ تھی، اسے تعمیر کیا،

پھر بنوخزاعۃ نے غلبہ پاکر کعبۃ اللہ کی تولیت حاصل کر لی، یہاں تک کہ بنی عبشان الخزاعی سے قصی ابن کلاب بن مرۃ القرشی نے شراب کے ایک مشکیزے کے عوض تولیت کعبہ خرید لی، پھر قریش نے اس کی نئے سرے سے تعمیر کی جب نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک ۳۵ برس تھی۔

١٧ يَمِيناً لَنِعْمَ السَّيِّدَانِ وُجِدْتُمَا　　عَلَى كُلِّ حَالٍ مِن سَحِيلٍ وَمُبْرَمِ

میں (خانۂ کعبہ) کی قسم کھاتا ہوں کہ قوت وضعف کی حالت میں تم (ہی) دونوں دو بہترین

سردار پائے گئے (یعنی ہر حال میں تم مستحق مدح وثناء ہو)

یَمِیْناً: حلفتُ کا مفعول مطلق ہے ﴿لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغْوِ فِی أَیمَانِکُم: المائدة ۸۹﴾۔ **نِعْمَ:** فعل از افعال مدح السَّیِّدَان مخصوص بالمدح ﴿وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِینَ ال عمران: ۱۳۶﴾۔ **السَّیِّدَانِ:** تثنیہ:سیّد ،سردار۔ **سَحِیْلٍ:** اس رسی کو کہتے ہیں جو اکہری بٹی ہوئی ہو،مراد کمزوری وضعف۔ **مُبْرَم:** اسم مفعول ''ن'' الحبل ، وہ رسی جو دوہری بٹی گئی ہو،مراد طاقت وقوت ﴿أَم أَبرَمُوا أَمرًا فَإِنَّا مُبرِمُون:الزخرف ۷۹﴾۔

۱۸ تَدَارَکْتُمَا عَبساً وذُبْیَانَ بعْدَ ما تَفَانَوْا ودَقُّوا بَیْنَهُمْ عِطْرَ مَنْشَمِ

تم دونوں نے عبس وذبیان کی (حالت) درست کی اس کے بعد کہ وہ آپس میں کٹ مرے تھے اور منشم (نامی عورت) کا (منحوس) عطر آپس میں لگالیا تھا، (یعنی آخری دم تک لڑنے کیلئے آمادہ تھے مگر مذکور الصدر دونوں سرداروں نے بیچ میں پڑ کر صلح کرادی)۔

تَدَارَکْتُمَا: ماضی،تفاعل،تلافی کرنا،الخطاءدرست کرنا ﴿لَو لَا أَن تَدَارَکَهُ نِعمَةٌ مِن رَبِّهِ :القلم ۴۹﴾۔ **عَبْسَ وَذُبیَانَ:** دونوں قبیلے ہیں۔ **تَفَانَوْا:** ماضی،تفاعل،ایک دوسرے کو ختم کرنا (آپس میں کٹ مرنا) ﴿کُلُّ مَن عَلَیهَا فَانٍ :الرحمٰن ۲۶﴾۔ **دَقُّوْا:** ماضی ''ن'' کوٹنا،خلط ملط کرنا یعنی خوب عطر مل لیا،لگالیا۔ **مَنْشِمِ:** عورت کا نام ہے،کہا جاتا ہے کہ منشم ایک ایسی عورت کا نام تھا؛ جو عطر بیچا کرتی تھی اور قبائل دشمن کے خلاف تحالف کرتے ہوئے اس کے عطر کے پیالے میں ہاتھ ڈبو دیتے تھے،

جب کہ بعض نے لکھا ہے کہ منشم ایک مرد کا نام تھا جس کا عطر مُردوں کو بطور خاص لگایا جاتا تھا،لہٰذا شاعر عزم علی القتال کو عطرِ منشم سے تعبیر کررہا ہے۔

۱۹ وقَد قُلْتُما إنْ نُدْرِكِ السِّلْمَ واسعاً بِمَالٍ ومَعْرُوفٍ مِن الْقَوْلِ نَسْلَمِ

اور بے شک تم نے اچھی بات کہی کہ اگر ہم کامل صلح بذریعہ صَرفِ مال اور کلامِ مستحسن پالیں گے تو آپس کی خونریزی سے مامون ہوجائیں گے۔

نُدْرِكِ: افعال،مضارع، پانا، حاصل کرنا﴿ قَالَ أَصحَابُ مُوسَى إِنَّا لَمُدرَكُونَ : الشعراء ٦١﴾ ۔

نَسلَمِ: مضارع''س'' سلامتی حاصل کرنا، نجات پانا﴿فَإِن أَسلَمُوا فَقَدِ اهتَدَوا :ال عمران ٢٠﴾۔

٢٠ فَأَصْبَحْتُمَا مِنْهَا عَلَى خَيْرِ مَوْطِنٍ　　بَعِيدَيْنِ فِيهَا مِنْ عُقُوقٍ وَمَأْثَمِ

تو (واقعی) تم صلح کے بہتر مقام پر پہنچ گئے اور صلح کے بارے میں نافرمانی اور گناہ سے بچے رہے
(یعنی صلۂ رحم کا خیال کرتے ہوئے اپنا کثیر مال خرچ کر کے دونوں قبیلوں میں صلح کرادی)

مَوطِنِ: اسم ظرف ٹھکانہ، مقام''ض'' وطناً، وطن بنانا، ٹھکانہ بنانا﴿لَقَد نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ :التوبة ٢٥﴾۔**مَأْثَمِ:** اسم ظرف، گناہ کی جگہ''س'' اثماً گناہ کرنا﴿فَلَا إِثمَ عَلَيهِ: البقرة ١٧٣﴾۔

٢١ عَظِيمَيْنِ فِي عُلْيَا مَعَدٍّ هُدِيتُمَا　　وَمَنْ يَسْتَبِحْ كَنْزاً مِنَ الْمَجْدِ يَعْظُمِ

(صلح کرانے میں تم کامیاب ہوئے) درانحالیکہ تم دونوں مَعَد کے بلند رتبہ میں بڑی شخصیتوں کے مالک تھے، خدا تمہیں ہدایت (پر استقامت) دے، اور جو شخص (آباؤ اجداد کی) بزرگی کے خزانہ کو مباح پالے گا وہ (ضرور) بلند قدر ہو جائے گا۔

مطلب: تم دونوں معد بن عدنان میں عظیم المرتبت انسان ہو، اس لئے کہ تمہارے آباؤ اجداد کی بزرگی کے خزانے تمہیں مل گئے۔

عُلْيَا: تانیث ہے اعلیٰ کی، بلند مرتبہ والا ہونا، جمع العُلی، علیا، معد کی طرف مضاف ہے﴿وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ العُليَا: التوبة ٤٠﴾۔**مَعَدٍّ:** قبیلے کا نام ہے۔**هُدِيتُمَا:** تثنیہ ماضی مجہول''ض'' هداية رہنمائی کرنا، راستہ بیان کر دینا﴿لَا رَيبَ فِيهِ هُدًى لِلمُتَّقِينَ: البقرة﴾ ۔**يَستَبِحْ:** مضارع، استباحة استفعال، مباح سمجھنا۔**كَنْزاً:** خزانہ، ج: کنوز﴿وَكُنُوزٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ :الشعراء ٥٨﴾ ۔**يَعْظُمِ:** ''ک'' عظماً بڑا ہونا، بلند قدر ہونا﴿وَمَن يُعَظِّم شَعَائِرَ اللّٰهِ :الحج ٣٢﴾۔

٢٢ تُعَفَّى الْكُلُومُ بِالْمِئِينَ فَأَصْبَحَتْ　　يُنَجِّمُهَا مَنْ لَيْسَ فِيهَا بِمُجْرِمِ

(چونکہ دلوں کے) زخم اونٹوں کے سینکڑوں کے ذریعہ مٹائے جاتے ہیں تو (اب) وہ شخص

ان اونٹوں کو قسط وار ادا کر رہا ہے جو (جنگ کے بارے میں) بے قصور ہے۔

مطلب: یعنی تم نے آپس کا اختلاف دِیَت کے ذریعہ مٹایا اور بدون کسی جرم کے اس کی ادائیگی کا بار تم نے اپنے ذمہ لے لیا۔ دِیت قسط وار ادا کی جاتی ہے۔

تُعَفّٰی: مضارع مجہول تفعل، تعفّیاً مٹنا، دراصل تتعفّی تھا ایک تاء حذف کردی گئی ہے ﴿وَلَقَد عَفَا اللّٰهُ عَنهُم :ال عمران ١٥٥﴾ - **الكُلُوْمُ:** مفرده، الكلم اسم مصدر بمعنی زخم ﴿كَبُرَت كَلِمَةً تَخرُجُ مِن أَفوَاهِهِم :الكهف ٥﴾ - **يُنَجِّمُ:** مضارع، تفعیل، احوال معلوم کرنے کے لئے ستاروں کو دیکھنا، قرض کو قسطوں میں ادا کرنا ﴿وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِأَمرِهِ :النحل ١٢﴾

٢٣ يُنَجِّمُهَا قَوْمٌ لِقَوْمٍ غَرَامَةً وَلَمْ يُهَرِيقُوا بَيْنَهُمْ مِلْءَ مِحْجَمِ

ایک قوم دوسری قوم کو تاوان میں ان اونٹوں کو قسط وار ادا کر رہی ہے حالانکہ انہوں نے ایک سینگی بھر خون بھی آپس میں نہیں بہایا۔

غرامة: تاوان، مال جسکا ادا کرنا ضروری ہو ﴿وَمِنَ الأَعرَابِ مَن يَتَّخِذُ مَا يُنفِقُ مَغرَمًا :التوبة ٩٨﴾ **يُهَرِيقُوْا:** مضارع، هِرَاقةً گرانا، بہانا، اس کی اصل اَرَاقَ يُرِيقُ اِرَاقَةً ہے، ہمزہ کو ہاء سے بدل دیا گیا ہے، اور هِرَاقَةً کی اصل هَرَيَقَةً دَحرَجَةً کے وزن پر ہے اور اسی وجہ سے مضارع میں يُهَرِيقُهُ کی ہا کو فتحہ دیا جاتا ہے جیسا کہ يُدَحرِجه میں دال کو اور امر کا صیغہ هَرِقْ کی اصل هَرْيِقْ دَحرِجْ کے وزن پر، ثقالت کی وجہ سے یا کے کسرہ کو نقل کر کے اجتماع ساکنین کی وجہ سے یا کو حذف کر دیا گیا، تثنیہ کا صیغہ هَرِيقَا اور جمع کا هَرِيقُوا ہے، کہا جاتا ہے "هَرِيقُوا عَلَيكم اوّلَ اللَّيلِ" وہ لوگ تمہارے پاس ابتدائی رات میں آئے اور کبھی ہاء اور ہمزہ دونوں کو جمع کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے اَهرَاقَه يهريقه، اِهْرَاقَةً سکون ہاء سے گویا کہ ہمزہ یاء کی حرکت کے عوض میں بڑھا دیا گیا ہے اور اسی وجہ سے اس زیادتی سے فعل خماسی نہیں ہوتا، اسم فاعل کا صیغہ مُهْرِيق اور اسم مفعول مُهْرَاق و مُهَرَاق (مصباح اللغات صــ٩٨٩)۔ **مِلْءٌ:** برتن بھرنے کی مقدار، ج: اَملاء ﴿فَلَن يُقبَلَ مِن أَحَدِهِم مِلءُ الأَرضِ ذَهَبًا :ال عمران ٩١﴾۔ **مِحْجَم:** اسم آلہ بمعنی سینگی، ج: مَحَاجِم۔

٢٤ فَأَصْبَحَ يَجْرِي فِيهِم مِنْ تِلَادِكُمْ　　مَغَانِمُ شَتَّى مِنْ إِفَالٍ مُزَنَّمِ

تو اب کن کٹے اونٹ کے بچوں کی متفرق غنیمتیں تمہارے موروثی مال ہی سے ان (اولیاء مقتولین) کی طرف ہنکائی جارہی ہیں۔

مطلب: تمہارے عمدہ قسم کے اونٹوں میں سے متفرق دیتیں ورثاء مقتولین کو دی جارہی ہیں۔

تِلَادِ: وتليد، ''ض،ن'' تلوداً، خاندان میں پرانے زمانے سے مال کا ہونا (موروثی مال)۔ **مَغَانِمُ:** مفرده: مَغْنَم غنیمت ﴿وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا : الفتح ١٩﴾ ۔ **شَتّٰى:** اسم مصدر، مفرده شتيتٌ پراگندہ، متفرق ﴿إِنَّ سَعْيَكُم لَشَتَّى :الليل ٤﴾ ۔ **إِفَالٌ:** افيل مفرده الأَفِيْل، کم عمر اونٹ اور اونٹ کے اس بچے کو کہتے ہیں جس کا دودھ چھڑا دیا گیا ہو۔ **مُزَنَّم:** اسم مفعول کہا جاتا ہے، ناقةٌ مُزَنَّمَةٌ، وہ اونٹنی جس کے کان کا کچھ حصہ کاٹ کر لٹکتا ہوا چھوڑ دیا جائے (کن کٹی)

٢٥ أَلَا أَبْلِغِ الْأَحْلَافَ عَنِّي رِسَالَةً　　وَذُبْيَانَ هَلْ أَقْسَمْتُمُ كُلَّ مُقْسَمِ

سن (اے مخاطب!) میرا یہ پیغام معاہدین (بنی اسد وغطفان) اور ذبیان کو پہنچا دے کہ تم نے مکمل قسم کھائی ہے (لہٰذا اس پر قائم رہو)۔

أَلَا: ایک لفظ جو کلام کے شروع میں مخاطب کو متوجہ کرنے اور مابعد کلام پر زور دینے کے لئے آتا ہے جس کا ترجمہ ''خبردار'' ''سن'' یا ''متوجہ ہو'' سے کیا جاتا ہے ﴿أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَكِن لَا يَشْعُرُونَ البقرة ١٢﴾ **أَبْلِغْ:** امر ''افعال'' ابلاغ، پہنچانا ﴿يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ: التوبة ٦﴾ ۔ **أَحْلَاف:** مفرده، حِلف، حليف، معاہد ﴿ذَلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ :المائدة ٨٩﴾ ۔ **رِسَالَةً:** پیغام ۔ **ذُبْيَانَ:** قبیلے کا نام ہے۔ **مُقْسَمِ:** مصدر میمی، قسم کھانا ﴿وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ :الانعام ١٠٩﴾

٢٦ فَلَا تَكْتُمُنَّ اللّٰهَ مَا فِي نُفُوسِكُمْ　　لِيَخْفَى وَمَهْمَا يُكْتَمِ اللّٰهُ يَعْلَمِ

پس خدا سے ہرگز اپنے دلوں کی بات اس لئے نہ چھپاؤ کہ وہ چھپی رہے گی (کیونکہ) جب

بھی اللہ سے کوئی بات چھپائی جاتی ہے وہ اس کو جان لیتا ہے)۔

مطلب: خدا دلوں کا بھید جانتا ہے اس سے کوئی راز پوشیدہ نہیں رہ سکتا لہٰذا نقضِ عہد اور غدر کا ارادہ دل میں بھی نہ رکھو۔

لَاتَکْتُمُنَّ: فعل نہی، با نون تاکید ثقیلہ، کِتماناً، پوشیدہ کرنا، چھپانا ﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ کَتَمَ شَهَادَةً :البقرة ۱۴۰﴾

مَهْمَا: اسم جازم شرط کے لئے آتا ہے اور تین طرح سے معرب ہوتا ہے۔

۱-مفعول بہ مقدم جیسے مہماتزرَعْ تَحْصُدْ (تو جو بوئے گا کاٹے گا، یہاں ھو مفعول بہ مقدم ہے)

۲-خبر مقدم جیسے مھما یکن الجوُّ فانّی راحلٌ (جہاں بھی کشادہ میدان ہے میں وہیں جانے والا ہوں، یہاں یکن فعل ناقص کی خبر مقدم ہے)

۳-مبتداء جیسے ﴿وَقَالُوا مَهمَا تَأتِنَا بِهِ مِنْ آيَةٍ لِتَسْحَرَنَا بِهافَمانَحْنُ لَكَ بِمُؤمِنِين :الاعراف ۱۳۲﴾ (کہنے لگے! تو کچھ تو لائے گا ہمارے پاس نشانی کہ ہم پر اسکی وجہ سے جادو کرے سو ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائیں گے) یہاں قول بن کر مبتداء ہے (السراج فی الترجمة المنهاج ص۔۲۹۶)

۲۷ يُؤَخَّرْ فَيُوضَعْ فِي كِتَابٍ فَيُدَّخَرْ لِيَوْمِ الْحِسَابِ أَوْ يُعَجَّلْ فَيُنْقَمِ

(غدر کی سزا) موخر کی جائے گی اور نامۂ اعمال میں رکھ دی (لکھ دی) جائے گی پھر قیامت کے دن کے لئے ذخیرہ کرلی جائے گی یا جلدی کی جائے گی تو (فوراً دنیا میں) سزا دی جائے گی۔

مطلب: غرض برائی کا بدلہ ضرور ملے گا کسی طرح چھٹکارا نہیں اس شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ عہدِ جاہلیت کا شاعر جزا وسزا اور قیامت کا قائل تھا۔

يُؤَخَّرْ: مضارع مجہول، ''تفعیل'' مؤخر کرنا ﴿وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى :نوح ٤﴾ ـ**يُدَّخَرْ:** مضارع مجہول ''تفعیل'' ذخیرہ کرنا ـ**يُنْقَمْ:** مضارع مجہول ''س'' بدلہ لینا (سزا دینا) ﴿إِنَّا مِنَ الْمُجرِمِينَ

مُنتَقِمُونَ :السجدة ۲۲﴾۔

۲۸ وَمَا الْحَرْبُ إِلَّا مَا عَلِمْتُمْ وَذُقْتُمْ　وَمَا هُوَ عَنْهَا بِالْحَدِيثِ الْمُرَجَّمِ

لڑائی وہی شی ہے جس کو تم جان چکے اور (جس کا مزہ) چکھ چکے ہو، یہ بات لڑائی کے بارے میں (جو میں کہہ رہا ہوں) اٹکل پچو نہیں ہے۔

مطلب: اگر پھر نقضِ عہد ہوا اور لڑائی کی نوبت آ گئی تو پھر سابق تکالیف میں مبتلا ہو جاؤ گے اس لئے عہد شکنی سے باز رہو۔

حَرْبُ: جنگ، ج: حروب ﴿كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ : المائدة ٦٤﴾۔ **ذُقْتُمْ:** ماضی ''ن'' چکھنا ﴿ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ :الدخان ٤٩﴾۔ **الْمُرَجَّمِ:** تفعیل، اسم مفعول: اٹکل پچو۔ ﴿رَجمًا بِالغَيبِ :الكهف ٢٢﴾ ☆آیت "وَيَقُولُونَ خَمسَةٌ سَادِسُهُم كَلبُهُم رَجماً بِالغَيبِ "کی تفسیر کرتے ہوئے رجم کا معنی سمجھانے کے لئے اسی شعر سے استدلال کیا گیا، ملاحظہ فرمائیں! رَجماً بِالغَيبِ رميا بالخبر الخفي وإتيانا به وفي المصباح : الرجم بفتحتين الحجارة ورجمته رجما من باب قتل ضربته بالرجم وهي الحجارة الصغار ورجمته بالقول رميته بالفحش قال تعالى : رجما بالغيب أي ظنا من غير دليل ولا برهان كقول زهير بن أبي سلمى يصف الحرب : وما الحرب إلا ما علمتم وذقتم وما هو عنها بالحديث المرجم

اعراب القران لمحی الدين الدرويش ج۳ صــ ۴۳۸

۲۹ مَتَى تَبْعَثُوهَا تَبْعَثُوهَا ذَمِيمَةً　وَتَضْرَ إِذَا ضَرَّيْتُمُوهَا فَتَضْرَمِ

جب بھی تم اس لڑائی کو برانگیختہ کرو گے تو اس حال میں برانگیختہ کرو گے کہ وہ مذموم (انجام والی) ہوگی، اور جب تم اس لڑائی کو حرص دلاؤ گے تو اس کی حرص شدید ہوگی پھر وہ شعلہ زن ہو جائے گی۔

مطلب: غرض لڑائی ہر حال میں بری ہے اس کو نہ بھڑکانا چاہیے اور صلح و آشتی سے زندگی بسر کرنی چاہیے۔

تَبْعَثُوهَا: دراصل تبعثون تھا، مضارع ''ف'' الشیُ اکسانا، برانگیختہ کرنا، تنہا بھیجنا ﴿أَهَذَا الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا :الفرقان ٤١﴾۔ **ذَمِيمَةً:** صیغہ صفت، بمعنی برائی ﴿فَتَقْعُدَ مَذْمُومًا مَخذُولًا :الاسراء

۲۲﴾۔**تَضْرِیٰ:** مضارع ''س'' ضَرِیَ وضَرِیاً: حریص ہونا۔**ضَرَّیْتُمُوْهَا:** دراصل ضَرَّیْتُم ہے ۔ماضی تفعیل، تضرِیۃً، الکلبَ بالصید: شکار پر کتے کو بھڑ کانا (شدید حرص)۔**تَضْرَمِ:** مضارع ''س'' ضَرَماً، النارُ آگ کا مشتعل ہونا۔

۳۰ فَتَعْرُكُكُمْ عَرْكَ الرَّحَی بِثِفَالِهَا وَتَلْقَحْ كِشَافاً ثُمَّ تُنْتَجْ فَتُتْئِمِ

پھر وہ لڑائی تمہیں اس طرح پیس ڈالے گی جس طرح چکی اپنے نیچے بچھائے گئے چمڑے پر رہ کر (دانہ کو پیس ڈالتی ہے) اور (جنگ) ہر سال دو بار حاملہ ہوگی پھر بچے دے گی تو جڑواں جنے گی۔

مطلب: لڑائی کے مضرات بکثرت ہوں گے اور تم سب لڑائی کی چکی میں دانے کی طرح پس جاؤ گے، میدانِ جنگ کے ہنگامہ ہلاکت آفریں کو چکی پینے سے تشبیہ دی اور اس کے نقصانات کی کثرت کو اس مادّہ سے تشبیہ دی ہے جو ہر سال دو بار حاملہ ہوتی ہو اور دو بچے جنتی ہو۔

تَعْرُكُ: مضارع ''ن'' الشیَ، رگڑتے رگڑتے کسی شی کو مٹا دینا (پیس دینا)۔ **رَحیٰ:** چکی، تثنیہ: رَحَوان، ج: اَرْحَاء، أرْحِیۃ۔ **ثِفَالِ:** چکی کے نیچے بچھایا جانے والا چمڑہ۔**تَلْقَحْ:** مضارع ''س'' لَقحاً، لَقَاحاً: حاملہ ہونا﴿وَأَرْسَلنَا الرِّیَاحَ لَوَاقِحَ :الحجر ۲۲﴾ ۔**كِشَافاً:** اس (جانور) کو کہتے ہیں جو سال میں دو بار حاملہ ہو۔**تُنْتَجْ:** مضارع مجہول ''ض'' نَتجاً البھیمۃُ، جننا **تُتْئِمْ:** مضارع ''افعال'' المرأۃُ، جڑواں جننا

۳۱ فَتُنْتِجْ لَكُمْ غِلْمَانَ أَشْأَمَ كُلُّهُمْ كَأَحْمَرِ عَادٍ ثُمَّ تُرْضِعْ فَتَفْطِمِ

پھر اس لڑائی سے تمہارے لئے ایسے بچے جنے جائیں گے جو سب عاد کے احمر کی طرح منحوس ہوں گے پھر انہیں دودھ پلائے گی پھر دودھ چھڑائے گی۔

مطلب: لڑائی سے اس قدر نتائج بد بکثرت پیدا ہوں گے جن کی نحوست قدار کی طرح ہوگی کہ اس نے حضرت صالح علیہ السلام کی ناقہ کے کونچے کاٹ دیئے جس کی وجہ سے ساری قوم ہلاک ہوئی، ارضاع اور افطام سے نتائج حرب کا ہولناک اور کامل ہونا مراد ہے۔

تُـنْـتَـج: مضارع مجہول ''ض'' نَتجاً البهيمةُ، جننا۔ **غِـلْـمَـان:** مفرده: غلام، بمعنی لڑکا ﴿وَيَطُوفُ عَلَيهِم غِلمَانٌ لَهُم :طور ٢٤﴾۔ **اَحْمَرِ عَادٍ:** عرب میں کنایہ کیا جاتا تھا قدار بن سالف سے جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں۔ **تُرْضِع:** مضارع ''س،ف،ض'' الولدُ اُمّه، بچے کا ماں کا دودھ پینا ﴿وَإِن تَعَاسَرتُم فَستُرضِعُ لَهُ أُخرَى :الطلاق ٦﴾۔ **تَفْطِم:** مضارع ''ض'' فَطماً بچے سے دودھ چھڑانا۔

٣٢ فَتُغْـلِـلْ لَـكُمْ مَا لَا تُغِلُّ لأَهْلِهَا ۞ قُرًى بِـالْـعِرَاقِ مِـنْ قَـفِيزٍ وَدِرْهَمِ

(پھر وہ لڑائی) تمہیں اس قدر پیداوار دے گی کہ عراق کے دیہات (باوجود سرسبزی اور شادابی کے) قفیز اور درھم کی پیداوار اپنے مالکوں کو نہیں دیتے۔

فَتُـغْـلِـلْ: دراصل تُغِلُّ ہے مضارع ''افعال'' الارض زمین کا غلہ والی ہونا، پیداوار دینا، تـلـقـح، تنتج پر عطف کرتے ہوئے ماقبل شرط کی جزاء ہے، لہٰذا بوجہ جزاء مجزوم ہو کر تُـغلِلْ ہوا ﴿وَمَن يَغلُل يَأتِ بِمَا غَلَّ يَومَ القِيَامَةِ :ال عمران ١٦١﴾۔ **لَا تُـغِـلُّ:** مضارع منفی ''افعال'' الارضُ زمین کا غلہ والی ہونا، پیداوار دینا۔ **قُرًى:** مفرده قَريَة، دیہات، گاؤں ﴿أَفَأَمِنَ أَهلُ القُرَى أَن يَأتِيَهُم بَأسُنَا :الاعراف ٩٧﴾۔

٣٣ لَعَمْرِي لَنِعْمَ الْحَيُّ جَرَّ عَلَيْهِمُ ۞ بِمَا لَا يُؤَاتِيهِمْ حُصَيْنُ بْنُ ضَمْضَمِ

میری زندگانی کی قسم وہ قبیلہ نہایت بھلا ہے جس پر حصین بن ضمضم نے ایسے گناہ کا بار ڈالا جس میں وہ ان کے ہمرائے نہ تھا۔

مطلب: حصین بن ضمضم نے ان کی رائے کے خلاف عبسی کو مار ڈالا جس کا تاوان اس قبیلے نے برداشت کیا۔

لَـعَـمْـرِي: لام قسمیہ ہے اور یاء متکلم کی ہے، عَـمر دراصل عُـمر بمعنی زندگی ہے، تخفیف کے لئے عین کو فتحہ دے دیا جاتا ہے ﴿لَعَمرُكَ إِنَّهُم لَفِي سَكرَتِهِم يَعمَهُونَ: الحجر ٧٢﴾۔ **نِعْمَ:** فعل از افعال مدح، الحَيُّ بمعنی قبیلہ مخصوص المدح ﴿فَنِعمَ عُقبَى الدَّارِ :الرعد ٢٤﴾۔ **جَرَّ:** ماضی ''ن'' علی نفسه گناہ کا ارتکاب کرنا، ہُ کھینچنا، ﴿وَأَخَذَ بِرَأسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيهِ :الاعراف ١٥٠﴾۔ **يُؤَاتِيهِمْ:** مضارع،

مفاعلہ، موافقت کرنا، ہمرائے ہونا، ﴿آتُونِي زُبَرَ الحَدِيدِ :الكهف ٩٦﴾

٣٤ وَكَانَ طَوَى كَشْحاً عَلَى مُسْتَكِنَّةٍ فَلَا هُوَ أَبْدَاهَا وَلَمْ يَتَقَدَّمِ

اس (حصین) نے ایک کینہ پوشیدہ کر رکھا تھا تو نہ اس نے اس کینہ کو (کسی پر) ظاہر کیا اور نہ (قبل از وقت) پیش قدمی کی (بلکہ موقع پا کر عبسی کو مار ڈالا)۔

طَوىٰ كَشْحاً: طوىٰ، بمعنی لپیٹنا اور كشحاً پہلو، طوىٰ كشحَهُ على الامر ایک محاورہ ہے، بمعنی معاملے کو پوشیدہ رکھا، ظاہر نہ کیا ﴿يَومَ نَطوِى السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلكُتُبِ :الانبياء ١٠٤﴾۔
مُسْتَكِنَّة: کینہ۔ **أَبْدَاهَا:** ماضی باب ''افعال'' سے ابداءً ظاہر کرنا ﴿وَإِن تُبدُوا مَا فِي أَنفُسِكُم :البقرة ٢٨٤﴾۔ **لَمْ يَتَقَدَّم:** مضارع باب ''تفعل'' پیش قدمی کرنا، بڑھنا ﴿لِمَن شَاءَ مِنكُم أَن يَتَقَدَّمَ أَو يَتَأَخَّرَ :المدثر ٢٧﴾۔

٣٥ وَقَالَ سَأَقْضِي حَاجَتِي ثُمَّ أَتَّقِي عَدُوِّي بِأَلْفٍ مِنْ وَرَائِي مُلْجَمِ

اور اس (حصین) نے (دل میں) کہا کہ میں عنقریب (بھائی کا بدلہ لے کر) اپنی حاجت پوری کر لوں گا پھر اپنے دشمن سے ایک ہزار گھڑ سوار یا لگام لگائے ہوئے گھوڑوں کے ذریعہ جو میری پشت پر ہیں، بچ جاؤں گا۔

وَرَاءِ: اضداد میں سے ہے، پیچھے اور کبھی آگے کے معنی میں بھی آتا ہے، مذکر و مؤنث ہے، سوا کے معنی میں بھی آتا ہے جیسے من ابتغىٰ وراء ذلك جو شخص اس کے سوا طلب کرے، وراء بمعنی پوتا بھی ہوتا ہے ﴿وَمِن وَرَاءِ إِسحَاقَ يَعقُوبَ: هود ٧١﴾۔ **مُلْجَم:** اسم مفعول، ''افعال'' الدابة، چوپایہ کو لگام لگانا۔

٣٦ فَشَدَّ فَلَمْ يُفْزِعْ بُيُوتاً كَثِيرَةً لَدَى حَيْثُ أَلْقَت رَحْلَهَا أُمُّ قَشْعَمِ

اس (حصین) نے اس جگہ (تنہا) حملہ کیا جہاں کہ موت نے اپنا کجاوہ ڈال دیا اور اس نے بہت سے گھرانوں کو گھبراہٹ میں ڈالا (یعنی اس نے تن تنہا حملہ کیا اور اپنے قبیلے کے دوسرے لوگوں کو شریک نہ کیا یا صرف ایک ہی عبس پر حملہ کیا اس کے تمام قبیلہ کو پریشان نہ کیا)

شَدَّ: ماضی ''ن،ض'' شدوداً علی العدوّ: دشمن پر حملہ کرنا۔**یُفْزِع:** مضارع ''افعال'' ، خوف دلانا، غصہ وگھبراہٹ زائل کرنا (لَم یُفزِع گھبراہٹ میں ڈالنا) ﴿وَهُم مِن فَزَعٍ يَومَئِذٍ آمِنُونَ :النمل ۸۹﴾ ۔**أُمّ قَشْعَم:** قَشْعَم عمر رسیدہ کو کہتے ہیں، البتہ ام قشعم لڑائی، مصیبت یا موت کی کنیت کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے

۳۷ لَدَى أَسَدٍ شَاكِي السِّلَاحِ مُقَذَّفٍ لَهُ لِبَدٌ أَظْفَارُهُ لَمْ تُقَلَّمِ

عبسی کے قتل کا واقعہ ایک ایسے شیر (حصین) کے پاس ہوا جو پورا ہتھیار بند ہے، پے در پے لڑائیوں میں شریک رہتا ہے اور اس کی گردن پر بال ہیں اور اس کے ناخن نہیں تراشے گئے (وہ ضعیف نہیں ہے)۔

شَاكِي السِّلاح: شاکی دراصل شائك تھا، اسم فاعل ''ف'' شو کا کانٹوں میں پڑنا، ہ بالشوکۃ، کانٹا چبھونا، پھر قلب مکانی ہو کر شاکی ہوا، شائك السلاح ہتھیاروں سے مسلح ہونا، شَاكٌّ السِّلاح بالتشدید شاكِ السِّلاح بالتخفیف اور شَوْكَ السِّلاح بھی مستعمل ہے۔

مُقَذَّف: پر گوشت، فارسٌ مقذف" جنگ آزمودہ شہسوار (پے در پے لڑائیوں میں شریک رہنے والا) ﴿وَيُقذَفُونَ مِن كُلِّ جَانِبٍ :الصافات ۸﴾ ۔**لِبَدٌ:** مفرد ہ لِبدَةٌ، شیر کی گردن کے گھنے بال، **لَمْ تُقَلَّمِ:** مضارع نفی جحد بلم ''تفعیل'' الشیء۔ کاٹنا۔ الظفر ناخن تراشنا، قلم کو ''قلم'' اس لئے کہتے ہیں کہ اسے کاٹ کر بنایا جاتا ہے، کاٹنے سے پہلے اسے 'یَرَاعَةٌ " کہتے ہیں ﴿ن وَالقَلَمِ وَمَا يَسطُرُونَ :القلم ۲﴾

۳۸ جَرِيءٍ مَتَى يُظْلَمْ يُعَاقِبْ بِظُلْمِهِ سَرِيعاً وَإِلَّا يُبْدَ بِالظُّلْمِ يَظْلِمِ

وہ ایسا بہادر ہے جب اس پر ظلم کیا جائے تو فوراً اپنے ظلم کا بدلہ لے لیتا ہے اور اگر اس پر ظلم کی ابتداء نہ کی جائے تو وہ (خود) ظلم کرتا ہے۔ یعنی بہر حال وہ جنگ کا خواہاں ہے۔

جَرِيءٍ: صیغہ صفت ''ک'' جَرَاءَةً و جُرأَةً دلیری کرنا۔**یُعَاقِب:** مضارع مفاعلہ۔عقاباً ومعاقبۃً۔

علی ذَنْبِہٖ مواخذہ کرنا، سزا دینا (بدلہ لینا)﴿ اعلَموا أنّ اللّٰہَ شَدِیدُ العِقَابِ :المائدۃ ۹۸﴾ ۔**یَظْلِمْ:** مضارع ''ض'' ظُلماً، بے موقع رکھنا، ظلم کرنا۔﴿مِن ھَذِہِ القَریَۃِ الظَّالِمِ أھلُھَا : النساء ۷۵﴾

۳۹ رَعَوْا ظِمْأَھُمْ حَتّٰی إِذَا تَمَّ أَوْرَدُوا　　غِمَاراً تَفَرّٰی بِالسِّلَاحِ وَبِالدَّمِ

(صلح کے بعد ان کے جنگ کرنے کی مثال ایسی ہے کہ گویا) انہوں نے اپنے اونٹ پانی پلانے کی دو باریوں کے درمیانے وقت میں چرائے یہاں تک کہ جب یہ وقت پورا ہو گیا تو (اونٹوں کو) ایسے گہرے پانی پر لے گئے جو ہتھیاروں اور خون (ریزی) سے کھل گیا تھا۔

مطلب: ایک عرصہ تک صلح رہی اور پھر جنگ میں مصروف ہو گئے جس طرح اونٹوں کو چرانے کے بعد پانی پر لے جاتے ہیں۔

رَعَوْا: ماضی ''ف'' رَعْیاً ورِعَایَۃً: جانور کا گھاس چرنا﴿ کُلُوا وَارعَوا أنعامَکُم :طہ ۵۴﴾ ۔**ظِمْأ:** پانی پلانے کی دو باریوں کے درمیان کا وقت، ج:اَظْمَاء۔﴿ لَا یُصِیبُھُم ظَمأٌ وَلَا نَصَبٌ: التوبۃ ۱۲۰﴾ **غِمَارًا:** مفردہ:الغَمْر، بہت پانی، گہرا پانی، سمندر کا بڑا حصہ۔**تَفَرّٰی:** ماضی، تفعل، پھٹنا (کھلنا)۔

۴۰ فَقَضَّوْا مَنَایَا بَیْنَھُمْ ثُمَّ أَصْدَرُوا　　إِلٰی کَلَإٍ مُسْتَوْبَلٍ مُتَوَخِّمِ

(پانی کے گھاٹ یعنی لڑائی کے میدان میں اتر کر) انہوں نے آپس میں خوب قتل و قتال کیا پھر اونٹوں کو ایسی گھاس کی طرف لوٹا کر لائے جو جسم کے لئے غیر منہضم اور کھانے میں ناخوش گوار تھی۔

قَضَّوْا: ماضی ''تفعیل'' تقضیۃ، پورا کرنا (تَقضِیَّۃُ المنایا خوب قتل و قتال)﴿ فَاقضِ مَا أنتَ قَاضٍ :طہ ۲۰﴾ ۔**مَنَایَا:** مفردہ:مَنِیَّۃ، موت، ارادہ، تقدیر الٰہی، یہاں مراد قتل و قتال ہے۔**أَصْدَرُوْا:** ماضی ''افعال'' عن کذا واپس کرنا، الرجلَ لے جانا﴿ یَومَئِذٍ یَصدُرُ النَّاسُ أشتَاتًا :الزلزال ۶﴾ ۔**کَلَاء:** گھاس، ج:اکلاء۔ **مُسْتَوْبَلٍ:** اسم مفعول، استفعال: بدہضمی والی جگہ پانا، کہا جاتا ہے استوبلت الابل، اونٹ مضر صحت چراگاہ کی وجہ سے بیمار ہو گیا، طعامٌ وبیلٌ مضرِ صحت کھانا، وبیل بمعنی سخت و بھاری بھی

ہے﴿فَأَخَذنَاهُ أَخذًا وَبِيلًا :المزمل ١٦﴾۔**مُتَوَخِّم**: اسم مفعول، تفعل، کھانے کو نا خوشگوار سمجھنا۔

٤١ لَعَمْرُكَ مَا جَرَّتْ عَلَيْهِمْ رِمَاحُهُمْ دَمَ ابْـنِ نَهِيكٍ أَوْ قَتِيـلِ الـمُثَـلَّـمِ

تیری جان کی قسم! ان کے نیزوں نے نہیک عبسی کے بیٹے کا یا مقام مثلم کے مقتول (شخص)
(کو قتل کرنے کے) گناہ کا ارتکاب نہیں کیا (مطلب اگلے شعر کے بعد)

لَـعَـمْـرُكَ: لام قسمیہ ہے، عَـمـر دراصل عُـمـر بمعنی زندگی ہے، تخفیف کے لئے عین کو فتحہ دے دیا جاتا ہے﴿لَعَـمـرُكَ إِنَّهُم لَفِي سَكرَتِهِم يَعمَهُونَ: الحجر ٧٢﴾۔**جَرَّتْ**: ماضی ''ن'' جرًّا، علی گناہ کا ارتکاب کرنا، ہُ، کھینچنا۔﴿وَأَخَذَ بِرَأسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيهِ :الاعراف ١٥٠﴾ **قَتِيل**: فعیل بمعنی مفعول﴿فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا :المائدة ٣٢﴾۔**مُثَلَّم**: نامِ مقام۔

٤٢ وَلَا شَارَكَتْ فِي المَوْتِ فِي دَمِ نَوْفَلٍ وَلَا وَهَـبٍ مِنْهَـا وَلَا ابْنِ الـمخَزَّمِ

اور نہ ان کے نیزے نوفل اور وہب اور مخزم کے بیٹے کے خون میں شریک ہوئے۔

مطلب: ممدوحین ان مقتولین کے خون سے بالکل بری ہیں، ان کے قتل میں ان کا کوئی ہاتھ نہ تھا، محض صلح کی خاطر تاوان برداشت کر رہے ہیں۔

شَـارَكَـتْ: ماضی، مفاعلہ، شریک ہونا۔**ابـن مـخـزَّم، نـوفـل، وهـب**: مقتولین کے نام ہیں﴿وَشَارِكهُم فِي الأَموَالِ وَالأَولَادِ :الاسراء ٦٤﴾

٤٣ فَـكُلًّا أَرَاهُـمْ أَصْبَحُـوا يَعْقِلُونَهُ صَحِيحَاتِ مَالٍ طَالِعَاتٍ لِمَخْرِمِ

میں ان سب کو دیکھتا ہوں کہ وہ عمدہ قوی مال (اونٹوں) کی دیت دے رہے ہیں، جو (قوت کی وجہ سے) پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جانے والے ہیں۔

كُلًّا: یعنی ممدوحین میں سے ہر ایک کو﴿وَكُلًّا وَعَدَ اللّٰـهُ الحُسنَى :الحديد ١٠﴾۔**يَـعْـقِلُوْنَ**: مضارع ''ن، ض'' الـقتيلَ مقتول کی دیت ادا کرنا، الـغلامُ لڑکے کا عقل مند ہونا﴿لَعَلَّكُم تَعقِلُونَ :البقرة ٧٣﴾۔**طَالِعَاتٍ**: اسم فاعل مؤنث ''ن، ف'' طلوعاً، الجَبَلَ پہاڑ پر چڑھنا، الشمسُ، سورج

کا طلوع ہونا﴿ قَبلَ طُلُوعِ الشَّمسِ وَقَبلَ غُرُوبِهَا :طه ١٣٠ ﴾ ۔**مَخْرِمِ:** پہاڑ کی نوک کا آخری سرا، چوٹی، ج:مَخَارِم۔

٤٤ لِحَيٍّ حِلَالٍ يَعْصِمُ النَّاسَ أَمْرُهُمْ　　إِذَا طَرَقَتْ إِحْدَى اللَّيَالِي بِمُعْظَمِ

(یہ عمدہ اونٹ) ایسے قبیلے کے (مملوک) ہیں جو مقیم ہیں (افلاس کی وجہ سے سفروں میں مارے مارے نہیں پھرتے) جب کوئی شب مصیبت عظیم لا ڈالے تو ان کا حکم (یا تدبیر) لوگوں کی حفاظت کرتا ہے۔

حِلَالٍ: مفرد ہ:حِلَّةٌ، اترنے کی جگہ، مجلس، جمع ہونے کی جگہ، کہا جاتا ہے حَیّ حلال (مقیم قبیلہ) اترنے والا قبیلہ جس کے اندر بہت کثرت ہو﴿ أَو تَحُلُّ قَرِيبًا مِن دَارِهِم :الرعد ٣١ ﴾ **يَعْصِمُ:** مضارع "ض" عَصْماً،من الشئی حفاظت کرنا بچانا،الی فلان پناہ لینا﴿ وَاللَّهُ يَعصِمُكَ مِنَ النَّاسِ :المائدة ٦٧ ﴾ **طَرَقَتْ:** ماضی "ن" طُرُقاً، القومُ رات کے وقت آنا﴿ وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ :الطارق ١ ﴾ **احدیٰ اللیالی:** احدی کی نسبت جب جمع کی طرف ہو تو فرد واحد غیر متعین مراد ہوتا ہے، کسی رات ۔**معظم:** بڑا، اکثر حصہ، موصوف محذوف ہے حادث "معظمٌ" بڑی مصیبت ﴿ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَغفِرَةً وَأَجرًا عَظِيمًا :الاحزاب ٣٥ ﴾

٤٥ كِرَامٍ فَلَا ذُو الضِّغْنِ يُدْرِكُ تَبْلَهُ　　وَلَا الجَارِمُ الْجَانِي عَلَيْهِمْ بِمُسْلَمِ

ایسے شریف ہیں کہ کینہ ور ان سے اپنا کینہ نہیں نکال سکتا اور نہ ان کے سہارے پر زیادتی کرنے والا شخص دشمنوں کے حوالہ کیا جاتا ہے (بلکہ یہ لوگ اس کی حمایت کرتے ہیں اور اس کی جانب سے تاوان ادا کر دیتے ہیں)۔

ذُوالضِّغْنِ: ذو بمعنی صاحب، الضغن کینہ، ج:اضغان۔ **تَبْلَ:** اسم مصدر کینہ، دشمنی، ج:اتبال، تبول۔ **جارم:** اسم فاعل، فاعل ذی کذا کے طور پر استعمال ہوا ہے، جرم کرنے والا پیشہ ور مجرم، بدمعاش ﴿ إِنَّهُ مَن يَأتِ رَبَّهُ مُجرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ :طه ٧٤ ﴾ **جانی:** اسم فاعل "ض" جناية: گناہ کرنا (زیادتی

کرنا)۔ **مُسْلَم**: اسم مفعول، ''افعال'' الی، سپرد کر دینا، حوالے کر دینا ﴿أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجرِمِينَ :القلم ۳۵﴾

٤٦ سَئِمتُ تَكَالِيفَ الْحَياةِ وَمَنْ يَعِشْ ثَمَانِينَ حوْلاً لا أَبالَكَ يَسْأَمِ

زندگی کے شدائد میں سے میں اکتا گیا اور جو (شخص) اسی سال تک زندہ رہے گا ''تیرا باپ نہ ہو'' (وہ ضرور) ملول ہو جائے گا (طولِ عمر رنج و تکلیف کا سبب ہوتی ہے، دونوں سرداروں کی تعریف سے فارغ ہو کر قدیم شعراء کے طرز کے موافق تجربوں اور نصیحت آمیز باتوں کا ذکر کرتا ہے)۔

سَئِمْتُ: ماضی ''س'' سَأْمَةً وسأماً، کسی چیز سے اکتا جانا ﴿يُسَبِّحُونَ لَهُ بِاللَّيلِ وَالنَّهارِ وَهُم لَا يَسأَمُونَ: فصلت ۳۸﴾۔ **لَا اَبَالَکَ**: لا ابالك، ولا اباك، ولا ابك یہ جملے خبریہ ہیں، مگر معنی میں انشائیہ دعائیہ کے ہیں، مدح وذم دونوں موقعوں پر استعمال کئے جاتے ہیں اور کبھی گالی کے موقع پر بھی بمعنی تیرا باپ نہ رہے۔ **یَسْأَم**: مضارع ''س'' سَامَةً کسی چیز سے اکتا جانا۔

٤٧ وأَعْلَمُ مَا في الْيَوْمِ والْأَمْسِ قَبْلَهُ وَلٰكِنَّنِي عَنْ عِلْمِ مَا في غَدٍ عَمِ

میں آج اور کل گزشتہ کی بات جانتا ہوں لیکن کل آئندہ کی بات سے غافل ہوں۔

أَعْلَمُ: مضارع ''س'' جاننا ﴿قُل إِنَّمَا عِلمُهَا عِندَ اللّٰهِ :الاعراف ۱۸۷﴾۔ **أَمْسِ قَبْلَهُ**: امسِ کل گزشتہ، اور قبلهٗ اسی کی تاکید ہے ﴿كَمَا قَتَلتَ نَفسًا بِالأَمسِ :القصص ۱۹﴾۔

عَمِ: اندھا (غافل)، ج: عُمُون، مؤنث: عَمِيَّةٌ، رجلٌ عَمِى القلب جاہل ہونا ﴿فَمَن أَبصَرَ فَلِنَفسِهِ وَمَن عَمِىَ فَعَلَيهَا :الانعام ۱۰٤﴾

٤٨ رأَيْتُ المنَايَا خَبطَ عَشواء منْ تُصِبْ تُمِتْهُ وَمنْ تُخْطِیءْ يُعَمَّرْ فَيَهْرَمِ

میں نے موتوں کو دیکھا کہ وہ اندھی اونٹنی کی طرح اندھا دھند چلتی ہیں، جس کو پہنچ جاتی ہیں اس کو مار ڈالتی ہیں اور جس سے چوک جاتی ہیں اس کی عمر طویل ہو جاتی ہے، پس وہ بوڑھا

ضعیف ہو جاتا ہے۔

مطلب: غرض زمانہ کا کوئی کام بھی راحت اور مسرت لئے ہوئے نہیں ہے۔

مَنَایاً: مفرد: مَنِیة، موت، ارادہ، تقدیر الٰہی۔ **خَبْط:** مصدر ''ض'' الشیٔ، ٹیڑھا ٹیڑھا چلنا (اندھا دھند چلنا)﴿کَمَا یَقُومُ الَّذِی یَتَخَبَّطُهُ الشَّیطَانُ مِنَ المَسِّ : البقرة ٢٧٥﴾۔ **عَشْوَاء:** عشواء اس اونٹنی کو کہتے ہیں جسے رات میں نظر نہ آئے (اندھی اونٹنی)، مذکر اعشی ہے۔ **تُصِبْ:** دراصل تُصِیبُ تھا، مضارع ''افعال'' اصابةً، السهم، تیر کا نشانے پر لگنا، المصیبة فلاناً، نازل ہونا، پہنچنا، بوجہ شرط مجزوم ہو کر تُصِبْ ہوا﴿وَیُرسِلُ الصَّوَاعِقَ فَیُصِیبُ بِهَا مَن یَشَاءُ :الرعد ١٣﴾۔ **تُمِتْهُ:** دراصل تُمِیتُ تھا، مضارع افعال اماتةً ہلاک کرنا، بوجہ جزاء مجزوم ہو کر تُمِتْ ہوا﴿وَاللّٰهُ یُحیِی وَیُمِیتُ : ال عمران ١٥٦﴾ **تُخْطِئ:** مضارع ''افعال'' اخطاء، نشانہ خطا ہونا، چوک جانا﴿لَا یَأکُلُهُ إِلَّا الخَاطِئُونَ : الحاقة ٣٧﴾۔ **یُعَمَّرْ:** مضارع تفعیل، الرجلُ بمعنی زندگی پانا﴿أَوَلَم نُعَمِّرکُم مَا یَتَذَکَّرُ فِیهِ مَن تَذَکَّرَ :فاطر ٣٧﴾۔ **یَهْرِم:** مضارع ''س'' هَرَماً، مَهْرَماً، کمزور ہونا، بہت بوڑھا ہونا۔ ☆ آیت کَمَا یَقُومُ الَّذِی یَتَخَبَّطُهُ الشَّیطَانُ کی تفسیر کرتے ہوئے'' یَتَخَبَّطُهُ ''کے ترجمہ کی درستگی کو اسی شعر سے استدلال کر کے پختہ کیا گیا، ملاحظہ فرمائیں وقوله : یَتَخَبَّطُهُ : من التخبط بمعنی الخبط وهو الضرب علی غیر استواء واتساق۔ یقال : خبطته أخبطه خبطا أی ضربته ضربا متواليا علی أنحاء مختلفة۔ ویقال : تخبط البعیر الأرض إذا ضربها بقوائمه ویقال للذی یتصرف فی أمر ولا یهتدی فیه یخبط خبط عشواء۔ قال زهیر بن أبی سلمی فی معلقته : رأیت المنایا خبط عشواء من تصب تمته ومن تخطیٔ یعمر فیهرم تفسیر الوسیط ج١ ص٦٣٢

٤٩ وَمَنْ لَمْ یُصَانِعْ فِي أُمُورٍ کَثِیرَةٍ یُضَرَّسْ بِأَنْیَابٍ وَیُوطَأْ بِمَنْسِمِ

جو بہت سی باتوں میں بناوٹ نہیں کرے گا وہ کچلیوں سے چبایا اور پیروں سے روندا جائے گا۔

مطلب: دنیا میں محض سادگی سے زندگی بسر کرنا دشوار ہے، دنیا میں رہ کر کچھ دنیاداری سے بھی کام لینا پڑتا ہے۔

لَم یُصَانِعْ: مضارع نفی جحد بلم، مفاعلہ، مدارات کرنا، بناوٹ کرنا، نرمی کرنا، ﴿إنَّ اللّٰہَ خَبِیرٌ بِمَا یَصنَعُون :النور ۳۰﴾ ۔**یُضَرّسْ:** مضارع ''تفعیل'' تضریس مجرد ضَرساً ''ض'' کے معنی میں ہے، ڈاڑھ سے سخت کاٹنا، چبانا۔**أنْیَابِ:** ج: ناب کچلی کا دانت ۔**یُوطَأ:** مضارع مجہول ''س'' الشی برِجلہ: پیر سے روندنا ﴿وَلَا یَطَئُونَ مَوطِئاً یَغِیظُ الکُفَّارَ :التوبة ۱۲۰﴾ **مَنْسِم:** للابل، اونٹ کے کھر کا کنارا، پیر، ج: مناسِم

۵۰ وَمَنْ یَجْعَلِ المعْرُوفَ مِنْ دُونِ عِرْضِهِ　　یَفِرْهُ وَمَنْ لَا یَتَّقِ الشَّتْمَ یُشْتَمِ

جو احسان کو اپنی آبرو کے لئے آڑ بنائے گا تو وہ آبرو کو بڑھالے گا (اس کی آبرو بنی رہے گی)
اور جو دوسروں کو گالی دینے سے نہ بچے گا تو اس کو بھی گالی دی جائے گی۔

یَفِرْهُ: یَفِرِ اصل میں یَفِرُ تھا ''ض'' وَفراً وفِرَةً زیادہ کرنا، پورا کرنا ﴿فَإنَّ جَهَنَّمَ جَزَاؤُکم جزاءً مَوفُورًا :الاسراء ۶۳﴾ **شَتْم:** مصدر ''ن'' ''ض'' شَتماً ومَشتَمَةً گالی دینا۔**یُشْتَم:** مضارع مجہول، ایضاً۔

۵۱ ومَنْ یکُ ذَا فَضْلٍ فَیَبْخَلْ بفَضْلِهِ　　عَلَی قَوْمِهِ یُسْتَغْنَ عَنْهُ وَیُذْمَمِ

جس شخص کے پاس ضرورت سے زیادہ مال ہو اور وہ اپنی قوم پر اپنے زائد مال میں بخل
کرے تو اس سے بے پروائی برتی جائے گی اور اس کی مذمت کی جائے گی۔

مطلب: صاحبِ فضل و مال کو چاہیے کہ وہ ضرورت کے وقت قوم کے کام آئے، جب ہی اس کا اقتدار باقی رہ سکتا ہے ورنہ لوگ اس کی مذمت کرنے اور اس سے منہ موڑنے لگیں گے۔

فَضْل: حاجت سے زائد مال، احسان، زیادتی، ج: فُضُول ﴿وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعضَکُم عَلَی بَعضٍ فِی الرِّزقِ :النحل ۷۱﴾ ۔**یُسْتَغْن:** مضارع مجہول، ''استفعال'' استغناءً بے نیاز ہونا ﴿أمَّا مَنِ استَغنَی :عبس ۵﴾ **یُذْمَم:** مضارع ''ن'' ذَماً ومَذَمَّةً برائی بیان کرنا ﴿ثُمَّ جَعَلنَا لَهُ جَهَنَّمَ یَصلَاهَا مَذمُومًا مَدحُورًا :الاسراء ۱۸﴾

۵۲ وَمَنْ يُوفِ لَا يُذْمَمْ وَمَنْ يُهْدَ قَلْبُهُ إِلَى مُطْمَئِنِّ الْبِرِّ لَا يَتَجَمْجَمِ

اور جو شخص وعدہ پورا کرتا ہے اس کی مذمت نہیں کی جاتی اور جس کے دل کو قابل اطمینان نیکی کی ہدایت کردی جائے وہ فضول لچر باتیں نہیں کرتا (بلکہ صاف اور واضح باتیں کرتا ہے اور لوگ ان کو دھیان سے سنتے ہیں)۔

مطلب: جو شخص وعدہ کو نبھاتا ہے ایسا شخص نڈر ہوتا ہے اور کسی سے دب کر گول مول بات نہیں کرتا، ہر بات نہایت دلیری سے پوری وضاحت کے ساتھ کرتا ہے، ایسے آدمی کی باتوں کو لوگ دھیان سے سنتے ہیں

يُوفِ: مضارع ''افعال'' ایفاء، پورا کرنا ﴿وَأَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُم :البقرة ٤٠﴾ **يُهْدَ:** مضارع مجہول ''ض'' رہنمائی کرنا، ہدایت دینا ﴿وَمَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ :الاسراء ٩٧﴾۔ **مُطْمَئِن:** اسم فاعل، اطمئنان، ''افعنلال'' آرام کرنا، قرار پکڑنا ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللَّهِ :الرعد ٢٨﴾ ۔ **برّ:** عطیہ، طاعت، صلاحیت، سچائی، دل کی نیکی ﴿لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ :ال عمران ٩٢﴾ ۔من يُهدى قلبُه الى مطمئن البر **اصل عبارت یوں ہے:** من هُدى قلبُه إلى برّ يطمئن القلب الى حسنه **يَتَجَمْجَم:** مضارع، تجمجماً، غیر واضح گفتگو کرنا (فضول ولچر گفتگو)

۵۳ وَمَنْ هَابَ أَسْبَابَ الْمَنَايَا يَنَلْنَهُ وَإِنْ يَرْقَ أَسْبَابَ السَّمَاءِ بِسُلَّمِ

اور جو شخص موتوں کے اسباب سے ڈرا موتیں اس کو ضرور پکڑ لیں گے اگر چہ وہ سیڑھی کے ذریعے آسمان کے اطراف پر چڑھ جائے۔

مطلب: اردو میں بھی مثل ہے جو ڈرا سو مرا۔

هَابَ: ماضی ''ف'' هيباً وهَيْبَةً خوف کرنا، بچنا، چوکنا رہنا۔ **مَنَايَا:** مفرده: مَنِيّة، موت، ارادہ، تقدیر الٰہی۔ **يَنَلْن:** مضارع ''ض'' پانا، حاصل کرنا (پکڑنا) ﴿قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ :البقرة ١٢٤﴾ **اسباب:** مفردہ سبب، راستہ، ذریعہ، رسی، اسباب السماء: آسمان کے اطراف، آسمان پر چڑھنے کی جگہ ﴿لَعَلِّي أَبْلُغُ الْأَسْبَابَ أَسْبَابَ السَّمَاوَاتِ :الانعام ٣٥﴾ **يرق:** مضارع، دراصل يرقى!

تھا، یاء بوجہ شرط حذف ہوئی، ''س'' رقیاً پہاڑ پر چڑھنا ﴿أو یَکُونَ لَكَ بَیتٌ مِن زُخرُفٍ أو تَرقَی فِی السَّمَاءِ:الاسراء ۹۳﴾۔ **سُلَّم:** سیڑھی، ج:سَلالِم، وسَلالیم۔ ﴿أن تَبتَغِیَ نَفَقًا فِی الأَرضِ أو سُلَّمًا فِی السَّمَاءِ :الانعام ۳۵﴾

۵۴ وَمَنْ یَجْعَلِ المعْرُوفَ فِي غَیْرِ أَهْلِهِ یَکُنْ حَمْدُهُ ذَمًّا عَلَیْهِ وَیَنْدَمِ

جو نااہل (کمینوں) پر احسان کرے گا تو اس کی تعریف مذمت بن جائے گی اور (آخر کار) وہ پشیمان ہوگا۔

مطلب: اسی مضمون کو سعدی شیرازی نے یوں ادا کیا ہے۔

نکوئی بابدان کردن چنان است که بد کردن بجائے نیک مردان

ترجمہ: برے لوگوں سے نیکی کرنا ایسا ہے جیسے نیک لوگوں کے ساتھ برائی کی جائے

یندم: مضارع ''س'' ندماً پشیمان ہونا۔

۵۵ وَمَنْ یَعْصِ أَطْرافَ الزِّجَاجِ فَإنَّهُ یُطِیعُ الْعَوالِي رُکِّبَتْ کُلَّ لَهْذَمِ

جو شخص نیزوں کے اطراف کی نافرمانی کرے گا (اور صلح پر راضی نہ ہوگا) تو اسے ان دراز نیزوں کی اطاعت کرنی ہوگی جن پر لمبی لمبی بھالیں چڑھائی گئی ہوں گی۔

مطلب: یعنی جو شخص صلح کے لئے تیار نہ ہوگا اس کو لڑائی ذلیل وخوار بنادے گی۔

یَعْصِ: دراصل یعصی تھا، مضارع ''ض'' عصیاً نافرمانی کرنا، بوجہ شرط مجزوم ہوکر، یعص ہوا۔ **زِجَاج:** مفردہ: زُجّ نیزے کا نچلا لوہا اس کے مقابلے میں اوپر کے لوہے کو ''سِن: ان'' کہتے ہیں۔ کبھی زجاج کو رماح (پورے نیزے) کے معنی میں مجازاً استعمال کرتے ہیں۔ **العَوَالِي:** نیزے، عالیة مؤنث عالی، نیزے کا نصفِ اعلیٰ، ج:عالیات، وعوال، ترجمہ دراز نیزوں سے کیا گیا ﴿فِی جَنَّةٍ عَالِیَةٍ :الحاقة ۲۲﴾۔ **رُکِّبَتْ:** ماضی ''تفعیل'' ترکیباً، بعض کو بعض پر رکھنا، یہاں بھالے کو نیزے پر چڑھانا مراد ہے ﴿فِی أَیِّ

صُورَةٍ مَا شَاءَ رَكَّبَكَ :انفطار ٨﴾ ۔**لَـهْذَم:** تیز کاٹنے والا،تلوار، بھالا، دانت، ج:لَهَاذِم ولَهَاذِمَة، کلٌّ لَهذمٍ کا ترجمہ ''لمبی لمبی بھالیں'' کیا گیا

٥٦ وَمَـنْ لَمْ يَذُدْ عَنْ حَوْضِهِ بسلاحِهِ يُهَـدَّمْ وَمَـنْ لَا يَـظْـلـم الـنَّاسَ يُظْلَمِ

جو شخص اپنے حوض سے اپنے ہتھیاروں کے ذریعہ (اپنے دشمنوں کو) دفع نہ کرے گا تو (اس کا) حوض ڈھادیا جائے گا اور جو لوگوں پر دباؤ نہ ڈالے گا تو اس پر ظلم کیا جائے گا۔

مطلب: انسان کو رعب داب سے رہنا چاہیے، ورنہ لوگ گھول کر پی جائیں گے۔

لـم يـذد: دراصل يـذود تھا، بوجہ شرط مجزوم ہو کر يـذد ہوا، مضارع ''ن'' ذَوداً و ذِيَـاداً دفع کرنا، ہٹانا۔

يهدّم: مضارع ''تفعیل'' البناء، عمارت ڈھانا﴿ لَهُدِّمَت صَوَامِعُ وَبِيَعٌ :الحج ٤٠﴾

٥٧ وَمَـنْ يَغْتَرِبْ يَحْسِبْ عَدُوًّا صديقَهُ وَمَـنْ لَا يُـكَـرِّمْ نَـفْسَـهُ لَا يُـكَـرَّمِ

مصرعۂ اول: (ا) جو شخص سفر کرتا ہے دشمن کو دوست سمجھ بیٹھتا ہے، مسافرانہ زندگی میں دوست دشمن کی شناخت مشکل ہوتی ہے، تجربہ کے بعد لوگوں کا حال کھلتا ہے، (۲) جو سفر کرے گا وہ دوست کو بھی دشمن خیال کرے گا، (حالت سفر میں دوست پر بھی اعتماد نہ کرنا چاہیے اور اپنا سرمایہ اپنے پاس رکھنا چاہیے، (۳) جو سفر کرے گا اس کو دشمن کے ساتھ دَب کر دوستی کا برتاؤ کرنا پڑے گا، (سفر میں انسان مجبورِ محض ہوتا ہے دشمن سے دوست کا سا برتاؤ کرنا پڑتا ہے)

ترجمہ: مصرعۂ ثانی: جو شخص خود اپنے نفس کا اعزاز نہ کرے گا اس کی عزت نہیں کی جائے گی۔ (انسان کو خودداری سے رہنا چاہیے، جب ہی دوسروں کی نظروں میں اس کی وقعت ہوسکتی ہے)

ہمت بلند دار کہ نزدِ خدا و خلق باشد بقدرِ ہمتِ تو اعتبارِ تو

ترجمہ: ہمت بلند رکھو! خدا اور مخلوق کے ہاں تیری ہمت ہی کی بقدر تیرا اعتبار ہے

يـغـتـرب: مضارع ''افتعال'' وطن سے علیحدہ ہونا، مسافر ہونا، غیر اقارب میں شادی کرنا۔**يـكـرّم:** مضارع تفعیل اعزاز کرنا، تعظیم کرنا﴿ فَيَقُولُ رَبِّي أَكرَمَنِ :الفجر ١٥﴾

۵۸ومَهْمَا تَكُنْ عِنْدَ امْرِءٍ مِنْ خَلِيقَةٍ وإنْ خَالَهَا تَخْفٰى عَلَى النَّاسِ تُعلَمِ

جب کسی آدمی میں کوئی خلقی عادت ہوگی تو ضرور معلوم کرلی جائے گی، اگر چہ وہ یہ سمجھے کہ لوگوں سے چھپی رہے گی۔

مطلب: انسان کی جبلی اور طبعی عادت کبھی چھپی نہیں رہتی ایک نہ ایک دن ضرور ظاہر ہوکر رہتی ہے۔

مهما: اسم جازم شرط کے لئے آتا ہے اور تین طرح سے معرب ہوتا ہے۔

۱-مفعول بہ مقدم جیسے مهما تزرع تحصد۔

۲-خبر مقدم جیسے مهما یکن الجوفانی راحل۔

۳-مبتداء جیسے مهما تاتنا به من ایةٍ لتسحرنا بها فما نحن لك بمؤمنین۔

اردو میں مهما کا ترجمہ جب، جب کبھی، جب کبھی بھی، سے کیا جاتا ہے (السراج فی الترجمة المنهاج صــ۲۹۶)

خليقة: طبیعت، خلقی عادت، خصلت؛ ج: خلائق۔ **خال:** ماضی ''س''، ''ف'' خَیلاً وخِیلاً خیال کرنا، گمان کرنا۔ **تخفي:** مضارع مجہول ''س'' پوشیدہ رکھنا﴿ يَعلَمُ خَائِنَةَ الأَعيُنِ وَمَا تُخفِي الصُّدُورُ: غافر ۱۹﴾ **تعلم:** مضارع مجہول ''س'' جاننا ☆مفسر عظام سورة اعراف کی آیت ۱۳۲ وَقالُوا مَهما تَأتِنا بِهِ مِن آيَةٍ لِتَسحَرَنا بِها میں مهما کو حروف غیر عاملہ میں شامل کرتے ہوئے اس شعر سے استدلال کرتے ہیں وقد استدل بعض العلماء على أنها حرف بقول زهير بن أبي سلمى : ومهما تكن عند امرئ من خليقة وإن خالها تخفى على الناس تعلم فأعرب هؤلاء خليقة اسما لتكن ومن زائدة فتعين خلو الفعل من الضمير ولم يكن ل مهما محل من الإعراب إذ لا يليق بها إلا الابتداء والابتداء متعذّر لعدم وجود رابط وإذا ثبت أن لا موضع لها تعين كونها حرفا۔ اعراب القران لمحی الدين الدرويش ج۳ صــ ۴۳۸

۵۹وَمَنْ لَمْ يَزَلْ يَسْتَرْحِلُ النَّاسَ نَفْسَهُ وَلَمْ يَعْفُهَا يَوْماً مِنَ الذُّلِّ يَنْدَمِ

جو شخص ہمیشہ اپنے نفس کو لوگوں کا ''لادو اونٹ'' بنائے رکھے گا اور کسی دن بھی اسے ذلت

سے نہ بچائے گا (ضرور) نادم ہوگا (انسان کو خودداری لازم ہے)۔

یسترحل: مضارع ''استفعال'' الناس نفسه اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے ذلیل کرنا، بامحاورہ ترجمہ ''لادو اونٹ'' کیا گیا ﴿رِحلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيفِ :القريش﴾ **یعف:** مضارع ''ن'' عفواً عن الشئ، رکنا۔ **یندم:** مضارع ''س'' ندماً پشیمان ہونا۔

٦٠ وَكَائِنْ تَرَى مِنْ صَامِتٍ لَكَ مُعْجِب　　زِيَادَتُهُ أَوْ نَقْصُهُ فِي التَّكَلُّمِ

بہت سے خاموش لوگ تجھے بھلے معلوم ہوں گے حالانکہ ان کا کمال یا نقصان کلام کرنے کے وقت معلوم ہوسکتا ہے۔

مطلب: انسان جب تک خاموش ہے اس کے عیب وہنر کا پتہ نہیں چلتا بولنے سے حقیقتِ حال معلوم ہوتی ہے۔

تا مرد سخن نگفتہ باشد　　عیب وہنرش نہفتہ باشد

ترجمہ: جب تک کوئی شخص بات نہ کرے اس کے عیب وہنر پوشیدہ رہتے ہیں

کائن: کاین بالتشدید کی ایک لغت کائِن بھی ہے کاین کاف تشبیہ اور ایٌّ سے مرکب ہے، کم خبریہ کی طرح اکثر تکثیر کے معنوں میں مستعمل ہے، جیسے کایٓ مِنْ رَجُل اور کایٓ رَجُلاً رَأَيتُ میں نے بہت سے آدمی دیکھے اور قلّت کے ساتھ استفہام کے معنی میں بھی آتا ہے، جیسے حضرت ابی بن کعب کا قول حضرت ابن مسعود رضوان اللہ علیہم کے لئے کَایّ تقرأ سورةَ الاحزابِ یعنی تم نے کتنی مرتبہ سورہ احزاب کی تلاوت کی، تو انہوں نے جواب دیا: تہتر مرتبہ۔ **صامت:** اسم فاعل ''ن'' صَمتاً وصُمُوتاً خاموش رہنا ﴿أَدَعَوتُمُوهُم أَم أَنتُم صَامِتُونَ :الاعراف ١٩٣﴾ ۔**معجب:** اسم فاعل، افعال، تعجب میں ڈالنا، أُعجب بالشئ، خوش ہونا، بھلا لگنا، تعجب کرنا ﴿وَلَو أَعجَبَكُم : البقرة ٢٢١﴾

٦١ لِسَانُ الْفَتَى نِصْفٌ وَنِصْفٌ فُؤَادُهُ　　فَلَمْ يَبْقَ إِلَّا صُورَةَ اللَّحْمِ وَالدَّمِ

آدمی کا نصف حصہ زبان ہے اور نصف حصہ اس کا دل، بقیہ گوشت اور خون کی ایک صورت ہے۔

مطلب: انسان کے جسم میں دو ہی چیزیں قابلِ قدر ہیں، زبان اور دل۔

فؤاد: دل، ج: اَفئِدة ﴿الَّتِی تَطَّلِعُ عَلَی الْأَفئِدَةِ : الهمزة﴾

٦٢ وَإِنَّ سَفَاهَ الشَّيخِ لَا حِلْمَ بَعْدَهُ وإِنَّ الْفَتَى بَعْدَ السَّفَاهَةِ يَحْلُمِ

بوڑھے کی بے وقوفی کے بعد بُردباری (کا حصول) نہیں (بے وقوف بوڑھا حلیم نہیں ہوسکتا) جوان، بے وقوفی کے بعد بردبار بن جاتا ہے۔

مطلب: بڑھاپے میں آدمی جب سٹھیا جاتا ہے تو عقل لوٹ کر نہیں آتی اور جوانی کا جنون بڑھاپے میں زائل ہو جاتا ہے

سفاہ: مصدر ''ک'' سفاهاً و سفاهةً بے وقوف ہونا، جاہل ہونا ﴿إِنَّا لَنَرَاكَ فِی سَفَاهَةٍ : الاعراف ٦٦﴾۔ **شیخ:** بوڑھا، شیخ کا اطلاق، استاد، عالم، سردار اور ہر اس شخص پر ہوتا ہے جو لوگوں کے نزدیک علم، فضیلت، مرتبہ کے لحاظ سے بڑا ہوتا ہے، شیخ المرأة شوہر، شیخ النار شیطان، شیخ کی جمع شُیُوخ، شِیُوخ اَشْیَاخ، شِیْخَان، مَشِیْخَةٌ ہے، جج مشائخ، اشایخ اور شیخ کی تصغیر شِیَخ اور شُیَخ ہے ﴿وَأَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ : القصص ٢٣﴾۔ **حلم:** مصدر ''ک'' درگزر کرنا، بردبار ہونا ﴿فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ :الصافات ١٠١﴾

٦٣ سَأَلْنَا فَأَعْطَيْتُمْ وعُدْنَا فَعُدتُّم وَمَنْ أَكْثَرَ التَّسْآلَ يَوْماً سَيُحْرَمِ

ہم نے مانگا تم نے دیا، ہم نے پھر مانگا تم نے پھر دیا، اور جو زیادہ مانگتا رہے گا ایک دن محروم کر دیا جائے گا۔

مطلب: روز روز کا سوال انسان کو محروم اور رُسوا بنا دیتا ہے۔

وعدنا: ماضی ''ن'' عَوداً دوبارہ کرنا ﴿أُعِيدُوا فِيهَا وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ :الحج ٢٢﴾۔

تسآل: مصدر سال یسأل سؤالاً سَألةً سَآلةً تَسْآلاً، درخواست کرنا، مانگنا ﴿سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ :المعارج ١﴾۔ **یحرم:** مضارع مجہول، ''ض'' منع کرنا، روکنا، محروم کرنا ﴿حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ :الذاریات ٩﴾

لبید بن ربیعۃ العامری

ابو عقیل لبید بن ربیعة بن مالك بن جعفر بن كلاب بن ربیعة بن عامر

لبید کی والدہ تامرة بنتِ زنباع قبیلہ عبسیة سے تعلق رکھتی تھی،

لبید نجیب النسل، شریف النفس، بڑا فیاض، نہایت دانا اور پیکرِ مہر و مروت تھا، طبیعت میں شجاعت، سخاوت اور جسارت بہت زیادہ تھی، یہی وہ اخلاق ہیں جو اس کی شاعری میں رواں دواں نظر آتے ہیں، اس نے جود وسخا اور جنگی ماحول میں پرورش پائی، اس کا باپ ربیعہ پریشان حال لوگوں کا ماوٰی وملجاء تھا، اس کا چچا عامر بن مالک "مُلَاعِبُ الاَسِنَّةِ" (نیزوں سے کھیلنے والا) قبیلہ مضر کا نامور بہادر اور شہسوار تھا، نابغہ الذبیانی نے لبید کے بچپن میں کہہ دیا تھا کہ یہ بچہ بنو ہوازن میں سب سے بڑا شاعر ہوگا، ایک مرتبہ لبید سے کسی نے پوچھا کہ اشعر الناس کون ہے......؟ جواب دیا الملک الضلّیل یعنی امرؤ القیس، پوچھا اس کے بعد کس کا نمبر ہے......؟ کہا مقتول لڑکے کا یعنی طرفہ بن عبد، پوچھا اس کے بعد......؟ کہا ابو عقیل یعنی خود،

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ مشہور شاعر فرزدق ایک مسجد کے سامنے سے گزر رہا تھا کہ ایک شخص نے لبید کا یہ شعر پڑھا:

وجــلا السیـول عــن الــطـلـول کــانّهــا

زبــر تــجــد متــونهــا اقــلامهــا

سیلابوں نے کھنڈروں کو (مٹی میں دب جانے کے بعد) ظاہر کر دیا گویا کہ وہ کتابیں ہیں جن کی قلموں نے ان کی کتابت کو دوبارہ چمکا دیا،

فرزدق یہ سن کر اچانک سجدے میں گر گیا کسی نے کہا یہ کیا "ابوفراس" ابوفراس فرزدق کی کنیت تھی، کہنے لگا تم قرآن کے سجدوں کو جانتے ہو میں شعر کے سجدے کو جانتا ہوں، اس شعر میں اتنی بلاغت وفصاحت ہے کہ مجھے سجدہ کرنے پر مجبور کر دیا۔

ایک دلچسپ واقعہ

''بنوعبس اور بنو عامر میں دشمنی تھی'' بنوعبس کا وفد جوانس بن قیس اور ربیع بن زیاد پر مشتمل تھا، نعمان بن منذر شاہِ عرب کے پاس آیا کرتا تھا، اسی طرح بنو عامر جو (بنو عامر کی ایک شاخ) بنو اُمّ البنین کے لوگوں پر مشتمل تھے ابو براء عامر بن مالک کی سرکردگی میں اس کے پاس آیا کرتے تھے، اور اپنی اپنی حاجتیں ذکر کرتے اور عطیات و امداد حاصل کرتے، ربیع بن زیاد عبسی نعمان بن منذر کے شراب نشینوں میں شامل تھا، اس نے نعمان کے کان بنو عامر کے خلاف بھرنا شروع کر دیئے حتی کہ ایک مرتبہ بنو عامر اس کے پاس آئے تو نعمان نے کوئی خاص توجہ نہ دی اور انہیں خالی ہاتھ واپس جانا پڑا۔ یہ لوگ واپس قافلے میں پہنچے، ان کے ساتھ لبید بن ربیعہ بھی تھا، جو اَبھی بچہ تھا، اس کو سارے معاملے کا علم ہوا تو عامر بن مالک سے کہا کہ اگر تم مجھے دربار میں لے چلو تو میں ربیع بن زیاد سے تمہارا بدلہ لوں گا، یہ لوگ پہلے تو راضی نہ ہوئے، لیکن اس کے کافی اصرار کے بعد یہ اسے دربار میں لے گئے، نعمان بن منذر ناشتہ کر رہا تھا، اس کے ساتھ ربیع بھی تھا، عامر بن مالک نے اپنی حاجت پھر پیش کرنی چاہی تو ربیع دوبارہ آڑے آیا، اب لبید کھڑا ہوا، اس نے اپنی حالت جاہلی دستور کے مطابق ہجو کرنے والے افراد کے جیسی بنا رکھی تھی جو کبھی ہجو بیان کرتے ہوئے ایسا روپ دھارتے تھے، کہ سر منڈوایا ہوا تھا اور دو مینڈھیاں چھوڑ کر ان میں ایک پر تیل لگایا ہوا تھا پاجامہ ڈھیلا پہنا ہوا تھا اور صرف ایک پاؤں میں جوتی تھی، اور حضرتِ لبید یوں گویا ہوئے۔

نحن بنی ام البنین الاربعة

ونحن خیر بنی عامر بن صعصعه

ہم چار بیٹوں کی ماں کے بیٹے ہیں اور ہم بنو عامر بن صعصعہ کے بہترین لوگ ہیں۔

المطعمون الجفنة المدعدعة

والضاربون الهام تحت الخيضعه

ہم بھرے پیالے سے کھانے والے ہیں اور خود کے نیچے کھوپڑیوں کو توڑ کر رکھ دینے والے

ہیں۔

مهلاً ابيت اللعن لا تأكل معهُ

ان استهُ من برصٍ ملمعة

ترجمہ: رک جاؤ! مستحق لعنت فعل سے باز رہو اس کے ساتھ مت کھاؤ اس کی دبر پر برص کے چمکتے ہوئے داغ ہیں۔

وانهُ يدخل فيها اصبعهُ

يدخله حتى يوارى اشجعهُ

ترجمہ: یہ شخص اپنی دبر میں انگلی داخل کرتا ہے، یہاں تک کہ جڑ تک انگلی کو پہنچا دیتا ہے۔

كانما يطلب شيئاً اودعهُ

گویا کہ وہ کسی ودیعت رکھی چیز کو نکال رہا ہے۔

نوٹ: کسی برص کے مریض کا بادشاہ کے پاس بیٹھنا کس قدر معیوب ہوتا ہے، حارث بن حلزہ کے حالات میں اس کی تفصیل آپ پڑھ لیں گے۔

جب لبید فارغ ہوا تو نعمان نے ربیع کی طرف دیکھا، ربیع چیخ اٹھا کہ یہ جھوٹا اور خدا کی قسم احمق و کمینے کی اولاد ہے، بہر حال اس جھگڑے کے بعد نعمان نے یہ کہتے ہوئے کھانے سے ہاتھ کھینچ لئے:

افٍ لهذا الغلام لقد خبثت علىّ طعامى

ربیع کہنے لگا: اس لڑکے کو کیا پتہ اس کی ماں بچپن میں میری پرورش میں رہی تھی اور میں نے اس کے ساتھ ایسا ایسا کیا (دراصل لبید بن ربیعہ کی والدہ کا تعلق قبیلہ بنو عبس سے تھا)، لبید نے کہا کہ تو نے اپنے بارے میں جو کہا سو درست کہا......! برے آدمی سے برائی کی ہی امید رکھی جاتی ہے، اور جہاں تک میری ماں کا تعلق ہے تو وہ بچی تھی اور بچی سے ایسا ہونا ممکن ہی نہیں،

نعمان بن منذر نے دونوں کو خاموش کرایا اور بنو عامر کے لوگوں کو کچھ دے دلا کر رخصت کر دیا،

ربیع بن زیاد بھی دربار سے رخصت ہوا اور دوبارہ کبھی ادھر کا رخ نہ کیا، اگرچہ نعمان نے خط لکھ کر اسے تسلی دی اور بلانا بھی چاہا لیکن ربیع نے مندرجہ ذیل شعر پر مشتمل جواب لکھا اور آنے سے انکار کر دیا۔

قــد قيــل مــاقيــل ان صــدقــاً وان كــذبــا

فــمــا اعتــذارك مــن قــول اذا قيــلا

اور آخر میں یہ لکھا کہ آپ کے دل میں جو بات آچکی ہے اسے دور کرنا سوائے اس کے ممکن نہیں کہ میں اپنا ستر کھولوں اور ایسا کرنا میرے لئے ممکن نہیں لہٰذا معذرت چاہتا ہوں۔

والسلام..........!

اور اس طرح بنو عامر ہمیشہ کے لئے اپنے مخالف سے آزاد ہو گئے۔

لبید بن ربیعہ العامری اور اسلام

زمانہ اسلام میں لبید جب مکہ میں آیا تو ابوجہل نے کہا جہاں جاؤ، جس سے ملو، لیکن محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نہ ملنا، اس کی باتوں میں آجاؤ گے، پہلے تو لبید شاید آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نہ ملتا لیکن جب اسے منع کیا گیا تو اس کے دل میں ملنے کی خواہش پیدا ہوئی، بیت اللہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، لبید آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس گیا حال احوال پوچھا اور پوچھا کہ لوگ تجھ سے ملنے سے کیوں منع کرتے ہیں آپ تو بہت اچھے آدمی ہیں۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایک خدا کی طرف پکارتا ہوں اور شرک کرنے سے منع کرتا ہوں اور خدا کا پیغام لوگوں تک پہنچاتا ہوں، پھر چند آیات تلاوت کیں، جیسے ہی لبید نے آیات سنیں تو بوکھلا کر پیچھے ہٹا، اس کا رنگ زرد پڑ گیا، کہا کہ خدا کے لئے چپ ہو جاؤ، یہ کس کا کلام ہے؟ میں لغتِ عرب سے اچھی طرح واقف ہوں، شاعر ہوں، شاعروں کے کلام کو خوب سمجھتا ہوں، خدا کی قسم! یہ کلام کسی انسان کا نہیں ہو سکتا،

اسی وقت لبید مسلمان ہوکر لبید بن ربیعۃ العامری رضی اللہ عنہ بنے۔

بعد میں انہوں نے شعر کہنے چھوڑ دیئے اور کہا کہ جب قرآن کی شکل میں ہمارے پاس ایسا بلیغ کلام موجود ہے تو ہمارے اشعار کی کیا ضرورت ہے حتی کہ زمانۂ فاروقیؓ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ کوفہ کے شعراء سے اسلام کے متعلق کچھ اشعار لکھنے کو کہا: انہوں نے لکھ دیئے، پھر یہی مطالبہ لبید رضی اللہ عنہ سے بھی کیا کہ آپ بھی اسلام سے متعلق کچھ لکھ دیں، جواب میں انہوں نے سورۃ بقرہ کی آیات تحریر کر کے بھجوا دیں، اور کہا کہ اس کلام کی موجودگی میں میں اشعار نہیں کہہ سکتا۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے، اور ڈھائی ہزار دینار وظیفہ مقرر کیا۔

لبید بن ربیعہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

روایت کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: لبید نے یہ بات کتنی سچی کہی ہے۔

"أَلَا كُلُّ شَيءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ".

وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بنُ حَاتِمِ بنِ مَيمُونٍ حَدَّثَنَا ابنُ مَهدِيٍّ عَن سُفيَانَ عَن عَبدِ المَلِكِ بنِ عُمَيرٍ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَن أَبِي هُرَيرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَصدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا شَاعِرٌ كَلِمَةُ لَبِيدٍ أَلَا كُلُّ شَيءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ

الجامع الصحيح المسلم باب الشعر ج٢ صـــ٢٣٨

وفات: لبید بن ربیعہ العامریؓ ۱۴۰ سال کی عمر پا کر ۴۰ھ ۶۶۰ عیسوی میں بحالت اسلام انتقال کر گئے۔

إنا لله وإنا إليه راجعون

معلقہ رابعہ کا تعارف

لبید کی شاعری، فخریہ شاعری اور شرافت وکرم کا مرقع ہے، اس کی نظم کی عبارت پُرشوکت اور الفاظ کی ترتیب خوشنما ہے جس میں بھرتی کے الفاظ نہیں ہیں نیز وہ حکمتِ عالیہ، موعظتِ حسنہ اور جامع کلمات سے مزین ہے، لبید کی شاعری میں جہاں عاشقوں کی شوخیاں ہیں تو وہاں اولوالعزم لوگوں کے بلند مقاصد کا وصف بھی ہے، اس معلقہ میں اس نے اولاً روایتی انداز سے دیارِ محبوبہ کو دیکھ کر بھولی بسری یادوں کو تازہ کیا، محبوبہ کے حسن کو انوکھی تشبیہات سے مزیّن کیا، پھر پُرزور الفاظ اور پختہ اسلوب سے اپنی اور اپنی اونٹنی کی توصیف کی، اونٹنی کے اوصاف معلقے کا ایک اہم حصہ ہیں۔ آپ کی شاعری بدوی زندگی اور بدویوں کے اخلاق وعادات کی منہ بولتی تصویر ہے، کہا جاتا ہے کہ کھنڈرات کے آثار کے تذکرے، دورانِ سفر مختلف علامات اور ریگزاروں کے تذکرے میں جو مقام لبید کو حاصل ہے، وہ ان معلقات میں اور کسی شاعر کو حاصل نہیں ہوا، علامہ زوزنی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، ان بیان کی گئی علاماتِ سفر کو دیکھتے ہوئے کوئی شخص ان راستوں کو آج بھی بڑی آسانی سے پہچان سکتا ہے، جو اس نے وسطِ عرب سے خلیجِ فارس کی طرف جاتے ہوئے اختیار کئے۔
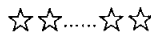
۱ عَفَتِ الدِّيَارُ مَحَلُّهَا فَمُقَامُهَا بِمِنًى تَأَبَّدَ غَوْلُهَا فَرِجَامُهَا

منیٰ میں زیادہ دن اور تھوڑے دن ٹھہرنے کے نشانات مٹ گئے اور (کوہ) غول اور رجام کے مکانات وحشت کدہ بن گئے۔

مطلب: چونکہ محبوبہ ان دیار سے کوچ کرگئی ہے اس لئے اب مکان کے نشانات بالکل مٹ گئے اور سب ویران ہوگئے۔

عَفَت: ماضی ''ن'' عفواً مٹنا، الریحُ المنزلَ، مٹادینا ﴿فَتَابَ عَلَيكُم وَعَفَا عَنكُم :البقرة ١٨٧﴾۔ **دِيَارُ:** مفرده: دار: مکان، گھر، رہنے کی جگہ (کیونکہ وہ مکانات اب نشانات کی صورت میں تھے اسلئے ترجمہ ''نشانات'' سے کیا گیا) ﴿فَأَصبَحُوا فِي دِيَارِهِم جَاثِمِينَ: هود ٦٧﴾ ۔ **مَحَلّ:** اسم ظرف، وہ جگہ جہاں کم وقت کے لئے ٹھہرا جائے ﴿ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى البَيتِ العَتِيقِ :الحج ٣٣﴾ ۔ **مُقَام:** اسم ظرف، بضم المیم وفتحها: وہ جگہ جہاں زیادہ وقت کے لئے ٹھہرا جائے ﴿إِنَّهَا سَاءَتْ مُستَقَرًّا وَمُقَامًا :الفرقان ٦٦﴾ ۔ **مِنیٰ:** جگہ کا نام ہے جو مکہ سے جنوب مشرق میں دو میل لمبا اور ایک میل چوڑا میدان ہے، یا نجد کے قریب ایک میدان۔ **تَأَبَّدَ:** ماضی ''تفعل'' جنگلی ہونا، المکانُ مکان کا ویران ہونا، جنگلی جانوروں کا مسکن ہونا (وحشت کدہ)۔ **غَوْل ورِجَام:** پہاڑوں کے نام ہیں، غول بنوضباب کا پہاڑ ہے جب کہ رجام حجاز میں پہاڑی سلسلہ ہے۔

۲ فَمَدَافِعُ الرَّيَّانِ عُرِّيَ رَسْمُهَا خَلَقاً كَمَا ضَمِنَ الْوُحِيَّ سِلَامُهَا

پھر (کوہ) ریان کی نالیاں (احباب کے چلے جانے کی وجہ سے وحشت ناک ہوگئیں) جن کے نشانات درآنحالیکہ وہ پرانے پڑ گئے تھے، اس طرح واضح کردیئے گئے جس طرح کہ چکنے وچوڑے پتھر نقوشِ کتابت کے ضامن ہوتے ہیں۔

مطلب: نالے اَٹ جانے کے بعد بارش اور سیلاب سے پھر نمودار ہوگئے جس طرح کہ کندہ پتھر کی کتابت عرصہ کے بعد کچھ نمایاں رہ جاتی ہے۔

مَذَافِع: مفردہ:مَدْفع: پانی بہنے کی جگہ (نالی) ﴿لِلكَافِرِينَ لَيسَ لَهُ دَافِعٌ :المعارج ٢﴾ -**رَيَّان:** پہاڑ کا نام ہے-**عُرِّیَ:** ماضی مجہول، ''تفعیل'' تَعرِيَةٌ: ننگا ہونا، واضح ہونا، علیحدہ کرنا ﴿أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعرَى : طه ١١٨﴾ -**رَسْمُهَا:** رَسمٌ، علامت-**خَلَقاً:** مصدر ''س،ن،ک'' خَلَقاً وخُلُوقاً، الثوبُ بوسیدہ ہونا، پرانا ہونا-**وُحِيٌّ:** مفردہ:وَحْيٌ بفتح الواو، نقوشِ کتابت ''ض'' وَحياً الكتاب لکھنا، انبیاء پر کئے جانے والے القاء کے لئے اس کا استعمال غالب ہے ﴿إِن هُوَ إِلَّا وَحيٌ يُوحَى : النجم٤﴾ -**سِلام:** مفردہ:سِلمةٌ : چکنا اور چوڑا پتھر۔

٣ دِمَنٌ تَجَرَّمَ بَعْدَ عَهْدِ أَنِيسِهَا　　حِجَجٌ خَلَوْنَ حَلَالُهَا وحَرَامُهَا

(ان مکانوں کے) ایسے نشان ہیں جن پر ان کے باشندوں کے زمانہ کے بعد بہت سے
مکمل سال یعنی ان سالوں کے حلال اور حرام مہینے گزرے (تو پھر ویران کیوں نہ ہوتے)۔

دِمَنٌ: مفردہ:دِمْنَةٌ: نشان-**تَجَرَّمَ:** ماضی ''تفعل'' ختم ہوجانا، کہا جاتا ہے، عامٌ مُجَرَّمٌ: پورا سال، مکمل سال-**أَنِيس:** باشندہ، انسان؛ کہا جاتا ہے ما بالدار من انيس گھر میں کوئی نہیں ﴿وَحُشِرَ لِسُلَيمَانَ جُنُودُهُ مِنَ الجِنِّ وَالإِنسِ : النمل ١٧﴾ -**حِجَجٌ:** مفردہ:حِجَّةٌ: سال ﴿عَلَى أَن تَأجُرَنِي ثَمَانِيَ حِجَجٍ: القصص٢٧﴾ -**خَلَوْنَ:** ماضی ''ن'' خُلُواً، گزرنا ﴿سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِينَ خَلَوا مِن قَبلُ : الاحزاب٣٨﴾ -**حَلَالُ:** اشهر حرم کے علاوہ باقی مہینے-**حَرَامُ:** اشهرِ حُرُم ﴿الشَّهرُ الحَرَامُ بِالشَّهرِ الحَرَامِ :البقرة ١٩٤﴾

٤ رُزِقَتْ مَرَابِيعَ النُّجُومِ وَصَابَهَا　　وَدْقُ الرَّوَاعِدِ جَوْدُهَا فَرِهَامُهَا

(ان مکانات پر) ستاروں (کی تاثیر سے) موسم ربیع کی ابتدائی بارشیں برسائی گئیں اور
ان پر کڑکنے والے بادلوں کی موسلا دھار اور ہلکی مگر دیر تک برسنے والی بارشیں برسیں۔

رُزِقَتْ: ماضی مجہول ''ن'' رَزَقَ معروف: روزی پہنچانا، رُزِقَ مجهول: روزی پانا، عطا کرنا، دینا، اسی سے برسانے کا معنی کیا گیا، الرِّزْق بارش، ج:اَرْزَاق ﴿وَيُنَزِّلُ لَكُم مِّنَ السَّمَاءِ رِزقًا: المؤمن ١٣﴾ -

مَرَابِيع: مفردہ:مِرْبَاع، ،موسم بہار کی ابتدائی بارش۔**وَصَابَهَا:** صاب، ماضی''ن''صوباً، المطر بارش ہونا۔**وَدْق:** بارش﴿فَتَرَى الوَدقَ يَخرُجُ مِن خِلَالِهِ: الروم ٤٨﴾۔**رَوَاعِد:** أي ذوات الرّعد، مفردہ:راعدۃ: کڑکنے والی بدلی﴿وَيُسَبِّحُ الرَّعدُ بِحَمدِهِ :الرعد ١٣﴾ ۔ **جَوْد:** موسلا دھار بارش،ابن الانباری کہتے ہیں جود سے مراد وہ بارش ہے جو لوگوں کو راضی کردے۔**رِهَام:** مفردہ:رِهْمَةٌ، ہلکی مگر دیر تک برسنے والی بارش۔

٥ مِنْ كُلِّ سَارِيَةٍ وَغَادٍ مُدْجِنٍ   وَعَشِيَّةٍ مُتَجَاوِبٍ أَرْزَامُهَا

(وہ مکانات) ہررات کے برسنے والے اور صبح کے وقت برسنے والے تاریک اور شام کے وقت برسنے والے ایسے ابر سے (سیراب کئے گئے) جس کی کڑک آپس میں ایک دوسرے کو جواب دینے والی تھی، (بادلوں کی پے در پے کڑک اور گرج ایسی سنائی دے رہی تھی گویا وہ باہم گفت وشنید میں مصروف ہیں)،

سَارِيَة: وہ بادل جو رات کے وقت آئے،ج:سَوَارٍ۔ **غَادٍ:** وہ بادل جو صبح کے وقت آئے۔﴿غُدُوُّهَا شَهرٌ وَرَوَاحُهَا شَهرٌ :السباء ١٢﴾ **مُدْجِنٌ:** اسم فاعل،''افعال'' تاریک ہونا،الدجنُ،گھٹاٹوپ (تاریک) بادل۔**عَشِيَّةٌ:** شام،وہ بادل جو شام کے وقت آئے،ج:عَشِيَات﴿إِلَّا عَشِيَّةً أَو ضُحَاهَا: النازعات ٤٦﴾ **مُتَجَاوِبٌ:** اسم فاعل،تفاعل،گفتگو کرنا،ایک دوسرے کو جواب دینا۔﴿يَا قَومَنَا أَجِيبُوا دَاعِيَ اللّهِ: الاحقاف ٣١﴾۔**إِرْزَامُهَا:** بکسر الأول مصدر افعال، الرعدُ: سخت گرجنا (کڑک)، وبفتح الاول جمعٌ ومفردہ رَزْمَةٌ تیز آواز، کہتے ہیں غیثٌ رَزِمٌ وہ بارش جس میں بادل کی گرج ختم نہ ہو۔

٦ فَعَلَا فُرُوعَ الأَيْهُقَانِ وَأَطْفَلَتْ   بِالْجَهْلَتَيْنِ ظِبَاؤُهَا وَنَعَامُهَا

پس (زمین کے سیراب ہوجانے کی وجہ سے) جھڑبیری کی شاخیں بڑھ گئیں اور وادی کے اطراف میں ہرنوں نے بچے اور شتر مرغ نے (انڈے) دے دیئے۔

مطلب: بارش کی کثرت سے تمام جنگل شاداب اور ہرے ہو گئے اور وحشی جانوروں نے بچے دے دیئے۔

عَلَا: ماضی "ن" بلند ہونا ﴿إِنَّ فِرعَونَ عَلَا فِي الأَرضِ :القصص ٤﴾ **فُرُوع:** مفردہ فرعٌ اوپر کا حصہ جو اصل سے نکلا ہو، فُرعُ الشَّجَرةِ شاخ، فَرعُ المَرأةِ عورت کے بال ﴿أَصلُهَا ثَابِتٌ وَفَرعُهَا فِي السَّمَاءِ :ابراهيم ٢٤﴾۔ **اَيُهْقَانِ:** جھڑبیری۔ **اَطْفَلَتْ:** ماضی "افعال" بچوں والا ہونا ﴿وَإِذَا بَلَغَ الأَطفَالُ مِنكُمُ الحُلُمَ :النور ٥٩﴾۔ **بِالجَهْلَتَيْنِ:** تثنیہ: جَهْلَةٌ، وادی کا کنارہ، کہا جاتا ہے جهلتان ہمیشہ تثنیہ ہی استعمال ہوتا ہے، اسی وجہ سے ظباء ھا ونعامھا میں ھا ضمیرِ مفرد تثنیہ کی طرف لوٹائی گئی ہے۔ **ظِبَاءُ:** مفردہ: ظَبیٌ ہرنی۔ **نَعَام:** مفردہ: نَعَامَةٌ، شتر مرغ، نَعَام کا عطف بھی اگرچہ اطفلت پر کیا گیا ہے، لیکن تقدیرِ عبارت و بَاضَتْ نَعَامُ ہے (کیونکہ شتر مرغ بچے نہیں دیتا، انڈے دیتا ہے) عدم التباس کی وجہ سے اطفلت پر عطف کر دیا گیا؛ جیسا کہ مشہور ترکیب الفتھا تبناً وماءً بارداً میں ہے اصل میں الفتھا تبناً واسقَيتُ ماءً بارداً ہے۔

٧ وَالعِينُ سَاكِنَةٌ عَلَى أَطْلَائِهَا　　عُوذاً تَأَجَّلَ بِالفَضَاءِ بِهَامُهَا

ترجمہ: وحشی گائیں درآنحالیکہ وہ نوزائیدہ ہیں اپنے بچوں کے پاس کھڑی ہیں اور ان کے بچے کھلے میدان میں ریوڑ، ریوڑ (پھرتے) ہیں۔

مطلب: غرض کہ اب وہ دیارِ حبیب وحشی جانوروں کا مسکن بن گئے۔

اَلعِيْنُ: وحشی گائیں۔ **اَطْلَاءِ هَا:** مفردہ: طِلاء نیل گائے کا مہینے تک کا بچہ۔ **عُوْذاً:** مفردہ: عائذ نئی جننے والی ہرنی، اونٹنی یا گھوڑی وغیرہ؛ عُوذاً ساکنۃ کی ضمیر سے حال ہے ﴿وَقَالَ مُوسَى إِنِّي عُذتُ بِرَبِّي :غافر ٢٧﴾۔ **تَأَجَّل:** ماضی "تفعل" پیچھے رہنا، ریوڑ، ریوڑ ہونا، الإجل، نیل گائیوں کے ریوڑ کو کہتے ہیں۔

بِهَام: مفردہ: بَهمَةٌ، بھیڑ، بکری، گائے وغیرہ کے بچے۔

٨ وَجَلَا السُّيُولُ عَنِ الطُّلُولِ كَأَنَّهَا　　زُبُرٌ تُجِدُّ مُتُونَهَا أَقلَامُهَا

سیلابوں نے کھنڈروں کو (مٹی میں دب جانے کے بعد) ظاہر کر دیا، گویا کہ وہ کتابیں ہیں

جن کی قلموں نے ان کی اصل عبارت کو دوبارہ نیا کر دیا ہے۔

☆فرزدق نے جب یہ شعر سنا تو سجدہ میں گر گیا، لوگوں نے سبب دریافت کیا تو کہنے لگا کہ تم سجدات قرآن کو جانتے ہو میں سجدۂ شعر کو پہچانتا ہوں۔

جَلَا: ماضی ''ن'' جَلواً وَجلاءً واضح کرنا ﴿وَالنَّهَارِ إِذَا جَلَّاهَا :الشمس ۳﴾ ۔**سُیُوْل:** مفرد:السَّیلُ سیلاب ﴿فَاحْتَمَلَ السَّیلُ زَبَدًا رَابِیًا :الرعد ۱۷﴾ ۔**طُلُوْل:** مفرده طَلَلُ، کھنڈر۔**زُبُرٌ:** مفردہ زُبُور، کتاب ﴿وَإِنَّهُ لَفِی زُبُرِ الْأَوَّلِینَ :الشعراء ۱۹۶﴾ ۔**تُجِدُّ:** مضارع ''افعال'' نیا کرنا، تجدید کرنا ﴿وَیَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیدٍ :ابراهیم ۱۹﴾ ۔**مُتُوْن:** مفردہ المَتنُ، الکِتَابِی: کتاب کی اصل عبارت......(شرح وحاشیہ کے علاوہ) ﴿ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِینُ :الذاریات ۵۸﴾۔

۹ أَوْ رَجْعُ واشِمَةٍ أُسِفَّ نَؤُورُها ۔۔۔ كِفَفاً تَعَرَّضَ فَوْقَهُنَّ وِشامُهَا

یا گودنے والی کے دوبارہ گودنے کے نشان ہیں، جن کے حلقوں میں اس کا کاجل بھر دیا گیا ہے جن پر اس کے گودنے کے نشان ظاہر ہو گئے ہیں۔

مطلب: کھنڈروں کے ناپید ہونے کو مٹے ہوئے گودنے کے نشانات سے تشبیہ دی اور سیلاب کی وجہ سے اس کے دوبارہ نمودار ہو جانے کو گودنے کے اجالے ہوئے نشانات سے تشبیہ دی۔

رَجْع: مصدر ''ض'' رجوعاً واپس ہونا، لوٹنا ﴿وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَى :الاعراف ۱۵۰﴾ ۔**واشِمة:** اسم فاعل مؤنث ''ض'' وشماً گودنا۔**أُسِفّ:** ماضی ''افعال'' الشیئَ ''بعض کو بعض سے ملا کر جوڑنا''، اسی طرح کہا جاتا ہے اَسْفَفْتُ الدَّوَاءَ الجَرْحَ، میں نے دوائی زخم پر مَل دی (أُسِفَّ النَّؤُورُ کاجل بھر دیا گیا)۔

نَؤُوْرُ: کاجل۔**کِفَفًا:** گودنے کے حلقے۔**تَعَرَّضَ:** ماضی ''تفعل'' ظاہر کرنا، افعال، اعراض کرنا ﴿وَمَن یُعرِض عَن ذِکرِ رَبِّهِ :الجن ۱۷﴾ ۔**وِشَام:** مفردہ وَشم گودنے کا اثر۔

۱۰ فوقفتُ أَسْأَلُها وكَيْفَ سُؤَالُنا ۔۔۔ صُمّاً خَوالِدَ مَا يُبِينُ كَلامُهَا

پس میں ٹھہرا اور ان کھنڈرات سے (محبوبہ کے احوال) دریافت کرنے لگا حالانکہ باقی ماندہ

ٹھوس پتھروں سے کہ ان کی گفتگو ظاہر نہیں ہوتی، کیسے سوال ہو سکتا ہے (دوسرے مصرعہ سے اپنی وارفتگی کا عالم دکھانا مقصود ہے)۔

وَقَفْتُ: ماضی ''ض'' ٹھہرنا ﴿وَقِفُوهُم إِنَّهُم مَسئُولُونَ: الصافات ٢٤﴾ ۔**صُمّاً:** مفردہ: اصم، ٹھوس ۔**خَوَالِدَ:** پہاڑ، پتھر ۔**يُبِيْنُ:** مضارع ''افعال'' ظاہر کرنا ﴿وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الآيَاتِ: النور ١٨﴾

١١ عَرِيَتْ وَكَانَ بها الْجَمِيعُ فَأَبْكَرُوا   مِـنْهَـا وَغُـودِرَ نُؤْيُهَـا وَثُـمَـامُهَـا

وہ گھر (رہنے والوں سے) خالی ہو گئے اور پہلے اس میں سب تھے پس وہ صبح سویرے اس گھر سے سفر کر گئے اور اس کی نالیاں (جو خیمہ کے اردگرد کھودی جاتی ہیں) اور چھوٹی گھاس (کی باڑ جو حفاظت کے لئے خیموں کے چاروں طرف لگا دی جاتی ہے) چھوڑ دی گئیں۔

عَرِيَتْ: ماضی ''س'' مجرد عن الثياب، لیکن خالی ہونا مراد لیا گیا ہے ﴿أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعرَى :طه ١١٨﴾ ۔**اَبْكَرُوا:** ماضی ''افعال'' آگے بڑھنا، جلدی کرنا، صبح کے وقت سفر کرنا ﴿وَسَبِّح بِالعَشِيِّ وَالإِبكَارِ :ال عمران ٤١﴾ ۔**غُوْدِرَ:** ماضی مجہول ''مفاعلة'' چھوڑنا ﴿فَلَم نُغَادِر مِنهُم أَحَدًا :الكهف ٤٧﴾ ۔**نُؤْيٌ:** چھوٹی حوضی، خیمے کے گرد چو بچہ، نالی، ج: اناء۔ **ثُمَامُ:** مفردہ ثُمَامَةٌ، ایک قسم کی گھاس جو لمبی نہیں ہوتی۔

١٢ شَـاقَتْكَ ظُعْنُ الحَيِّ حِينَ تَحَمَّلُوا   فَتَـكَـنَّسُـوا قُـطُـنـاً تَـصِـرُّ خِـيَـامُـهَـا

تجھ کو قبیلہ کی ہودج نشین عورتوں نے اس وقت (اور زیادہ) مشتاق بنایا جب کہ وہ (روانگی کے لئے) کوچ کرنے لگیں اور ہودجوں میں داخل ہوئیں، درآں حالیکہ لکڑیوں کے ہوادج (بوجھ کی وجہ سے) چڑ چڑ کر رہے تھے۔

مطلب: لکڑیوں کے چڑ چڑ کرنے سے عورتوں کا موٹا اور وزن دار ہونا معلوم ہوتا ہے جو کہ عرب میں عورتوں کے حسن کی علامت تھی۔

شَاقَتْكَ: ماضی ''ن'' شوقاً شوق دلانا۔**ظُعُنُ:** مفردہ ظعينة، ہودج یا عورت جب تک کہ ہودج میں

رہے﴿ یَومَ ظَعنِکُم وَیَومَ إِقَامَتِکُم النحل ۸۰ ﴾۔**حَيّ:** قبیلہ،ج:احیاء۔**تَحَمَّلُوا:** ماضی،تفعل، القومُ کوچ کرنا﴿وَلَنَحمِل خَطَایَاکُم وَمَا هُم بِحَامِلِینَ مِن خَطَایَاهُم : عنکبوت ۱۳﴾۔ **تَکَنَّسُوا:** ماضی،تفعل،المرأۃُ،عورت کا ہودج میں داخل ہونا،الظَبیُ ہرنی کا جائے پناہ میں داخل ہونا﴿ الجَوَارِ الکُنَّسِ :التکویر ۱۶﴾۔**قُطُن:** مفردہ:قِطان، ہودج کی لکڑی۔**تَصِرُّ:** مضارع''ض'' صَرًّا وصَریراً چرچرانا،ریحٌ صِرٌّ وریحٌ صَرصَرٌ تیز آوز والی ہوا﴿ وَأَمَّا عَادٌ فَأُهلِکُوا بِرِیحٍ صَرصَرٍ عَاتِیَةٍ :الحاقة ٦﴾۔**خِیَام:** مفردہ:خیمَةٌ، ہروہ مکان جو اینٹ گارے پتھر مٹی وغیرہ سے نہ بنا ہو،خیام ہودج کو بھی کہتے ہیں﴿حُورٌ مَقصُورَاتٌ فِی الخِیَامِ :الرحمٰن ۷۲﴾ (خِیَامُها کی ہاءضمیر قُطُناً کی طرف لوٹ رہی ہے،لکڑیوں کے ہوادج)

☆ آیت حور مقصورات فی الخیام کی تفسیر میں مفسر عظام فرماتے ہیں کہ اہلِ عرب ہوادج کو بھی خیام کہہ دیتے ہیں اور اسی شعر کو بطور استدلال ذکر فرماتے ہیں قال: الحوراء: الشدیدة بیاض العین الشدیدة سواد العین ۔ مقصورات: أی خدرت فی الخیام ۔ والخیام: البیوت ۔ والهوادج أیضا : خیام قال لبید:شاقتك ظعن الحی حین تحملوا ۔۔۔ فتکنسوا قطنا تصر خیامها

تفسیر طبری ج ۲۳ ص۷۳

۱۳ مِنْ کُلِّ مَحْفُوفٍ یُظِلُّ عِصِیَّهُ　　زَوْجٌ عَلَیْهِ کِلَّةٌ وَقِرَامُهَا

(جن ہودجوں میں وہ عورتیں جا بیٹھیں) ان میں سے ہر ہودج کپڑوں میں پوشیدہ تھا جس کی لکڑیوں پر ایک دبیز پردہ تھا جس پر ایک باریک پردہ اور ایک سرخ منقش کپڑا پڑا ہوا تھا۔

مَحْفُوف: اسم مفعول''ن'' حَفًّا گھیرنا،احاطہ کرلینا(پوشیدہ)**یُظِلُّ:** مضارع،افعال ،سایہ کرنا(الثوبُ الشئیَ کسی چیز پر کپڑا پڑا ہوا ہونا)﴿وَحَفَفنَاهُمَا بِنَخلٍ :الکهف ٤﴾۔**عِصِیّهُ:** مفردہ:عصا، لاٹھی،ڈنڈا،یہاں مراد،ہوادج کی لکڑیاں ہیں۔**زَوج:** ہودج پر ڈالا جانے والا کپڑا،ساتھی،جوڑا﴿ثُمَّ جَعَلَ مِنهَا زَوجَهَا :الزمر ٦﴾۔**کِلَّة:** باریک پردہ،ج کِلَلٌ۔ **قِرَام:** سرخ پردہ،ج:قُرُم۔

۱۴ زُجَلاً كَأَنَّ نِعَاجَ تُوضِحَ فَوْقَهَا وَظِبَاءَ وَجْرَةَ عُطَّفاً أَرْآمُهَا

وہ عورتیں گروہ در گروہ (جب ہودجوں میں سوار ہوئیں) تو اونٹوں پر یوں (معلوم ہوتا تھا کہ) گویا مقامِ توضح کی وحشی گائیں اور مقامِ وجرہ کی سفید ہرنیاں ان ہودجوں پر سوار ہیں اس حالت میں کہ وہ اپنے بچوں کو پیار سے دیکھ رہی ہیں۔

مطلب: عورتوں کو حسنِ چشم اور جولی رفتار میں بقراتِ وحش سے اور بہ نظر ترحم بچوں کی طرف دیکھنے والی ہرنیوں سے تشبیہ دی ہے اس لئے کہ ایسی حالت میں ان کی گردنوں اور نگاہوں میں ایک خاص حسن ہوتا ہے۔

زُجَلاً: مفردہ: زُجلَةٌ، جماعت، زجلاً تکنسوا کی ضمیر سے حال ہے۔ **نِعَاج:** مفردہ: نعجة، بھیڑ، نیل گائے ﴿إِنَّ هٰذَا أَخِي لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَعْجَةً :ص ٢٣﴾، **تُوضَح:** نامِ مقام ہے۔ **وَجْرَة:** نامِ مقام ہے، جو بصرہ سے چالیس میل مکہ کی طرف واقع ہے۔ **عُطَّفاً:** مفردہ: عاطف، ''ض'' عَطفاً و عُطُوفاً مائل ہونا، مہربانی کرنا (پیار سے دیکھنا)۔ **أَرْآم:** مفردہ: رِئمَةٌ: سفید ہرن۔

۱۵ حُفِزَتْ وَزَايَلَهَا السَّرَابُ كَأَنَّهَا أَجْزَاعُ بِيشَةَ أَثْلُهَا وَرِضَامُهَا

وہ سواریاں تیز ہنکائیں گئیں اور قطعاتِ سراب ان سے جدا ہو گئے (یعنی سواریاں ان میں سے ہو کر نکلیں تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ) گویا وہ وادی بیشہ کے موڑوں پر جھاؤ کے درخت یا پتھر کی چٹانیں ہیں، (کثرت اور ضخامت میں سواریوں کو جھاؤ کے درختوں یا پتھر کی چٹانوں سے تشبیہ دی ہے)۔

حُفِزَتْ: ماضی مجہول ''ض'' حَفزاً پیچھے سے دھکا دینا (تیز ہنکانا)۔ **سَرَابُ:** وہ ریگستانی ریت جو دھوپ کی تیزی کی وجہ سے پانی جیسی نظر آتی ہے اور اس میں مکانوں اور درختوں کا سایہ عکس کی طرح معلوم ہوتا ہے۔ **أَجْزَاعٌ:** مفردہ: جِزعٌ وادی کا موڑ۔ **بِيشَة:** نام مقام ہے جو یمامہ کے راستے میں ایک وادی ہے۔ **أَثْل:** مفردہ اثلةٌ جھاؤ کا درخت، ج: اثلات **رِضَام:** مفردہ رَضمَةٌ، بڑے بڑے پتھر جو عمارت میں اوپر تلے رکھے جائیں۔

١٦ بَلْ مَا تَذَكَّرُ مِنْ نَوَارَ وَقَدْ نَأَتْ　　وَتَقَطَّعَتْ أَسْبَابُهَا وَرِمَامُهَا

اب نوار (معشوقہ) کی یاد کیا؟ (اس کا تذکرہ بے سود ہے) جب کہ وہ دور ہوگئی اور اس کے
قوی اور ضعیف علائق (دوستی) منقطع ہوگئے۔

مطلب: محبوبہ کے ہجر اور قطع تعلق کے بعد اس کا ذکر لا حاصل ہے۔

بَلْ: حرف عطف سابق سے اعراض کے لئے آتا ہے۔ **مَا:** استفہامیہ ہے، یا موصولہ۔ **تَذَكَّر:** مضارع تفعل، دراصل تتذکّر تھا، تَذَكُّراً یاد کرنا ﴿أَوَلَم نُعَمِّركُم مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَن تَذَكَّرَ :فاطر ٣٧﴾ ۔ **نَوَارُ:** عورت کا نام ہے، جو لبید کی معشوقہ تھی بنو مرۃ بن عوف بن سعد بن ذبیان سے تعلق رکھتی تھی۔ **نَأَتْ:** ماضی ''ف'' نأیٌ، دور ہونا ﴿وَنَأَى بِجَانِبِهِ :الاسراء ٨٣﴾ ۔ **أَسْبَاب:** مفردہ: سبب، رسی، کہا جاتا ہے وتقطعت بهم الاسباب اس کی دوستیاں اور تعلقات ختم ہوگئے ﴿لَعَلِّي أَبلُغُ الأَسبَابَ أَسبَابَ السَّمَاوَاتِ :غافر ٣٦﴾ ۔ **رِمَام:** مفردہ: رِمَّةٌ، پرانی بوسیدہ رسی کا ٹکڑا (مراد ضعیف علائق دوستی)۔ ﴿إِلَّا جَعَلَتهُ كَالرَّمِيمِ :الذاريات ٤٢﴾

١٧ مُرِيَّةٌ حَلَّتْ بِفَيْدَ وَجَاوَرَتْ　　أَهْلَ الحِجَازِ فَأَيْنَ مِنْكَ مَرَامُهَا

وہ (نوار) مُرِيَّة ہے (کبھی مقام) فید میں جا اتری اور (کبھی) حجازیوں کی پڑوسن بنی، سو
اَب تیرا مقصد (حاصل ہونا) اس سے دشوار ہے۔

مطلب: دیارِ شاعر اور فید و حجاز میں کافی فاصلہ ہے اپنے نفس کو خطاب کر کے کہتا ہے کہ جب محبوبہ دُور دراز مقامات پر جا گزیں ہے تو اب وصال بہت دشوار ہے۔

مُرِيَّةٌ: قبیلہ بنو مرۃ کی طرف نسبت ہے۔ **حَلَّتْ:** ماضی ''ض'' اترنا ﴿أَو تَحُلُّ قَرِيبًا مِن دَارِهِم :الرعد ٣١﴾ ۔ **فَيْدَ:** سلمٰی پہاڑ کے پاس ایک مقام کا نام ہے اَجأ اور سلمی قبیلہ طے کے دو پہاڑ تھے۔ **حِجَاز:** مکہ، مدینہ اور طائف کے علاقے کو حجاز کہتے ہیں۔ **مَرَام:** قصد، مقصد۔

١٨ بِمَشَارِقِ الْجَبَلَيْنِ أَوْ بِمُحَجَّرٍ　　فَتَضَمَّنَتْهَا فَرْدَةٌ فَرُخَامُهَا

(وہ نوار بنو طے کے دو پہاڑ) اَجا وسلمٰی کے مشرق میں (مقیم ہوئی) یا (مقام) محجر میں پھر اس کو (کوہِ) فردہ اور اس کے رخام نے اپنے اندر سما لیا۔

مَشْرِق: سورج طلوع ہونے کی جہت، ج: مشارق ﴿قُل لِلّٰہِ الْمَشرِقُ وَالمَغرِبُ: البقرۃ ۱۴۲﴾۔
جَبَلَيْنِ: طے کے دو پہاڑ اجأ وسلمیٰ۔ **مُحَجَّر:** بلادِ طے کی ایک جگہ۔ **تَضَمَّنَتْهَا:** تضمّنت ماضی تفعل گود میں لینا (اندر سما لینا) **فَرْدَةٌ:** بلادِ طے کا ایک پہاڑ۔ **رُخَام:** مقام فردہ کے ساتھ ایک جگہ کا نام

۱۹ فَصُوَائِقٌ إِنْ أَيْمَنَتْ فَمِظَنَّةٌ　　فِيهَا وِحَافُ الْقَهْرِ أَوْ طِلْخَامُهَا

ترجمہ: پھر (مقام) صوائق نے (اس نوار کو اپنی گود میں لے لیا) اور اگر یمن میں آئی تو اس کے متعلق وحاف القہر یا اس کے طلخام کے بارے میں خیال ہے (کہ وہ اس کی فرودگاہ ہوں گے)۔

صُوَائِق، وِحَافُ الْقَهْر، طِلْخَام: علاقوں کے نام ہیں، صوائق حجاز میں مکہ کے قریب ہزیل کا ایک پہاڑ ہے جب کہ وحاف القہر حجاز کے اس نشیبی علاقے کو کہتے ہیں جو نجد سے متصل ہے۔
أَيْمَنَتْ: ماضی افعال، یمن میں سکونت اختیار کرنا، جیسے عراق سے اَعْرَقَ، یعنی عراق میں سکونت اختیار کی گئی۔ **مِظَنَّةٌ:** بکسر المیم وفتحہا، فتحہ کی صورت میں طاء مکسور ہوگی، الشیٔ، وہ جگہ جہاں چیز کے موجود ہونے کا گمان ہو، ج: مَظَانٌّ ﴿الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُلَاقُو رَبِّهِم :البقرۃ ۴۶﴾

۲۰ فَاقْطَعْ لُبَانَةَ مَنْ تَعَرَّضَ وَصْلُهُ　　وَلَخَيْرُ وَاصِلِ خُلَّةٍ صَرَّامُهَا

جس کا وصل معرضِ زوال میں ہو اس سے قطع تعلق کر لے، دوستی کرنے والا وہی بہتر ہے، جو (ضرورت کے وقت) قطعِ تعلق کر لے (تاکہ ہجر کے مصائب زیادہ برداشت کرنے نہ پڑیں)۔

مطلب: بعض کتابوں میں بجائے لخیر واصل کے ولشر واصل الخ ہے تو اس صورت میں اس شخص کی مذمت ہوگی جو دوستی کر کے نہ نبھائے، لیکن پہلی روایت اگلے شعر کے مناسب ہے۔

لُبَانَة: حاجت، تعلق، ج: لُبان **تَعَرَّضَ:** ماضی، تفعل، فاسد ہونا، درپے ہونا (معرضِ زوال) ﴿فاحکم بَینَهُم أو أعرِض عَنهُم :المائدة ٤٢﴾ **خُلَّة:** دوستی، بیوی، عادت، محبوبہ، واحد، تثنیہ، جمع، مذکر، مؤنث سب کے لئے ہے﴿ یَومٌ لَا بَیعٌ فِیهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ :البقرة ٢٥٤﴾ **صَرَّامٌ:** صیغہ مبالغہ، ''ض'' صَرْمًا ٹوٹنا، کاٹنا، قطع کرنا ﴿أنِ اغدُوا عَلَی حَرثِکُم إن کُنتُم صَارِمِینَ :القلم ٢٢﴾

٢١ وَاحْبُ الْمُجَامِلَ بِالْجَزِيلِ وَصَرْمُهُ　　بَاقٍ إِذَا ظَلَعَتْ وَزَاغَ قِوَامُهَا

اچھا معاملہ کرنے والے کو بہت سا مال (یا وُدِ کثیر) بغیر کسی بدلہ کے دے اور اس سے قطع کرنا (بھی) باقی رہے جب کہ اس دوستی کی رفتار ٹیڑھی اور اصل کج ہو جائے۔

مطلب: دوست کے ساتھ بڑھ کر معاملہ کرو لیکن اگر تعلقات مکدر ہونے لگیں تو فوراً تعلق قطع کر دو۔

أُحْبُ: امر، ''ن'' حبا یحبو حَبواً، کذا: بغیر کسی بدلہ کے دینا، **الْمُجَامِلَ:** اسم فاعل، مفاعلہ، اچھا معاملہ کرنا﴿ وَلَکُم فِیهَا جَمَالٌ :النحل ٦﴾ **۔الجَزِیْلَ:** بہت بڑا **۔ظَلَعَتْ:** ماضی ''ف'' ظلعاً: چلنے میں لنگڑانا (ٹیڑھی رفتار) **۔زَاغَ:** ماضی ''ض'' کج ہونا، جھکنا ﴿مَا زَاغَ البَصَرُ وَمَا طَغَی :النجم ١٧﴾ **۔قِوَامُ:** سیدھا ہونا (اصل)، رُمحٌ قِوامٌ سیدھا نیزہ۔ ﴿وَکَانَ بَینَ ذَلِكَ قَوَامًا :الفرقان ٦٧﴾

٢٢ بِطَلِيحِ أَسْفَارٍ تَرَكْنَ بَقِيَّةً　　مِنْهَا فَأَحْنَقَ صُلْبُهَا وَسَنَامُهَا

سفروں کی وجہ سے درماندہ اونٹنی کے ذریعہ (تعلقات قطع کرو) جس میں سے سفروں نے کچھ تھوڑا حصہ باقی چھوڑا ہو پس (لاغری کی وجہ سے) اس کی پشت اور کوہان چمٹ گئے ہوں۔

طَلِیْح: لاغر، تھکا ہوا، ج: طلائح، طَلحیٰ، طِلح بکسر الفاء لاغر طَلح بفتح الفاء شگوفہ ﴿وَطَلحٍ مَنضُودٍ :الواقعة ٢٩﴾ **۔أُحْنَقَ:** ماضی، افعال، الدابة: دبلا کرنا (اعضاء کا کمزوری کی وجہ سے چمٹ جانا) **۔صُلْبٌ:** پشت، ج: اصلاب ﴿یَخرُجُ مِن بَینِ الصُّلبِ وَالتَّرَائِبِ :الطارق ٧﴾ **۔سَنَامُ:** کوہان، ج: اَسنِمَةٌ۔

٢٣ وَإِذَا تَغَالَى لَحْمُهَا وَتَحَسَّرَتْ　　وَتَقَطَّعَتْ بَعْدَ الْكَلَالِ خِدَامُهَا

جب اس (ناقہ) کا گوشت گھل جائے اور وہ درماندہ ہو جائے اور تھک جانے کے بعد اس کے (موزہ کے) تسمے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں (جواب شرط اگلے شعر میں ہے)۔

تَغَالیٰ: الشجر، درخت کا گنجان اور بڑا ہونا، یا غلوًّا ''گراں ہونا'' یہ کنایہ ہے کم ہونے سے، کہ کوئی چیز کم ہوتی ہے تو گراں ہو جاتی ہے لہٰذا تغالیٰ لحمها اس کا گوشت کم ہو گیا (گھل گیا)۔ **تَحَسَّرَتْ:** ماضی، تفعل، موافقت مجرد، حَسِرَ تھکنا، (درماندہ ہونا) ﴿يَنقَلِب إِلَيكَ البَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ :الملك ٤﴾۔ **كَلَالِ:** مصدر ''ض'' كُلُولاً تھکنا، كَلٌّ بوجھ، بے خیر ﴿وَهُوَ كَلٌّ عَلَى مَولَاهُ :النحل ٧٦﴾۔ **خِدَامٌ:** مفرد: خِدَمَةٌ حلقہ کی مانند چمڑے کا موٹا تسمہ جس کو اونٹ کے گٹے پر باندھا جاتا ہے ج: خِدام اور خَدمات بھی ہے۔

٢٤ فَلَهَا هِبَابٌ فِي الزِّمَامِ كَأَنَّهَا　　صَهْبَاءُ خَفَّ مَعَ الْجَنُوبِ جَهَامُهَا

پھر اس کے لئے مہار میں (رہ کر) ایسی چستی ہے گویا کہ وہ سفید سرخی مائل بادل ہے جس میں سے ایک ابر بے باراں نے جنوبی ہوا کے ساتھ حرکت کی ہے۔

مطلب: جس ناقہ میں تھک جانے کے بعد بھی پانی سے خالی سرخ ابر کی طرح سُرعتِ سیر ہو اس پر سوار ہو کر بگاڑ کے وقت قطع تعلق کر لینا چاہیے۔

هِبَاب: مصدر ''ض'' هَبَّ يَهِبُّ هِبَاباً و هُبُوباً هَبِيباً چست اور تیز رفتار ہونا **صَهْبَاءُ:** مؤنث: اصهب مذکر، سفید سرخی مائل، موصوف ''سَحَابَةٌ'' بادل، محذوف ہے، ج: صُهب **خَفَّ:** ماضی ''ض'' خَفًّا و خِفَّةً جلدی کرنا، حرکت کرنا (ہلکا ہونا) ﴿وَمَن خَفَّت مَوَازِينُهُ :الاعراف ٩﴾ **جنوب:** بفتح الجيم، جنوب کی جانب سے چلنے والی ہوا، بضم الجيم، جانبِ جنوب **جَهَام:** وہ بادل جس میں پانی نہ ہو، ابرِ بے باراں

٢٥ أَوْ مُلْمِعٌ وَسَقَتْ لِأَحْقَبَ لَاحَهُ　　طَرْدُ الْفُحُولِ وَضَرْبُهَا وَكِدَامُهَا

یا (وہ ناقہ) اس حاملہ گورخرنی (کی طرح) ہے جو ایسے سفید پہلوؤں والے گورخر سے حاملہ ہوئی ہے جس کو نروں کے دفع کرنے اور مارنے اور کاٹنے نے بدروپ کر دیا ہو۔

مطلب: ناقہ کو ابر سے تشبیہ دینے کے بعد اس گدھی سے تشبیہ دی جس کو مست گورخر بھگائے پھر رہا ہو۔

او: ابھام یا تنویع کے لئے لایا گیا ہے۔**مُلْمِعٌ:** اسم فاعل، افعال، حمل کی وجہ سے تھنوں کے سروں کا کالا ہونا (مُلمِع حاملہ گورخرنی)۔**سَقَتْ:** ماضی ''ض'' سقیاً، پلانا، مراد حاملہ ہونا ہے ﴿ لِيَجزِيَكَ أَجرَ مَا سَقَيتَ لَنَا :القصص ٢٥ ﴾ ۔**اَحْقَبَ:** وہ گورخر جس کے پہلوؤں میں سفیدی ہو۔**لَاحَ:** ماضی ''ن'' لَوحاً ولُوحاً، متغیر کرنا، رنگ بدلنا، (بدروپ)۔**طَرْدُ:** مصدر ''ن'' طرداً، دھتکارنا، دفع کرنا ﴿ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الَّذِينَ آمَنُوا :هود ٢٩ ﴾ ۔**فُحُوْل:** مفردہ فحل، سانڈ، نر حیوان۔**كِدَامُ:** کاٹنا۔

٢٦ يَعْلُو بِهَا حَدَبَ الإِكَامِ مُسَحَّجٌ　　قَدْ رَابَهُ عِصْيَانُهَا وَوِحَامُهَا

زخمی گورخر اس گورخرنی کو ٹیلوں کی بلندی پر بھگائے پھرتا ہے (تاکہ دوسرے نروں سے دور لے جا کر اور تھکا کر اس پر قادر ہو سکے) درآنحالیکہ اس گورخرنی کی نافرمانی اور عدمِ شہوت نے اس کو شک میں ڈال رکھا تھا (کہ کہیں یہ حاملہ تو نہیں کیونکہ حالتِ حمل میں گدھی جفتی نہیں کھاتی)۔

حَدَب: اونچی زمین ﴿ وَهُم مِن كُلِّ حَدَبٍ يَنسِلُونَ :الانبياء ٩٦ ﴾ ۔**إِكَام:** مفردہ اَكَمَةٌ، ٹیلہ، **مُسَحَّجٌ:** مفعول، تفعیل، چھیلنا، یہاں زخمی ہونا مراد ہے، موصوف اَحقَب یا عِیر محذوف ہے۔**رَابَ:** ماضی ''ض'' ریباً، شک یا تہمت میں ڈالنا ﴿ ذَٰلِكَ الكِتَابُ لَا رَيبَ فِيهِ :البقرة ٢ ﴾ ۔**وِحَامُ:** وحام: حاملہ کی خواہش (حاملہ کی ایک خواہش عدمِ شہوت اور دوری جماع بھی ہوتی ہے)

٢٧ بِأَحِزَّةِ الثَّلَبُوتِ يَرْبَأُ فَوْقَهَا　　قَفْرَ الْمَرَاقِبِ خَوْفُهَا آرَامُهَا

ترجمہ اول: (وہ گدھا اس گدھی کو) ثلبوث کے ٹیلوں پر لے چڑھا اس حال میں کہ خالی کمین گاہوں کی (دیکھ بھال کرتا تھا کہ مبادا کوئی صیاد نہ چھپا بیٹھا ہو) ان میں خوف کا باعث نصب کیے گئے پتھر تھے۔

مطلب: محض پتھروں کو دیکھ کر بھڑک رہا تھا اور نہ وہاں کسی شکاری کا پتہ تک نہ تھا۔

ترجمہ ثانی: وہ (گدھا اس گدھی کو) ثلبوت کے ٹیلوں پر لے چڑھا (اور دائیں بائیں دیکھتا جا رہا تھا) اس حال میں کہ (اس مقام کی) اونچی جگہیں پانی اور گھاس سے خالی تھیں اس کا خوف ان نصب کئے گئے پتھروں سے تھا، (کہ مبادا کوئی شکاری یا کتا چھپا نہ بیٹھا ہو)۔

أَجِزَّة: مفردہ: حزیز ٹیلہ۔ **ثَلَبُوت:** قبیلہ طے وذبیان کی زمین، بعض کہتے ہیں کہ وادی کا نام ہے۔ **یَرْبَأ:** مضارع رِباءً ورُبُوًّا، اَلرَّابِیَۃَ ٹیلے پر چڑھنا، المالُ بڑھنا، زیادہ ہونا ﴿وَأَحَلَّ اللّٰہُ البَیعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا :البقرۃ ۲۷۵﴾۔ **قفر:** گھاس پانی آدمی سے خالی زمین، ج: قِفَار (قَفرُ المَراقِب خالی کمین گاہیں) **مَرَاقِب:** مفردہ: مَرْقَب، نگرانی کرنے کی اونچی جگہ، کمین گاہ ﴿إِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیکُم رَقِیبًا :النساء ۱﴾۔ **آرَام:** مفردہٗ: اِرَم اَرِم میدان میں رہنمائی کے لئے نصب کئے ہوئے پتھر۔

۲۸ حتیّٰ إِذَا سَلَخَا جُمَادَی سِتَّۃً　　جَزْءًا فَطَالَ صِیَامُہٗ وَصِیَامُھَا

یہاں تک کہ جب دونوں نے جاڑوں کے چھ مہینے گزار دیئے (اور موسم ربیع آ گیا یا جمادی الثانیہ گزار دیا) اس حال میں کہ بدونِ پانی پیئے تر گھاس پر اکتفا کرتے تھے پس اس گدھے اور گدھی کا روزہ (پانی سے رکنا) دراز ہو گیا، (جوابِ اذا اگلے شعر میں ہے)۔

سَلَخَا: ماضی ''ف، ض'' الشھرُ، مہینہ ختم ہونا النھارَ، دن کو رات سے علیحدہ کرنا ﴿وَآیَۃٌ لَھُمُ اللَّیلُ نَسلَخُ مِنہُ النَّھَارَ: یٰسین ۳۷﴾۔ **جُمَادیٰ:** ہجری سال کا پانچواں یا چھٹا مہینہ، یہاں سردی کے چھ مہینے مراد لئے گئے ہیں، جُمادیٰ، جُمُود سے ہے کیونکہ ان مہینوں میں پانی جم جاتا ہے اس لئے جُمادی کہتے ہیں۔ **جَزْأ:** مصدر ''ف'' جَزَاءَ الوحشی، جانور کا تر گھاس پر اکتفا کرتے ہوئے پانی نہ پینا۔

۲۹ رَجَعَا بِأَمْرِھِمَا إِلَی ذِي مِرَّۃٍ　　حَصِدٍ وَنُجْحُ صَرِیمَۃٍ إِبْرَامُھَا

تو ان دونوں نے اپنے مقصد کو پختہ عزم کی طرف لوٹایا (پانی پینے کی ٹھانی) اور عزیمت (کامیابی) اس کے حکم کرنے میں ہے، (خام ارادہ میں کامیابی نہیں ہوتی)۔

مِرَّۃ: اسم مصدر، وہ حالت جس پر کوئی چیز ہمیشہ رہے، عزم، ج: اَمْرَار۔ ﴿ذُو مِرَّۃٍ فَاستَوَی :النجم

٦﴾ **حَصِيد:** مصدر ''س'' الحبل رسی کا مضبوط بٹا ہوا ہونا، مراد پختگی، مضبوطی ، ''ض'' کاٹنا ﴿ وَآتُوا حَقَّهُ يَومَ حَصَادِهِ :الانعام ١٤١﴾ ۔ **نُجُح:** اسم مصدر، کامیابی ۔ **صَرِيمَة:** عزیمت ''ض'' صَرماً ٹوٹنا ،کاٹنا ﴿عَلَى حَرثِكُم إن كُنتُم صَارِمِينَ :القلم ٢٢﴾ ۔ **إبْرَام:** مصدر افعال، الامر حکم کرنا الحبلَ دو لڑیوں کو بٹنا، ﴿ أَم أَبرَمُوا أَمرًا فَإناً مُبرِمُونَ :الزخرف ٧٩﴾

٣٠ وَرَمَى دَوَابِرهَا السَّفَا وَتَهَيَّجَتْ ریحُ الْمَصَائِفِ سَوْمُهَا وسَهَامُهَا

(جب موسم گرما کے آغاز کی وجہ سے) خاردار درختوں کے (کانٹے) ان کے کھروں کے پچھلے حصوں میں چبھنے لگے اور گرمیوں کی ہوا کا چلنا اور گرمی بھڑک اٹھی۔

دَوَابِر: مفرده: دابر کھر کا پچھلا حصہ ۔ **رَمَى:** ماضی ''ض'' السهمَ، تیر پھینکنا، یہاں رمی چبھنے کے معنی میں ہے ﴿إنَّ الَّذِينَ يَرمُونَ الْمُحصَنَاتِ :النور ٢٣﴾ ۔ **السَّفَا:** مفردۂ: سَفَاةٌ، ہر خاردار درخت ۔ **تَهَيَّجَتْ:** ماضی، تفعل، بھڑک اٹھنا ۔ **مَصَائِف:** مفرده: مُصِيف گرمی، گرم مقام ﴿رِحلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيفِ :القريش ٢﴾ ۔ **سَوْم:** ہوا کا چلنا ۔ **سَهَام:** گرمی

٣١ فَتَنَازَعَا سَبِطاً يَطِيرُ ظِلَالُهُ كَدُخَانِ مُشْعلَةٍ يُشَبُّ ضِرَامُهَا

پس ان دونوں نے ایسے لمبے غبار میں ایک دوسرے سے (بڑھنے میں) مقابلہ کیا جس کا سایہ اس روشن آگ کے دھویں کی طرح اڑ رہا تھا، جس کی چھپٹیاں خوب بھڑکا دی گئی ہوں۔

مطلب: اڑتے ہوئے غبار کو بھڑکتی ہوئی آگ کے دھویں سے تشبیہ دی ہے

تنازعا: تفاعل (ایک دوسرے سے) جھگڑا کرنا، مقابلہ کرنا ﴿فَإن تَنَازَعتُم فِي شَيءٍ :النساء ٥٩﴾

سَبِطاً: الشعر، بالوں کا لمبا ہونا، السَبِطُ لمبا، طویل، موصوف محذوف ہے، غُبَاراً سَبِطاً، السَبطُ بفتح السين وسكون الباء اولاد کی اولاد ﴿ إنَّ إبرَاهِيمَ وَإسمَاعِيلَ وَإسحَاقَ وَيَعقُوبَ وَالأَسبَاطَ :البقرة ١٤٠﴾ **ظِلَال:** مفرده: ظل، سایہ ۔ **مُشْعِلَة:** اسم فاعل، افعال، آگ بھڑکانا ﴿وَاشتَعَلَ الرَّأسُ شَيبًا

:مریم ٤﴾۔**یُشَبُّ:** مضارع مجہول،''ن''شَبًّا، آگ روشن کرنا۔**ضِرَام:** مفرد ہ:ضَرِیْمَةٌ، چھوٹی لکڑی، چھپٹی۔

٣٢ مَشْمُولَةٍ غُلِثَتْ بِنَابِتِ عَرْفَجٍ   كَدُخَانِ نَارٍ سَاطِعٍ أَسْنَامُهَا

وہ آگ ایسی ہے جس پر بادِ شمالی چلی ہے جس میں (درخت) عرفج کی تر شاخیں ملا دی گئی ہیں اس کا دھواں اس آگ کے دھویں کی طرح ہے جس کی لپٹیں بلند ہو رہی ہیں۔

مطلب: بادِ شمالی سے آگ میں دھواں زیادہ پیدا ہوتا ہے نیز تر شاخوں کا آگ میں ڈال دینا بھی دھوئیں کی زیادتی کا باعث ہے۔

مَشْمُوْلَة: ہر وہ چیز جس پر بادِ شمالی چلی ہو، مشمولة مشعلة کی صفت ہونے کی وجہ سے مجرور ہے۔

غُلِثَتْ: ماضی''ض''غَلْثًا، ملانا، خلط ملط کرنا۔ **نَابِت:** اسم فاعل''ن''نَبْتًا سبزہ زار ہونا، تر ہونا﴿كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ :الحديد ٢٠﴾۔**عَرْفَج:** ایک قسم کا درخت جو نرم زمین میں ہوتا ہے، ج:عَرَافِج**سَاطِع:**اسم فاعل''ف''سُطُوعاً بلند ہونا**اَسْنَام:**مفرد ہ:سَنَام، آگ کے اوپر کا حصہ، لپٹیں

٣٣ فَمَضَى وَقَدَّمَهَا وَكَانَتْ عَادَةً   مِنْهُ إِذَا هِيَ عَرَّدَتْ إِقْدَامُهَا

وہ (گدھا) چلا اور اس (گدھی) کو اپنے آگے دھر لیا اور اس گدھے کی یہ عادت تھی کہ جب وہ راستہ سے منحرف ہونے کا ارادہ کرتی تو اس کو آگے کر لیتا تھا۔

عَرَّدَتْ: ماضی، تفعیل، الرجل راستہ چھوڑ کر مڑ جانا۔**اقدام :** انعال، فُلاناً آگے کر لینا﴿يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمتُم لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا :يوسف ٤٨﴾

٣٤ فَتَوَسَّطَا عُرْضَ السَّرِيِّ وَصَدَّعَا   مَسْجُورَةً مُتَجَاوِراً قُلَّامُهَا

پھر وہ دونوں چھوٹی نہر کے ایک گوشے میں داخل ہوئے اور ان دونوں نے ایک ایسے لبریز چشمہ کو چیرا جس کی قلام گھاس قریب قریب تھی۔

تَوَسَّطَا: ماضی تفعل، وسط میں داخل ہونا﴿جَعَلْنَاكُم أُمَّةً وَسَطًا :البقرة ١٤٣﴾۔**عُرُضٌ:** جانب، عَرض، چوڑائی، گوشہ﴿وَجَنَّةٍ عَرضُهَا كَعَرضِ السَّمَاءِ :الحديد ٢١﴾۔**السَرِيٌّ:** چھوٹی نہر۔**صَدَّعَا:** ماضی تفعیل، چیرنا﴿وَالأرضِ ذَاتِ الصَّدعِ :الطارق ١٢﴾۔**مَسْجُورَة:** اسم مفعول ''ن'' سجراً، النهرَ، پانی کا دریا کو بھرنا، یہاں موصوف ''عَيناً'' محذوف ہے، عَيناً مَسْجُورةً، لبریز چشمہ﴿وَالبَحرِ المَسجُورِ :الطور ٦﴾ **مُتَجاوِرًا:** اسم فاعل، تفاعل، ایک دوسرے کے پڑوس میں رہنا، یہاں مراد قریب قریب ہونا ہے﴿وَالجَارِ ذِي القُربَى وَالجَارِ الجُنُبِ :النساء ٣٦﴾۔**قُلَّام:** گھاس کی ایک قسم ہے۔

٣٥ مَحْفُوفَةً وَسْطَ الْيَرَاعِ يُظِلُّها مِنْـهُ مُصَرَّعُ غَابَةٍ وَقِيَامُهَا

وہ چشمہ نرکل کے وسط میں گھرا ہوا ہے اور اس پر، جھاڑی میں سے گری ہوئی اور کھڑی ہوئی نرکل سایہ کر رہی ہے۔

مطلب: وہ چشمہ نرکلوں کے ایسے جنگل میں واقع تھا کہ اس پر نرکل ہر وقت سایہ انداز رہتیں جس کی وجہ سے اس کا پانی نہایت سرد تھا۔

محفوفة: اسم مفعول ''ن'' حفاً، گھیرنا﴿وَحَفَفنَاهُمَا بِنَخلٍ :الكهف ٣٢﴾۔**اليَرَاع:** نرکل۔**يُظِلُّ:** مضارع، افعال، سایہ ڈالنا۔**مُصَرَّعٌ:** اسم مفعول تفعیل، سخت بچھاڑا ہوا ہونا، گرا ہوا ہونا﴿فَتَرَى القَومَ فِيهَا صَرعَى :الحاقة ٧﴾۔**غَابَة:** نرکل کی جھاڑی، ج: غابات۔

٣٦ أَفَتِلْكَ أَمْ وَحْشِيَّةٌ مَسْبُوعَةٌ خَذَلَتْ وَهَادِيَةُ الصِّوَارِ قِوَامُهَا

پس یہ گورخرنی (میری اونٹنی کے مشابہ ہے) یا وہ بقرۂ وحشیہ جس کے بچے پر درندوں نے حملہ کر دیا ہو جو کہ ریوڑ سے پیچھے رہ گئی تھی، درآنحالیکہ گلے کا اگلا جانور محافظ ہوتا ہے۔

أفتِلكَ: ہمزہ استفہام ہے اور تلك سے گورخرنی کی طرف اشارہ ہے۔**مَسْبُوعَةٌ:** سَبُعٌ درندہ کو کہتے ہیں اور بقرة مسبوعة اس گائے کو کہتے ہیں جس کے بچے پر درندہ حملہ آور ہوا ہو﴿وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ :المائدة ٣﴾۔**خَذَ**

لَغْت: ماضی، خَذَلَاناً، فلاناً مدد چھوڑنا، الظَّبیۃُ ریوڑ سے علیحدہ ہو جانا ﴿وَإِن يَخْذُلْكُمْ فَمَن ذَا الَّذِي يَنصُرُكُم :ال عمران ۱۶۰﴾ **هَادِيَة:** اسم فاعل، آگے نکلنے والی یا آگے نکلنے والا، تاء اس صورت میں مبالغہ کے لئے ہوگی۔ **الصِّوَار:** گایوں کا گلہ، ج:صِيَرَان۔ **قِوَام:** مایۂ درستگی، جس سے کسی چیز کا قیام ہو، اہل وعیال کے لئے سہارا (محافظ)، ﴿وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا :الفرقان ۶۷﴾

۳۷ خَنْسَاءُ ضَيَّعَتِ الْفَرِيرَ فَلَمْ يَرِمْ عُرْضَ الشَّقَائِقِ طَوْفُهَا وَبُغَامُهَا

وہ چپٹی ناک والی (بقرہ وحشیہ) ہے جس نے بچہ کو زائل کر دیا (اس کی غفلت سے بھیڑیئے کھا گئے) پس سخت (پتھریلی) زمین کے اطراف میں ہمیشہ اس کا چکر لگانا اور پکارنا رہا۔

مطلب: وہ بقرۂ وحشیہ بچہ کی تلاش میں پہاڑ کی گھاٹیوں میں بھاگتی اور بولتی پھری۔

خَنْسَاء: مذکر اخنس، "س" خَنَساً، ناک کا چپٹا ہونا اور اس کے سرے کا اٹھا ہوا ہونا، خُنَّس ستارے، سیارے ﴿فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ :التکویر ۱۵﴾ **فَرِيْر:** بھیڑ بکری کا بچہ، فُرُور اور فُرارۃ بھی کہتے ہیں۔ **لَمْ يَرِم:** مضارع دراصل يَرِيمُ ہے، "ض" رَيْماً، دور کرنا، علیحدہ ہونا کہا جاتا ہے مارام بفعل کذا وہ ہمیشہ ایسا کرتا رہا۔ **عُرْض:** جانب، عَرض، چوڑائی، کنارا، طرف ﴿وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ :الحدید ۲۱﴾۔ **شَقَائِق:** مفردہ: شقیقۃ باغوں کے درمیان سخت زمین۔ **طَوْف:** گھومنا، چکر لگانا ﴿يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ :الواقعۃ ۱۷﴾۔ **بُغَام:** باریک آواز، پکار۔

۳۸ لِمُعَفَّرٍ قَهْدٍ تَنَازَعَ شِلْوَهُ غُبْسٌ كَوَاسِبُ لَا يُمَنُّ طَعَامُهَا

(اس بقرۂ وحشیہ کا دوڑنا اور پکارنا) زمین پر پچھاڑے ہوئے سفید رنگ بچہ کی وجہ سے تھا۔ جس کے اعضاء میں خاکستری رنگ کے شکاری بھیڑیوں (یا کتوں) نے چھین جھپٹ کی تھی جن کی روزی منقطع نہیں ہوتی، (بلکہ وہ ہمیشہ اسی طرح شکار کر کے پیٹ بھرتے ہیں)۔

مُعَفَّر: اسم مفعول، تفعیل، مٹی میں لتھیڑنا، الشیٔ: سفید ہونا۔ **قَهْد:** نیل گائے کا بچہ۔ ج: قِهاد۔ **تنازعا:** تفاعل (ایک دوسرے سے) جھگڑا کرنا، مقابلہ کرنا (چھین جھپٹ کرنا) ﴿فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ :النساء

۵۹﴾۔ **شِلْوَهُ:** شِلوٌ عضو ، ہر وہ کھال اتاری ہوئی چیز جس سے کچھ کھالیا گیا ہو، ج: اَشلاءٌ۔ **غُبْسٌ:** مفردہ: اَغبَس، خاکستری رنگ کا ہونا، موصوف ذِئَاب یا کَلاب محذوف ہے۔ **کَوَاسِب:** مفردہ: کاسب، ''ض'' کمانا، مراد بھیڑیے یا کتے ہیں ﴿وَوَیلٌ لَهُم مِمَّا یَکسِبُونَ :البقرة ۷۹﴾ **لایُمَنُّ:** مضارع مجہول ''ن'' الحبلَ: کاٹنا، الشیئُ: کم کرنا، الرجلُ: کمزور ہونا، ترجمہ ''منقطع ہونے'' سے کیا گیا، علیہ احسان جتلانا ﴿بَلِ اللّٰهُ یَمُنُّ عَلَیکُم :الحجرات ۱۷﴾ آیت لَهُم أجرٌ غَیرُ مَمنُونٍ کی تفسیر میں لفظ ممنون کی وضاحت کرتے ہوئے اسی شعر سے استدلال کیا گیا، قال الجوھری: والمن القطع ویقال النقص ومنه قوله تعالی: ۔ وقال لبید: غبس کواسب لا یمن طعامها تفسیر قرطبی ۱۵ص۔۴۳۱

۳۹ صَادَفْنَ مِنْهَا غِرَّةً فَأَصَبْنَهَا   إِنَّ المَنَایَا لَا تَطِیشُ سِهَامُهَا

ان بھیڑیوں (یا کتوں) نے بقرۂ وحشیہ کی غفلت پالی پس اس غفلت (یا بقرۂ وحشیہ) کو پہنچ گئے، موتوں کے تیر کبھی خطا نہیں ہوتے (ٹھیک نشانہ پر بیٹھتے ہیں)۔

صَادَفْنَ: ماضی مفاعلہ پانا ، عن اعراض کرنا ﴿سَنَجزِی الَّذِینَ یَصدِفُونَ عَن آیَاتِنَا :الانعام ۱۵۷﴾۔ **غِرَّةً:** اسم مصدر، غفلت، ناتجربہ کاروں کی جماعت، ج: غِرَر۔ **تَطِیشُ:** مضارع ''ض'' اوچھا ہونا، السھمُ: تیر نشانہ سے خطا ہونا۔

۴۰ بَاتَتْ وَأَسبَلَ واکِفٌ مِنْ دِیمَةٍ   یُرْوِي الْخَمَائِلَ دَائِماً تَسْجَامُهَا

(بچہ کے ہلاک ہوجانے کے بعد) بقرۂ وحشیہ نے اس حالت میں رات گزاری کہ جم کر برابر برسنے والی بارش بہہ رہی تھی، جس کا دائمی بہاؤ نرم سبزہ زار کو سیراب کر رہا تھا۔

أَسْبَلَ: ماضی افعال، السماءُ، بارش برسنا، المطرُ بکثرت بارش ہونا، (بہنا)۔ **وَاکِفٌ:** اسم فاعل، موسلا دھار بارش (جم کر برسنے والی بارش) ''ض'' البیتُ چھت ٹپکنا۔ **دِیمَةٍ:** لگاتار بارش جس میں گرج اور چمک نہ ہو (برابر برسنے والی بارش)، ج: دِیَمٌ، دُیُومٌ۔ **یُرْوِي:** مضارع افعال، سیراب کرنا، مجرد ''س''

سیراب ہونا۔ **خمائل:** مفردہ: خمیلة، ریتیلی زمین کا ایسا حصہ جس پر گھاس ہو عند الزوزنیؒ وفی المصباح بہت درختوں والی پست زمین (نرم سبزہ زار) ج: خمائل۔ **تسجام:** مصدر، تفعیل، الماءُ پانی گرانا، (بہاؤ)

٤١ يَعْلُو طَرِيقَةَ مَتْنِهَا مُتَوَاتِرٌ　فِي لَيْلَةٍ كَفَرَ النُّجُومَ غَمَامُهَا

اس بقرۂ وحشیہ کے خطِ پشت پر متواتر بارش ایسی رات میں پڑتی رہی جس کے ابر نے ستاروں کو چھپا رکھا تھا۔

مطلب: اس بقرہ نے نہایت بے چینی کی حالت میں یہ شبِ بادوباراں گزاری۔

يَعْلُو: مضارع ''ن'' الشیئ: بلند ہونا، الرجل: غالب ہونا، بالامر: مستقل ہونا، متواتر ہونا﴿ وَأَنتُمُ الأَعلَونَ إِن كُنتُم مُؤمِنِينَ :ال عمران ١٣٩﴾ - **طَرِيقَة:** عادت، لکیر، دھاری، ج: طرائق (طَرِيقَة مَتْنٍ خطِ پشت)﴿ إِذ يَقُولُ أَمثَلُهُم طَرِيقَةً :طه ١٠٤﴾ - **كَفَرَ:** ماضی ''ن'' الشیئ: چھپانا﴿ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِى عِزَّةٍ وَشِقَاقٍ :صٓ ٢﴾ - **غَمَامٌ:** بادل، بادل کے ایک ٹکڑے کو غَمَامَةٌ کہتے ہیں۔ غمام زکام﴿ وَظَلَّلنَا عَلَيهِمُ الغَمَامَ :الاعراف ١٦٠﴾ ☆ آیت إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيهِم أَأَنذَرتَهُم أَم لَم تُنذِرهُم لَا يُؤمِنُونَ کی تفسیر میں کفر کے لغوی معنی پر اسی شعر سے استدلال کیا گیا عبارت ملاحظہ فرمائیں وَأَمَّا مَعنَى الكُفرِ : فَإِنَّهُ الجُحُودُ - وَذَلِكَ أَنَّ الأَحبَارَ مِن يَهُودِ المَدِينَةِ جَحَدُوا نُبُوَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَسَتَرُوهُ عَنِ النَّاسِ وَكَتَمُوا أَمرَهُ وَهُم يَعرِفُونَهُ كَمَا يَعرِفُونَ أَبنَائَهُم۔ وَأَصلُ الكُفرِ عِندَ العَرَبِ تَغطِيَةُ الشَّيءِ وَلِذَلِكَ سَمُّوا اللَّيلَ كَافِرًا لِتَغطِيَةِ ظُلمَتِهِ مَا لَبِسَتهُ كَمَا قَالَ لَبِيدُ بنُ رَبِيعَةَ :- فِى لَيلَةٍ كَفَرَ النُّجُومَ غَمَامُهَا......يَعنِى غَطَّاهَا۔　تفسیر طبری ج١ صــ٢٦٢

٤٢ تَجْتَافُ أَصْلًا قَالِصًا مُتَنَبِّذًا　بِعُجُوبِ أَنْقَاءٍ يَمِيلُ هَيَامُهَا

بقرۂ وحشیہ ایسے خشک درخت کی جڑ (کھکّل) میں داخل ہوئی جو ریت کے ٹیلوں کے آخر میں تنہا کھڑا تھا جن کا ریت بہہ رہا تھا۔

مطلب: سردی اور بارش سے بچنے کے لئے وہ ایک درخت کی جڑ میں پناہ گزین ہوئی، لیکن وہاں بھی اس کو راحت میسر نہ آئی اور بادوباراں کی وجہ سے ان ٹیلوں کا ریت گر رہا تھا، جن پر وہ درخت کھڑا ہوا تھا۔

تَجْتَافُ: مضارع، افتعال، جوف (کھوکل...... پولا، خالی) میں داخل ہونا ﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِن قَلبَينِ فِي جَوفِهِ :الاحزاب ٤﴾ ۔ **قَالِصٌ:** اسم فاعل "ض" خشک، الثوبُ کپڑے سکڑنا۔ **مُتَنَبِّذاً:** اسم فاعل تفعل، ایک جانب اختیار کرنا (تنہا ہونا) ﴿فَنَبَذنَاهُ بِالعَرَاءِ وَهُوَ سَقِيمٌ :الصافات ١٤٥﴾ ۔

عُجُوبِ: مفرده: عَجْبٌ، ہر چیز کا پچھلا حصہ، آخر۔ **اَنْقَاءِ:** مفرده: نَقىً، ٹیلہ۔ **هَيَامُ:** ہمیشہ گرتے رہنے والی ریت، ج: هِيَم، فارسی میں ریگ رواں کہتے ہیں جس میں قدم نہیں جمتے۔

٤٣ وتُضيءُ في وَجهِ الظَّلامِ مُنيرَةً　　كَجُمانَةِ البَحْريِّ سُلَّ نِظامُها

(شب کی) ابتدائی تاریکی میں (وہ بقرہ وحشیہ) روشن اور چمکدار تھی، اس دریائی موتی کی طرح جس کا دھاگا کھینچ لیا گیا ہو، (اور وہ گول ہونے کی وجہ سے لڑھکتا پھر رہا ہو)

مطلب: اس بقرۃ کو چین نصیب نہ ہوا برابر بھاگتی پھری، بقرۃ وحشیہ کو اس دریائی موتی سے تشبیہ دی ہے، جو لڑی سے بکھر گیا ہو۔

وَجْه: چہرہ، الثوبِ، کپڑے وغیرہ کا سامنے کا حصہ، اللیلِ، رات کا ابتدائی حصہ ﴿فَأَمَّا الَّذِينَ اسوَدَّت وُجُوهُهُم :ال عمران ١٠٦﴾ ۔ **جُمَانَةِ:** ج: جُمَّانٌ، موتی۔ **سُلَّ:** ماضی مجہول، "ن" الشيءَ من الشيءِ کسی چیز میں سے آہستہ آہستہ نکالنا، کھینچ لینا ﴿قَد يَعلَمُ اللّٰهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنكُم :النور ٦٣﴾ ۔ **نِظَامُ:** اسم مصدر، موتیوں کی لڑی کا دھاگہ، ج: نُظُم۔

٤٤ حَتَّى إِذَا انحَسَرَ الظَّلامُ وأَسفَرَتْ　　بَكَرَتْ تَزِلُّ عن الثَّرَى أَزلامُها

حتی کہ جب (شب کی) تاریکی کھل گئی اور وہ صبح کی روشنی میں داخل ہوئی تو اس حال میں صبح سویرے چلی کہ نمناک مٹی سے اس کے پیر پھسل رہے تھے۔

اِنْحَسَرَ: ماضی، انفعال، الشیئ: کھلنا، مجرد حُسُوراً، البَصرُ نگاہ کا تھک جانا ﴿إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ :الملك ٤﴾۔ **اَسْفَرَتْ:** ماضی افعال، الصبح: روشن ہونا ﴿وَالصُّبْحِ إِذَا أَسْفَرَ :المدثر ٣٤﴾۔ **بَكَرَتْ:** ماضی ''س'' جلدی کرنا ''ن'' آگے بڑھنا، صبح کے وقت آنا ﴿وَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ: ال عمران ٤١﴾۔ **تَزِلُّ:** مضارع ''ض'' پھسلنا ﴿فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا :البقرة ٣٦﴾۔ **ثَرىٰ:** نمناک مٹی، ج: اثراء۔ **اَزْلَامٌ:** مفردہ: زَلَم کھر یا اس کا پچھلا حصہ۔

٤٥ عَلِهَتْ تَرَدَّدُ فِي نِهَاءِ صُعَائِدٍ　　سَبْعاً تُؤَاماً كَامِلاً أَيَّامُهَا

وہ بقرۂ وحشیہ حیران و پریشان ایک ہفتہ جس کے دن پے در پے اور بڑے بڑے تھے۔
صعائد کی حوضوں پر (بچہ کی تلاش میں) گھومتی پھری۔

مطلب: کاملاً ایّامُها سے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ وہ ایام گرما تھے۔

عَلِهَتْ: ماضی ''س'' عَلَهًا، منہمک ہونا، حیران ہونا، دہشت زدہ ہونا۔ **تَرَدَّدُ:** مضارع تفعل، الیہ، بار بار آنا، گھومتے پھرتے رہنا، اصل میں تترَدَّدُ تھا، ایک تاء کو حذف کر دیا گیا ہے ﴿فَهُمْ فِي رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُونَ :التوبة ٤٥﴾۔ **نِهَاءِ:** مفردہ: النِهْیُ: تالاب، جوہڑ۔ **صُعَائِدْ:** مقام کا نام ہے۔ **تُؤَاماً:** جڑواں، ج: تَوَائِم، یہاں دِنوں کا پے در پے آنا مراد ہے۔

٤٦ حَتَّى إِذَا يَئِسَتْ وَأَسْحَقَ حَالِقٌ　　لَمْ يُبْلِهِ إِرْضَاعُهَا وَفِطَامُهَا

یہاں تک کہ وہ جب بالکل (بچہ کے ملنے سے) مایوس ہوگئی اور اور (اس کے) دودھ بھرے
تھن خشک ہو گئے جن کو اس کے دودھ پلانے اور چھڑانے نے خشک نہیں کیا تھا، (بلکہ بچے
کے نہ ہونے کی وجہ سے وہ خشک ہو گئے تھے)۔

اَسْحَقَ: ماضی، افعال، الضَرعُ، دودھ کا خشک ہو کر تھن کا پیٹ سے لگ جانا، ''س'' سُحقاً دور ہونا ﴿تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ :الحج ٣١﴾۔ **حَالِقٌ:** دودھ سے بھرا ہوا تھن۔ **لَمْ يُبْلِ:** مضارع، افعال، پرانا ہونا، مراد خشک ہونا ہے۔ **اِرْضَاعُ:** مصدر افعال دودھ پلانا ﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ

:البقرۃ ۲۳۳﴾ **فِطَامُ:** دودھ چھڑانا، دودھ چھڑانے کا زمانہ۔

۴۷ وَتَوَجَّسَتْ رِزَّ الْأَنِيسِ فَرَاعَهَا   عَنْ ظَهْرِ غَيْبٍ وَالْأَنِيسُ سَقَامُهَا

بقرۂ وحشیہ نے دور سے انسان کی آواز سنی جس نے اس کو گھبرا دیا، (اور کیوں نہ گھبراتی جب کہ) انسان اس کی بیماری ہے (وہ اسکا شکار کر لیتا ہے تو گویا انسان اس کا مرض الموت ہے)۔

تَوَجَّسَتْ: ماضی، تفعّل، الرجل کان لگانا﴿ فَأَوجَسَ مِنهُم خِيفَةً :الذاریات ۲۸﴾ **رِزٌّ:** دور سے سنی جانے والی آواز۔ **اَنِيْس:** انس کرنے والا، یہاں مراد مطلق انسان ہے﴿ لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الإِنسِ وَالجِنِّ :الانعام ۱۱۲﴾۔ **راع:** ماضی''ن'' رَوعاً، گھبرانا﴿ فَلَمَّا ذَهَبَ عَن إِبرَاهِيمَ الرَّوعُ :ھود ۷۴﴾۔ **سَقَامُ:** مصدر''س''،''ک'' بیمار ہونا﴿فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ :الصافات ۸۹﴾۔

۴۸ فَغَدَتْ كِلَا الْفَرْجَيْنِ تَحْسِبُ أَنَّهُ   مَوْلَى الْمَخَافَةِ خَلْفُهَا وَأَمَامُهَا

پس وہ صبح کے وقت چلی درآنحالیکہ (دست و پا کی) دونوں کشادگیوں کو خوف کا زیادہ مستحق سمجھتی تھی، (اس کو آگے اور پیچھے سے یکساں خوف تھا) وہ دونوں کشادگیاں اس کا آگا اور پیچھا تھیں۔

غَدَتْ: ماضی''ن'' غدوًّا صبح کے وقت جانا﴿ النَّارُ يُعرَضُونَ عَلَيهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا :غافر ۴۶﴾۔ **فَرْجَيْنِ:** تثنیہ فَرج کشادگی﴿ وَمَا لَهَا مِن فُرُوجٍ :ق ۶﴾۔ **مَوْلٰی:** مولیٰ بمعنی اولیٰ ہے، زیادہ لائق، مستحق﴿ النَّبِيُّ أَولَى بِالمُؤمِنِينَ مِن أَنفُسِهِم :الاحزاب ۶﴾ ۔ **مَخَافَة:** اسم ظرف، خوف کی جگہ﴿وَاذكُر رَبَّكَ فِي نَفسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً :الاعراف ۲۰۵﴾۔

۴۹ حَتَّى إِذَا يَئِسَ الرُّمَاةُ وَأَرْسَلُوا   غُضْفًا دَوَاجِنَ قَافِلًا أَعْصَامُهَا

حتی کہ جب تیر انداز مایوس ہو گئے (وہ زد سے نکل گئی) تو انہوں نے دراز کان پالتو (شکاری) کتوں کو (اس کے پیچھے چھوڑا) جن کے پٹے (یا پیٹ) سکڑے ہوئے

تھے۔

مطلب: تیر کی زد سے نکل جانے کے بعد اس کے پیچھے عمدہ نسل کے شکاری کتے لگا دیئے۔

رُمَاۃٌ: مفردہ: رامی، تیر پھینکنے والا ﴿وَمَا رَمَیتَ إذ رَمَیتَ :الانفال ۱۷﴾ ۔ **غُضْفاً:** مفردہ: اغضف، لٹکے ہوئے کان کا کتا۔ **دَوَاجِنَ:** مفردہ: داجن، پالتو۔ **قَافِلا:** اسم فاعل ''س''،''ن'' الجلدُ: کھال کا خشک ہونا (سکڑنا)۔ **أعْصَامُ:** مفردہ: عِصمَۃٌ، پٹہ، عند الزوزنیؒ پیٹ۔

۵۰ فَلَحِقْنَ وَاعْتَكَرَتْ لَهَا مَدْرِيَّةٌ ۔۔۔ كَالسَّمْهَرِيَّةِ حَدُّهَا وتَمَامُهَا

پس وہ کتے اس بقرۂ وحشیہ کو جا چمٹے اور اس نے ان کی طرف اپنا سینگ گھمایا جو دھار اور درازی میں سمہری نیزے کی طرح تھا۔

إعْتَكَرَتْ: ماضی، افتعال، گھمانا۔ **مَدْرِيَّةٌ:** سینگ کا کنارہ۔ **سَمْهَرِيَّةٌ:** سمہر ایک بستی ہے جو بحرین کے بستیوں میں سے تھی، یہاں کے بنے ہوئے نیزے عمدگی میں مشہور تھے۔ **حَدٌّ** :من السیف، تلوار کی دھار ﴿سَلَقُوکُم بِألسِنَةٍ حِدَادٍ :الاحزاب ۱۹﴾ ۔ **تَمَام:** کمال، وہ چیز جس سے کسی چیز کو پورا کیا جائے۔ یہاں نیزے کی درازی مراد ہے ﴿ثُمَّ آتَینَا مُوسَی الکِتَابَ تَمَامًا :الانعام ۱۵٤﴾ ۔

۵۱ لِتَذُودَهُنَّ وَأَيْقَنَتْ إِنْ لَمْ تَذُدْ ۔۔۔ أَنْ قَدْ أَحَمَّ مِنَ الْحُتُوفِ حِمَامُهَا

تاکہ وہ (بقرۂ وحشیہ) ان (کتوں) کو دفع کرے اور اس کو اس امر کا پورا یقین ہو گیا تھا کہ اگر اس نے ان کو دفع نہ کیا تو (حیوانات کی) اچانک موتوں کے منجملہ اس کی موت قریب آ گئی ہے۔

مطلب: اس بقرہ کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا تھا، اس لئے ان کتوں کو سینگ کے ذریعہ دفع کرنے پر مجبور ہو گئی۔

لِتَذُوْدَ: لام کَیْ ہے تذود مضارع ''ن'' ذَوداً دفع کرنا ﴿وَوَجَدَ مِن دُونِهِمُ امرَأتَینِ تَذُودَانِ :القصص ۲۳﴾ ۔ **أَحَمَّ:** ماضی افعال، قریب ہونا۔ **حُتُوفِ:** مفردہ: حَتفٌ، موت۔ **حِمَامٌ:** موت، حُمامٌ: جانوروں کا بخار، حَمامٌ: کبوتر۔

۵۲ فَتَقَصَّدَتْ مِنْهَا كَسَابِ فَضُرِّجَتْ　　بِدَمٍ وَغُودِرَ فِي الْمَكَرِّ سُخَامُهَا

توان میں سے کساب (کتیا) فوراً ہلاک ہوگئی اور خون میں لتھڑ گئی اور اس (کساب) کا ئر سخام (کتا) میدان میں (پچھڑا ہوا) چھوڑ دیا گیا۔

مطلب: اس بقرۂ وحشیہ نے کتے کے اس جوڑے کو مار ڈالا۔

تَقَصَّدَتْ: ماضی، تفعل، الصید تیر کا شکار کو لگتے ہی شکار کا فوراً ہلاک ہونا مجرد "ض" توجہ کرنا، میانہ روی اختیار کرنا ﴿وَعَلَى اللّٰهِ قَصدُ السَّبِيلِ :النحل ۹﴾۔ **كَسَابِ:** کساب اور سخام کتے اور کتیا کا نام ہے، كَسَابِ مبنی بالكسر ہے۔ **ضُرِّجَتْ:** ماضی مجہول، تفعیل، لت پت ہونا **غُودِرَ:** ماضی مجہول ،مفاعلۃ ،غداراً ومغادرةً چھوڑ دینا ﴿مَالِ هٰذَا الكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً الكهف ٤٩﴾۔ **مَكَرّ:** اسم ظرف حملہ کرنے کی جگہ "ن" كُروراً، دشمن پر حملہ کرنا، لوٹنا، ٹوٹ پڑنا، یہاں اسم ظرف کا ترجمہ مطلق میدان سے کیا گیا ﴿قالُوا تِلكَ إِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ :النازعات ۱۲﴾

۵۳ فَبِتِلْكَ إِذْ رَقَصَ اللوَامِعُ بالضُّحى　　وَاجْتَابَ أَرْدِيَةَ السَّرَابِ إِكَامُهَا

پس ایسی اونٹنی کے ذریعے (سوار ہوکر) جب کہ چاشت کے وقت چمکتے سرابِ صحرا متحرک (معلوم) ہوں اور ٹیلے سراب کی چادر اوڑھ لیں۔

فَبِتِلْكَ: فاء تعقیب کے لئے اور تلك سے اشارہ ہے اونٹنی کی طرف، جب کہ یہ جار مجرور متعلق ہوں گے فعل محذوف اتبی کے لئے۔ **رقص:** ماضی، "ن" رقصاً ناچنا، مضطرب ہونا، حرکت کرنا۔ **لَوَامِع:** مفرده: لامع چمکنے والا، یہ صفت ہے موصوف الفلَوَات (بیابان، صحراء) محذوف ہے۔ **إجْتَابَ:** ماضی افتعال، القمیصَ، اوڑھنا البلادَ، طے کرنا، ﴿مَن لَا يَستَجِيبُ لَهُ إِلَى يَومِ القِيَامَةِ: الاحقاف ٥﴾

اَرْدِيَةَ: مفرده: رداء، چادر۔ **إكَامُ:** مفرده: اَكَمَةٌ، ٹیلہ چھوٹی پہاڑی۔

٥٤ أَقْضِي اللُّبَانَةَ لَا أُفَرِّطُ رِيبَةً　　أَوْ أَنْ يَلُومَ بِحَاجَةٍ لُوَّامُهَا

میں حاجت پوری کر لیتا ہوں تہمت کے خوف سے یا اس خوف سے کہ ملامت گر ملامت

کریں گے حاجت برآری میں کوتاہی نہیں کرتا۔

مطلب: ناقہ کو بقرۂ وحشیہ یا گورخرنی سے تشبیہ دے کر کہتا ہے کہ جب کبھی سفر درپیش ہوتا ہے اور کوئی ضرورت متعلق ہوجاتی ہے تو دوپہر کی شدید گرمی میں بھی سفر کر جاتا ہوں کسی قسم کا خوف میرے لئے سفر سے مانع نہیں بنتا۔

لُبَانَۃ: حاجت، ضرورت، ج: لُبانات۔ **ریبۃ:** مصدر "ض" ریباً وریْبَۃً، شک یا تہمت میں ڈالنا ﴿ذٰلِکَ الکِتَابُ لَا رَیبَ فِیہِ: البقرۃ ۲﴾ **اُفَرِّطُ:** مضارع، تفعیل، ہُ چھوڑ دینا، ضائع کر دینا، کوتاہی کرنا ﴿قالُوا یَا حَسرَتَنَا عَلٰی مَا فَرَّطنَا فِیھَا: الانعام ۳۱﴾ **لُوَّامُ:** مفردہ: لائم، ملامت کرنے والا ﴿فَلَا تَلُومُونِی وَلُومُوا أنفُسَکُم: ابراھیم ۲۲﴾۔

۵۵ أَوَلَمْ تَکُنْ تَدْرِي نَوَارُ بِأَنَّنِي　　وَصَّالُ عَقْدِ حَبَائِلٍ جَذَّامُھَا

کیا نوار (معشوقہ) نہ جانتی تھی کہ میں دوستی کے تعلقات کو بڑا جوڑنے والا اور توڑنے والا ہوں۔

مطلب: نوار قطع تعلق کر کے چل دی، شاید اسے خیال نہ تھا کہ میں بھی مستحق دوستی ہی سے تعلقات رکھتا ہوں، ناقابل سے فوراً جدائی اختیار کر لیتا ہوں۔

اولم تکن: ہمزہ استفہام، توبیخ کے لئے ہے۔ **وَصَّالُ:** صیغہ مبالغہ، بہت زیادہ ملانے والا ﴿وَیَقطَعُونَ مَا أَمَرَ اللّٰہُ بِہِ أن یُوصَلَ: البقرۃ ۲۷﴾ **عَقْد:** گرہ، مِنْ کلّ شيءٍ ہر چیز کی مضبوطی، یہاں دوستی مراد ہے، **حَبَائِل:** مفردہ: حِبَالَۃ، رسی، یہاں عہد و پیمان اور تعلقات مراد ہیں ﴿وَاعتَصِمُوا بِحَبلِ اللّٰہِ: آل عمران ۱۰۳﴾۔ **جَذَّام:** صیغہ مبالغہ، بہت زیادہ توڑنے والا۔

۵۶ تَرَّاکُ أَمْکِنَۃٍ إِذَا لَمْ أَرْضَھَا　　أَوْ یَعْتَلِقْ بَعْضَ النُّفُوسِ حِمَامُھَا

جب کہ مجھے نہ بھائیں تو (پھر) مواضع (قیام) کو چھوڑ دیتا ہوں مگر یہ کہ بعض نفوس یعنی (مجھ سے) موت متعلق ہوجائے (تو پھر موت سے کوئی چارہ نہیں پھر سفر کہاں؟)۔

تَرَّاكٌ: صیغہ مبالغہ، زیادہ چھوڑنے والا ﴿أَو تَرَكتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا :الحشر ٥﴾۔ **يَعْتَلِق:** مضارع، افتعال، تعلق ہونا، فلاناً وبہ: محبت کرنا ﴿فَتَذَرُوهَا كَالمُعَلَّقَةِ :النساء ١٢٩﴾ **حِمَامُ:** موت۔ حُمَامٌ: جانوروں کا بخار، حَمَامٌ: کبوتر۔

٥٧ بَلْ أَنْتِ لَا تَدْرِينَ كَمْ مِنْ لَيْلَةٍ طَلْقٍ لَذِيذٍ لَهْوُهَا وَنِدَامُهَا

بلکہ تو ہی (اے معشوقہ نوار) نہیں جانتی کہ بہت سی نرم گرم راتیں (گزری) ہیں جن کا کھیل کودا اور شراب نوشی بہت پر لطف تھی۔

مطلب: معشوقہ کی طرف التفات کرنے کے بعد معشوقہ پر اپنی بڑائی جتلاتا ہے۔

بل انت: بل اضراب کے لئے، انت خطاب، التفاف کے لئے ہے، اور آگے عبارت میں کم خبریہ ہے،

طَلْقٍ: آزاد، غیر مقید، کہا جاتا ہے لیلۃ طَلَقٌ: ایسی رات جو نہ سرد ہو نہ گرم (نرم گرم رات) ﴿وَلَا يَنطَلِقُ لِسَانِي :الشعراء ١٣﴾۔ **نِدَامُ:** مفردہ: ندیم، مجلس شراب، ساتھی۔

٥٨ قَدْ بِتُّ سَامِرَهَا وَغَايَةَ تَاجِرٍ وَافَيْتُ إِذْ رُفِعَتْ وَعَزَّ مُدَامُهَا

(اپنی خوش بیانی کی وجہ سے) ان راتوں میں مَیں قصہ گو رہا اور (شراب کے) تاجروں کے بہت سے جھنڈے ہیں کہ جب وہ بلند کئے گئے اور ان کی شراب گراں ہوگئی تو میں (شراب خریدنے کے لئے) ان کے پاس پہنچا۔

مطلب: شراب کی بھٹی پر جھنڈا نصب کر دیا جاتا تھا جس کو دیکھ کر مے نوش خمار کے پاس پہنچ جاتے تھے، شاعر اپنی خوش بیانی اور گرانی کے وقت شراب کی خریداری پر فخر کرتا ہے۔

بِتُّ: ماضی "ض" رات گزارنا ﴿وَإِذ جَعَلنَا البَيتَ مَثَابَةً لِلنَّاسِ :البقرة ١٢﴾۔ **سَامِر:** اسم فاعل "ن" سَمْراً: رات میں قصہ گوئی کرنا ﴿مُستَكبِرِينَ بِهِ سَامِرًا تَهجُرُونَ :المؤمنون ٤٠﴾۔ **غَايَة:** مدت، جھنڈا، نتیجہ، ج: غایات۔ **وَافَيْتُ:** ماضی مفاعلہ، المکانَ آنا، پہنچنا، الرجلُ: اچانک آنا، الحَمَامُ: موت کا آنا ﴿وَأَوفُوا بِعَهدِي أُوفِ بِعَهدِكُم :البقرة ٤٠﴾۔ **عَزَّ:** ماضی "ن" قلیل ہونا، یہاں قلیل ہو کر دام

چڑھنا مراد ہے۔ **مَدَام**: شراب۔

۵۹ أُغْلِي السِّبَاءَ بِكُلِّ أَدْكَنَ عَاتِقٍ أَوْ جَوْنَةٍ قُدِحَتْ وَفُضَّ خِتَامُهَا

میں شراب (کی خریداری) کو گراں کر دیتا ہوں ہر پرانے کشادہ مشکیزہ (شراب کو خرید لینے سے) یا اس سیاہ مٹکے کے خرید لینے سے جس کی مہر توڑ دی گئی ہو اور اس میں پیالہ (شراب نکالنے کے لئے) ڈال دیا گیا ہو۔

مطلب: شراب کے مشکیزے اور خُم کے خُم (مٹکوں کے مٹکے) مہنگے داموں خرید لیتا ہوں، لہٰذا شراب کی کمی کی وجہ سے دام چڑھ جاتے ہیں۔ **أُغْلِي**: مضارع، افعال، مہنگے داموں خریدنا ﴿لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُم :النساء ۱۷۱﴾۔ **السِّبَاء**: شراب، السبیئۃ بھی شراب کو کہتے ہیں۔ **أَدْكَنَ**: صیغہ صفت، مؤنث دَكْنَاء، ''س'' دَكْناً سیاہی مائل ہونا (أَدْكَنَ عَاتِقٍ اضافۃ الصفۃ الی الموصوف ہے، پرانا کشادہ مشکیزہ)۔ **عَاتِق**: کشادہ مشکیزہ۔ **جَوْنَة**: تارکول ملا ہوا مٹکا (سیاہ مٹکا)۔ **قُدِحَتْ**: ماضی ''ف'' پیالے سے پانی نکالنا (پیالہ ڈالنا) ﴿فَالْمُورِيَاتِ قَدْحًا :العادیات ۲﴾۔ **فُضَّ**: ماضی مجہول ''ن'' فَضًّا: مہر توڑنا۔

۶۰ وَصَبُوحِ صَافِيَةٍ وَجَذْبِ كَرِينَةٍ بِمُوَتَّرٍ تَأْتَالُهُ إِبْهَامُهَا

بہت سی صبح کی صاف شرابیں ہیں (جن سے میں لطف اندوز ہوا) اور ایسے ستار کے ذریعہ مغنیہ کا بجانا کہ جس کا انتظام اس کا انگوٹھا کرتا ہے (میں اس کو سن کر لطف اندوز ہوا)۔

صَبُوح: ہر وہ چیز جو صبح کے وقت کھائی جائے یا پی جائے (صبح کی شراب) ﴿وَالصُّبْحِ إِذَا أَسْفَرَ :المدثر ۳۴﴾۔ **صَافِيَة**: صاف ستھری ﴿وَأَنْهَارٌ مِنْ عَسَلٍ مُصَفًّى: محمد ۱۵﴾۔ **جَذْب**: مصدر، کھینچنا (تانت کھینچنا، سارنگی بجانا)۔ **كَرِينَة**: سارنگی بجانے والی لونڈی، مغنیہ۔ **مُوَتَّر**: اسم مفعول، تفعیل، القوسِ، کمان میں تانت لگانا یہاں موترۃ سے سارنگی مراد ہے۔ **تَأْتَالُهُ**: مضارع افتعال، ائتیال: انتظام کرنا، استعمال کرنا۔

٦١ بَادَرْتُ حَاجَتَهَا الدَّجَاجَ بِسُحْرَةٍ　　لِأُعِلَّ مِنْهَا حِينَ هَبَّ نِيَامُهَا

میں نے صبح سویرے مرغوں کے (بولنے) سے قبل شراب کی خواہش پوری کرلی تا کہ جب سونے والے بیدار ہوں تو (دوبارہ) پی سکوں۔

مطلب: ایک مرتبہ شراب نوشی صبح سویرے کرلیتا ہوں تا کہ یارانِ جلسہ کے ہمراہ دوبارہ موقع مل سکے۔

بَادَرْتُ: ماضی مفاعلہ، جلدی کرنا۔ **سُحْرَةٌ:** صبح کاذب، صبح سویرے ﴿وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ :الذاریات ١٨﴾۔ **لِأُعِلَّ:** لام "کی" ہے، مضارع، افعال، الرجلُ، گھونٹ گھونٹ پینا۔ **هَبَّ:** ماضی بمعنی مضارع "ن" هُبُوباً، چست وتیز رفتار ہونا، بیدار ہونا۔ **نِيَام:** مفرد: نائم: سونے والے ﴿يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ :الصافات ١٠٢﴾۔

٦٢ وَغَدَاةَ رِيحٍ قَدْ وَزَعْتُ وَقِرَّةٍ　　قَدْ أَصْبَحَتْ بِيَدِ الشَّمَالِ زِمَامُهَا

بہت سی ٹھنڈی اور ہوا والی صبحیں ہیں جن کی باگ دوڑ شمالی ہوا کے ہاتھ میں ہوگئی تھی، میں نے ان کو روکا۔

مطلب: ایامِ قحط میں جب کہ شمالی ہوا چلتی ہے جو عموماً بہت زیادہ سردی کا باعث ہوتی ہے، اور اس کی وجہ سے فقراء مصائب میں مبتلا ہوتے ہیں تو میں اپنی سخاوت کے ذریعہ ان مصائب کو رفع کر دیتا ہوں۔

وَغَدَاةَ: واوٴ بمعنی رُبَّ ہے، غداۃ صبح، فجر اور طلوع آفتاب کا درمیانی حصہ، دن کا ابتدائی حصہ، ج: غَدَوَات ﴿النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا :غافر ٤٦﴾۔ **رِيح:** سخت ہوا، ریاح: نرم ہوا۔ ﴿وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ :الحاقة ٦﴾۔ **وَزَعْتُ:** ماضی "ف" روکنا، منع کرنا، افعال، اصلاح کرنا ﴿وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي: النمل ١٩﴾۔ **قِرَّة:** سخت سردی۔

٦٣ وَلَقَدْ حَمَيْتُ الْحَيَّ تَحْمِلُ شِكَّتِي　　فُرُطٌ وِشَاحِي إِذْ غَدَوْتُ لِجَامُهَا

اس نے اس حال میں قبیلہ کی حمایت کی جب ایک ایسی تیز رَو گھوڑی میرے ہتھیار اٹھائے ہوئے تھی (میں اس پر سوار تھا) کہ جب صبح کو چلا تو اس کا لگام میرا ہار تھا (میرے گلے میں

پڑا ہوا تھا)۔

شِكَّتِي: یاء متکلم ہے، شِكَّةٌ: اسلحہ۔ **فُرُطٌ:** تیز رفتار گھوڑا، حد سے بڑھا ہوا﴿ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا :الكهف ۲۸﴾۔ **وِشَاحِي:** یاء متکلم ہے، وِشاحٌ حمیل ، جڑاؤ پیٹی ، ہار ، ج:وُشُحٌ۔

٦٤ فَعَلَوْتُ مُرْتَقَباً عَلَى ذِي هَبْوَةٍ حَــرَجٍ إِلَــى أَعْلَامِهِنَّ قَتَــامُهَــا

تو میں (قبیلہ کی حفاظت کے لئے) ایک ایسے بلند ٹیلے پر چڑھا جو تنگ اور غبار آلود تھا جس کا غبار ان کے جھنڈوں تک (اڑ رہا) تھا۔

عَلَوْتُ: ماضی ''ن'' بلند ہونا، المكانَ چڑھنا﴿وَأَنتُمُ الأَعلَونَ إِن كُنتُم مُؤمِنِينَ :ال عمران ۱۳۹﴾۔ **مُرْتَقِباً:** مصدر میمی، ایسی بلند جگہ جہاں سے دور تک حفاظت کی غرض سے دیکھا جاسکے (بلند ٹیلہ)﴿ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيكُم رَقِيبًا :النساء ۱﴾۔ **هَبْوَةٌ:** گردوغبار۔ **حَرَجٍ:** گھنے درختوں والی تنگ جگہ۔ **أَعْلَام:** مفرده: عَلَم: جھنڈا، پہاڑ﴿وَمِن آيَاتِهِ الجَوَارِ فِي البَحرِ كَالأَعلَامِ :الشوری ۳۲﴾۔ **قَتَام:** گردوغبار۔

٦٥ حَتَّى إِذَا أَلْقَتْ يَداً فِي كَافِرٍ وَأَجَــنَّ عَــوْرَاتِ الثُّغُورِ ظَلَامُهَــا

یہاں تک کہ سورج نے جب اپنے آپ کو تاریکی میں ڈال دیا (غروب ہوگیا) اور سرحد کی خوفناک جگہوں کو ان کی تاریکی نے چھپالیا۔ (یعنی بالکل رات ہوگئی)۔

أَلْقَتْ: ماضی افعال، ڈال دینا، القت کا فاعل الشمس محذوف ہے۔ **يَداً:** ہاتھ، یہاں بمعنی نفس ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں: ﴿لا تلقوا بايديكم إلى التهلكة﴾. **كَافِرٍ:** کالی اندھیری رات، سمندر، بڑی وادی، کالا بادل، تاریکی۔ **أَجَنَّ:** ماضی افعال، چھپانا﴿ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيهِ اللَّيلُ :الانعام ۷٦﴾۔ **عَوْرَات:** مفرده: عَورَةٌ، وہ خلل جو سرحد میں ہو اور جس سے خوف کیا جائے، من الانسان وہ عضو جس کو شرم کی وجہ سے چھپایا جائے﴿ لَم يَظهَرُوا عَلَى عَورَاتِ النِّسَاءِ النور ۳۱﴾ **ثُغُور:** مفرده: ثَغر، ملک کی سرحدوں پر خوف کی

٦٦ أَسْهَلْتُ وَانْتَصَبَتْ كَجِذْعِ مُنِيفَةٍ جَــرْدَاءَ يَحْصَــرُ دُونَهَــا جُرَّامُهَــا

تو میں نیچے اترا اور میری گھوڑی اس پتوں سے خالی بلند کھجور کے تنہ کی طرح سیدھی کھڑی ہوگئی جس کے پتے (یا پھل) توڑنے والے (اس کی لمبائی کی وجہ سے) تنگ دل ہوں۔

مطلب: غرض میں تمام دن قبیلہ کی حفاظت میں اس ٹیلہ پر مصروف رہا، جب بالکل شام ہوگئی اور سرحد کی گھاٹیاں چھپ گئیں تو ٹیلہ سے نیچے اتر آیا اور میری گھوڑی گردن بلند کر کے کھڑی ہوگئی۔

اَسْهَلْتُ: ماضی افعال، پہاڑ سے میدانی زمین پر اترنا ﴿تَتَّخِذُونَ مِن سُهُولِهَا قُصُورًا :الاعراف ۷٤﴾۔ **اِنْتَصَبَتْ:** ماضی افتعال، کھڑا ہونا، انتصبت کی "ھی" ضمیر فرس بمعنی گھوڑی کی طرف لوٹ رہی ہے ﴿وَإِلَى الجِبَالِ كَيفَ نُصِبَت: الغاشية ۱۹﴾۔

فائدہ (۱): فرس گھوڑا اور گھوڑی دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے جبکہ گھوڑے کو الحِصَان اور گھوڑی کو الحِجرُ بھی کہتے ہیں۔

فائدہ (۲): شراب، اونٹ، اونٹنی، گھوڑے، گھوڑی، جنگ اور کھجور وغیرہ کے لئے ماقبل میں صراحتاً مرجع موجود ہونا ضروری نہیں، مرجع ذکر کئے بغیر بھی ضمیر لوٹائی جا سکتی ہے۔

جِذْع: تنا، درخت کے اس حصے کو کہتے ہیں جو شاخیں کاٹنے کے بعد بچے ﴿فَأَجَاءَهَا المَخَاضُ إِلَى جِذعِ النَّخلَةِ :مريم ۲۳﴾۔ **مُنِيْفَة:** بلند و بالا، موصوف نَخْلَةٍ، محذوف ہے۔ **جَرْدَاء:** شجرة جرداء: پتوں سے خالی درخت۔ **يَحْصُرَ:** مضارع "س" حصراً الرجلُ: تنگ دل ہونا ﴿أَو جَاءُوكُم حَصِرَت صُدُورُهُم :النساء ۹۰﴾۔ **جرام:** بفتح الجيم، صیغہ مبالغہ، جَرمُ النَّخلِ یعنی درخت سے پھل توڑنا، بضم الجيم، جارم کی جمع ہے، پھل توڑنے والا، افعال، گناہ کرنا ﴿قُل لَا تُسأَلُونَ عَمَّا أَجرَمنَا السباء ۲۵﴾ ☆ مفسر عظام "حصرت" بمعنی تنگ دل ہونے پر اسی شعر سے استدلال کرتے ہیں

قوله تعالى: أو جاؤُكم حَصِرَت صُدُورُهم أى ضاقت۔ وقال لبيد: أسهلت وانتصبت كجذع منيفة --- جرداء يحصر دونها جرامها أى تضيق صدورهم من طول هذه النخلة ومنه الحصر فى القول وهو ضيق الكلام على المتكلم تفسير قرطبى ج٥ صـ۳۰۹

٦٧ رَفَّعْتُهَا طَرْدَ النَّعَامِ فَوْقَهُ حَتَّى إِذَا سَخِنَتْ وَخَفَّ عِظَامُهَا

میں نے اس (گھوڑی) کو شتر مرغ جمع کرنے والی رفتار پر دوڑایا بلکہ اس سے بھی زیادہ حتی کہ وہ جب گرم ہوگئی اور اس کی ہڈیاں ہلکی ہوگئیں۔

رَفَّعْتُ: ماضی تفعیل، تیز دوڑانا ﴿رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ :غافر ١٥﴾۔ **طَرْد:** مصدر ''ن'' الابل، ادھر ادھر سے جمع کر کے ہانکنا ﴿وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ :الشعراء ١١٤﴾۔ **نَعَام:** مفردہ: نَعَامَةٌ، شتر مرغ۔ **سَخِنَتْ:** ماضی ''س'' گرم ہونا۔ **خَفَّ:** ماضی ''ض'' خَفًّا ہلکا ہونا ﴿انفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا : التوبة ٤١﴾۔ **عِظَام:** مفردہ: عَظْمٌ، ہڈی ﴿أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا :الصافات ١٦﴾۔

٦٨ قَلِقَتْ رِحَالَتُهَا وَأَسْبَلَ نَحْرُهَا وَابْتَلَّ مِنْ زَبَدِ الْحَمِيمِ حِزَامُهَا

اس کے چمڑے کا زین ہلنے لگا اور اس کا سینہ (پسینہ) گرانے لگا اور پسینہ کے جھاگوں سے اس کے زین کسنے کی رسی بھیگ گئی۔

مطلب: نیچے اتر کر قبیلہ کی دیکھ بھال کے لئے میں نے اسے اتنا دوڑایا کہ وہ پسینہ پسینہ ہوگئی اور کمر کی تری کی وجہ سے اس کے چمڑے کا زین کمر پر نہ جما۔

قَلِقَتْ: ماضی ''ن'' قلقاً، حرکت دینا، ''س'' قلقاً مضطرب ہونا، بے قرار ہونا (ہلنا)۔ **رِحَالَةٌ:** بغیر لکڑی کے صرف چمڑے کا زین، ج: رحائل۔ **أَسْبَلَ:** ماضی افعال، الدمعُ: آنسو بہانا، الماءَ: پانی گرانا، السماءُ: برسنا۔ **إِبْتَلَّ:** ماضی افتعال، ابتلال، بھیگنا۔ **زَبَد:** جھاگ، ج: أَزْبَاد۔ ﴿فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَابِيًا :الرعد ١٧﴾ **حَمِيم:** گرمی، پسینہ، گرمی کے بعد بارش ﴿وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا :محمد ١٥﴾۔ **حِزَام:** زین کسنے کی رسی، جسے اردو میں ''تنگ'' کہتے ہیں۔

٦٩ تَرْقَى وَتَطْعَنُ فِي الْعِنَانِ وَتَنْتَحِي وِرْدَ الْحَمَامَةِ إِذْ أَجَدَّ حَمَامُهَا

وہ گردن ابھار کر چلتی ہے، باگ کو جھٹکے دیتی ہے اور (تیز چلنے میں) ایسے قصد کرتی ہے جس طرح کبوتری پانی پر اترنے کا قصد کرے، جب کہ اس کا (نر) تیزی دکھا رہا ہو۔

مطلب: گھوڑی کی تیز روی کو پیاسی کبوتری کی پرواز سے تشبیہ دی گئی ہے۔

تَرْقیٰ: مضارع ''س'' چڑھنا، بلند ہونا (ابھارنا) ﴿أو ترقی فی السَّمَاءِ :الاسراء ۹۳﴾ - **تَطْعَنْ:** مضارع ''ف''، ''ن'' الفرس فی العنان: لگام کھینچ کر تیز چلنا (لگام کو جھٹکے دینا) ﴿وَطَعَنُوا فِی دِینِکُم :التوبۃ ۱۲﴾ - **عِنَان:** لگام - **تَنْتَحِی:** مضارع، افتعال، قصد کرنا، ارادہ کرنا - **وِرْد:** بالکسر، پانی پر پہنچنا، پیاس، ج: اوراد ﴿وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدیَنَ :القصص ۲۳﴾ - **أجَدَّ:** ماضی افعال، کوشش کرنا، سخت و ناہموار زمین پر چلنا، موافقت مجرد، ''ض'' جِدًّا فی الامرِ، جلدی کرنا (تیزی دکھانا)۔

۷۰ وَكَثِيرَةٍ غُرَبَاؤُهَا مَجْهُولَةٍ　　　تُرْجَى نَوَافِلُهَا وَيُخْشَى ذَامُهَا

بہت سے ایسے گھرانے ہیں جن کے مسافر (مہمان) ایک دوسرے سے ناواقف ہیں اور ان کے عطایا کی امید کی جاتی ہے اور ان کے عیب سے بچا جاتا ہے۔

مطلب: ان گھرانوں سے بادشاہوں کے گھر مراد ہیں، ان اشعار سے شاعر اس مناظرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فخر کا اظہار کرنا چاہتا ہے، جو نعمان بن منذر شاہِ عرب کے دربار میں ربیع بن زیاد سے پیش آیا تھا (مناظرے کی تفصیل حالات کے ضمن میں ذکر کی جا چکی ہے)۔

غُرَبَاءُ: مفردہ: غریب، اجنبی، مسافر - **تُرْجی:** مضارع مجہول ''ن'' پُرامید ہونا ﴿وَمَا كُنتَ تَرجُو أن يُلقَى إلَيكَ :القصص ۸٦﴾ - **نَوَافِلُ:** مفردہ: نَفلٌ، غنیمت، ہبہ، زیادتی (عطایا) ﴿وَمِنَ اللَّيلِ تَهَجَّدْبِهِ نَافِلَةً لَكَ :الاسراء ۷۹﴾ - **ذَام:** عیب، مذمت، ذِیْمٌ بھی کہتے ہیں۔

۷۱ غُلْبٌ تَشَذَّرُ بِالذُّحُولِ كَأَنَّهَا　　　جِنُّ الْبَدِيِّ رَوَاسِياً أَقْدَامُهَا

(وہ گھر والے) موٹی گردن کے شیر ہیں جو (بہادری کی وجہ سے) آپس میں ایک دوسرے کو اپنے کینوں سے ڈراتے ہیں، گویا کہ وہ (مقامِ) بدی کے جن ہیں جو اپنے قدموں کو ثابت کئے ہوئے ہیں، (اور کسی طرح میدان سے نہیں ٹلتے)۔

غُلْب: مفردہ: اغلب، موٹی گردن، عام طور پر اسد کی صفت بنتی ہے - **تَشَذَّر:** ماضی، تفعل، مقابلہ کے

لئے تیار ہونا،ہُ: دھمکانا، ڈرانا۔ **ذُحُول:** مفردہ:ذَحلٌ، خون کا بدلہ، دشمنی، کینہ۔ **رَوَاسِیاً:** مفردہ:راسٍ "ن" ثابت ہونا ٹھہرنا(رَاسِ القَدَم قدم جمائے ہوئے)۔﴿وَأَلقَینا فِیھَا رَوَاسِیَ :ق ۷﴾

۷۲ أَنکَرْتُ بَاطِلَهَا وبُؤْتُ بحَقِّها　　عِنْدِي وَلَمْ يَفْخَر عَلَيَّ كِرامُهَا

میں نے اس (گھر) کے باطل (قول) کا انکار کردیا اور جو میرے نزدیک اس کا حق تھا اس کا اقرار کرلیا تو مجھ پر اس گھر کے شرفاء فخر میں غالب نہ آئے۔

بؤت: ماضی"ن" بُواءً، بِالحقِّ، اقرار کرنا، الیہ لوٹنا۔

مطلب: جو بات میرے نزدیک حق تھی اس بات کا اقرار کرتے ہوئے اس پر ڈٹا رہا اور جو ناحق تھی اس کا صاف انکار کیا، اس وجہ سے ان گھروں میں رہنے والے معززین مجھ پر غلبہ حاصل کرنے میں ناکام رہے اور میں ہی غالب رہا۔

۷۳ وجَزُورِ أَيْسَارٍ دَعَوْتُ لِحَتْفِها　　بِمَغَالِقٍ مُتَشَابِهٍ أَجْسَامُهَا

قمار بازوں کے (مناسب) بہت سے اونٹ ہیں جن کو ذبح کرنے کے لئے ایسے جوئے کے تیروں کے ذریعہ مَیں نے (یار واحباب کو) بلایا جن کے اجسام ہم شکل تھے۔

مطلب: اپنے اونٹوں کے ذبح کرنے پر فخر کرتا ہے، بمغالق الخ کا مطلب یہ ہے کہ تیروں کے ذریعہ قرعہ اندازی کر کے ذبح کرنے کے لئے ان میں سے منتخب کئے جاتے ہیں۔

جَزُورٍ: مفردہ:جَزرَۃٌ، ہر وہ جانور جس کا ذبح کرنا جائز ہو، اونٹ۔ **أَيْسَار:** مفردہ:یَسَر اسم مصدر ہے بمعنی جوا کھیلنے والوں کی جماعت﴿یَسأَلُونَكَ عَنِ الخَمرِ وَالمَیسِرِ :البقرة ۲۱۹﴾۔ **حَتْف:** موت(لِحَتفِ ذبح کرنے کے لئے)۔ **مَغَالِق:** مفردہ:مِغلق جوئے کا تیر۔

۷۴ أَدْعُو بِهِنَّ لِعَاقِرٍ أَوْ مُطْفِلٍ　　بُذِلَتْ لِجِيرانِ الْجَمِيعِ لِحَامُهَا

میں ان تیروں کے ذریعہ بانجھ یا بچہ دار اونٹنی کے لئے بلاتا ہوں جس کا گوشت تمام ہمسایوں میں تقسیم کیا جائے۔

مطلب: کم درجہ کی اونٹنی ذبح نہیں کرتا بلکہ بیش قیمت ذبح کرتا ہوں۔

عَاقِر: بانجھ ﴿وَكَانَتِ امرَأتِي عَاقِرًا: مريم ٥﴾۔ **مُطْفِل:** اسم فاعل، افعال، بچہ والی ہونا ﴿ثُمَّ نُخرِجُكُم طِفلًا :الحج ٥﴾۔ **بذلت:** ماضی مجہول ''ن'' خرچ کرنا، تقسیم کرنا۔ **لِحَام:** مفردہ: لَحم گوشت ﴿أو لَحمَ خِنزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجسٌ :الانعام ١٤٥﴾

٧٥ فَالضَّيْفُ وَالْجَارُ الْجَنِيبُ كَأَنَّمَا ۔۔۔ هَبَطَا تَبَالَةَ مُخْصِباً أَهْضَامُهَا

پس مہمان اور اجنبی پڑوسی (گوشت کی کثرت اور فراوانی کی وجہ سے) گویا کہ وادئ تبالہ میں جا اترے جس کے ٹیلے سبز ہیں۔

مطلب: ان پر رزق کی اتنی فراوانی ہوئی جیسے وادئ تبالہ میں بسنے والوں پر۔

الجَنِيب: اجنبی، دور ﴿وَالجَارِ ذِي القُربَى وَالجَارِ الجُنُبِ :النساء ٣٦﴾۔ **هَبَطَا:** ماضی ''ض'' هَبطاً، اترنا ﴿ وَقُلنَا اهبِطُوا بَعضُكُم لِبَعضٍ عَدُوٌّ :البقرة ٣٧﴾ ۔ **تَبَالَة:** یمن کی ایک وادی کا نام۔ **مُخْصِب:** اسم فاعل، افعال، المكانَ: سرسبز ہونا۔ **أَهْضَام:** مفردہ: هَضمٌ، هِضمٌ، پست زمین بطن وادی، (ٹیلے)

٧٦ تَأْوِي إِلَى الْأَطْنَابِ كُلُّ رَذِيَّةٍ ۔۔۔ مِثْلِ الْبَلِيَّةِ قَالِصٍ أَهْدَامُهَا

(میرے یا میری قوم کے) خیموں کے طنابوں کی طرف ہر ایسی ضعیف (عورت) پناہ لیتی ہے جس کے پرانے کپڑے (بھی) بدن سے چھوٹے پڑ رہے ہوں اور (قبر پر بندھی ہوئی) اونٹنی کی طرح (لاغر) ہو۔

تَأْوِي: مضارع ''ض'' اَوِيًا واَوَاءً، الى البيت: ٹھکانا لینا، پناہ لینا ﴿ قَالَ سَآوِي إِلَى جَبَلٍ :هود ٤٣﴾۔ **أَطْنَاب:** مفردہ: طُنُب، خیمے کی لمبی رسی۔ **رَذِيَّة:** بیماری سے نڈھال، کمزور، لاغر (امرأۃ محذوف کی صفت ہے)۔ **بَلِيَّة:** اس اونٹنی کو کہتے ہیں جو اپنے مالک کی قبر پر باندھ دی جاتی ہے یہاں تک کہ اسکی موت واقع ہو جاتی ہے، ج: بَلَايَا۔ **قَالِص:** اسم فاعل ''ض'' الثوبُ، کپڑے کا سکڑنا (بدن سے چھوٹا پڑنا)۔

اَھْدَام: مفردہ:ھِدْمٌ، پرانے بوسیدہ کپڑے۔

۷۷ وَيُكَلِّلُونَ إِذَا الرِّيَاحُ تَنَاوَحَتْ خُلُجاً تُمَدُّ شَوَارِعاً أَيْتَامُهَا

جب ہوائیں بالمقابل چلیں (ایام قحط میں چوطرفی ہوائیں چلنے لگیں) تو وہ ایسے بڑے پیالوں کو جو چھوٹی نہر کے مانند ہیں، اوپر تک پر کردیتے ہیں جن میں (کھانے کا) اضافہ کیا جاتا ہے اس حال میں کہ ان کے یتیم (بچے وسعت اور کھانے کی فراوانی کی وجہ سے گویا کہ) تیرتے ہیں۔

یُکَلِّلُوْنَ: مضارع، تفعیل، الجفنة، پیالے کو گوشت کے ٹکڑوں اور ثرید سے بھر دینا۔ **تَنَاوَحَتْ:** ماضی، تفاعل، الریاح ہواؤں کا تیز چلنا، ہواؤں کا بالمقابل یعنی کبھی پُروائی کبھی شمالی کبھی جنوبی ہوا کا چلنا۔ **خُلُجاً:** مفردہ:خلیج، چھوٹی نہر، جو بڑی نہر یا سمندر سے نکالی گئی ہو مراد بڑے پیالے ہیں۔ **تُمَدُّ:** مضارع مجہول ''ن'' مَدّاً زیادہ کرنا ﴿وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا :مریم ۷۹﴾، **شَوَارِع:** مفردہ:شارع، ''ف'' شُرُوعاً پانی میں داخل ہونا (تیرنا)۔ **أَيْتَام:** مفردہ:یتیم ﴿وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى :البقرة ۱۷۷﴾۔

۷۸ إِنَّا إِذَا الْتَقَتِ الْمَجَامِعُ لَمْ يَزَلْ مِنَّا لِزَازُ عَظِيمَةٍ جَشَّامُهَا

جب جماعتیں ملیں (ایک جگہ جمع ہوں) تو ہمیشہ ہم میں سے بڑے کام کا ذمہ دار اور اس کی تکلیف برداشت کرنے والا ضرور رہے گا۔

مطلب: جب کبھی قبائل کا اجتماع ہوتا ہے تو وہاں ہمارا ایک سردار لازمی طور سے ہوتا ہے جو معاملات طے کرتا ہے۔

مَجَامِعُ: مفردہ:مَجْمَعٌ، جماعت ﴿ذَلِكَ يَوْمٌ مَجْمُوعٌ لَهُ النَّاسُ : ھود ۱۰۳﴾۔ **لِزَاز:** اسم مصدر سخت جھگڑالو، عرب میں سخت جھگڑالو بہتر ذمہ دار و سردار سمجھا جاتا تھا۔ **عَظِيمَة:** موصوف محذوف ہے، حَظَّةٌ عَظِيمَة، بڑا کام ﴿وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ :البقرة ۷﴾۔ **جَشَّام:** صیغہ مبالغہ ''س'' جَشْماً وجَشَامَةً،

مشقت سے کام کرنا، تکلیف برداشت کرنا

٧٨ ومُقَسِّمٌ يُعْطِي الْعَشِيرَةَ حَقَّها وَمُغَذْمِرٌ لِحُقُوقِهَا هَضَّامُهَا

(اور قبائل کے اجتماع کے وقت ہمارا) ایسا سردار ضرور ہوتا ہے جو مالِ غنیمت تقسیم کرنے والا ہے جو قبیلہ کو اس کے حقوق دیتا ہے اور ایک ایسا بااختیار سردار ہے جو (ضرورت کے وقت) قبیلہ کے حقوق کی خاطر (اپنے) حقوق کم کردیتا ہے (یا قبیلہ ہی کے حقوق کم کردیتا ہے اور اس پر کوئی معترض نہیں ہوسکتا)۔

مُقَسِّمٌ: لزاز پر عطف ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے، اسم فاعل تفعیل، تقسیم کرنا ﴿تِلكَ إِذًا قِسمَةٌ ضِيزَى :النجم ٢٢﴾۔ **مُغَذْمِرٌ:** اسم فاعل دَحرجة ہمت کے ساتھ رعب و دبدبے والا ہونا (بااختیار)۔ **هَضَّامُ:** صیغہ مبالغہ ''ن'' حَقَّهُ حق کم کرنا، من حقّه رضامندی سے اپنے حق میں کچھ چھوڑ دینا۔

٧٩ فَضْلاً وَذُو كَرَمٍ يُعِينُ عَلَى النَّدَى سَمْحٌ كَسُوبُ رَغَائِبٍ غَنَّامُهَا

یہ سب کچھ بزرگی کی وجہ سے کرتا ہے اور (ہم میں سے) ایک ایسا صاحب کرم (رہتا ہے) جو سخاوت (کرنے) پر (لوگوں کی) مدد کرتا ہے، سخی عمدہ چیزیں کمانے والا اور ان کو غنیمت بنانے والا ہے۔

النَّدىٰ: سخاوت کہا جاتا ہے، رجل نِد: سخی آدمی۔ **سَمْحٌ:** صیغہ صفت ''ک'' سُمُوحاً و سَمَاحَةً: فیاض و سخی ہونا۔ **كَسُوب:** صیغہ مبالغہ ''ض'' كَسْباً: کمانا۔ **رَغَائِب:** مفرده: رغيبة، وہ چیز جس میں رغبت کی جائے، عمدہ چیز ﴿إِنَّا إِلَى رَبِّنَا رَاغِبُونَ :القلم ٣٢﴾۔ **غَنَّام:** صیغہ مبالغہ، از غانم: غنیمت حاصل کرنے والا ﴿فَعِندَ اللَّهِ مَغَانِمُ كَثِيرَةٌ :النساء ٩٤﴾۔

٨١ مِنْ مَعْشَرٍ سَنَّتْ لَهُمْ آبَاؤُهُمْ وَلِكُلِّ قَوْمٍ سُنَّةٌ وَإِمَامُهَا

(یہ سردار) ایسے گروہ سے ہے جس کے واسطے اس کے آباء نے یہ طریقہ جاری کردیا ہے اور ہر قوم کا ایک طریقہ اور اس طریقہ کا رہنما ہوتا ہے۔

مطلب: اس سردار نے یہ تمام عمدہ افعال آباؤ اجداد سے سیکھے ہیں۔

سَنَّتْ: ماضی ''ن'' علیھم: طریقہ مقرر کرنا۔ **سُنَّۃٌ:** خصلت، طبیعت، طریقہ، ج: سُنن۔ ﴿سُنَّۃَ مَن قَد أَرسَلنَا قَبلَکَ: الاسراء ۷۷﴾

۸۲ لَا یَطْبَعُونَ وَلَا یَبُورُ فَعَالُهُمْ　　إِذْ لَا یَمِیلُ مَعَ الْهَوَی أَحْلَامُهَا

وہ اپنی آبرو عیب دار نہیں کرتے اور نہ ان کے کام فاسد ہوتے ہیں (بلکہ) ان کی عقول خواہشاتِ نفسانی کے تابع نہیں ہوتیں۔

مطلب: ہر کام عقل کی روشنی میں کرتے ہیں نہ تو ان کی آبرو پر کبھی دھبہ آتا ہے اور نہ ان کا کوئی کام خراب ہوتا ہے۔

یَطْبَعُونَ: مضارع ''س'' طَبَعاً میلا کچیلا ہونا، عیب دار ہونا ''ف'' علیه مہر لگانا ﴿وَطُبِعَ عَلَی قُلُوبِهِم فَهُم لَا یَفقَهُونَ: التوبة ۸۷﴾ **یَبُورُ:** مضارع ''ن'' الشیء ہلاک ہونا، ضائع ہونا، فاسد ہونا ﴿وَأَحَلُّوا قَومَهُم دَارَ البَوَارِ: ابراھیم ۲۸﴾ **اَحْلَام:** مفردہ: حِلم عقل ﴿إِنَّ إِبرَاهِیمَ لَحَلِیمٌ أَوَّاهٌ مُنِیبٌ: هود ۷۵﴾

۸۳ إِنْ یُفْزَعُوا تَلْقَ الْمَغَافِرَ عِنْدَهُمْ　　وَالسِّنَّ تَلْمَعُ کَالْکَوَاکِبِ لَامُهَا

اگر وہ لوگ گھبراہٹ میں مبتلا کر دیئے جاویں تو تُو ان کے پاس خودوں اور تیز کئے گئے نیزوں سے ملے گا درآنحالیکہ ان کی زرہیں ستاروں کی طرح چمکتی ہیں۔

اَلْمَغَافِرَ: مفردہ: مِغفر، خود۔ **سِنّ:** مصدر بمعنی مفعول ''ن'' سِناً، السکین چھری تیز کرنا، یہاں موصوف اَلنِّصال بمعنی نیزے محذوف ہے۔ **لَام:** مفردہ: لامة: زرہ۔

۸۴ فَاقْنَعْ بِمَا قَسَمَ الْمَلِیكُ فَإِنَّمَا　　قَسَمَ الْخَلَائِقَ بَیْنَنَا عَلَّامُهَا

تو (اے حاسد) خدائی قسمت پر راضی ہو اس لئے کہ عادتوں کو ہمارے درمیان بہت زیادہ جاننے والے نے تقسیم کیا ہے۔

مطلب: اگر ہمیں اچھی عادتیں دی گئی ہیں اور تمہیں بری تو اس پر ہی صبر کرنا چاہیے، اس لئے کہ یہ تقسیم کسی انجان کی نہیں ہے بلکہ دانائے راز نے یہ تقسیم کی ہے وہ ہر ایک کو سر ناپ کر ٹوپی عنایت کرتا ہے۔

فَاقْنَعْ: فعل امر، بہ: تقسیم پر راضی ہونا ﴿وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ :الحج ٣٦﴾ ۔**مَلِيْكٌ:** بادشاہ ،اسماء حسنیٰ میں سے ہے ﴿عند مليكٍ مقتدر﴾ **خَلَائِق:** مفردہ: خليقة طبیعت، عادت۔**عَلَّام:** مبالغہ از عالم جاننے والا ﴿وَإِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ :المائدة ١٠٩﴾

٨٥ وَإِذَا الْأَمَانَةُ قُسِّمَتْ فِي مَعْشَرٍ　　أَوْفَى بِأَوْفَرِ حَظِّنَا قَسَّامُهَا

جب اقوام (عالم) میں امانت تقسیم کی گئی تو امانت کے قسام (ازل) نے ہمارا حصہ پورا وکمل کردیا، (اس لئے ہم تمام قبائل عرب میں بہت زیادہ امین ہیں)۔

أَوْفَى: ماضی، افعال، ایفاء، حَقَّهُ پورا حق دینا ﴿الَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ :الرعد ٢٠﴾ ۔**أَوْفَرُ:** اسم تفضیل ''ض'' وفوراً: زیادہ ہونا، وافر ہونا ﴿فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاؤُكُم جَزَاءً مَوْفُورًا :الاسراء ٦٣﴾۔

٨٦ فَبَنَى لَنَا بَيْتاً رَفِيعاً سَمْكُهُ　　فَسَمَا إِلَيْهِ كَهْلُهَا وَغُلَامُهَا

خدا نے ہمارا (شرف و بزرگی کا) ایک ایسا مکان بنایا جس کی چھت بہت بلند ہے پس قبیلہ کے ادھیڑ عمر اور نوجوان اس کی طرف چڑھے۔

مطلب: خدا نے ہمیں بزرگی کا ایک بلند مکان عنایت فرمادیا ہے تو اب قوم کے افراد اس کی بلندی پر نظر آتے ہیں۔

سَمْكٌ: عمق کی ضد، چھت یا چھت کی دبازت، ہر اونچی یا موٹی چیز کا قد، قوله تعالیٰ: ﴿رفع سمكها فسوّاها﴾ ۔**سَمَا:** ماضی ''ن'' سُمُوًّا، بلند ہونا ﴿أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً :فاطر ٢٧﴾ **كَهْل:** ادھیڑ عمر۔ ﴿وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا :ال عمران ٤٦﴾

٨٧ وَهُمُ السُّعَاةُ إِذَا الْعَشِيرَةُ أُفْظِعَتْ　　وَهُمْ فَوَارِسُهَا وَهُمْ حُكَّامُهَا

جب قبیلہ کسی خطرناک مصیبت میں مبتلا کردیا جائے تو وہی لوگ کوشاں ہیں اور وہی (جنگ کے وقت) شہسوار اور (جھگڑے نمٹانے کے وقت) حاکم ہوتے ہیں۔

مطلب: غرض ہر طرح سے قبیلہ کے محافظ و نگران وہی لوگ ہیں۔

عَشِيرَة: خاندان، قبیلہ ج: عَشَائِر، عَشِيرَات ﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ الشعراء ٢١٤﴾ **سُعَاة:**

مفردہ:ساعی ''ف'' سعیاً کوشش کرنا﴿فَأُولَئِكَ كَانَ سَعْيُهُم مَشْكُورًا الاسراء ١٩﴾۔**أُفْظِعَتْ:** ماضی انفعال، ہٗ امر قبیح میں ڈالنا، امر قبیح نازل ہونا۔**فَوَارِس:** مفردہ:فارس، شہسوار۔

٨٨ وَهُمُ رَبِيعٌ لِلْمُجَاوِرِ فِيهِمُ　　وَالْمُرْمِلَاتِ إِذَا تَطَاوَلَ عَامُهَا

وہی لوگ اپنے پڑوسیوں اور بیواؤں کے لئے جب (افلاس کی وجہ سے) ان کی عمر کے سال دراز ہو جائیں (اور کٹنی دوبھر ہو جائے) تو موسم ربیع (کا کام دیتے) ہیں۔

رَبِيع: موسم بہار۔**مُجَاوِر:** اسم فاعل، مفاعلہ، پڑوسی ہونا﴿وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَى وَالْجَارِ الْجُنُبِ النساء ٣٦﴾۔**مُرْمِلَاتِ:** اسم فاعل، افعال، المرأۃُ: بیوہ ہونا۔**تَطَاوَل:** ماضی تفاعل، لمبائی ظاہر کرنا، عمر بڑھنا﴿فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ القصص ٤٥﴾ ۔**عَام:** سال، ج:اعوام﴿أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَرَّةً التوبة ١٢٦﴾۔

٨٩ وَهُمُ الْعَشِيرَةُ أَنْ يُبَطِّئَ حَاسِدٌ　　أَوْ أَنْ يَمِيلَ مَعَ الْعَدُوِّ لِئَامُهَا

وہی قبیلہ کے مصلح اور مددگار رہتے ہیں اس خوف سے کہ کہیں حاسد امداد میں تاخیر نہ کرے یا قبیلہ کے کمینے دشمنوں سے میل جول نہ کر بیٹھیں۔

مطلب: آپس کے اختلاف مٹا کر سب کو باہمی اعانت پر آمادہ کر دیتے ہیں۔

عَشِيرَة: قبیلہ، مضاف محذوف ہے، ھم مصلحوا العشیرۃ ج:عَشَائِر، عَشِيرَات﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ الشعراء ٢١٤﴾ **يُبَطِّئ:** مضارع تفعیل، تاخیر کرنا۔**لِئَام:** مفردہ:اللئیم، کمینہ۔

☆☆☆......☆☆☆
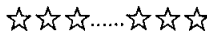
عمرو بن کلثوم

عمرو بن کلثوم بن عتاب بن سعد بن زہیر بن جشم بن بکر بن حبیب...... عمرو بن کلثوم نے جزیرہ فرات میں قبیلہ تغلب کے معزز و باحسب لوگوں میں پرورش پائی، جوان ہونے پر بڑے لوگوں کی طرح خوددار، غیور، بہادر اور فصیح وخوش گفتار ہوا، ابھی پندرہ برس کا بھی نہ ہونے پایا تھا کہ اپنی قوم میں معزز اور قبیلہ کا سردار بن گیا، شجاعت و بہادری میں ضرب المثل سمجھا جاتا تھا حتی کہ اگر کہیں کوئی زیادہ بہادری وشجاعت کا مظاہرہ کرتا تو اسے کہا جاتا کہ ھو افتك من عمرو بن کلثوم "وہ تو عمرو بن کلثوم سے بھی زیادہ بہادر نظر آتا ہے" عمرو بن کلثوم نے ایک واقعہ کی بناء پر عمرو بن ہند شاہ عرب کو قتل کیا تھا، جس کی وجہ سے اس کی شہرت میں چار چاند لگ گئے واقعہ کچھ یوں ہے کہ......؛ ایک مرتبہ شاہ عمرو بن ہند نے اپنے مقربین اور خاص درباریوں سے دریافت کیا'' کیا آج عرب میں تم کوئی ایسا شخص بتا سکتے ہو جس کی ماں میری ماں کی خدمت کرنا ذلت وعار سمجھے'' انہوں نے جواب دیا کہ عمرو بن کلثوم جس کے متعلق '' اَعَزُّ مِن کُلیب " کلیب سے بھی زیادہ باعزت کی مثل مشہور ہے اس کی ماں لیلیٰ بنت مہلہل کے سوا ہمیں ایسی کوئی عورت نظر نہیں آتی کیونکہ اس کا باپ مہلہل بن ربیعہ اور چچا کلیب بن وائل اَعَزُّ العَرب، شوہر کلثوم بن عتاب عرب کا جوانمرد شہسوار اور اس کا بیٹا عمرو بن کلثوم تغلب کا واحد و مایہ ناز سردار ہیں، شاہ نے یہ معلوم کر کے برائے آزمائش عمرو بن کلثوم کے نام پیغام بھیجا کہ میں آپ سے ملاقات کا متمنی ہوں نیز میری والدہ آپ کی والدہ سے ملاقات کا اشتیاق رکھتی ہیں، اگر ہم دونوں کی یہ آرزو ایک ساتھ پوری ہو جائے تو بہت مناسب ہوگا، چنانچہ عمرو بن کلثوم نے شاہ کا یہ پیغام سن کر اپنے ہمراہ سرداران بنی تغلب اور والدہ کے ساتھ قبیلہ کی شریف عورتیں اور جزیرہ سے شاہ کی ملاقات کے لئے دربار میں حاضر ہوا، شاہ نے فرات وحیرہ کے درمیان شامیانے تنوا دیے اور اپنی حکومت کے امراء ورؤساء کو مدعو کیا، وہ سب وہاں جمع ہو گئے، عمرو بن کلثوم شاہ کے پاس تخت پر بیٹھا اور والدہ شاہ کی والدہ کے خیمہ میں فروکش ہوئیں، شاہ عمرو بن ہند نے اپنی والدہ کو پہلے ہی سکھا دیا تھا کہ عمرو بن کلثوم کی والدہ سے کوئی خدمت لینا، چنانچہ اس نے باتوں باتوں میں لیلیٰ سے کہا ذرا مجھے

یہ ''طبق'' اٹھا کر دیجئے گا ......لیلیٰ نے عزت و وقار برقرار رکھتے ہوئے کہا......! جس کو ضرورت ہو وہ خود اٹھا لے شاہ کی والدہ نے دوبارہ تقاضا کیا، اس پر لیلیٰ نے ''وا ذلاہ یا تغلب'' (وائے بنی تغلب کی دہائی) کا پرزور نعرہ لگایا، یہ الفاظ سنتے ہی عمرو بن کلثوم جو شاہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا سمجھ گیا کہ ضرور والدہ کی تحقیر ہوئی ہے، اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا چنانچہ وہ نہایت غضبناک و برافروختہ ہو کر اٹھا، شاہ کی تلوار جو قریب میں ہی لٹکی ہوئی تھی اور اس کے علاوہ کوئی تلوار وہاں موجود نہ تھی، کھینچ کر شاہ کے سر پر دے ماری اور اسے وہی بھرے دربار میں ڈھیر کر دیا، اپنی جماعت کو شاہ کا خیمہ لوٹ لینے کا حکم دے دیا چنانچہ شاہ کا سارا ساز وسامان اور تمام اونٹ لوٹ لئے گئے اور تمام لوگ فوراً جزیرہ کی طرف لوٹ آئے۔

عمرو بن کلثوم نے ایک قول کے مطابق ۱۵۰ سال عمر پائی، اور مرض الموت کے وقت اپنے بیٹوں کو جمع کر کے چند وصیتیں کیں......!

کہا کہ تمہیں معلوم ہے میں نے اتنی طویل عمر پائی ہے شاید میرے آباؤ اجداد میں سے کسی نے نہ پائی ہو اور نہ ہی آئندہ کوئی پا سکے، میری بات غور سے سننا اور اس پر عمل کرنا کیونکہ یہ میری زندگی کا خلاصہ ہے، کسی کو کبھی گالی مت دینا اسی میں تمہاری سلامتی ہے، اور اگر تعریف چاہتے ہو تو ہمسایوں سے اچھا سلوک کرنا، اجنبی پر ظلم کرنے سے بچنا، کبھی ایک شخص ہزار کے ہم پلہ ہوتا ہے، اور قوم کا بہادر وہ ہوتا ہے جو سختی کے بعد نرمی بھی جانتا ہو اور اپنے خاندان و قبیلے میں کبھی شادی مت کرنا، کہ یہ بغض و عناد کا پیش خیمہ ہے۔

☆☆☆......☆☆☆

معلقہ خامسہ کا تعارف

کہا جاتا ہے کہ بنو بکر اور بنو تغلب میں مشہور لڑائی حرب بسوس ہوئی، جو چالیس سال تک رہی، عمرو بن ہند شاہ عرب کے باپ ہند بن الملک المنذر نے ان کے درمیان صلح کروائی اور اس صلح کو پائیدار رکھنے کے لئے ۱۰۰ غلام دونوں سے رہن لئے۔ بعد میں عمرو بن ہند نے بھی اپنے باپ کے طریقہ کو جاری رکھا، لیکن ایک مرتبہ پھر بنو بکر اور بنو تغلب کے سواروں کی جبال طے پر کسی چھوٹی سی بات سے ''تو تو میں میں'' ہوئی جو لڑائی کی شکل اختیار کر گئی، بنو بکر نے تغلبیوں کو پانی کے چشموں سے دور ریگستان میں دھکیل دیا، یہ لوگ صحرا میں بھٹکتے ہوئے ہلاک ہو گئے، بنو تغلب سخت طیش میں آئے اور دیت کا مطالبہ کیا، جس کا بنو بکر نے صاف انکار کر دیا، معاملہ عمرو بن ہند تک پہنچا، فیصلے کے دن بنو تغلب نے عمرو بن کلثوم کو اور بنو بکر نے حارث بن حلزہ کو مدعیٰ بیان کرنے کے لئے آگے کیا، دونوں نے خوب دفاع کیا لیکن کوئی فیصلہ نہ ہو سکا، عمرو بن کلثوم نے اپنے مفاخر بیان کرتے ہوئے اس معلقے کا ایک حصہ پڑھا، جب کہ دوسرا حصہ اُس وقت زیادہ کیا گیا، جب عمرو بن کلثوم نے عمرو بن ہند شاہ عرب کو قتل کر دیا تھا، عمرو بن کلثوم ایک برجستہ گو شاعر تھا، اس کا طرز بیان اور مضمون نہایت پاکیزہ اور بلند ہوتا تھا ، یہ کم گو شعراء میں سے ہے اس نے شاعری کی بہت سی اصناف میں طبع آزمائی نہیں کی نہ اپنی فطری قابلیت کو آزاد چھوڑا اور نہ ہی اپنی خداداد طبیعت کے سامنے سر تسلیم خم کیا، اس کی شاعری کی کل کائنات تو یہی مشہور معلقہ ہے باقی کچھ دوسرے قطعات ہیں جن کا موضوع معلقہ کے موضوع سے ہٹا ہوا نہیں ہے، اس معلقے کی ابتداء تغزل اور ذکرِ مے سے ہے پھر عمرو بن ہند کے ساتھ جو کچھ گذرا اس کا بیان ہے ساتھ ہی اپنی اور اپنی قوم کی عزت و بڑائی کا فخر یہ تذکرہ ہے اس کا ایک ایک شعر جوش، غیرت، حمیت، آزادی اور دلیری و فخر کے صاعقہ کی گرج ہے، یہ معلقہ ایک تاریخی وثقافتی دستاویز ہے، جس میں عرب کی اجتماعی، معاشرتی اور دینی حالت کو بیان کیا گیا، اور بتایا گیا ہے کہ عورتیں، بتوں کے گرد طواف کیا کرتی، اور بچے لکڑی کی تلواروں اور گیند سے کھیلا کرتے تھے۔

☆☆......☆☆

۱ أَلَا هُبِّي بِصَحْنِكِ فَاصْبَحِيْنَا　　وَلَا تُبْقِي خُمُورَ الْأَنْدَرِينَا

ہاں (اے محبوبہ) بیدار ہوا ور اپنے بڑے پیالہ سے ہمیں شراب پلا اور (مقام) اندرین کی شرابیں (غیر کے لئے) باقی نہ چھوڑ۔ **أَلَا هُبِّي:** ألا حرف تنبیہ، هبی صیغہ امر مؤنث من الهبوب، بیدار ہونا۔ **صَحْن:** بڑا پیالہ۔ **إِصْبَحِيْنَا:** نا ضمیر متکلم، اصبحی صیغہ امر مؤنث ''ف'' صُبُوحاً: صبح کی شراب پلانا ﴿فَالِقُ الإِصباحِ وَجَعَلَ اللَّيلَ سَكَنًا :الانعام ٩٦﴾۔ **اندرین:** حلب سے ایک دن ایک رات کی مسافت پر ایک بستی کا نام، آخر میں الف اشباع کے لئے ہے، اشباع بمعنی مکمل کرنا، پورا کرنا، قافیۂ شعر کی رعایت کرتے ہوئے کسی حرف یا حرکت کا اضافہ کردیتے ہیں، جسے زیادتی للاشباع کہا جاتا ہے، اس معلقہ میں اس کی مثالیں بکثرت ملیں گی۔

۲ مُشَعْشَعَةً كَأَنَّ الْحُصَّ فِيهَا　　إِذَا مَا الْمَاءُ خَالَطَهَا سَخِينَا

پانی ملی ہوئی (شراب پلا) جب اس میں گرم پانی ملے تو گویا اس میں زعفران معلوم ہو۔

مطلب: صیغہ جمع متکلم ہو تو پھر ترجمہ یہ ہوگا ''پانی ملی ہوئی شراب پلا گویا کہ اس میں زعفران ہے جب اس میں پانی ملتا ہے تو ہم سخی بن جاتے ہیں'' اور مال کے خرچ کرنے میں کوئی بخل نہیں کرتے۔

مُشَعْشَعَة: اسم مفعول، دحرج یدحرج دحرجةً۔ الشرابَ شراب میں پانی ملانا۔ **حُصّ:** زعفران، ج: حصوص۔ **مَا الْمَاءُ:** میں ''ما'' زائدہ ہے ﴿وَيُنَزِّلُ عَلَيكُم مِنَ السَّمَاءِ مَاءً :الانفال ١١﴾۔ **سَخِيْن:** ماء سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، فعیل بمعنی مفعول ''ک'' سخونةً گرم ہونا۔

۳ تَجُورُ بِذِي اللُّبَانَةِ عَنْ هَوَاهُ　　إِذَا مَا ذَاقَهَا حَتَّى يَلِينَا

جو صاحبِ حاجت کو اس کی دلی تمنا سے غافل کردے جب کہ وہ اسے (ذرا) چکھ لے حتی کہ وہ نرم پڑ جائے (اور بخل کی سختی اس سے یکسر دور ہو جائے)۔

تَجُوْرُ: مضارع ''ن'' جوراً راہِ حق سے ہٹنا، غافل ہونا ﴿وَعَلَى اللَّهِ قَصدُ السَّبِيلِ وَمِنهَا جَائِرٌ :النحل ٩﴾۔ **اللُّبَانَة:** حاجت، ضرورت، ج: لبانات۔ **هَوَا:** خواہش، دلی تمنا، عشق، محبوب و معشوق محمود ہو یا

مذموم﴿ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ :الکھف ۲۸﴾ ۔**يَلِيْنَا:** الف اشباع کے لئے ہے،یلینُ مضارع ''ض'' نرم ہونا﴿ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُم وَقُلُوبُهُم إِلَى ذِكرِ اللَّهِ : الزمر ۲۳﴾۔

٤ تَرَى اللَّحِزَ الشَّحِيحَ إِذَا أُمِرَّتْ عَلَيْهِ لِمَالِهِ فِيهَا مُهِينَا

(ایسی شراب) کہ بخیل کنجوس کے آگے اس کا دور آئے تو اے مخاطب ! تو اس کو (شراب) کے بارے میں اپنا مال بے دریغ خرچ کرتے دیکھے۔

مطلب: اس قدر لذیذ شراب پلا کر بخیل انسان بھی اس کے لئے بے دریغ مال صرف کر ڈالے اور اس کی لذت اس کے مال کی قدر و قیمت کو ہیچ کر دے۔

لَحِز: بخیل،سيئ الاخلاق۔ **شَحِيح:** بخیل، کنجوس، ج:اَشِحَّاء، اَشِحَّةٌ۔ **اُمِرَّتْ:** ماضی مجہول، افعال،گزارنا﴿ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيهِ :النساء ۳۷﴾ ۔**مُهِيْنَا:** مھین اسم فاعل افعال،اھانة المالِ بے دریغ خرچ کرنا﴿وَأَعتَدنَا لِلكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا :ھود ۳۸﴾۔

٥ صَبَنْتِ الْكَأْسَ عَنَّا أُمَّ عَمْرٍو وَكَانَ الْكَأْسُ مَجْرَاهَا الْيَمِينَا

اے اُمِ عَمرو! تو نے ہم سے پیالہ پھیر دیا حالانکہ دَور داہنی جانب سے تھا۔

صَبَنْتِ: ماضی ''ض'' صَبناً پھیرنا۔**مَجْرَاهَا:** مجرا اسم ظرف، جاری ہونے کی جگہ، گزرگاہ (دور) ج: مَجَارٍ﴿بِسمِ اللَّهِ مَجرَاهَا وَمُرسَاهَا :ھود ٤١﴾ ۔**يَمِيْنَا:** کان کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، بمعنی دایاں۔﴿فَأَصحَابُ المَيمَنَةِ مَا أَصحَابُ المَيمَنَةِ :الواقعة ۸﴾

٦ وَمَا شَرُّ الثَّلَاثَةِ أُمَّ عَمْرٍو بِصَاحِبِكِ الَّذِي لَا تَصْبَحِينَا

اے ام عمرو! تیرا وہ دوست جس کو تو صبوحی نہیں پلاتی (یعنی میں) ان تینوں سے (جن کو تو شراب پلا رہی ہے) بدتر نہیں (تو پھر اس کے کوئی معنی نہیں کہ تو دوسروں کو پلائے اور میں منہ تکوں)۔

لَا تَصْبَحِيْنَا: الف اشباع کے لئے،لاتصبحین ، مضارع مؤنث حاضر ''ف'' صبح کی شراب پلانا﴿فَالِقُ الإِصبَاحِ وَجَعَلَ اللَّيلَ سَكَنًا:الانعام ۹۶﴾۔

۷ وَكَأْسٍ قَدْ شَرِبْتُ بِبَعْلَبَكٍّ　　وَأُخْرَى فِي دِمَشْقَ وَقَاصِرِينَا

بہت سے (شراب کے) پیالے میں نے بعلبک میں پیے اور بہت سے دمشق اور قاصرین میں۔

مطلب: میں پرانا مے خوار ہوں، تو اس کی کوئی وجہ نہیں کہ یہاں محروم رہوں۔

بَعْلَبَكّ: مشہور شہر۔ **دِمَشْق:** مشہور شہر، جس کا نام اسکے بانی دمشاق بن کنعان کے نام پر رکھا گیا ہے۔ **قَاصِرِيْنَ:** الف اشباع، قاصرین، نام شہر۔

۸ وَإِنَّا سَوْفَ تُدْرِكُنَا الْمَنَايَا　　مُقَدَّرَةً لَنَا وَمُقَدَّرِينَا

اور ہمیں عنقریب موتیں آدبائیں گی درآنحالیکہ وہ ہمارے لئے مقدر ہیں اور ہم ان کے لئے۔

مطلب: تو پھر اس چندروزہ زندگی میں یہ بخل اور کشیدگی مناسب نہیں...... ذوق!

اے شمع تیری عمر طبعی ہے ایک رات
ہنس کر گزار یا اسے رو کر گزار دے

مُقَدَّرَة: منایا سے حال ہے، اسم مفعول، تفعیل، فیصلہ کرنا، حکم لگانا۔ **مُقَدَّرِيْن:** مقدرة پر عطف ہے، منایا سے حال ہے، اسم مفعول، تفعیل، فیصلہ کرنا، حکم لگانا۔ ﴿وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَقْدُورًا :الاحزاب ۳۸﴾

۹ قِفِي قَبْلَ التَّفَرُّقِ يَا ظَعِينَا　　نُخَبِّرْكِ الْيَقِينَ وَتُخْبِرِينَا

اے ہودج نشین (محبوبہ) جدائی سے پہلے (ذرا) ٹھہر! تاکہ ہم تجھے یقینی باتوں کی خبر دیں (جن سے فراق کے بعد ہمیں دوچار ہونا ہے) اور تو ہمیں اپنے (احوال) بتلا۔

قِفِي: فعل امر مؤنث، وقف یقف "ض" وُقُوفاً، ٹھہرنا ﴿وَقِفُوهُم إِنَّهُم مَسْئُولُونَ : الصافات ۲۴﴾۔ **ظَعِيْنَا:** اصلہٗ ظعينة ہودج نشین عورت، ھا، ترخیم کی وجہ سے حذف ہوئی اور الف اشباع کا ہے ﴿يَوْمَ ظَعْنِكُم وَيَوْمَ إِقَامَتِكُم النحل ۸۰﴾ ۔**نُخَبِّر:** مضارع تفعیل، خبر دینا ﴿إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا :النساء ۳۵﴾۔**تخبرينا:** الف اشباع، تخبرین، صیغہ مؤنث حاضر، افعال، خبر دینا۔

۱۰ قِفِي نَسْأَلْكِ هَلْ أَحْدَثْتِ صَرْمًا　　لِوَشْكِ الْبَيْنِ أَمْ خُنْتِ الْأَمِينَا

ٹھہر کہ ہم تجھ سے دریافت کریں آیا تو نے قطع تعلق فراق کے قریب ہوجانے کی وجہ سے کیا یا ایک امانت دار (مجھ) سے (عہد محبت میں) خیانت کی۔

اَحْدَثْت: ماضی، افعال، واقع کرنا ﴿حَتَّی أُحْدِثَ لَكَ مِنهُ ذِكرًا :الکھف ٧٠﴾۔ **صَرماً:** مصدر ''ض''، تعلق توڑنا، گفتگو بند کرنا ﴿فَأَصبَحَت كَالصَّرِيمِ :القلم ٢٠﴾۔ **وَشْك:** جلدی، وَشَيْكٌ، قریب، جلد باز۔ **خُنْتِ:** ماضی ''ن'' خیانةً، خیانت کرنا ﴿إِنَّ اللّهَ لَا يُحِبُّ الخَائِنِينَ :الانفال ٥٨﴾۔ **الأمِيْنا:** خنت کا مفعول ہے، امین، امانت دار۔ ﴿مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ :التکویر ٢١﴾

١١ بِيَوْمِ كَرِيهَةٍ ضَرْباً وَطَعْناً أَقَرَّ بِهِ مَوَالِيكِ الْعُيُوْنَا

(ہم تجھے) لڑائی کے دن (کی خبریں گے) جس میں ہم نے خوب تلوار بازی اور نیزہ بازی کی (جس کو دیکھ کر) تیرے چچازاد بھائیوں نے (اپنی) آنکھیں ٹھنڈی کیں۔

مطلب: شاعر معشوقہ کو وہ جنگ یاد دلا کر احسان جتاتا ہے جس میں اس نے معشوقہ کے عزیز واقارب کی مدد کی اور اس کی وجہ سے انہیں فتح اور کامرانی میسر آئی۔

طَعْناً: مصدر ''ن'' نیزہ مارنا ﴿لَيًّا بِأَلسِنَتِهِم وَطَعنًا فِي الدِّينِ :النساء ٢٦﴾۔ **اَقَرّ:** ماضی افعال، عَيْنَهُ آنکھیں ٹھنڈی کرنا ﴿رَبَّنَا هَب لَنَا مِن أَزوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعيُنٍ :الفرقان ٧٤﴾۔ **مَوَالِي:** مفردہ: مولی، مالک، سردار، غلام، ساتھی، چچا کا بیٹا ﴿ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَولَى الَّذِينَ آمَنُوا :محمد ١١﴾۔ **عُيُونا:** مفردہ: عین، آنکھ۔ ﴿فَلَمَّا أَلقَوا سَحَرُوا أَعيُنَ النَّاسِ : الاعراف ١١٦﴾

١٢ وَإِنَّ غَداً وَإِنَّ الْيَوْمَ رَهْنٌ وَبَعْدَ غَدٍ بِمَا لَا تَعْلَمِينَا

آج کا دن اور کل اور پرسوں ایسے واقعات کے ساتھ مرھون (متعلق) ہیں جس سے تو واقف نہیں (لہٰذا واقعات ماضی کی ہی خبر دیتا ہوں، ہونے والے معاملات کا خدا ہی کو علم ہے)

رَهْن: مصدر ''ف'' رهناً، گروی رکھنا ﴿كُلُّ امرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ الطور ٢١﴾۔ **لَاتَعْلَمِيْنا:** الف اشباع، صیغہ واحد مؤنث حاضر مضارع ''س'' عِلماً، جاننا۔ ﴿وَلَكِنَّ أَكثَرَ النَّاسِ لَا يَعلَمُونَ : الاعراف ١٨٧﴾

۱۳ تُـرِيكَ إِذَا دَخَلْـتَ عَـلَى خَلَاءٍ وَقَـدْ أَمِـنَـتْ عُيُونَ الْكَـاشِـحِينَـا

(محبوبہ) تجھے جب کہ تو خلوت میں اس کے پاس پہنچے اور وہ رقیبوں کی آنکھوں سے محفوظ ہو، دکھائے گی، (تُرِيكَ) کا مفعول دوسرے شعر میں مذکور ہے)۔

تُرِيكَ: تُرى مضارع، افعال، دکھائی دینا ﴿قُل أَرَأَيتَكُم إِن أَتَاكُم عَذَابُ اللَّهِ :الانعام ٤٠﴾۔

خَلَاءٍ: مصدر ''ن'' خالی ہونا، الرجلُ: مکان میں اکیلا ہونا ﴿ وَإِذَا خَلَا بَعضُهُم إِلَى بَعضٍ : البقرة ٧٦﴾۔**عُيُون:** مفرده: عین، آنکھ، ﴿فَلَمَّا أَلقَوا سَحَرُوا أَعيُنَ النَّاسِ : الاعراف ١١٦﴾۔

كَاشِحِينَا: الف اشباع، کاشحون کی حالت جری، کاشح پوشیدہ دشمنی رکھنے والا (رقیب)،

۱٤ ذِرَاعَـيْ عَيْـطَلٍ أَدْمَـاءَ بِكْـرٍ هِـجَـانِ اللَّـوْنِ لَـمْ تَـقْـرَأْ جَنِينَـا

دراز گردن، مائل بسفیدی رنگ، نوجوان، ناقہ کی (مثل) پُر گوشت دو بازو (دکھائے گی) اور خالص سفید رنگ والی ہے جس کے شکم میں کبھی بچہ نہیں رہا۔

مطلب: شاعر محبوبہ کا حلیہ بیان کرتا ہے اور اس کے پر گوشت بازوؤں کو ناقہ کے دو بازوؤں سے تشبیہ دیتا ہے۔

ذِرَاعَي: تثنیہ: ذراع، بازو ﴿ وَكَلبُهُم بَاسِطٌ ذِرَاعَيهِ بِالوَصِيدِ : الكهف ١٨﴾۔**عَيْطَل:** دراز گردن۔**أَدْمَاء:** مذکر: آدم، گندم گوں، مائل بسفیدی، ج: اُدُمٌ ﴿وَقُلنَا يَا آدَمُ اسكُن أَنتَ وَزَوجُكَ : البقرة ٣٥﴾۔ **بِكْر:** جوان اونٹنی۔**هِجَان:** صاف ستھرا۔**تَقْرَأ:** مضارع ''ف''، ''ن'' قَرَأً، الناقةُ، اونٹنی کا حاملہ ہونا۔**جَنِين:** پیٹ میں بچہ۔﴿ وَإِذ أَنتُم أَجِنَّةٌ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُم :النجم ٤٢﴾

۱٥ وَثَـدْيـاً مِثْـلَ حُقِّ الْعَاجِ رَخْصاً حَـصَـانـاً مِنْ أَكُفِّ الـلَّامِسِينَـا

اور پستان جو ہاتھی دانت کی ڈبیہ کی طرح نرم و نازک ہیں اور چھونے والوں کے ہاتھوں سے محفوظ ہیں

مطلب: پستان کو گولائی اور صفائی میں ہاتھی دانت کی ڈبیہ سے تشبیہ دی ہے، لیکن اس تشبیہ سے مشبہ میں سختی کا

گمان پیدا ہوتا تھا، جس کو رخصاً کے ذریعہ دور کر دیا۔

ثَدْیاً: پستان، (مذکر و مؤنث)، ج: اَثْدِ۔ **حُقّ:** خوشبو کی ڈبیہ، ج: حِقَاق۔ **عَاج:** ہاتھی دانت۔ **رَخْصًا:** صیغہ صفت "ک" نرم و نازک ہونا۔ **حَصَانا:** مصدر "ک" المرأۃُ پاک دامن ہونا، "ن"، "ض" مضبوط جگہ میں محفوظ کرنا ﴿وَالْمُحصَنَاتُ مِنَ الْمُؤمِنَاتِ :المائدۃ ٥﴾۔ **اَکُفّ:** مفردہ: کَفٌّ۔ ہاتھ یا ہتھیلی مع انگلیوں کے۔ **لَامِسِیْنَا:** لامس اسم فاعل، ج: لامسون، اَکُف کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے حالت جری میں لامسین ہوا، الف اشباع کے لئے ہے، لمس یلمس "ض" چھونا ﴿أَو لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ :النساء ٤٣﴾۔

١٦ وَمَثْنٰی لَدْنَۃٍ سَمَقَتْ وَطَالَتْ رَوَادِفُھَا تَنُوْءُ بِمَا وَلِیْنَا

(محبوبہ) دراز لچکدار قد کی لچک (دکھائے گی) اس کے (بڑے بھاری) سرین مع ان اعضا کے جو ان سے ملے ہوئے ہیں، بمشقت اٹھائے گی۔

مطلب: معشوقہ کے دراز قد اور ثقلِ ارادف کی تعریف کرتا ہے۔

مَثْنٰی: دوہرا ہونا، مڑنا، مراد لچک ہے ﴿مَا طَابَ لَکُم مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰی :النساء ٣﴾۔ **لَدْنَۃ:** نرم و ملائم، یعنی لچکدار، قَامۃٍ بمعنی 'قد' موصوف محذوف ہے، ج: لِدَان لُدْن۔ **سَمَقَتْ:** ماضی "ن" سَمْقاً، بلند ہونا، دراز ہونا، طالت مترادف ذکر کیا گیا ہے۔ **رَوَادِفُ:** سرین، پیچھے رہنے والی قوم ﴿تَتبَعُھَا الرَّادِفَۃُ :النازعات ٧﴾۔ **تَنُوْءُ:** مضارع "ن" نَوءٌ، مشقت سے اٹھنا۔ **وَلِیْنَا:** ماضی "حَسِبَ" ولیاً، قریب ہونا، متصل ہونا، وَلَایۃً والی ہونا، متصرف ہونا (باب "ض" سے قلیل الاستعمال ہے) والالف للاشباع۔ ﴿ھُنَالِكَ الوَلَایَۃُ لِلّٰہِ الحَقِّ :الکھف ٤٤﴾

١٧ وَمَأْکَمَۃً یَضِیْقُ الْبَابُ عَنْھَا وَکَشْحاً قَدْ جُنِنْتُ بِہٖ جُنُوْنَا

اور ایسا پر سرین (دکھائے گی) جس کے گزرنے کے لئے دروازہ تنگ ہو جاتا ہے اور ایک ایسا پہلو جس کی وجہ سے میں دیوانہ بن گیا ہوں۔

مطلب: سرینوں کے پر گوشت ہونے اور کمر کے حسین ہونے کو بیان کرتا ہے۔

مَأكَمَة: پر گوشت سرین، ج: ماکم۔ **كَشْحًا:** پہلو۔ **جُنِنْتَ:** ماضی مجہول، ''ن'' دیوانہ ہونا ﴿ سَاحِرٌ أَو مَجنُونٌ :الذاریات ۳۹﴾۔

۱۸ وَسَارِيَتَيْ بَلَنْطٍ أَوْ رُخَامٍ يَرِنُّ خَشَاشُ حَلْيِهِمَا رَنِينَا

اور ہاتھی دانت یا سنگ مرمر کے دو ستون (پنڈلیاں) دکھائے گی جن کی پازیبوں کا کھپا ہوا ہونا ہلکی ہلکی آواز پیدا کرتا ہے یا جن کی پھنسی ہوئی پازیبیں ہلکی آواز پیدا کرتی ہیں۔

مطلب: پنڈلیوں کے پر گوشت ہونے کی وجہ سے پازیب پاؤں میں گھوم نہیں سکتی، اس لئے آواز ہلکی نکلتی ہے۔

سَارِيَتَي: تثنیہ: ساریۃ ستون، نون اضافت کی وجہ سے حذف ہوا۔ **بَلَنْط:** ہاتھی دانت۔ **رُخَام:** سفید پتھر، سنگ مرمر۔ **يَرِنّ:** مضارع ''ض'' رونے کی آواز (ہلکی آواز)۔ **خَشَاش:** کسی چیز کا تنگ ہو کر پھنس کر آنا۔ خَشَاش کی حَلْی کی طرف اضافت اضافة الصفةِ الى الموصوف ہے۔ **حَلْيِهِما:** حَلْیٌ، زیور یہاں پازیب مراد ہے ﴿وَتَستَخرِجُوا مِنهُ حِلیَةً تَلبَسُونَهَا :النحل ١٤﴾ **رَنِيْن:** ہلکی آواز، غمگین ہونا

۱۹ فَمَا وَجَدَتْ كَوَجْدِي أُمُّ سَقْبٍ أَضَلَّتْهُ فَرَجَّعَتِ الْحَنِينَا

(فراقِ محبوبہ کے وقت) میری طرح وہ اونٹنی بھی غمگین نہیں ہوتی جس نے اپنے بچہ کو گم کر دیا ہو، اور دردبھری آواز بار بار نکالتی ہو (بلکہ میرا رنج و درد اس سے بھی بڑھا ہوا ہے)۔

وَجَدت: ماضی ''ض'' لَهُ: غمگین ہونا۔ **سَقْب:** اونٹنی کا نوزائیدہ بچہ۔

فائدہ: قاضی ابو سعید سیرافی فرماتے ہیں کہ البعیر بمنزلہ انسان، والجمل بمنزلہ رجل، والناقة بمنزلہ المرأة السقب بمنزلہ صبی، والحائل بمنزلہ صبیة، والحواز بمنزلہ ولد والبکز بمنزلہ فتی اور والقلوص بمنزلہ جاریة ہے۔

رَجَّعَت: ماضی، تفعیل، حلق میں آواز گھمانا ﴿أَإِذَا مِتنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذَلِكَ رَجعٌ بَعِيدٌ :ق ۳﴾ ۔**حَنِيْن:** خوشی یا غم سے آواز نکالنا۔

۲۰ وَلَا شَمْطَاءُ لَمْ يَتْرُكْ شَقَاهَا لَهَا مِنْ تِسْعَةٍ إِلَّا جَنِينَا

(میری طرح) نہ وہ بوڑھی عورت غمگین ہوئی ہے جس کی بدبختی نے اس کے نو بچوں میں سے ہر ایک کو دفن کر کے چھوڑا۔

مطلب: بڑھاپے میں اولاد کا صدمہ سخت جانکسل ہوتا ہے، جب کہ آئندہ اولاد کی امید بھی باقی نہیں رہتی۔

شَمْطَاءُ: صیغہ صفت ''س'' شَمطاً: سر میں کچھ بالوں کا سفید ہونا، موصوف امراۃٌ محذوف ہے۔ **شَقَا:** اسم مصدر، سختی، بدبختی، شقاء، لم يترك کا فاعل ہے ﴿وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى :الاعلى ۱۱﴾۔ **جَنِيْن:** ہر پوشیدہ چیز، قبر میں میت، پیٹ میں بچہ ﴿وَإِذ أَنتُم أَجِنَّةٌ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُم :النجم ۳۲﴾۔

۲۱ تَذَكَّرْتُ الصِّبَا وَاشْتَقْتُ لَمَّا رَأَيْتُ حُمُولَهَا أُصُلًا حُدِينَا

میری محبت کی یاد تازہ ہوئی اور میں (سخت) شوق میں مبتلا ہوا جب کہ میں نے محبوبہ کی ہودج والی اونٹنیوں کو دیکھا کہ وہ شام کے وقت ہنکائی جارہی تھیں۔

مطلب: معشوقہ کی روانگی کی تیاری کو دیکھ کر جذبۂ عشق فزوں ہوا، آتشِ محبت میں اور اضافہ ہوگیا۔

صِبَا: بچپنا ﴿مَن كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا :مریم ۲۹﴾۔ **وَاشْتَقْتُ:** ماضی افتعال، شوق دلانا۔

حُمُوْل: مفرده: الحِمْل، ہودج یا ہودہ والے اونٹ (یا اونٹنی) ﴿وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحمَلُونَ :المؤمنون ۲۲﴾۔ **أُصُلاً:** مفرده: اَصِیل، شام کا وقت ﴿وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا :الاحزاب ۴۲﴾۔

حُدِين: الف اشباع، ماضی ''س'' حدیً: اونٹوں کو گا کر ہانکنا۔

۲۲ فَأَعْرَضَت الْيَمَامَةُ وَاشْمَخَرَّتْ كَأَسْيَافٍ بِأَيْدِي مُصْلِتِينَا

پس یمامہ ظاہر ہوا اور اس طرح بلند ہوا جیسا کہ تلوار کھینچنے والوں کے ہاتھوں میں تلواریں۔

مطلب: یمامہ کے ظاہر ہونے کو میانوں میں سے کھینچی ہوئی تلواروں کے ظہور سے تشبیہ دی گئی ہے۔

اَعْرَضَت: ماضی افعال، ظاہر ہونا ﴿وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِلْكَافِرِينَ عَرضًا :الکھف ۱۰۰﴾

اِشْمَخَرَّت: ماضی اشمخراراً، طویل ہونا، الجبلَ: پہاڑ کا بلند ہونا۔ **اَسْيَاف:** مفرده: سیف، تلوار،

مُصَلِّتِيْن: اسم فاعل، افعال اِصلاۃ سونتنا، مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے حالتِ جری میں ہے۔

٢٣ أَبَا هِنْدٍ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْنَا وَأَنْظِرْنَا نُخَبِّرْكَ الْيَقِينَا

اے ابو ہند! (عمرو بن ہند) ہم سے جلد بازی نہ کر اور ہمیں کچھ مہلت دے تاکہ تجھے یقینی واقعات کی خبر دیں (جو ہمارے شرف و کرم پر دال ہیں پھر اگلے اشعار میں ان کا ذکر کرتا ہے)

أَنْظِرْنَا: اَنظر فعل امر، افعال، مہلت دینا ﴿قَالَ أَنظِرنِی إِلَی یَومِ یُبعَثُونَ : الاعراف ١٤﴾

اَلْيَقِيْن: زوال شک، نظر و استدلال سے ہونے والا علم، اَلْيَقِينَا، نُخَبِّرْ کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے ﴿وَاعبُد رَبَّکَ حَتّٰی یَأتِیَکَ الیَقِینُ :الحجر ٩٩﴾۔

٢٤ بِأَنَّا نُورِدُ الرَّايَاتِ بِيْضاً وَنُصْدِرُهُنَّ حُمْراً قَدْ رَوِيْنَا

ہم جھنڈوں (نیزوں) کو (میدان جنگ میں) اس حال میں اتارتے ہیں کہ وہ سفید ہوتے ہیں اور انہیں اس حال میں واپس کرتے ہیں کہ (دشمنوں کے خون سے) سرخ اور سیراب ہو چکے ہوتے ہیں۔

نُوْرِدُ: مضارع، افعال، گھاٹ پر لانا (اتارنا)، پھر مطلقاً حاضر ہونے کے معنی میں استعمال ہونے لگا ﴿وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدیَنَ :القصص ٢٣﴾ **رَايَات:** مفردہ: رایۃ، جھنڈا۔ **بِيْض:** مفردہ: ابیض، سفید ﴿فَإِذَا هِیَ بَیضَاءُ لِلنَّاظِرِینَ : الاعراف ١٠٨﴾۔ **نُصْدِر:** مضارع، افعال، صادر کرنا، لانا ﴿یومَئِذٍ یَصدُرُ النَّاسُ أَشتَاتًا الزلزال ٦﴾۔ **رَوِيْنَا:** ماضی، جمع مؤنث "س" ریًّا، سیراب کرنا۔

٢٥ وَأَيَّامٍ لَنَا غُرٍّ طِوَالٍ عَصَيْنَا الْمَلِكَ فِيهَا أَنْ نَدِيْنَا

اور ہماری بہت سی دراز اور مشہور لڑائیاں ہیں جن میں ہم نے بادشاہ کی نافرمانی تابعداری سے بچنے کے لئے کی۔

مطلب: ہم اس قدر دلیر و شجاع ہیں کہ اطاعت کو عین ذلت خیال کرتے ہیں اور اس سے بچنے کی خاطر بادشاہ کی نافرمانی کر ڈالتے ہیں۔

وأیّام: واؤرُبَّ کے معنی میں ہے۔ **غُرّ:** مفرد:اَغَرُّ ''س'' غِرَّۃٌ خوبصورت وسفید رنگ والا ہونا، غرّۃ گھوڑے کے پیشانی کی سفیدی، معظم، حصہ، غرِّ ایّامِ کی صفت ہے، بمعنی ممتاز و نا قابل فراموش دن۔ **طوال:** مفرد:طویل، طوال بھی ایام کی صفت ہے، طویل دن سے دن کی سختی و شدت کی طرف اشارہ ہے (لڑائی کے دن)﴿حَتّٰی طَالَ عَلَیهِمُ العُمُرُ :الانبیاء ٤٤﴾۔ **عَصَیْنا:** ماضی متکلم ''ض'' عصیاً نافرمانی کرنا﴿وَعَصٰی آدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی :طه ١٢١﴾۔ **نَدِینا:** مضارع متکلم اجوف یائی ''ض'' دِیناً، غلام بنانا، ذلیل کرنا، یہاں اطاعت کے معنی میں لیا گیا ہے، زیادة الالف للاشباع۔

ندینا میں بصریین کے نزدیک مضاف محذوف ہے کراهية ان ندينا ہے، جب کہ کوفیوں کے نزدیک ان لاندینا ہے۔ سورۃ فاتحہ کی آیت مالك يوم الدين کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ قرطبی نے دین کے چند معانی ذکر کیے جن میں ایک معنی ''اطاعت کرنا'' ذکر کیا اور اس پر اسی شعر سے استدلال لیا............والدین

أيضا: الطاعة ومنه قول عمرو بن كلثوم:وأيام لنا غر طوال --- عصينا الملك فيها أن ندينا

تفسیر قرطبی ج ا ص ١٤٤

٢٦ وَسَيِّدِ مَعشَرٍ قَدْ تَوَّجوهُ بِتَاجِ الْمُلْكِ يَحْمِي الْمُحْجَرِينا

گروہوں کے بہت سے سردار جن کے سر پر انہوں نے تاج شاہی رکھا اور جو پناہ گزینوں کی حمایت کرتے ہیں۔

تَوَّجُوْہ: ہٗ ضمیر ہے توجو ماضی، تفعّل تاج پہنانا۔ **یَحْمِي:** مضارع ''ض'' حِمایۃ، حمایت کرنا۔ **مُحْجَرِینا:** اسم مفعول، افعال، احجار: چھپانا، ڈھانپنا (پناہ گزین)۔﴿وَجَعَلَ بَينَهُمَا برزَخًا وَحِجرًا مَحجُورًا :الفرقان ٥٣﴾

٢٧ تَرَكْنَا الْخَيْلَ عَاكِفَةً عَلَيْهِ مُقَلَّدَةً أَعِنَّتَهَا صُفُونَا

ہم نے ان پر اپنے گھوڑوں کو لا کھڑا کیا، (ان کو مقہور اور ذلیل کر دیا) اس حال میں کہ ان کی باگیں ان کے گلوں میں ہار کی طرح پڑی ہیں اور وہ (ان کے پاس) تین ٹانگوں پر کھڑے ہیں۔

عَاكِفَة: اسم فاعل ''ن''، ''ض'' کھڑا ہونا﴿أن طَهِّرَا بَيتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالعَاكِفِينَ : البقرة ١٢٥﴾۔

مُقَلَّدَة: اسم مفعول، تفعیل، قلادہ پہنانا، ہار پہنانا ﴿وَلَا الهَدىَ وَلَا القَلَائِدَ :المائدة۲﴾ **اَعِنَّة:** مفردہ: عنان۔ لگام۔ **صُفُوْنا:** مفردہ: صافن، ''ض'' صُفُوناً گھوڑے کا تین ٹانگوں پر کھڑا ہونا ﴿إذ عُرِضَ عَلَيهِ بِالعَشِيِّ الصَّافِنَاتُ الجِيَادُ سورة صٓ ۳۱﴾ اس

آیت وضاحت کرتے ہوئے مفسر عظام صافن کے معنی پر عمر بن کلثوم کے اسی شعر سے استدلال فرمارہے ہیں

وفي الصَّافِناتُ أيضا وجهان: أحدهما أن صفونها قيامها۔ قال القتبي والفراء: الصافن في كلام العرب الواقف من الخيل أو غيرها الثاني أن صفونها رفع إحدى اليدين على طرف الحافر حتى يقوم على ثلاث كما قال الشاعر عمرو بن كلثوم تركنا الخيل عاكفة عليه --- مقلدة أعنتها صفونا　　تفسير قرطبي ج۱۵ ص۱۹۳

۲۸ وَأَنْزَلْنَا الْبُيُوتَ بِذِي طُلُوحٍ　　إِلَى الشَّامَاتِ نَنْفِي الْمُوعِدِينَا

ہم نے اپنے مکانات (مقام) ذی طلوح سے (کوہِ) شامات تک جا بسائے درآنحالیکہ ہم دھمکی دینے والوں (اپنے دشمنوں) کو جلاوطن کر رہے تھے۔

مطلب: ان تمام مقامات پر ہم اپنی قوت اور زور کے بل پر قابض ہوئے اور ہم نے اپنے دشمنوں کو مار بھگایا۔

ذِیْ طُلُوح، شَامَات: علاقوں کے نام ہیں۔ **نَنْفِي:** مضارع ''ض'' نفیاً: جلاوطن کرنا ﴿أَو يُنفَوا مِنَ الأرضِ :المائدة۳۳﴾۔ **مُوْعِدِيْنا:** اسم فاعل، افعال، ایعاداً، دھمکی دینا۔ ﴿وَقَد قَدَّمتُ إِلَيكُم بِالوَعِيدِ :ق۲۸﴾

۲۹ وَقَدْ هَرَّتْ كِلَابُ الْحَيِّ مِنَّا　　وَشَذَّبْنَا قَتَادَةَ مَنْ يَلِينَا

(چونکہ ہم نے عرصۂ دراز تک جنگ کی اور کثرت سے اسلحہ پہنتے رہے، جس کی وجہ سے ہماری ہیئت متغیر ہوگئی اور قبیلہ کے کتے ہمیں نہ پہچان سکے تو) قبیلہ کے کتے ہماری وجہ سے بھڑک اٹھے اور ہم نے اپنے دشمنوں کے کیل کانٹے چھانٹ دیئے جو ہم سے قریب تھے (ان کو ہر طرح سے ذلیل و خوار کردیا)۔

هَرَّت: ماضی ''ض'' هریراً، الکلبُ: کتے کا بھونکنا، القوسُ: کمان سے آواز نکالنا۔ **شَذَّبْنَا:** ماضی تفعیل، الشجرَ، درخت کو چھانٹنا۔ **قَتَادَة:** کانٹے دار درخت۔ **یَلِیْنَا:** مضارع ''حَسِبَ'' ولیاً، قریب ہونا، متصل ہونا، ولایۃً والی ہونا، متصرف ہونا (باب ''ض'' سے قلیل الاستعمال ہے) ﴿هُنَالِكَ الوَلَایَةُ لِلّٰهِ الحَقِّ :الکهف ٤٤﴾

۳۰ مَتَی نَنْقُلْ إِلَی قَوْمٍ رَحَانَا　　یَکُونُوا فِي اللِّقَاءِ لَهَا طَحِینَا

جب ہم کسی قوم پر اپنی (جنگ کی) چکی چلاتے ہیں تو وہ لڑائی میں اس کا آٹا بن جاتی ہے۔

مطلب: ہمارے ہاتھ سے کسی قوم کا بچ نکلنا دشوار ہے، ہمیشہ ہمیں فتح اور دشمن کو شکست ہوتی ہے۔

رَحَانَا: رَحیٰ، چکی، ''نا'' ضمیر متکلم ہے۔ **اللِّقَاء:** ملاقات، مراد لڑائی ﴿حَتّٰی یُلَاقُوا یَومَهُمُ الَّذِی یُوعَدُونَ :الزخرف ۸۳﴾۔ **طَحِیْنَا:** پسا ہوا آٹا۔

۳۱ یَکُونُ ثِفَالُهَا شَرْقِيَ نَجدٍ　　وَلُهْوَتُهَا قُضَاعَةَ أَجْمَعِینَا

اس چکی کے نیچے بچھایا جانے والا چمڑہ نجد کی شرقی جانب بنتی ہے اور اس کا غلہ (جو دانہ چکی میں پڑتا ہے) سارے بنو قضاعہ ہیں۔

ثِفَالٌ: چکی کے نیچے بچھایا جانے والا چمڑہ۔ **لُهْوَة:** غلہ، چکی میں ڈالے جانے والے دانے۔ **اَجْمَعِیْنَا:** اجمعون کی حالت نصبی، تمام، سب کے سب۔ ﴿إِنَّ یَومَ الفَصلِ مِیقَاتُهُم أَجمَعِینَ :الدخان ٤٠﴾

۳۲ نَزَلْتُمْ مَنْزِلَ الْأَضْیَافِ مِنَّا　　فَأَعْجَلْنَا الْقِرَی أَنْ تَشْتِمُونَا

تم ہمارے یہاں بطور مہمان آئے تو ہم نے اس خوف سے کہ تم کہیں (مہمانی میں تاخیر کی وجہ سے کہ ہمیں) گالیاں نہ دو، کھانے میں جلدی کی۔

مطلب: جنگ کے میدان میں اترنے کو استہزاءً مہمانداری کے ساتھ تعبیر کرتا ہے۔

نَزَلْتُمْ: ماضی نزل، ''ض'' اترنا، آنا، بنو قضاعہ کو خطاب کر کے کہتا ہے ﴿إِنَّا أَنزَلنَاهُ فِی لَیلَةِ القَدرِ: القدر ۱﴾۔ **قِرىٰ:** مہمانی کا کھانا۔ **تَشْتِمُونَا:** مضارع ''ض'' شتماً: گالی دینا۔

۳۳ قَرَيْنَاكُم فَعَجَّلْنَا قِرَاكُمْ　　قُبَيلَ الصُّبْحِ مِرْدَاةً طَحُونَا

ہم نے تمہاری ضیافت کی تو ہم نے صبح سے کچھ پہلے ہی تمہاری ضیافت کے طور پر ایک ''پتھر پھوڑ ''پیس ڈالنے والے ہتھوڑے کو بعجلت پیش کیا۔

مطلب: غرض صبح سے قبل ہی ہم نے تمہیں لڑائی کی مونگری سے پیس ڈالا۔

قَرَيْنَا: ماضی ''ن'' قرياً: مہمانی کرنا۔**مِرْدَاة:** پتھر توڑنے کا (پتھر پھوڑ) ہتھوڑا۔**طَحُوْنا:** طَحُون، فعول بمعنی فاعل، الطَحن، پیسنا

۳٤ نَعُمُّ أُنَاسَنَا وَنَعِفُّ عَنهُمْ　　وَنحمِلُ عَنْهُمُ مَا حَمَّلُونَا

ہم اپنے لوگوں پر اپنی عطا عام کر دیتے ہیں اور ان سے کچھ نہیں چاہتے اور وہ جو کچھ ہم پر (تاوان کا) بوجھ ڈالتے ہیں ہم برداشت کرتے ہیں۔

نَعُمُّ: مضارع ''ن'' عماً، عام کرنا۔**نَعِفُّ:** مضارع ''ض'' عفاً عن كذا، باز رہنا﴿ يَحسَبُهُمُ الجَاهِلُ أَغنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ : البقرة۲۷۳﴾۔

۳۵ نُطَاعِنُ مَا تَرَاخَى النَّاسُ عَنَّا　　وَنَضْرِبُ بِالسُّيُوفِ إِذَا غُشِينَا

لوگ جب تک ہم سے ذرا فاصلہ پر رہتے ہیں تو ہم نیزہ بازی کرتے ہیں اور جب ہم ڈھانپ لئے جاتے ہیں (اور نیزہ بازی کرنے کا موقع نہیں رہتا) تو پھر تلوار بازی شروع کر دیتے ہیں۔

نُطَاعِن: مضارع مفاعلہ، ایک دوسرے سے نیزہ بازی کرنا﴿وَطَعَنُوا فِي دِينِكُم :التوبة۱۲﴾۔

تَرَاخَى: ماضی، تفاعل، دور ہونا، پیچھے ہٹنا (فاصلے پر ہونا)۔**غُشِيْنَا:** ماضی مجہول، ''س'' غَشياً: ڈھانپنا، ﴿ فَغَشَّاهَا مَا غَشَّى :النجم٥٤﴾

۳٦ بِسُمْرٍ مِنْ قَنَا الْخَطِّيِّ لُدْنٍ　　ذَوَابِلَ أَوْ بِبِيضٍ يَخْتَلِينَا

گندم گوں، لچکدار، خشک نیزوں کے ذریعہ جو خط کے بنے ہوئے نیزوں میں سے ہیں (ہم نیزہ بازی کرتے ہیں)، اور ایسی چمکدار تلواروں کے ذریعہ جو (سبز گھاس کی طرح گردنوں کو) کاٹتی ہیں

(تلوار بازی کرتے ہیں)۔

سُمر: مفردہ:اَسمر: گندم گوں ہونا۔**قَنَا:** مفردہ:قناۃ، نیزے کی لکڑی، عموماً مراد نیزہ ہی ہوتا ہے۔ **خَطِّیّ:** خط کی طرف منسوب جو بحرین کی بندرگاہ تھی جہاں نیزوں کی خرید وفروخت بڑے پیمانے پر کی جاتی تھی۔**لُدُن:** مفردہ:لَدنۃ، نرم وملائم، لچکدار۔**ذَوَابِل:** مفردہ:ذَبل، خشک۔**بِیْض:** مفردہ:ابیض۔ سفید، چمکدار ﴿فَإِذَا هِيَ بَيضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ: الاعراف ۱۰۸﴾۔**يَخْتَلِيْنَا:** مضارع افتعال، اختلاء خلاء گھاس کا کاٹنا (خلاء ایک خاص قسم کی گھاس ہے)

۳۷ كَأَنَّ جَمَاجِمَ الأَبْطَالِ فيها وُسُوقٌ بِالأَمَاعِزِ يَرْتَمِينَا

لڑائی میں بہادروں کی کھوپڑیاں گویا کہ (اونٹوں کے) بوجھ ہیں جو پتھریلی زمینوں میں گر رہے ہیں۔

مطلب: دشمنوں کے سروں کو بڑے ہونے میں اونٹوں کے بوجھ سے تشبیہ دی گئی ہے۔

جَمَاجِم: مفردہ:جُمجُمۃ، کھوپڑی۔**أَبْطَال:** مفردہ:بَطَل، بہادر شجاع، **وُسُوْق:** مفردہ:وَسق، اونٹ کا بوجھ۔**اَمَاعِز:** مفردہ:اَمعَز، ایسی جگہ جہاں پتھروں کی کثرت ہو۔**يَرْتَمِيْنَا:** مضارع افتعال، پھینکا جانا ﴿تَرمِيهِم بِحِجَارَةٍ مِن سِجِّيلٍ :الفيل ٤﴾۔

۳۸ نَشُقُّ بِهَا رُؤُوسَ الْقَوْمِ شَقاً وَنَخْتَلِبُ الرِّقَابَ فَيَخْتَلِينَا

تلواروں کے ذریعہ ہم دشمنوں کے سر خوب پھاڑتے ہیں اور بے دانت کی درانتی (تلوار) سے گردنوں کو کاٹتے ہیں، تو وہ کٹ جاتی ہیں۔

نَخْتَلِب: مضارع افتعال، بے دانت درانتی سے کاٹنا۔**يَخْتَلِيْنَا:** مضارع، افتعال، خلاء گھاس کا کاٹنا، موافقت مجرد خَلَی، کٹنا (خلاء ایک خاص قسم کی گھاس کو کہتے ہیں)

۳۹ وَإِنَّ الضِّغْنَ بَعْدَ الضِّغْنِ يَبْدُو عَلَيْكَ وَيُخْرِجُ الدَّاءَ الدَّفِينَا

کینہ کے بعد کینہ (علامات کے ذریعہ) تجھ پر ظاہر ہو جائے گا اور پوشیدہ بیماری کو نکال دے گا (یعنی

وہ محرک انتقام ہوگا جس سے دل کے داغ دھل جائیں گے)۔

ضِغْن: کینہ۔**دَاء:** بیماری، روحانی بیماری بغض وکینہ مراد ہے﴿ وَيُخْرِجَ أَضْغَانَكُم :محمد ۳۷﴾۔
دَفِيْن: فعیل بمعنی مفعول مدفون ہے (پوشیدہ)۔

٤٠ وَرِثْنَا الْمَجْدَ قَدْ عَلِمَتْ مَعَدٌّ نُطَاعِنُ دُونَهُ حَتَّى يَبِينَا

قبیلہ معد بن عدنان جانتا ہے کہ ہم بزرگی کے (اپنے بڑوں سے) وارث ہوئے ہیں، ہم اس کے لئے (اس کی حفاظت کے لئے) نیزہ بازی کرتے ہیں تاکہ وہ (سب پر اچھی طرح) ظاہر ہوجائے۔

مَجْد: بزرگی، شرف﴿ق وَالْقُرآنِ الْمَجِيدِ :ق ۱﴾۔**نُطَاعِن:** مضارع، مفاعلہ، ایک دوسرے سے نیزہ بازی کرنا﴿وَطَعَنُوا فِي دِينِكُم :التوبة ۱۲﴾۔**يَبِيْن:** مضارع "ض" بیاناً، ظاہر ہونا۔﴿ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الآيَاتِ :النور ۱۸﴾

٤١ وَنَحْنُ إِذَا عِمَادُ الْحَيِّ خَرَّتْ عَلَى الْأَحْفَاضِ نَمْنَعُ مَنْ يَلِينَا

(خوف کے وقت) جب کہ (خیموں کے) ستون سامان پر گر پڑیں (عجلت سے خیمے اکھاڑے جاویں) تو ہم ان حضرات کی جو ہم سے قریب ہوتے ہیں (پڑوسیوں کی) حفاظت کرتے ہیں۔

عِمَاد: مفردہ:عِمَادَةٌ، ستون،﴿ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ :الفجر ۷﴾**حَيّ:** قوم، قبیلہ۔**خَرَّت:** ماضی "ض" خُرُوراً: گرنا﴿وَخَرَّ مُوسَى صَعِقًا : الاعراف ۱۴۳﴾۔**اَحْفَاض:** مفردہ:حَفَض، گھر کا سامان۔
يَلِيْنَا: مضارع "حَسِبَ" ولیاً، قریب ہونا، متصل ہونا، ولایۃً والی ہونا، متصرف ہونا (باب "ض" سے قلیل الاستعمال ہے)﴿هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ :الكهف ٤٤﴾

٤٢ نَجُذُّ رُؤُوسَهُمْ فِي غَيْرِ بِرٍّ فَمَا يَدْرُونَ مَاذَا يَتَّقُونَا

نافرمانی (کے بارے) میں ہم ان (دشمنوں) کے سر قلم کرتے ہیں تو وہ نہیں جانتے کہ کس طرح ہم

سے بچیں۔

مطلب: ہم ہر طرف سے انہیں گھیر لیتے ہیں اس لئے ان کے لئے کوئی مفر باقی نہیں رہتا۔

نَجُذّ: مضارع ''ن'' جذاً، کاٹنا۔ **بِرّ:** نیکی، حسن سلوک ﴿أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالبِرِّ : البقرة ٤٤﴾۔

يَتَّقُونا: دراصل یتقوننا تھا، نا ضمیر مفعول، یتقون فعل مضارع افتعال، بچنا۔ ﴿لَعَلَّكُم تَتَّقُونَ : البقرة ١٧٩﴾

٤٣ كَأَنَّ سُيُوفَنَا مِنَّا وَمِنْهُمْ　　مَخَارِيقُ بِأَيْدِي لَاعِبِينَا

ہماری تلواریں ان میں اور ہم میں گویا کہ کھیلنے والوں کے ہاتھوں میں لکڑی کی تلواریں (یا کپڑے کے کوڑے) ہیں۔

مطلب: جس طرح کہ کھیلنے والے لکڑی کی تلواریں بے دھڑک چلاتے ہیں، اسی طرح ہم میں تلواریں چلتی ہیں۔

مَخَارِيق: مفرده: مِخْرَاق، وہ کپڑا جس کو بٹ کر بچے کھیلا کرتے ہیں، یہاں ہلکے پن سے تشبیہ دیتے ہوئے تلواریں مراد ہیں۔ **لَاعِبِيْن:** اسم فاعل لاعبون کی حالت جری، کھیل کود کرنے والے ﴿ثُمَّ ذَرهُم فِي خَوضِهِم يَلعَبُونَ :الانعام ٩١﴾۔

٤٤ كَأَنَّ ثِيَابَنَا مِنَّا وَمِنْهُمْ　　خُضِبْنَ بِأُرْجُوَانٍ أَوْ طُلِيْنَا

گویا کہ ہمارے کپڑے ان کے اور ہمارے خون سے رنگِ ارغوانی میں ہلکے یا گہرے رنگ دیئے گئے ہیں۔

مطلب: جہاں خون کے ہلکے دھبے پڑے ہیں، ان پر ہلکا ارغوانی رنگ اور جہاں گہرا خون لگا ہے وہاں گاڑھا ارغوانی رنگ معلوم ہوتا ہے۔

خُضِبْنَ: ماضی مجہول ''ض'' خَضباً: رنگنا۔ **أُرْجُوان:** ارغوانی رنگ۔ **طُلِيْن:** ماضی مجہول ''ض'' طلاءً رنگنا، طلاء اور خضاب میں فرق یہ ہے کہ خضاب گاڑھا رنگ ہوتا ہے اور طلاء پتلا رنگ۔

٤٥ إِذَا مَا عَيَّ بِالإِسْنَافِ حَيٌّ　　مِنَ الْهَوْلِ الْمُشَبَّهِ أَنْ يَكُونَا

جب کہ کوئی قوم قریب الوقوع، خوف کی وجہ سے پیش قدمی سے عاجز ہو جائے۔ (جواب "اذا" اگلے شعر میں ہے)

عَيَّ: ماضی "س" عیاً، عاجز ہونا ﴿وَلَم يَعيَ بِخَلقِهِنَّ الاحقاف ٣٣﴾۔ **إِسْنَاف:** مصدر افعال، پیش قدمی، اسنف الناقۃ: اونٹنی اونٹ سے آگے نکل گئی۔ **الهَوْل:** خوف، ج: اھوال، مراد امر ھائلٌ، گھبراہٹ میں ڈالنے والا کام۔ **اَلْمُشَبَّه أن يكونا** بقریب الوقوع: المشبہ، اسم مفعول، تفعیل، تشبیہ دینا۔ المشبہ صفت ہے الھول کی، ان یکونا، کان تامۃ سے ہے اور الف اشباع کے لئے ہے، ترجمہ ہوگا ایسا گھبراہٹ میں ڈال دینے والا کام جو مشابہ ہے (ابھی) ہونے والے کام کے بمعنی قریب الوقوع۔

٤٦ نَصَبْنَا مِثْلَ رَهْوَةَ ذَاتَ حَدٍّ　　مُحَافَظَةً وَكُنَّا السَّابِقِينَا

(جب لوگ گھبرا جاتے ہیں) تو ہم صاحبِ شوکت رہوہ (پہاڑ) جیسا لشکر (اپنے احساب کی) حفاظت کے لئے قائم کر دیتے ہیں اور ہم ہی سب سے آگے رہتے ہیں۔

نَصَبْنَا: ماضی "ن" "ض" نصباً، الشیئ کھڑا کرنا، گاڑنا، الحرب کسی سے لڑائی کی بنیاد رکھنا ﴿وَإِلَى الجِبَالِ كَيفَ نُصِبَت: الغاشية ١٩﴾۔ **رَهْوَة:** پہاڑ کا نام ہے۔ **حَدّ:** السیفِ تلوار کی دھار، من الانسان دبدبہ ورعب کی وجہ سے جو کیفیت پیدا ہو، یہاں ترجمہ شوکت سے کیا گیا ہے۔ **سَابِقِيْنَا:** اسم فاعل سابقون کی حالت نصبی ہے، "ن" "ض" سَبقاً: آگے بڑھ جانا۔ ﴿وَالسَّابِقُونَ الأَوَّلُونَ التوبة ١٠٠﴾

٤٧ بِشُبَّانٍ يَرَوْنَ الْقَتْلَ مَجْداً　　وَشِيبٍ فِي الْحُرُوبِ مُجَرَّبِينَا

(ہم سابق ہوتے ہیں) ایسے نوجوانوں کے ذریعے جو قتل ہو جانے کو ہی بزرگی خیال کرتے ہیں اور ایسے بوڑھوں کے ذریعہ جو لڑائیوں میں تجربہ کار ہیں۔

شُبّان: مفردہ: شابٌّ، جوان۔ **شِيْب:** مفردہ: اَشْیَبُ، سفید سر والا ﴿ثُمَّ جَعَلَ مِن بَعدِ قُوَّةٍ ضَعفًا وَشَيبَةً: الروم ٥٤﴾۔ **مُجَرَّبِيْن:** اسم مفعول مجرَّبون کی حالت نصبی ہے، تجربہ کار۔

٤٨ حُدَيَّا النَّاسِ كلّهُمْ جَميعاً مُقَارَعَةً بَنيهِمْ عَنْ بَنينا

ہم تمام لوگوں سے (اپنی بزرگی میں) مقابلہ اور معارضہ کرتے ہیں (اور ان پر غالب آتے ہیں)

اور ان کی اولاد کو اپنی اولاد سے دفع کرنے کے لئے تلواروں سے مارتے ہیں۔

مطلب: ہم اپنی اولاد اور حریم کی حفاظت کے لئے ان کی اولاد کو قتل کرتے ہیں، اور ہم ہر قوم کو اس امر کی دعوت دیتے ہیں کہ وہ ہماری جیسی بزرگی پیش کریں۔

حُدَيَّا: جھگڑا مقابلہ۔ **مُقَارَعَة:** مصدر مفاعلة، القومُ، بعض کا بعض کو تلوار سے مارنا، عنه، رکنا ﴿وَمَا أَدرَاكَ مَا القَارِعَةُ :القارعة ٢﴾۔ **بنيهم :** یہ اصل میں بنون تھا، مفرد ہ ابن، بیٹا، اولاد، حالتِ نصبی میں بنین ہوا، پھر اضافت کی وجہ سے بنیهم ہوا ﴿أَمَدَّكُم بِأَنعَامٍ وَبَنِينَ :الشعراء ١٣٣﴾

٤٩ فَأَمَّا يَوْمَ خَشْيَتِنَا عَلَيْهِمْ فَتُصْبِحُ خَيلُنَا عُصَباً ثُبِينَا

جس دن کہ ہم ان (اپنی اولاد) پر (دشمنوں کا) خوف کرتے ہیں تو ہمارا لشکر جماعت در جماعت

(حفاظت کے لئے) پھیل جاتا ہے۔

خَشْيَتِنَا: نا ضمیر مجرور باضافت، خشية: ڈر، خوف ﴿وَهُم مِن خَشيَتِهِ مُشفِقُونَ الانبياء ٢٨﴾۔
عُصَبا: مفردہ: عُصبةٌ، دس سے لے کر چالیس تک کی جماعت ﴿وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَى أَبِينَا مِنَّا وَنَحنُ عُصبَةٌ : یوسف ٨﴾۔ **ثُبِيْنا:** ثبون کی حالت نصبی، مفردہ: ثِبةٌ متفرق جماعت۔

٥٠ وَأَمَّا يَوْمَ لَا نَخْشَى عَلَيْهِمْ فَنُمْعِنُ غَارَةً مُتَلَبِّبِينَا

لیکن جس روز ہمیں ان پر کوئی خوف نہیں ہوتا تو پھر ہم مسلح ہو کر غارتگری میں حد سے بڑھ جاتے ہیں

مطلب: جس روز ہمیں اعداء کے حملہ کا خوف ہوتا ہے تو قبیلہ کی حفاظت میں مصروف ہوتے ہیں ورنہ ہم خود پیش قدمی کر کے حملہ آور بنتے ہیں۔

نُمْعِنُ: مضارع، افعال، فی الطلب: ڈھونڈنے میں بہت مبالغہ کرنا، فی الامر، معاملے کی گہرائی میں پہنچنا (حد سے بڑھنا)۔ **غَارَة:** مصدر افعال، لوٹ ڈالنا، الفرسُ تیز دوڑنا ﴿فَالمُغِيرَاتِ صُبحًا العاديات

﴿ **مُتَلَبِّبِيْنَا**: اسم فاعل متلببون کی حالت نصبی، کیونکہ نسمعن کی ضمیر سے حال ہے، تَلَبُّبُ تفعل، مستعد ہونا، اسلحے سے لیس ہونا۔

٥١ بِرَأْسٍ مِنْ بَنِي جُشَمِ بْنِ بَكْرٍ نَدُقُّ بِهِ السُّهُولَةَ وَالْحُزُونَا

بنوجشم بن بکر کے ایک سردار کے ساتھ (ہم غارت گری کرتے ہیں) جس کے ساتھ ہم نرم اور سخت زمینوں کو کچل ڈالتے ہیں۔

مطلب: نرم اور سخت زمینوں سے ضعیف اور قوی دشمن مراد ہیں، غرض ہم اپنے ہر دشمن کو اس سردار کی سرکردگی میں فنا کرڈالتے ہیں،

رَأْس: سردار ﴿وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيْهِ : الاعراف ١٥٠﴾ ۔**نَدُقُّ**: مضارع "ن" دقًّا، الشئ توڑنا، الشئ بالشئ کوٹنا۔**السُّهُولَة**: مفرده:السهل، نرم زمین ﴿ تَتَّخِذُونَ مِنْ سُهُولِهَا قُصُورًا : الاعراف ٧٤﴾ ۔**الحُزُونَا**: مفرده:الحَزْن، سخت زمین، الحُزْن غم، فکر ﴿وَابيَضَّت عَيناهُ مِنَ الحُزنِ فَهُوَ كَظِيمٌ : : يوسف ٨٤﴾

٥٢ أَلَا لَا يَعْلَمُ الْأَقْوَامُ أَنَّا تَضَعْضَعْنَا وَأَنَّا قَدْ وَنِينَا

سن لو! قومیں ہرگز یہ گمان نہ کریں کہ ہم ذلیل ہو گئے ہیں یا ہم (کچھ) سست پڑ گئے ہیں۔ (نہیں نہیں بلکہ ہم میں وہی سابق عزت وقوت باقی ہے)۔

تَضَعْضَعْنَا: ماضی "تدحرج" تفعلل، عاجزی اختیار کرنا۔**وَنَيْنَا**: ماضی "ض" ونیا، سست ہونا ﴿ وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي :طه ٤٢﴾۔

٥٣ أَلَا لَا يَجْهَلَنْ أَحَدٌ عَلَيْنَا فَنَجْهَلَ فَوْقَ جَهْلِ الْجَاهِلِينَا

خبردار! ہم سے کوئی جہالت کا معاملہ نہ کرے، ورنہ ہم جاہلوں کی جہالت سے بڑھ کر جہالت کا سلوک کریں گے۔

مطلب: جہالت کی جزا کو جہالت سے محض مشاکلت کی بناء پر تعبیر کردیا ہے ورنہ وہ جہالت نہیں۔

الا: حرف تنبیہ، خبردار۔

فائدہ: اس شعر میں تجانس لفظ کے حسن کا خوب خیال رکھا گیا ہے، جیسے باری تعالیٰ کے قول میں: ﴿جزاء سیئۃٍ سیئۃٌ مثلُها﴾ (شوری) ﴿ومکروومکر اللّٰہ﴾ (ال عمران) ﴿یخادعون اللّٰہ وھو خادعھم﴾ (سورۃ النساء)

٥٤ بِأَيِّ مشيئةٍ عَمْرَو بْنَ هِنْدٍ نَكُونُ لِقَيْلِكُمْ فِيهَا قَطِينَا

اے عمرو بن ہند! یہ تیری کون سی تمنا ہے کہ ہم تیرے اس گورنر کے خدام بن جائیں جو ہم پر مسلط ہے

مطلب: باوجودیکہ ہم میں کچھ ضعف نہیں پیدا ہوا، پھر تیری یہ خواہش آخر کیوں ہے؟ یہ نہیں ہوسکتا، بالکل ناممکن ہے۔

مَشِيئَة: مصدر ''ف'' چاہنا ﴿وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ العَالَمِينَ :التکویر ٢٩﴾۔ **قَيْل:** گورنر، قیلکم میں کم ضمیر تعظیم کے لئے جمع کی لائی گئی ہے۔ **قَطِين:** مفردہ:قاطن، خادم، نوکر۔

٥٥ بِأَيِّ مَشِيئَةٍ عَمْرو بْنَ هِنْدٍ تُطِيعُ بِنَا الْوُشَاةَ وَتَزْدَرِينَا

اے عمرو بن ہند! یہ تیری کیا خواہش ہے کہ تو ہمارے بارے میں چغلخوروں کی تابعداری کرتا ہے اور ہماری تحقیر کرتا ہے، (یعنی یہ طریقہ آخر کیا ہے؟ اور یہ طرزِ عمل تو نے کس لئے اختیار کر رکھا ہے، جو سراسر غلط اور باطل ہے)۔

وُشَاة: مفردہ:واشی، اسم فاعل، چغلی کرنے والا۔ **تَزْدَرِيْنَا:** مضارع، افتعال، ازدراءً، تحقیر کرنا ﴿وَلَا أَقُولُ لِلَّذِينَ تَزْدَرِي أَعْيُنُكُم :ھود ٣١﴾۔

٥٦ تَهَدَّدْنَا وَتُوْعِدْنَا رُوَيْداً مَتَى كُنَّا لِأُمِّكَ مَقْتَوِينَا

تو ہمیں دھمکیاں دیتا ہے اور ڈراتا ہے، ٹھہر جا، ہم کب تیری ماں کے خدام تھے (کہ تیری یہ دھمکیاں برداشت کریں اور یہ جھڑکیاں سہیں)

تَهَدَّدْنَا: مضارع تفعّل، دھمکی دینا۔ **توعدنا:** مضارع افعال، دھمکی دینا ﴿لِمَن خَافَ مَقَامِي وَخَافَ وَعِيدِ : ابراھیم ١٤﴾۔ **رُوَيْدا:** اَرْوَد کا مصدر مصغّر ہے، بمعنی آہستہ، روید زید زید کو مہلت دی ﴿فَمَهِّلِ الكَافِرِينَ أَمْهِلْهُم رُوَيْدًا :الطارق ١٧﴾، **مَقْتَوِيْنَا:** دراصل مقتوون تھا، حالت نصبی میں مقتوینا ہوا،

مفردہ: المَقتَی جو خوراک پر خدمت کرے، اکثر بادشاہ کے خدام کے لئے بولا جاتا ہے۔

۵۷ فَإِنَّ قَنَاتَنَا يَا عَمْرُو أَعْيَتْ　　عَلَى الْأَعْدَاءِ قَبلَكَ أَنْ تَلِينَا

اے عمرو بن ہند! ہمارے نیزے (عزت) نے تیرے دور سے قبل (بھی) دشمنوں کے مقابلہ میں لچک دکھانے سے انکار کر دیا تھا۔

مطلب: ہم آج تک کسی شہنشاہ سے نہیں دبے ہماری عزت ہمیشہ محفوظ رہی ہے۔

قَنَاة: نیزہ، مراد عزت وعظمت۔ **أَعْيَت:** ماضی افعال، تھکنا، عاجز کر دینا، یہاں انکار کرنے کے معنی میں ہے ﴿ وَلَم يَعىَ بِخَلقِهِنَّ :الاحقاف ۳۳﴾ ۔ **تَلِينَا:** مضارع ''ض'' نرم ہونا (لچک دکھانا) ﴿ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُم وَقُلُوبُهُم : الزمر ۲۳﴾ ۔

۵۸ إِذَا عَضَّ الثِقَافُ بِهَا اشْمَأَزَّتْ　　وَوَلَّتْهُ عَشَوْزَنَةً زَبُونَا

جب بانکھ (نیزہ سیدھا کرنے کا آلہ) اس کی گرفت کرتا ہے تو وہ سخت بن جاتا ہے اور اس کو وہ نیزہ اس حال میں پھیر دیتا ہے کہ سخت اور دفع کرنے والا ہوتا ہے۔

مطلب: ہماری عزت کسی کے قابو میں نہیں آئی اور ہمیں کوئی رام نہیں کر سکا، جب کسی نے سخت گیری کی ہم نے اس کا مقابلہ کیا اور اسے بے نیل ومرام واپس ہونا پڑا۔

عَضَّ: ماضی ''س'' دانت سے پکڑنا، کاٹنا ﴿عَضُّوا عَلَيكُمُ الأَنَامِلَ مِنَ الغَيظِ :ال عمران ۱۱۹﴾ ۔

ثِقَاف: شکنجہ، بانکھ، نیزہ سیدھا کرنے کا آلہ۔ **اِشْمَأَزَّتْ:** ماضی، اِشْمِيزازاً اِذْهِيماماً ، منہ منقبض ہونا ﴿اشمَأَزَّت قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤمِنُونَ بِالآخِرَةِ : الزمر ٤٥﴾ علامہ قرطبی اشمأزت معنی واضح کرنے کے لئے اسی شعر سے استدلال کرتے ہیں اشمأزت قال المبرد انقبضت۔ وهو قول ابن عباس ومجاهد۔ وقال قتادة: نفرت واستكبرت وكفرت وتعصت۔ وقال المؤرج أنكرت۔ واصل الاشمئزاز النفور والازورار۔ قال عمرو بن كلثوم:إذا عض الثقاف بها اشمأزت ۔۔۔ وولتهم عشوزنة زبونا تفسير قرطبی ج۱۵ صـ۲۲٤

۔عَشُوزَنَۃ: دشوار گار زمین، یہاں صرف سختی مراد ہے۔زَبُونا: فعول بمعنی فاعل، اَلزَّبن: دفع کرنا۔﴿سَندعُ الزَّبَانِیَۃَ :العلق ۱۸﴾

۵۹ عَشَوْزَنَۃٌ إِذَا انْقَلَبَتْ أَرَنَّتْ تَشُجُّ قَفَا الْمُثَقِّفِ وَالْجَبِینَا

(وہ نیزہ) سخت ہے جب دبایا جاتا ہے تو چڑ چڑاتا ہے اور سیدھا کرنے والے کی گدی اور پیشانی کو زخمی کر دیتا ہے۔

مطلب: جس نے ہمیں رام اور ذلیل کرنے کی کوشش کی اس کو خود نقصان اٹھانا پڑا اور ہمارا کچھ نہ بگڑا۔

عَشَوْزَنَۃ: دشوار گذار زمین، یہاں صرف دشواری (وسختی) مراد ہے۔**اِنْقَلَبَتْ:** ماضی انفعال، الٹا جانا، اوندھانا، واپس ہونا (دبانا) ﴿إِذَا انقَلَبُوا إِلَی أَهلِهِم لَعَلَّهُم یَرجِعُونَ : یوسف ۶۲﴾ ۔**اَرَنَّت:** ماضی افعال، القوسُ، آواز کرنا۔**تَشُجّ:** "ن" "ض" الراسَ، زخمی کرنا، توڑنا۔**قَفَا:** گدی۔**الْمُثَقِّف:** اسم فاعل، تفعیل، الرمحَ سیدھا کرنا۔**الْجَبِیْنَ:** پیشانی ﴿فَلَمَّا أَسلَمَا وَتَلَّهُ لِلجَبِینِ : الصافات ۱۰۳﴾۔

۶۰ فَهَلْ حُدِّثْتَ فِي جُشَمِ بْنِ بَكْرٍ بِنَقْصٍ فِي خُطُوبِ الْأَوَّلِینَا

کیا تو نے (قبیلہ) جشم بن بکر کے اندر گزشتہ لوگوں کی شان میں کوئی کھوٹی (یا عہد شکنی کی) بات سنی (کہ تجھے ہم کو تابع کرنے کا شوق پیدا ہوا)۔

حُدِّثْتَ: ماضی مجہول، تفعیل، بات بیان کرنا ﴿إِن لَم یُؤمِنُوا بِهَذَا الحَدِیثِ أَسَفًا :الکهف ۶﴾۔ **نَقْص:** کمی ونقصان ﴿وَنَقصٍ مِنَ الأَموَالِ : البقرۃ ۱۵۵﴾ ۔**خُطُوْب:** حکایات۔**اَوَّلِیْنَا:** دراصل اولون اسم تفضیل جمع کی حالت جری ہے، ﴿وَالسَّابِقُونَ الأَوَّلُونَ مِنَ المُهَاجِرِینَ :التوبة ۱۰۰﴾

۶۱ وَرِثْنَا مَجْدَ عَلْقَمَةَ بْنِ سَیْفٍ أَبَاحَ لَنَا حُصُونَ الْمَجْدِ دِینَا

ہمیں اس علقمہ بن سیف کی بزرگی ورثہ میں ملی جس نے بزرگی کے قلعے جبراً ہمارے لئے مباح کر دیئے ہیں۔

مطلب: علقمہ اپنے ہمعصروں پر غالب آکر بزرگی کا مالک بنا اور اس کی بزرگی وراثۃً ہمیں ملی اس لئے کہ ہم اس

کے صحیح جانشین ہیں۔

أَبَاحَ: ماضی، افعال اباحةً، مباح ہونا۔ **حُصُوْن:** مفردہ: حِصْنٌ، قلعہ ﴿وَظَنُّوا أَنَّهُم مَانِعَتُهُم حُصُونُهُم مِنَ اللَّهِ : الحشر ٢﴾۔ **المَجْدِ:** بزرگی، شرف ﴿ق وَالقُرآنِ المَجِيدِ :ق ١﴾۔ **دِيْنًا:** حساب، ملکیت، قدرت، حکم، ملت، حالت، قہر وغلبہ، جبر، سیرت، تدبیر، گناہ، نافرمانی۔ یہاں قہر، غلبہ، جبر مراد ہے ﴿مَالِكِ يَومِ الدِّينِ الفاتحة﴾

٦٢ وَرِثْتُ مُهَلْهِلاً وَالْخَيْرَ مِنْهُ　　زُهَيْراً نِعْمَ ذُخْرُ الذَّاخِرِينَا

میں مہلہل اور اس سے بہتر زہیر کی بزرگی کا وارث بنا جو جمع کرنے والوں کے لئے بہترین سرمایۂ (افتخار) ہے۔

فائدہ: مہلہل بن ربیعہ شاعر کے نانا ہیں، مہلہل کی بیٹی لیلیٰ ان کی والدہ ہیں اور زہیر بن جشم بن بکر مہلہل کے آباؤ اجداد میں سے ہیں۔

ذُخْر: جس کو ذخیرہ بنا کر رکھا جائے (سرمایہ)، ج اَذْخَار۔ **ذَاخِرِين:** ذاخرون اسم فاعل جمع کی حالت جری ہے، بمعنی ذخیرہ کرنے والے، جمع کرنے والے۔

٦٣ وَعَتَّاباً وَكُلْثُوماً جَمِيعاً　　بِهِمْ نِلْنَا تُرَاثَ الأَكْرَمِينَا

اور (اپنے دادا) عتّاب اور (اپنے باپ) کلثوم (کی میراث کا مالک بنا) انہی کے ذریعہ ہم نے شرفاء کی میراث پائی۔

مطلب: ہم نے ان کے آثار اور مفاخر کا احاطہ کیا لہٰذا ہمیں شرافت اور بزرگی حاصل ہوئی۔

تُرَاث: مصدر ''س'' وارث ہونا ﴿وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَمًّا : الفجر ١٩﴾ **الأَكْرَمِيْنَا:** اکرمون اسم تفضیل جمع کی حالت جری ہے واحد: اکرم، عزت وشرف، ﴿وَجَعَلَنِي مِنَ المُكْرَمِينَ : يٰسين ٢٧﴾

٦٤ وَذَا الْبُرَةِ الذِي حُدِّثْتَ عَنْهُ　　بِهِ نُحْمَى وَنَحْمِي المُلْتَجِيْنَا

اور ذی البرہ جس کے بارے میں (بہادری کے کارنامے) تو نے سنے ہوں گے (اس کے ترکہ کے

بھی ہم مالک ہیں)۔اسی کے ذریعے ہم محفوظ ہیں اور غرباء کی حمایت کرتے ہیں۔

فائدہ: ذالبرۃ کعب بن زہیر کا لقب تھا۔

نُحْمیٰ: مضارع مجہول''ض'' حمایۃً وحَمِیَّۃً، روکنا، بچانا، یہاں محفوظ ہونے کے معنی میں ہے۔

الْمُلْتَجِیْنَا: اسم فاعل جمع الملتجون کی حالت نصبی ہے، التجاءً، افتعال، عاجزی وانکساری کرنے والے ......مراد، غریب لوگ، ﴿مَا لَکُم مِن مَلجَاٍ یَومَئِذٍ: الشوریٰ ۴۷﴾

۶۵ وَمِنَّا قَبْلَهُ السَّاعِي كُلَيْبٌ فَأَيَّ الْمَجْدِ إِلَّا قَدْ وَلِينَا

اوراس (ذوالبرہ) سے قبل (مفاخر میں) کوشاں (کلیب) ہم ہی میں سے تھا، پس کوئی بزرگی نہیں کہ جس کے ہم وارث نہ ہوئے ہوں۔

مطلب: کلیب عرب کے بہت ہی باعزت اور متکبر لوگوں میں سے تھا اس کا نام امرؤالقیس بن ربیعہ ہے چونکہ اس نے ایک کتے کا بچہ پال رکھا تھا اور جہاں تک اس کی آواز جاتی، اس کو یہ اپنا حمیٰ سمجھتا اور لوگوں کو اس حصۂ زمین میں تصرف کرنے سے روکتا تھا، اس وجہ سے اس کا نام کلیب پڑ گیا، اس کو جساس نے قتل کر ڈالا، جس کی بناء پر عرب کی مشہور لڑائی حربِ بسوس رونما ہوئی۔

وَلِيْنَا: ماضی''حسب'' ولایۃً۔ مالک ہونا (وارث ہونا) ﴿هُنَالِكَ الوَلَايَةُ لِلّٰهِ الحَقِّ : الکهف ۴۴﴾۔

كُلَيْب: تصغیر، کلب۔﴿ وَكَلبُهُم بَاسِطٌ ذِرَاعَيهِ بِالوَصِيدِ الکهف ۱۸﴾

۶۶ مَتَى نَعْقِدْ قَرِينَتَنَا بِحَبْلٍ تَجُذُّ الْحَبْلَ أَوْ تَقِصِ الْقَرِينَا

جب ہم اپنی اونٹنی کا رسی کے ذریعہ (کسی دوسری اونٹنی سے) جوڑ پھانس دیتے ہیں تو وہ یا رسی کو توڑ ڈالتی ہے یا دوسرے اونٹنی کو ہلاک کر دیتی ہے۔

مطلب: ہم جب بھی کسی قوم کے مقابلہ میں آئے تو وہ جنگ ختم ہوئی یا وہ قوم، اور ہمارا کچھ نہ بگڑا۔

نَعْقِد: مضارع''ض'' عَقداً گرہ لگانا، باندھنا ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوفُوا بِالعُقُودِ : المائدۃ ۱﴾ **قَرِيْنَة:** وہ اونٹنی جس کو دوسری اونٹنی سے باندھا گیا ہو۔ **تَجُذُّ:** مضارع''ن'' جذًّا، توڑنا۔ **تَقِصُ:**

مضارع ''ض'' وقصاً، عُنقَهُ گردن توڑ دینا (ہلاک کرنا)۔

٦٧ وَنُوجَدُ نَحْنُ أَمْنَعُهُمْ ذِمَاراً وَأَوْفَاهُمْ إِذَا عَقَدُوا يَمِينَا

ہم ہی تمام لوگوں میں ذمہ داری کی زیادہ حفاظت کرنے والے ہیں اور جب لوگ عہد کریں تو ہم ہی سب سے زیادہ اس کو پورا کرنے والے ہوں گے۔

مطلب: ہم تمام اقوام میں سب سے زیادہ عہد و پیان کو نبھاتے ہیں کسی طرح غدر کو روا نہیں رکھتے۔

ذِمَاراً: ہر وہ چیز جس کی حفاظت وحمایت ضروری ہو، (ذمہ داری)۔ **اَمْنَعُهُمْ:** اَمْنَعُ اسم تفضیل، ''ف'' مَنْعاً، روکنا، باز رکھنا، تکلیف سے بچانا، هو امنع ذماراً منك وہ تجھ سے زیادہ حفاظت کرنے والا ہے ﴿وَمَن أَظْلَمُ مِمَّن مَنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ : البقرة ١١٤﴾۔ **أَوْفَاهُمْ:** اَوْفیٰ اسم تفضیل، افعال، بالوعد، وعدہ پورا کرنا ﴿وَأَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُم البقرة ٤٠﴾ **فائدہ:** اسم تفضیل کی اضافت اگر معرفہ کی طرف ہو تو دو صورتیں جائز ہیں: (۱) اسم تفضیل کا ہمیشہ مفرد مذکر ذکر کرنا، (۲) ماقبل سے مطابقت قائم کرتے ہوئے ذکر کرنا، جیسے هؤلاء افضل الناس اور هؤلاءِ افضلو الناس۔ **عَقَدُوا:** ماضی ''ض'' عَقْداً گرہ لگانا، باندھنا، ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ : المائدة ١﴾ **يَمِيْنا:** قسم، عقد اليمين سے عہد اور وعدہ مراد ہے ﴿أَهَؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِم : المائدة ٥٣﴾۔

٦٨ وَنَحْنُ غَدَاةَ أُوقِدَ فِي خَزَازَى رَفَدْنَا فَوْقَ رِفْدِ الرَّافِدِينَا

جس صبح کو (کوہِ) خزازیٰ پر آگ روشن کی گئی تو ہم ہی نے تمام دینے والوں سے بڑھ کر اعانت کی

أُوقِدَ: ماضی مجہول، افعال، آگ روشن کرنا ﴿كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ : ٦٤﴾ **خَزَازیٰ:** پہاڑ۔ **رَفَدْنَا:** ماضی ''ض'' رَفْداً، مدد دینا ﴿بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُودُ : هود ٩٩﴾ **رَافِدِينا:** اسم فاعل جمع: رافدون کی حالت جری ہے، مدد واعانت کرنے والے۔

٦٩ وَنَحْنُ الْحَابِسُونَ بِذِي أُرَاطٍ تَسَفُّ الْجِلَّةُ الْخُورُ الدَّرِينَا

اور ہم نے ہی (مقامِ) ذی اُراط پر (اونٹوں کو) روکے رکھا (اور مصروفِ جنگ رہے) درآنحالیکہ

موٹی تازی دودھیل اونٹنیاں پرانی خشک گھاس چبارہی تھیں۔

مطلب: ہم نے اپنی قابل قدر اونٹنیوں کی بھی کوئی پرواہ نہ کی اور مصروفِ پیکار رہے۔

حَابِسُون: اسم فاعل ''ض'' حَبْساً روکنا، محبوس کرنا ﴿لَیَقُولُنَّ مَا یَحبِسُهُ أَلَا یَومَ یَأتِیهِم لَیسَ مَصرُوفًا عَنهُم :هود ۸﴾ ۔**ذِی أُرَاط:** علاقے کا نام ہے۔**تَسُفّ:** مضارع ''ن'' سُفوفاً خشک گھاس کھانا۔ **جِلّة:** بڑے بڑے اور موٹے اونٹ، مذکر و مؤنث واحد جمع سب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔**خُوْر:** زیادہ دودھ دینے والی اونٹنی۔ **دَرِیْن:** خشک چارہ۔

۷۰ وكُنَّا الأَيْمَنِينَ إذا الْتَقَيْنَا　　وَكَانَ الْأَيْسَرِينَ بَنُو أَبِينَا

جب ہماری (لڑائی میں دشمنوں سے) مڈ بھڑ ہوئی تو ہم داہنی جانب تھے اور بائیں جانب ہمارے بھائی تھے

مطلب: ہم برابر لشکر کے میمنہ پر رہے اور ہمارے بھائی میسرہ پر۔

الأَیْمَنِیْنَ: دراصل الایمنون ہے، کنّا کی خبر منصوب ہونے کی وجہ سے الایمنین ہوا، دائیں طرف والے ﴿وَأَصحَابُ الیَمِینِ مَا أَصحَابُ الیَمِینِ: الواقعة ۲۷﴾ ۔**الأَیْسَرِیْنَ:** دراصل ایسرون ہے، بائیں طرف والے، کان کی خبر مقدم ہونے کی وجہ سے حالتِ نصبی میں الایسرین ہوا۔**بَنُوْ اَبِیْنَا:** بنو مضاف، ابو مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے ابی ہوا، نا ضمیر مجرور باضافت۔

۷۱ فَصَالُوا صَوْلَةً فِيمَنْ يَلِيهِمْ　　وَصُلْنَا صَوْلَةً فِيمن يَلِينَا

تو انہوں نے ان دشمنوں پر حملہ کیا جو ان سے ملے ہوئے تھے اور ہم نے ان پر حملہ کیا جو ہم سے قریب تھے۔

صَالُوا: ماضی ''ن'' صَوْلَةً۔ کود پڑنا، حملہ کرنا۔**یَلِیْهِم:** ی لی، مضارع ''حَسِبَ'' وَلْیاً، قریب ہونا، متصل ہونا، ولایۃً والی ہونا، متصرف ہونا (باب ''ض'' سے قلیل الاستعمال ہے) ﴿هُنَالِكَ الوَلَایَةُ لِلّٰهِ الحَقِّ : الکهف ٤٤﴾

۷۲ فَـآبُـوا بـالـنّهـاب وبـالسَّبَـايـا وأُبْـنَـا بـالـمُـلُـوك مُـصَـفَّـدِيـنَـا

پس وہ اموالِ غنیمت اور قیدی لے کر لوٹے اور ہم بادشاہوں کو قید کر کے لائے (ہم نے علو ہمت کی وجہ سے مال کی کچھ پرواہ نہیں کی)۔

أُبُو: ماضی ''ن'' اَوباً ومآباً من السفر، سفر سے لوٹنا، واپس ہونا﴿ طُوبَى لَهُم وَحُسنُ مَآبِ الرعد ۲۹﴾۔**نِهَـاب:** مفردہ: نَهبٌ، اسم مصدر، لوٹ، غنیمت۔**سَبَـايَـا:** مفردہ: سَبِيَّـةٌ قیدی عورت۔ **مُصَفَّدِينا:** اسم فاعل، مصفدون کی حالت جری ہے، کیونکہ ملوک کی صفت بن رہا ہے، تفعیل، قیدی کرنا، ہتھکڑی لگانا﴿یومَئِذٍ مُقَرَّنِينَ فِي الأَصفَادِ ابراهيم ۴۹﴾۔

۷۳ إِلَيْـكُـمْ يَـا بَـنِـي بـكْـرٍ إِلَيْكُمْ أَلَـمَّـا تَـعْـرِفُـوا مـنَّـا الْيَقِينَـا

ہٹو! اے بنی بکر ہٹو! (ہم سے لڑنے کا قصد نہ کرو) کیا اب تک تم نے ہماری واقعی بہادری کو نہیں پہچانا (کہ تم پھر ہمارے مقابلہ کا ارادہ رکھتے ہو)۔

إِلَيْكم: اليكم اسم فعل ہے، بمعنی ہٹو اور دوسرا اليكم پہلے کی تاکید کے لئے ہے۔**أَلَمَّا:** ہمزہ استفہام تقریر کے لئے ہے، اور لمّا، لَمْ کے معنی میں ہے

۷۴ أَلَـمَّـا تَـعْـلَـمُـوا مـنَّـا ومِـنْكُمْ كَتَـائِـبَ يَـطَّـعِـنَّ ويَـرْتَـمِينَـا

کیا تم نے اپنے اور ہمارے لشکروں کو اب تک نہیں جانا جو نیزہ بازی اور تیر اندازی کرتے تھے (نہیں بلکہ تم کو اچھی طرح ہمارے لشکر کی قوت کا علم ہو گیا ہے پھر تمہاری یہ جرأت بے وقوفی ہے)۔

كَتَائِب: مفردہ: كُتَيبَةٌ لشکر، سو سے ہزار تک گھڑ سوار۔**يَـطَّعِنّ:** مضارع، افتعال، تاء افتعال کو طاء سے بدل کر طاء کا طاء میں ادغام کر دیا گیا ہے، ایک دوسرے کو نیزہ مارنا﴿ وَطَعَنُوا فِي دِينِكُم التوبة ۱۲﴾ **يَرْتَمِينا:** مضارع، افتعال، پھینکنا۔﴿وَمَا رَمَيتَ إِذ رَمَيتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمىٰ الانفال ۱۷﴾

۷۵ عَـلَيْـنَـا الْبِيضُ واليَلَبُ الْيَمَانِي وأَسْيَـافٌ يَـقُـمْـنَ ويَـنْـحَـنِينَـا

اور ہمارے اوپر (سروں پر) خود (بدنوں پر) یمنی زرہیں اور (ہاتھوں میں) ایسی تلواریں تھیں جو

سیدھی کی جاتی تھیں اور (بوقتِ ضرب) ٹیڑھی ہو جاتی تھیں (یا مارتے وقت ٹیڑھی پڑ جاتی تھیں اور پھر بدستور سیدھی ہو جاتی تھیں)۔

بَيْض: مفردہ: بَيْضَةٌ، خود ﴿حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ البقرة ١٨٧﴾۔ **اليلب الْيَمَانِي:** يلب، چمڑے کی زرہ، یمانی سے یمن کی عمدہ زرہ کی طرف نسبت ہے۔ **يَقُمْنَ:** مضارع ''ن'' اقامۃ سیدھا کرنا ﴿وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَى النساء ١٤٢﴾۔ **يَنْحَنِيْنَا:** مضارع انفعال، ٹیڑھا ہونا۔

٧٦ عَلَيْنَا كُلُّ سَابِغَةٍ دِلَاصٍ تَرَى فَوْقَ النِّطَاقِ لَهَا غُضُونَا

ہمارے بدنوں پر ایسی وسیع چمکدار زرہیں تھیں (کہ ان کی کشادگی اور فراخی کی وجہ سے) کمر بند پر ان کی شکنیں دیکھے گا۔

سَابِغَة: پوری اور کشادہ زرہ ﴿أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ: السباء ١١﴾۔ **دِلَاص:** نرم و چمکدار زرہ۔ **نِطَاق:** کمر بند، پٹی۔ **غُضُونا:** مفردہ: غَضَنٌ، کپڑے یا کھال کی شکن، سلوٹ، ظاہری کھال۔

٧٧ إِذَا وُضِعَتْ عَنِ الْأَبْطَالِ يَوْماً رَأَيْتَ لَهَا جُلُودَ الْقَوْمِ جُونَا

جب کسی دن بہادروں (کے بدن) سے وہ (زرہیں) اتاری جائیں (تو ہر وقت ان کو پہنے رہنے کی وجہ سے) تو قوم (کے بدن) کی کھالوں کو سیاہ پائے گا۔

أَبْطَال: مفردہ: بَطَلٌ، بہادر۔ **جُلُوْد:** مفردہ: جَلْدٌ، کھال ﴿كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُم بَدَّلْنَاهُم جُلُودًا غَيْرَهَا: النساء ٥٦﴾۔ **جُوْن:** کالا، سفید، یہاں کالا مراد ہے۔

٧٨ كَأَنَّ غُضُونَهُنَّ مُتُونُ غُدْرٍ تُصَفِّقُهَا الرِّيَاحُ إِذَا جَرَيْنَا

ان (بہادروں) کی پشتیں (زرہیں پہنے ہوئے) گویا ان حوضوں کی بالائی سطح ہے کہ جن سے ہوائیں چلتے ہوئے ٹکرائیں۔

مطلب: بہادروں کی پشتوں کو حوضوں کی بالائی سطح سے تشبیہ دے کر ان شکنوں کو جو زرہ کی وسعت کی وجہ سے پیدا

ہوئی ہیں، پانی کی پٹاروں سے تشبیہ دی ہے۔

غُضُون: مفردہ:غَضَنٌ، ظاہری کھال، بالائی سطح۔**مُتُون:** مفردہ:مَتْن، پشت﴿وَأُملِی لَهُم إِنَّ کَیدِی مَتِینٌ :الاعراف ۱۸۳﴾۔**غُدُر:** مفردہ:غَدِر، حوض۔**تُصَفِّق:** مضارع،تفعیل،تالی بجانا۔

جَرَیْنَا: ماضی''ض'' جاری ہونا۔﴿أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُم جَنَّاتٍ تَجرِی مِن تَحتِهَا الأَنهَارُ :التوبة ۸۹﴾

۷۹ وَتَحْمِلُنَا غَدَاةَ الرَّوْعِ جُرْدٌ عُرِفْنَ لَنَا نَقَائِذُ وَافْتُلِینَا

لڑائی کی صبح کو ہمیں ایسے کم و باریک بالوں والے گھوڑے (اپنی پشتوں پر) اٹھائے ہوئے ہوتے ہیں جو ہمارے مشہور گھوڑے ہیں اور وہ (دشمنوں کے غلبہ کے بعد ان کے ہاتھوں سے) چھڑائے گئے ہیں (ان کی حفاظت میں جان توڑ کوشش کی ہے اور دشمنوں کو نہ لے جانے دیا) اور ان کا دودھ چھڑا دیا گیا ہے (بچپن سے ہم نے ان کی پرورش کی ہے)

رَوْع: اسم مصدر،خوف،ڈر(لڑائی)﴿فَلَمَّا ذَهَبَ عَن إِبرَاهِیمَ الرَّوعُ هود ۷۴﴾۔**جُرْد:** مفردہ:اَجرد، کم بالوں والا گھوڑا۔**نَقَائِذ:** مفردہ:نقیذة، دشمنوں کے ہاتھ سے چھڑایا ہوا گھوڑا﴿وَإِن یَسلُبهُمُ الذُّبَابُ شَیأً لَا یَستَنقِذُوهُ مِنهُ : الحج ۷۳﴾۔**اُفْتُلِینَا:** ماضی مجہول،افتعال، بچے یا بچھڑے سے دودھ چھڑانا۔

۸۰ وَرَدْنَ دَوَارِعاً وَخَرَجْنَ شُعْثاً كَأَمْثَالِ الرَّصَائِعِ قَدْ بَلِینَا

وہ گھوڑے زرہ پہنے ہوئے (میدانِ جنگ میں) اترے اور بال بکھرے ہوئے اور لگام کی گرہوں کی مانند کہنہ اور خستہ (میدان سے) نکلے (چونکہ میدان میں انہیں بہت زیادہ تگ و دو کرنی پڑی)۔

دَوَارِعاً: مفردہ:دارع، زرہ پہننے والا۔**شُعْثاً:** شَعِرٌ، بالوں کا چکٹ جانا، بالوں کا غبار آلودہ ہونا،(بکھرے بال)۔**رَصَائِع:** مفردہ:رصیعة، لگام کی گرہ۔**بَلِینَا:** ماضی''س'' بَلیاً، بوسیدہ ہونا، الف اشباع کے لئے ہے۔﴿هَل أَدُلُّكَ عَلَی شَجَرَةِ الخُلدِ وَمُلكٍ لَا یَبلَی: طه ۱۲۰﴾

۸۱ وَرِثْنَاهُنَّ عَنْ آبَاءِ صِدْقٍ وَنُورِثُهَا إِذَا مُتْنَا بَنِینَا

وہ گھوڑے ہمیں اپنے صادق العمل آباء کے ورثہ میں ملے ہیں اور ہم جب مریں گے تو اپنی اولاد کو

ان کا وارث بنا دیں گے۔

مطلب: یہ ہمارے خاندانی گھوڑے ہیں ہم کبھی انہیں دشمنوں کے ہاتھ میں نہ جانے دیں گے۔

عن: "ورثناهن عن" میں عن بعد، کے معنی میں ہے۔ **آباءِ صِدقٍ:** آباء کی اضافت صدق کی طرف موصوف معنوی کی اضافت صفتِ معنوی کی طرف ہے، جیسے قوله تعالیٰ: ﴿بمقعدِ صدق ومبوأ صدق﴾.

۸۲ عَلَى آثَارِنَا بِيضٌ حِسَانٌ　　نُحَاذِرُ أَنْ تُقَسَّمَ أَوْ تَهُونَا

ہمارے پیچھے (میدان جنگ میں) خوب صورت حسین عورتیں ہیں جن کے متعلق ہمیں اندیشہ ہے کہ (کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ دشمنوں کے ہاتھوں) تقسیم کر لی جائیں یا ذلیل ہوں۔ (لہٰذا ہم ان کی حفاظت میں جان توڑ کوشش کرتے ہیں اور میدان جیت لیتے ہیں)۔

بِيضٌ: مفرده: ابیض سفید، موصوف نساء محذوف ہے، حسین عورتیں ﴿حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيطُ الْأَبيَضُ البقرة ۱۸۷﴾۔ **حِسَان:** مفرده: حَسْنَاء خوبصورت ﴿وَلَو أَعجَبَكَ حُسنُهُنَّ الاحزاب ۵۲﴾۔ **نُحَاذِر:** مضارع مفاعلہ، ایک دوسرے سے پرہیز کرنا، ڈرتے رہنا ﴿يَجعَلُونَ أَصَابِعَهُم فِي آذَانِهِم مِنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ المَوتِ البقرة ۱۹﴾۔ **تُقَسَّم:** مضارع مجہول، تفعیل، تقسیم کرنا ﴿وَيَومَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُقسِمُ المُجرِمُونَ الروم ۵۵﴾ **تَهُونَا:** مضارع "ن" هُوناً ذلیل وخوار ہونا۔ ﴿وَلِلكَافِرِينَ عَذَابٌ مُهِينٌ المجادلة ۵﴾

۸۳ أَخَذْنَ عَلَى بُعُولَتِهِنَّ عَهْداً　　إِذَا لَاقَوْا كَتَائِبَ مُعْلَمِينَا

جنہوں نے اپنے شوہروں سے عہد لیا کہ جب وہ (دشمنوں کے) لشکروں سے اس حال میں ملاقی ہوں کہ ان کے نشانہائے امتیاز لگے ہوئے ہوں (تو وہ میدانِ جنگ میں پامردی دکھائیں، بھاگیں نہیں)۔

بُعُولَتِهِنّ: بُعُولَة مفرده: بَعْل، شوہر ﴿وَلَا يُبدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ النور ۳۱﴾۔ **كَتَائِب:** مفرده، كُتَيْبَة، لشکر، سو سے ہزار تک گھڑ سوار۔ **مُعلَمِينَ:** اسم مفعول، "ض"، "ن"، نشان لگانا، معلمون کی

حالتِ نصبی، ''س'' جاننا ﴿أَلَم تعلَم أَنَّ اللّٰهَ لَهُ مُلكُ السَّمَاوَاتِ البقرة ۱۰۷﴾

۸٤ لَيَسْتَلِبَنَّ أَفْرَاساً وَبِيضاً وَأَسْرَى فِي الحَدِيدِ مُقَرَّنِينَا

کہ وہ (شوہر دشمنوں کے) گھوڑے اور خودوں (یا منجھی ہوئی تلواروں) اور بیڑیوں میں ایک دوسرے سے بندھے ہوئے قیدیوں کو ضرور چھینیں گے۔

لَيَسْتَلِبَنَّ: مضارع، سَلْباً و سَلَباً، الشئیَ زبردستی چھیننا ﴿وَإِن يَسلُبهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا الحج ۷۳﴾ **بِيضاً:** مفردہ: ابیض، سفید، چمکدار مراد خود یا منجھی ہوئی تلواریں ﴿فَإِذَا هِيَ بَيضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ: الاعراف ۱۰۸﴾ **أَسْرَى:** مفردہ: اسیر، قیدی۔ **الحديد:** لوہا، مراد بیڑی ہے ﴿آتُونِي زُبَرَ الحَدِيدِ الکهف ۹٦﴾۔ **مُقَرَّنِينَا:** اسم مفعول، تفعیل، باندھنا، کہا جاتا ہے قرنتِ الاساریٰ فی الحدید، قیدی بیڑیوں میں باندھے گئے۔

۸٥ تَرَانَا بَارِزِينَ وَكُلُّ حَيٍّ قَدِ اتَّخَذُوا مَخَافَتَنَا قَرِينَا

تو ہمیں کھلے میدان میں نکلتا دیکھے گا (کیونکہ ہمیں کسی کا ڈر گھروں میں نہیں) اور ہر قبیلہ نے ہمارے (حملے کے) خوف سے (دوسرے قبیلہ کو) ساتھی (حلیف) بنا رکھا ہے۔

بَارِزِين: اسم فاعل بارزون کی حالت نصبی ہے، ''ن'' بَرَزاً ظاہر ہونا، سامنے آنا بُرُوزاً میدان کی طرف نکلنا ﴿يَومَ هُم بَارِزُونَ لَا يَخفَى عَلَى اللّٰهِ: غافر ۱٦﴾۔ **مَخَافَة:** مخافة مصدر میمی، ڈرنا، خوف کرنا ﴿فَأَصبَحَ فِي المَدِينَةِ خَائِفًا القصص ۱۸﴾۔ **قَرِين:** دوست، بھائی، حلیف۔

۸٦ إِذَا مَا رُحْنَ يَمْشِينَ الْهُوَيْنَا كَمَا اضْطَرَبَتْ مُتُونُ الشَّارِبِينَا

جب وہ (عورتیں جو جنگ میں ہمارے پیچھے ہیں) چلتی ہیں تو نہایت نزاکت سے چلتی ہیں، جیسا کہ مست شراب نوشوں کی (بوقتِ رفتار) کمریں لچکتی ہیں، (اسی طرح ان کی کمریں لچکتی ہیں)۔

رُحنَ: ماضی ''ن'' رَوحاً، چلنا ﴿غُدُوُّهَا شَهرٌ وَرَوَاحُهَا شَهرٌ: السباء ۱۲﴾۔ **هُوَيْنا:** هُون کی تصغیر ہے، کچھ نزاکت ☆ قلت یا حقارت ظاہر کرنے کے لئے اسم میں کچھ تغیر کرنے کا نام تصغیر ہے، ثلاثی مجرد سے

فُعَیْلٌ کے وزن پر آتا ہے، جیسے کَـلْـب سے کُـلَیْب، عَبْد سے عُبَیْد، ثلاثی مزید رباعی اور خماسی سے اگر چوتھا حرف مدّہ نہ ہو تو فُعَیْلِلٌ کے وزن پر جیسے جعفر سے جُعَیْفِرٌ، سَفَرْجَلٌ سے سُفَیْرِجٌ اور اگر مدہ ہو تو فُعَیْلِیْل کے وزن پر جیسے قِرْطَاس سے قُرَیْطِیْسٌ مصباح اللغات ص ١٦ ﴿یَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا : الفرقان ٦٣﴾ ـ **شَارِبِیْنَا:** شاربون اسم فاعل کی حالتِ جری، مراد شراب پینے والا ـ ﴿وَسَقَاهُم رَبُّهُم شَرَابًا طَهُورًا الدهر ٢١﴾

٨٧ یَقُتْنَ جِیَادَنَا ویقُلْنَ لَسْتُمْ　　بُعُولَتَنَا إذَا لَمْ تَمْنَعُونَا

وہ ہمارے گھوڑوں کو چارہ دیتی ہیں اور کہتی ہیں ''تم ہمارے شوہر نہیں اگر ہمیں (دشمنوں کی) دستبرد سے نہ بچاؤ''۔

مطلب: وہ عورتیں ہمیں جسور بناتی ہیں اور غیرت دلا کر غلبہ پر برانگیختہ کرتی ہیں۔

یَقُتْنَ: ماضی ''ن'' قُوتاً، رزق دینا، اسی سے ہے قُوت لَایَمُوت ﴿وَقَدَّرَ فِیهَا أَقْوَاتَهَا : فصلت ١٠﴾ ـ **جِیَاد:** مفرده: جَوَادٌ فَرَسٌ جَوَاد، عمدہ گھوڑا ـ **لم تمنعونا:** مضارع، ''ف'' مَنعاً منع کرنا، روکنا، حفاظت کرنا، بچانا ﴿وَنَمنَعکُم مِنَ الْمُؤمِنِینَ النساء ١٤١﴾

٨٨ ظَعَائِنُ مِنْ بَنِي جُشَمِ بنِ بَكرٍ　　خَلَطْنَ بِمَیْسَمٍ حَسَباً ودِینَا

وہ بنی جشم بن بکر کی ہودج نشین عورتیں ہیں جنہوں نے حسن کے ساتھ بھلائی اور دین کو (اپنے اندر) جمع کرلیا ہے۔

ظَعَائِنُ: مفرده: ظعینةٌ، ہودج نشین عورت، مراد حرا اور آزاد عورتیں ہیں ﴿ بُیُوتًا تَستَخِفُّونَهَا یَومَ ظَعنِکُم وَیَومَ إِقَامَتِکُم النحل ٨٠﴾ **مَیْسَم:** حسن وجمال ـ **حَسَبا:** خاندانی شرافت، آباؤ اجداد کے مفاخر (بھلائی)

٨٩ وَمَا مَنَعَ الظَّعَائِنَ مِثْلُ ضَرْبٍ　　تَرى مِنْهُ السَّوَاعِدَ كَالْقُلِینَا

ہودج نشین عورتوں کی حفاظت اس تلوار بازی کی طرح کسی چیز نے نہیں کی، جس کی وجہ سے تو

(دشمنوں کی) کلائیاں گلیوں کی طرح (کٹ کٹ کر گرتا) دیکھے۔

مَنَعَ : ماضی،''ف''مَنعاً منع کرنا، روکنا، حفاظت کرنا، بچانا ﴿وَنَمنَعكُم مِنَ المُؤمِنِينَ النساء ١٤١﴾ **ظَعَائِنُ:** مفرده:ظعينة، ہودج نشین عورت، ﴿بُيُوتًا تَستَخِفُّونَهَا يَومَ ظَعنِكُم وَيَومَ إِقَامَتِكُم النحل ٨٠﴾ **ضَرب:** ضرب السيوف ،تلوار بازی مراد ہے(مثلُ ضربِ،منع کا فاعل ہے)۔ **سَوَاعِد:** مفرده:ساعد، کلائی۔ **قُلِينَا:** دراصل قُلُون تھا، قُلَةٌ کی جمع، گُلّی کو کہتے ہیں جو''گلی ڈنڈے'' کے معروف کھیل میں استعمال ہوتی ہے۔

٩٠ كَأَنَّا وَالسُّيُوفُ مُسَلَّلاتٌ وَلَدْنَا النَّاسَ طُرًّا أَجْمَعِينَا

جب تلواریں سونتی ہوئی ہوں تو (ہم اس طرح قبائل کی حفاظت کرتے ہیں) گویا ہم نے تمام (قبائل کے) لوگوں کو جنا ہے۔

مطلب: جس طرح باپ اپنی اولاد کی حفاظت میں جان توڑ کوشش کرتا ہے اسی طرح ہم قبائل کی عین جنگ میں حفاظت کرتے ہیں۔

مُسَلَّلات: اسم مفعول، تفعیل، سونتنا۔ **طُرًّا:** تمام کے تمام، طَرْوُ الابلِ سے مأخوذ ہے، یعنی اونٹوں کو ایک کنارے سے دوسرے کنارے کی طرف ہنکا دینا اس طرح کہ کوئی بھی باقی نہ رہے۔

٩١ يُدَهْدُوْنَ الرُّؤُوْسَ كَمَا تُدَهْدِي حَزَاوِرَةٌ بِأَبْطَحِهَا الكُرِيْنَا

وہ (دشمنوں کے) سروں کو (کاٹ کر) اس طرح لڑھکاتے ہیں جس طرح قوی زور آور لڑکے پست اور وسیع زمین میں گیندوں کو۔

يُدَهْدُون: مضارع، دَحرجةً، لڑھکانا۔ **حَزَاوِرَة:** مفرده:حَزوَر، طاقتور لڑکا۔ **اَبْطَح:** کشادہ، وسیع زمین۔ **کُرِیْنا:** اصله کرون مفرده: کرةٌ، گیند۔

٩٢ وَقَدْ عَلِمَ الْقَبَائِلُ مِنْ مَعَدٍّ قُبَبٌ بِأَبْطَحِهَا بُنِينَا

معد ابن عدنان کے تمام قبائل نے جب کہ ان کے قبے وسیع زمینوں پر نصب کئے گئے، یہ جان لیا ہے

قُبَبٌ: مفرده:قبةٌ، گنبد۔ **بُنِيْنَا:** ماضی مجہول ''ض'' بِنَايَةً بنانا﴿ يَا هَامَانُ ابنِ لِي صَرحًا غافر ٣٦﴾

٩٣ بِأَنَّا الْمُطْعِمُونَ إِذَا قَدَرْنَا　　وَأَنَّا الْمُهْلِكُونَ إِذَا أُبْتُلِينَا

کہ ہم ہی قدرت کے وقت (محتاجوں کو) کھانا کھلانے والے ہیں، اور جب (دشمنوں کے ساتھ) مبتلا کردیئے جائیں تو ہم ہی (دشمنوں کو) ہلاک کرنے والے ہیں۔

أُبْتُلِيْنَا: ماضی مجہول، افتعال، مبتلا ہونا۔﴿ هُنَالِكَ ابتُلِيَ الْمُؤمِنُونَ الاحزاب ١١﴾

٩٤ وَأَنَّا الْمَانِعُونَ لِمَا أَرَدْنَا　　وَأَنَّا النَّازِلُونَ بِحَيْثُ شِيْنَا

اور ہم ہی ہیں کہ جس چیز کو چاہیں روک دیں اور ہم ہی ہیں کہ جہاں چاہیں اتر پڑیں (کوئی کسی حالت میں ہمارا مزاحم نہیں ہم اپنے افعال میں آزاد وخود مختار ہیں)۔

شِيْنَا: اصلہ شِئْنا پھر ذیبٌ والا جوازی قانون جاری کرتے ہوئے شینا کردیا ''ف'' مَشِيئَةٌ: چاہنا﴿وَلَكِنَّ اللّٰهَ يَجتَبِي مِن رُسُلِهِ مَن يَشَاءُ ال عمران ١٧٩﴾۔

٩٥ وَأَنَّا التَّارِكُونَ إِذَا سَخِطْنَا　　وَأَنَّا الآخِذُونَ إِذَا رَضِينَا

اور ہم ہی (اپنے معتوب کے ہدایا کو) ترک کردیتے ہیں جب ناخوش ہوتے ہیں اور جب خوش ہوتے ہیں تو ہم ہی (عطایا) لینے والے ہیں۔

سَخِطْنَا: ماضی ''س'' غضبناک ہونا (ناخوش ہونا)،﴿أَن سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيهِم المائدة ٨٠﴾

٩٦ وَأَنَّا الْعَاصِمُونَ إِذَا أُطِعْنَا　　وَأَنَّا الْعَازِمُونَ إِذَا عُصِينَا

ہم ہی (اپنے پڑوسیوں کو ذلت سے) بچانے والے ہیں جب کہ ہماری اطاعت کی جائے اور ہم ہی سخت گرفت کرتے ہیں جب کہ ہماری نافرمانی کی جائے۔

أُطِعْنَا: ماضی مجہول، افعال، اطاعت کرنا﴿سَنُطِيعُكُم فِي بَعضِ الأَمرِ محمد ٢٦﴾۔ **عَازِمُون:** اسم فاعل ''ض'' عَزماً: پختہ ارادہ کرنا (ای عَزمٌ عَلَى البَطش ،گرفت کا پختہ عزم)﴿ فَإِذَا عَزَمتَ فَتَوَكَّل عَلَى اللّٰهِ ال عمران ١٥٩﴾ ۔**عُصِينَا:** ماضی مجہول، ''ض'' عَصياً نافرمانی کرنا﴿وَمَن يَعصِ اللّٰهَ

وَرَسُولَهُ النساء ۱۴﴾

۹۷ وَنَشْرَبُ إِن وَرَدْنَا الْمَاءَ صَفْواً وَيَشْرَبُ غَيْرُنَا كَدِراً وَطِينَا

ہم اگر (گھاٹ پر) اترتے ہیں تو صاف ستھرا پانی پیتے ہیں اور دوسرے گدلا پانی اور کیچڑ پیتے ہیں۔

مطلب: ہم سردار ہیں ہر اچھی چیز کا مالک بن جاتے ہیں اور دوسرے لوگ بچے کھچے کے مالک ہوتے ہیں۔

صَفْوًا: صاف ستھرا ﴿وَأَنهارٌ مِن عَسَلٍ مُصَفًّى محمد ۱۵﴾ ۔**كَدِرًا:** گدلا ﴿وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَت التکویر ۲﴾ ۔**طِيْنًا:** مٹی، کیچڑ ﴿أأسجُدُ لِمَن خَلَقتَ طِينًا الاسراء ۶۱﴾۔

۹۸ أَلَا أَبْلِغْ بَنِي الطَّمَّاحِ عَنَّا وَدُعْمِيًّا فَكَيفَ وَجَدْتُمُونَا

اے (مخاطب) بنی طماح اور (قبیلہ) دُعمی کو ہمارا پیغام پہنچا دے کہ تم نے ہمیں (لڑائی میں) کیسا پایا (بہادر یا نامرد)۔

فائدہ: بنی طماح ودعمی قبائل کے نام ہیں، بنو طماح بن آیاد بن بطن، اور دعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیع۔

۹۹ إِذَا مَا الْمُلْكُ سَامَ النَّاسَ خَسْفاً أَبَيْنَا أَنْ نُقِرَّ الذُّلَّ فِينَا

جب بادشاہ لوگوں کو ذلت میں مبتلا کرتا ہے تو ہم اس سے انکار کر دیتے ہیں کہ ذلت ہم اپنے (لوگوں) میں قرار پکڑنے دیں یا ہم اپنے اندر ذلت کو عزت تصور کریں۔

مطلب: ہم ذلت اور خواری کے قبول کرنے سے انکار کر دیتے ہیں اور اطاعت قبول نہیں کرتے۔

سام: ماضی ''ن'' سَومَةً، تکلیف دینا؛ کہا جاتا ہے سامَهُ خَسفاً اس نے اس کو ذلیل کیا اور مشقت کی تکلیف دی ﴿يَسُومُونَكُم سُوءَ العَذَابِ الاعراف ۱۴۱﴾ ۔**خَسْفاً:** اسم مصدر، عیب، ذلت، ؛القمرُ، گرہن ہونا ﴿وَخَسَفَ القَمَرُ القیامۃ ۸﴾ **أَبَيْنَا:** ماضی ''ف'' أبي يأبى۔ انکار کرنا ﴿أَن يُطفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفوَاهِهِم وَيَأبَى اللَّهُ التوبۃ ۳۲﴾ ۔ **نقر:** مضارع افعال، قرار پکڑنا، ثابت کرنا ﴿وَنُقِرُّ فِي الأَرحَامِ مَا نَشَاءُ الحج ۵﴾ ۔**ذُلّ:** اسم مصدر، ذلت، تابعداری ﴿خَاشِعِينَ مِنَ الذُّلِّ الشوریٰ ۴۵﴾

۱۰۰ مَلَأْنَا الْبَرَّ حَتَّى ضَاقَ عَنَّا وَمَاءَ الْبَحْرِ نَمْلَؤُهُ سَفِينَا

ہم نے اپنے گھروں سے خشکی کو پُر کر دیا حتی کہ اس میں ہماری گنجائش نہ رہی اور ہم دریا کو کشتیوں سے بھر دیتے ہیں

برّ: خشکی ﴿ وَيَعلَمُ مَا فِي البَرِّ وَالبَحرِ الانعام ٥٩ ﴾ ۔**سفین:** مفردہ: سفينةٌ، کشتی، ﴿ أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَت لِمَسَاكِينَ الكهف ٧٩ ﴾

١٠١ إِذَا بَلَغَ الفِطَامَ لَنَا صَبِيٌّ　　تَخِرُّ لَهُ الْجَبَابِرُ سَاجِدِيْنَا

جب ہمارا کوئی بچہ دودھ چھڑانے کی مدت کو پہنچتا ہے (دو ڈھائی سال کا ہو جاتا ہے) تو دوسری اقوام کے متکبر (سردار) اس کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے سرنگوں ہوتے ہیں۔

فِطَام: بچے کو دودھ سے چھڑا دینا، دودھ چھڑانے کا زمانہ۔**تَخِرُّ:** مضارع "ض"، "ن" خَرُواً اوپر سے نیچے گرنا، للہ: سجدہ کرنا ﴿ وَخَرَّ مُوسَى صَعِقًا الاعراف ١٤٣ ﴾ ۔**جَبَابِرُ:** مفردہ: جُبَيّر، متکبر بادشاہ ﴿ إِنَّ فِيهَا قَومًا جَبَّارِينَ المائدة ٢٢ ﴾ ۔**سَاجِدِيْنَا:** اصله ساجدون منصوب برحالیت عن الجبابر ﴿ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبلِيسَ لَم يَكُن مِنَ السَّاجِدِينَ الاعراف ١١ ﴾

١٠٢ لَنَا الدُّنيَا وَمَنْ اَمْسٰى عَلَيْهَا　　وَنَبْطِشُ حِيْنَ نَبْطِشُ قَادِرِيْنَا

دنیا اور دنیا کے تمام باشندے ہمارے (محکوم) ہیں اور جب ہم (کسی دشمن کی) گرفت کرتے ہیں تو باقدرت شخص کی سی گرفت کرتے ہیں (پھر بچنا ناممکن ہے)۔

مَنْ أَمْسٰى عَلَيْهَا: ہر وہ شخص کہ شام کی اس نے اس دنیا پر مراد "دنیا کے تمام باشندے" ہیں۔
نَبْطِشُ: مضارع "ض" بطشاً، پکڑنا ﴿ وَإِذَا بَطَشتُم بَطَشتُم جَبَّارِينَ الشعراء ١٣٠ ﴾ ۔**قَادِرِيْنَا:** اصلہ: قادرون منصوب برحالیت عن ضمیر نبطش ﴿ وَغَدَوا عَلَى حَردٍ قَادِرِينَ القلم ٢٥ ﴾

١٠٣ نُسَمَّى الظَّالِمِيْنَ وَمَا ظَلَمْنَا　　وَلٰكِنَّا نُبِيْدُ الظَّالِمِيْنَا

ہم ظالم کہلائے جاتے ہیں حالانکہ ہم نے کوئی ظلم نہیں کیا ہاں ہم ظالموں کو (ان کے ظلم کی پاداش میں) ہلاک کر دیتے ہیں (سو یہ کوئی ظلم نہیں ہے)۔

نُبِيْد: مضارع، افعال، اباد يُبيدُ، ہلاک کرنا، ﴿ قَالَ مَا أَظُنُّ أَن تَبِيدَ هَذِهِ أَبَدًا الكهف ٣٥ ﴾

عنترہ بن شداد

نام ونسب:

عنترہ بن شداد بن عمر بن معاویہ بن قدار............

عنترۃ الفَلْحَاء کے لقب سے مشہور تھے، کہا جاتا ہے ان کے نیچے والے ہونٹ میں پھٹن کا نشان تھا اور فلحاً ''س'' کے معنی نیچے کے ہونٹ کی پھٹن کے ہیں لہذا الفَلْحَاء کے لقب سے ملقب ہوئے۔

ایک دلچسپ واقعہ...... عنترہ ایک لونڈی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے، لہٰذا اس کے باپ نے اسے دستور کے مطابق اپنا بیٹا بنانے سے انکار کر دیا اور اپنا غلام بنالیا، ایک مرتبہ ایک قبیلے نے ان کے قبیلے پر حملہ کر دیا اور مال واسباب لوٹ کر لے جانے لگے شداد نے عنترہ سے کہا بڑھو عنترہ! ان پر حملہ کر دو کوئی بھی بچ کر نہ جائے، عنترہ نے کہا کیا غلام بھی آگے بڑھ کر حملہ کرتے ہیں؟ یہ اعزاز تو کسی آزاد کو ملنا چاہیے، شداد نے غصے میں کہا جا تو آزاد ہے، میں نے تجھے اپنا بیٹا تسلیم کیا، اب آگے بڑھو اور حملہ کرو، عنترہ نے حملہ کیا تو دوسرے بھی کئی افراد نے اس کی معاونت کی حتی کہ غاصب قبیلے کو مار بھگایا اور اپنا سامان واپس لے کر لوٹے، اب شداد نے تو اس کو اپنا آزاد بیٹا تسلیم کر لیا تھا لیکن قبیلے والے نہ مانے، ایک دن ان کے قبیلے نے بنی طے پر حملہ کر دیا، کافی مال غنیمت لوٹا، جب آپس میں تقسیم کرنے لگے تو عنترہ کو آزاد کا حصہ دینے سے انکار کر دیا گیا اور کہا گیا، کہ یہ لونڈی سے پیدا ہوا ہے، لہٰذا عبد کا حصہ دیا جائے گا،...... اتنے میں بنی طے نے پلٹ کر ان پر حملہ کر دیا، لوگوں نے عنترہ کو پکارا، لیکن اس نے کہا کہ حملے کا جواب کوئی آزاد دے، میں آگے نہ بڑھوں گا، تب لوگوں نے باآواز بلند کہا کہ ہم نے تجھے آزاد تسلیم کیا، لہٰذا اب آگے بڑھو، تب اس نے اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر بنی طے والوں کو مار بھگایا،

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں عنترہ کا ذکر: ایک روایت نقل کی گئی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوائے عنترہ کے، کسی اعرابی کے ایسے اوصاف بیان نہیں کئے گئے کہ مجھے بھی اسے دیکھنے کی خواہش پیدا ہوئی ہو،،　　أنشد النبی قول عنترۃ فقال ما وصف لی أعرابی قط فأحببت أن أراہ إلا عنترۃ

الاغانی ج ۸ صــ ۲۵۰

وفات: ہجرت سے ۲۲ سال قبل ۶۰۰ء میں عنترہ کی وفات ہوئی۔

☆☆..........☆☆

معلقہ سادسہ کا تعارف

کہا جاتا ہے کہ ان اشعار کا سبب یہ ہوا کہ کسی مجلس میں عنترہ کی بنوعبس کے کسی شخص سے تلخ کلامی ہوگئی، اس شخص نے جہاں عنترہ، اس کے قبیلے اور اس کی ماں کے قبیلے کے برے اوصاف بیان کئے، وہاں یہ بات کہہ کر بھی عار دلائی کہ تم اصلاً عرب نہیں..... کیا تم نے کبھی شعر کہے ہیں.....؟

عنترہ نے کہا تمھیں بہت جلد معلوم ہوجائے گا کون زیادہ بہتر شعر کہہ سکتا ہے تم ......یا...... میں..؟ چنانچہ صبح ہی اس نے لوگوں کے سامنے اپنا مشہور قصیدہ کہہ کر حریف کا منہ بند کر کے اس کی بڑی بات کو نیچا دکھا دیا......؛ (عنترہ پوشیدہ طور پر اپنے چچا ''مالک'' کی بیٹی ''عبلہ'' سے محبت کرتا تھا) اس قصیدے میں اولاً عبلہ اور اس کے ''بُعد دار'' کا ذکر ہے، پھر اونٹنی کے اوصاف ذکر کیے، متصلاً بعد اپنے اور قبیلے کے اوصاف بیان کئے، اپنے اوصاف میں شراب نوشی کو شرافت اور سخاوت کی علامت قرار دیا، پھر گھوڑے کے اوصاف بیان کرتے ہوئے انتہائی مبالغہ سے کام لیا، عنترہ کا یہ معلقہ تشبیہات واستعارات کا حسین مرقع ہیں۔

☆☆☆......☆☆☆

۱ هَـلْ غَـادَرَ الشُّعَـرَاءُ مِنْ مُتَـرَدَّمِ　　　أَمْ هَـلْ عَـرَفْـتَ الـدَّارَ بَعْـدَ تَـوَهُّـمِ

کیا شعراء (قدیم) نے کوئی پیوند لگانے کی جگہ چھوڑی ہے؟ (یعنی سب کچھ کہہ گئے اب کسی شاعر کے لئے کوئی چیز باقی نہیں رہی کہ اس پر کچھ کہہ سکے، پھر اس کلام سے پہلوتہی کر کے دوسرا مضمون شروع کرتا ہے) کیا شک ووہم کے بعد تو نے (معشوقہ کے) گھر کو پہچان لیا۔

مطلب: اگر مصرعہ ثانی میں اَمْ سے بَلْ کے معنی لئے جائیں اور هَلْ بمعنیٰ ''قد'' ہو تو ترجمہ یہ ہوگا ''تو نے گھر کو یقیناً شک کے بعد شناخت کرلیا'' تو اس صورت میں دونوں مصرعوں میں مناسبت ہوجاتی ہے، گو شعر کہنے کی گنجائش نہ تھی لیکن چونکہ معشوقہ کے گھر کی شناخت ہوئی تو طبیعت شعر گوئی پر مجبور ہوگئی، قال اللہ تعالیٰ: ﴿هل

أتى على الإنسان حين من الدهر﴾ أي قد أتى على الإنسان.

غَادَرَ: ماضی مفاعلہ، چھوڑ دینا﴿هَذَا الكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً الكهف ٤٩﴾ ۔ **مُتَرَدَّم:** مصدر میمی، پیوند لگائی گئی جگہ۔

٢ يَا دَارَ عَبْلَةَ بِالْجِوَاءِ تَكَلَّمِي　　وَعِمِي صَبَاحاً دَارَ عَبْلَةَ وَاسْلَمِي

اے (معشوقہ) عبلہ کے گھر جو (مقام) جواء میں واقع ہے بول (اور محبوبہ کا حال بتا) اے عبلہ کے گھر! خدا کرے تو صبح کے وقت خوش اور سالم رہے۔

عَبْلَة: عشيقة الشاعر، بنو مرّہ بن عوف کی عورت تھی۔ **جِوَاء:** یمامہ یا نجد میں ایک وادی۔ **عِمِي:** دراصل اَنْعِمِي ہے، کثرت استعمال کی وجہ سے ہمزہ اور نون حذف ہو گیا، انعم الله صَباحاً اللہ تعالیٰ تیری صبح اچھی کرے۔ **دَارَ عَبْلَةَ:** یا حرف نداء محذوف کی وجہ سے دار منصوب ہے۔ **اِسْلَمِي:** امر مؤنث، ''س'' سالم رہنا۔﴿قومٍ أُولِي بَأسٍ شَدِيدٍ تُقَاتِلُونَهُم أَو يُسلِمُونَ الفتح ١٦﴾

٣ فَوَقَفْتُ فِيهَا نَاقَتِي وَكَأَنَّهَا　　فَدَنٌ لِأَقْضِي حَاجَةَ الْمُتَلَوِّمِ

میں نے اس (گھر) میں اپنی اونٹنی ٹھہرائی تا کہ میں ٹھہرنے والے کی (یعنی اپنی) حاجت کو (آہ و بکا کے ذریعہ) پورا کروں اور وہ اونٹنی (جسامت وضخامت میں) گویا کہ ایک قلعہ تھی۔

فَدَنٌ: محل، مضبوط عمارت، قلعہ، ج: افدان۔ **مُتَلَوِّم:** اسم فاعل تفعل، ٹھہرنا۔

٤ أَعْيَاكَ رَسْمُ الدَّارِ يَتَكَلَّمِ　　حَتَّى تَكَلَّمَ كَالْأَصَمِّ الْأَعْجَمِ

گھر کے نشانات نے درآنحالیکہ انہوں نے بات چیت نہ کی تجھے عاجز بنا دیا یہاں تک کہ بات کی تو بہرے گونگے کی طرح۔

أَعْيَا: ماضی افعال، عاجز بنا دینا﴿وَلَم يَعيَ بِخَلقِهِنَّ الاحقاف ٣٣﴾ ۔ **الْأَصَمّ:** بہرہ﴿مَثَلُ الفَرِيقَينِ كَالأَعمَى وَالأَصَمِّ هود ٢٤﴾۔ **أَعْجَم:** گونگا۔﴿وَلَو جَعَلنَاهُ قُرآنًا أَعجَمِيًّا فصلت ٤٤﴾

٥ وَتَحُلُّ عَبْلَةُ بِالْجِوَاءِ وَأَهْلُنَا　　بِالْحَزْنِ فَالصَّمَّانِ فَالْمُتَثَلَّمِ

عبلہ (محبوبہ) جواء (مقام) میں ٹھہرتی ہے اور ہمارے اہل، حزن پھر صمان پھر متثلم میں ٹھہرے

ہوئے ہیں (تو اب اتنی بُعدِ مسافت کے بعد ملاقات کیسے نصیب ہو)۔

تَحُلُّ: مضارع ''ن'' ٹھہرنا، اترنا ﴿أو تَحُلُّ قَرِيبًا مِن دَارِهِم الرعد ٣١﴾۔ **جِوَاء:** یمامہ یا نجد میں ایک وادی۔ **حزن:** پتھریلی وہموار زمین کو کہتے ہیں عرب میں کئی خطے حزن کے نام سے مشہور تھے، مثلاً: حزنِ یربوع، حزنِ غاضرة وغیرہ۔ **صَمَّانْ:** بلاد بنو تمیم میں ایک پہاڑ۔ **مُتَثَلَّم:** بلادِ بنو مرہ میں ایک پہاڑ۔

٦ وَلَقَدْ حَبَسْتُ بِهَا طَوِيْلاً نَاقَتِي　　اَشْكُوْ إِلَىٰ سُفْعٍ رَّوَاكِدَ جُثَّمِ

ان (گھر کے نشانات) میں عرصہ دراز تک میں نے اپنی اونٹنی روکے رکھی جب کہ میں (معشوقہ کے فراق کی، اس کے چولھے کے) سیاہ ساکن اور ٹھہرے ہوئے پتھروں سے شکایت کرتا تھا، یا وہ ناقہ شکایت کرتی تھی۔

سُفْع: سرخی مائل سیاہ رنگت، دراصل اثافی سُفعٍ ہے، ہانڈی رکھنے کے سیاہ پتھر۔ **رَوَاكِدَ:** مفردہ: راکد، ثابت ساکن ﴿إن يَشَأ يُسكِنِ الرِّيحَ فَيَظلَلنَ رَوَاكِدَ الشورىٰ ٣٣﴾۔ **جُثَّم:** مفردہ: جاثم، ''ن''، ''ض'' جَثماً سینے کو زمین سے لگانا، مراد ٹھہرے ہوئے پتھر ہیں ﴿فَأَصبَحُوا فِي دَارِهِم جَاثِمِينَ الاعراف ٧٨﴾۔

٧ حُيِّيْتَ مِنْ طَلَلٍ تَقَادَمَ عَهْدُهُ　　أَقْوَى وأَقْفَرَ بَعْدَ أُمِّ الهَيْثَمِ

اے (محبوبہ کے گھر کے) ٹیلے! تو سلامت رہے (یا تجھے ہمارا سلام پہنچایا جائے) جو قدیم زمانہ کا ہے۔ (یا جس کا اپنے اہل سے ملے عرصہ گزر گیا) اور جو کہ ام الہیثم (عبلہ) کے (سفر کے) بعد خالی اور ویران ہو گیا ہے۔

حُيِّيْتَ: ماضی تفعیل، تحیة، سلام کرنا ﴿وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحسَنَ مِنهَا النساء ٨٦﴾۔ **طَلَلِ:** بلند جگہ، ویران مکانات، ٹیلے، ج: اطلال۔ **اَقْوٰى:** ماضی، افعال اقواءً، چٹیل میدان میں اترنا (خالی و ویران)۔ **اَقْفَرَ:** ماضی، افعال، بے آب و گیاہ بیابان کی طرف جانا۔

٨ حَلَّتْ بِأَرْضِ الزَّائِرِينَ فَأَصْبَحَتْ　　عَسِراً عَلَيَّ طِلَابُكِ ابْنَةَ مَخْرَمِ

(محبوبہ) شیر صفت دشمنوں کی زمین میں جا بسی تو اب اے مخرم کی بیٹی! تیری طلب میرے اوپر دو بھر

ہوگئی۔

زَائِرِیْنَ: زئر الاسد سے ہے، شیر کا دھاڑنا، موصوف الاعداء محذوف ہے (شیر صفت دشمن)۔ **عَسِراً:** مصدر ''س'' دشوار ہونا ﴿وَلَا یُرِیدُ بِکُمُ العُسرَ البقرة ۱۸۵﴾۔ **طِلَابُ:** مصدر مفاعلہ، اپنا حق مانگنا، مفاعلہ کی خاصیت موافقت مجرد کی وجہ سے یہاں طلاب بمعنی طلب وتلاش کرنے کے ہے ﴿یُغشِی اللَّیلَ النَّهَارَ یَطلُبُهُ حَثِیثًا الاعراف ۵۴﴾۔ **مَخْرَمِ:** چوٹی، ابنة مخرم سے مراد معزز ومحترم کی بیٹی ہے۔

٩ دَارٌ لِاٰنِسَةٍ غَضِيْضٍ طَرْفُهَا طَوْعُ الْعِنَاقِ لَذِيْذَةُ الْمُتَبَسَّمِ

یہ گھر پاک طینت محبوبہ کا ہے، جس کی نگاہ (شرم کی وجہ سے) پست ہے نرم خو ہے (یا جس کا معانقہ سہل الحصول ہے)، جس کا ہنس مکھ منہ نہایت بالذت (بوسہ گاہ) ہے۔

آنِسَة: اسم فاعل ''س'' انسا: مانوس ہونا (پاک طینت) ﴿وَلَا مُستَأنِسِینَ لِحَدِیثٍ الاحزاب ۵۳﴾۔ **غَضِیْضٌ:** فعیل بمعنی مفعول، غَض ''ن'' غَضاضاً من طرفه أو صوته، نگاہ یا آواز پست کرنا ﴿واغضُض مِن صَوتِكَ لقمان ۱۹﴾۔ **طَوْعُ العِنَاقِ:** طوعاً، مصدر، فرمانبردار، عناق، گردن، مراد نرم خو، اطاعت گزار، یا سہل الحصول معانقہ ہے، گھوڑے کے لئے طوع العنان بطور تابع وفرمانبردار استعمال ہوتا ہے

١٠ عُلِّقْتُهَا عَرَضاً وَأَقْتُلُ قَوْمَهَا زَعْماً لَعَمْرُ أَبِيْكَ لَيْسَ بِمَزْعَمِ

میں بغیر قصد وارادہ اس پر فریفتہ ہوگیا اور (وصال کے) لالچ میں میں اس کی قوم کو قتل کرتا ہوں، قسم تیری زندگی کی یہ طمع ولالچ کا مقام نہیں (کیونکہ اس طرح سے اس کا وصال میسر نہیں آسکتا)۔

عُلِّقْتُ: ماضی مجہول تفعیل، دل کا مائل ہونا، عاشق ہونا ﴿فَتَذَرُوهَا کَالمُعَلَّقَةِ النساء ۱۲۹﴾۔ **عَرَضاً:** بغیر ارادے کے کسی چیز کا پہنچنا۔ **زَعْماً:** مصدر ''ض''، ''ن'' لالچ، طمع ﴿بَل زَعَمتُم أَلَّن نَجعَلَ لَکُم مَوعِدًا الکهف ۴۸﴾۔ **مَزْعَم:** اسم ظرف، مصدر میمی، طمع کی جگہ۔

١١ وَلَقَدْ نَزَلْتِ فَلَا تَظُنِّي غَيْرَهُ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ الْمُحَبِّ الْمُكْرَمِ

(اے عبلہ) تو نے میرے دل میں محبوب اور عزیز (دوست) کی جگہ لے لی (اگرچہ تیری قوم سے میری عداوت سہی) تو اب تو اس کے علاوہ اور کوئی بدگمانی نہ کر۔

فَلَا تَظُنِّی: نہی ''ن'' گمان کرنا﴿مَا أَظُنُّ أَن تَبِيدَ هَـٰذِهِ أَبَدًا الكهف ٣٥﴾۔ **مُكْرَم:** اسم مفعول ''افعال'' عزیز ونفیس ہونا، فیاض ہونا،﴿وَمَن يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن مُّكْرِمٍ الحج ١٨﴾

١٢ كَيْفَ الْمَزَارُ وَقَدْ تَرَبَّعَ أَهْلُهَا　　بِعُنَيْزَتَيْنِ وَأَهْلُنَا بِالْغَيْلَمِ

اب ملاقات کیسے ممکن ہے، جب کہ ایام ربیع میں اس کے خاندان والے (مقامِ) عُنیزتین میں مقیم ہیں اور ہمارا خاندان غیلم میں اقامت گزیں ہے۔

مطلب: جب کہ دونوں خاندانوں کی اقامت گاہوں میں اس قدر فاصلہ ہے تو اب دیدار ووصال میسر ہونا بظاہر ناممکن ہے۔

مَزَار: مصدر میمی، ملاقات، زیارت کرنے کی جگہ، ج: مزارات﴿حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ التكاثر ٢﴾۔
تَرَبَّع: ماضی تفعل، بالزمان، فصل بہار میں اقامت کرنا۔ **عُنَيْزَتَيْنِ وغَيْلَمِ:** علاقوں کے نام ہیں۔

١٣ إِنْ كُنْتِ أَزْمَعْتِ الْفِرَاقَ فَإِنَّمَا　　زُمَّتْ رِكَابُكُمْ بِلَيْلٍ مُظْلِمِ

اگر تو نے جدائی کا پختہ ارادہ کرلیا ہے (تو میرے لئے یہ چیز کوئی غیر متوقع نہیں کیونکہ جب) تاریک رات میں تمہاری سواریوں کے نکیلیں ڈالی گئی تھیں (اسی وقت میں سمجھ گیا تھا کہ اب تم آمادہ سفر ہو)۔

مطلب: یہ ترجمہ اس وقت ہوگا جب کہ اِنْ شرطیہ ہو، اگر اس کو حرفِ تاکید مانا جائے تو پھر ترجمہ یہ ہوگا تو نے یقیناً فراق کی ٹھان لی ہے اس لئے کہ شبِ تاریک میں تمہاری سواریوں کے نکیلیں ڈال دی گئی ہیں۔

أَزْمَعْتِ: ماضی افعال، الامرَ پختہ ارادہ کرنا، **زُمَّتْ:** ماضی مجہول ''ن'' زَمًّا، البعيرَ اونٹ کو نکیل ڈالنا،

١٤ مَا رَاعَنِي إِلَّا حَمُولَةُ أَهْلِهَا　　وَسْطَ الدِّيَارِ تَسَفُّ حَبَّ الْخِمْخِمِ

مجھے محبوبہ کے خاندان کے بار برداری کے اونٹوں نے ہی خوفزدہ کردیا درآنحالیکہ وہ پڑاؤ کے درمیان (باریک) کانٹے دار گھاس چبا رہے تھے۔

مطلب: اونٹوں کو کانٹے دار گھاس کھاتا دیکھ کر میں یہ سمجھ گیا تھا کہ اب کارواں آمادہ سفر ہے اور محبوبہ سے فراق

ہو جائے گا۔

رَاع: ماضی ''ن'' روعاً: خوف زدہ ہونا﴿فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ هود ٧٤﴾۔ **حَمُولَة:** بار برداری کا جانور﴿وَمِنَ الْأَنْعَامِ حَمُولَةً وَفَرْشًا الانعام ١٤٢﴾۔ **وَسْطَ الدِّيَارِ:** وسط درمیان،، دیار مفردہ دار، گھر، مکان، رہنے کی جگہ، یہاں پڑاؤ مراد ہے۔ **تَسَفُّ:** مضارع ''س'' سفاً ،الدواءَ والسویقَ دواء یا ستو پھانکنا، یہاں اسف کے معنی میں ہے اسف البعیرُ بمعنی اونٹ کو خشک چارہ ڈالنا۔ **خِمْخِمِ:** ایک کانٹے دار گھاس، خُمخُم ایک چھوٹا سمندری جانور خَمخَمَ: گنگنانا،

١٥ فِيهَا اثْنَتَانِ وَأَرْبَعُونَ حَلُوبَةً　　سُوداً كَخَافِيَةِ الْغُرَابِ الْأَسْحَمِ

ان اونٹوں میں بیالیس دودھ دینے والی اونٹنیاں تھیں، جو سیاہ کوے کے پوشیدہ رہنے والے پروں کی طرح سیاہ تھیں۔

مطلب: قبیلہ محبوبہ کے صاحب ثروت ہونے کو بیان کرتا ہے، اور سوداً کخافیۃ الغراب سے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ وہ اونٹنیاں نہایت تیز رو ہیں، محبوبہ کو بہت جلد جدا کر دیں گے۔

حَلُوب: مفردہ: حلوبۃٌ دودھ دینے والی اونٹنی۔ **سُوداً:** مفردہ: اسود، سیاہ﴿مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ فاطر ٢٧﴾۔ **خَافِيَة:** خافی کا مؤنث، پوشیدہ چیز، ج: خوافی، پرندے کے بازوؤں کے نیچے چھپے ہوئے چھوٹے پر﴿لَا تخفى مِنكُم خَافِيَةٌ الحاقة ١٨﴾۔ **أَسْحَم:** ای اسود،

١٦ إِذْ تَسْتَبِيكَ بِذِي غُرُوبٍ وَاضِحٍ　　عَذْبٍ مُقَبَّلُهُ لَذِيذِ الْمَطْعَمِ

اس وقت کو یاد کر جب کہ محبوبہ تجھے ایسے دانتوں کے ذریعہ اسیر (محبت) بنارہی تھی جو باریک و چمکدار تھے اور جن کی بوسہ گاہ (دہن) نہایت شیریں اور جن کا لعاب دہن نہایت لطف بخش تھا۔

تَسْتَبِيك: مضارع، استفعال، استباءً ،قلبَ فلانٍ کسی کے دل کو اپنی محبت میں قید کرنا، **غُرُوب:** مفردہ: غَرْبٌ، دانت کی چمک و تیزی۔ **عَذْب:** شیریں﴿هَذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ الفرقان ٥٣﴾۔ **مُقَبَّلُهُ:** اسم ظرف بوسہ گاہ ،تفعیل، بوسہ لینا،

۱۷ وَكَأَنَّ فَارَةَ تَاجِرٍ بِقَسِيمَةٍ سَبَقَتْ عَوَارِضَهَا عَلَيْكَ مِنَ الْفَمِ

گویا کہ حسینہ (محبوبہ) کے پاس تاجر عطر کے ڈبے کا نافۂ مشک ہے جس کی مہک دانتوں کے کھلنے سے پہلے ہی دہن (معشوقہ) سے تیری طرف پہنچ گئی ہے۔

مطلب: محبوبہ ابھی تبسم ریز بھی نہیں ہوئی کہ اس کے دہن سے نہایت معطر خوشبو مہکنے لگی۔

فَارَةَ: مشک کا نافہ، **قَسِيمَةٍ:** قسیم کا مؤنث، عطر فروش کا ڈبہ۔ **عَوَارِضَ:** مفردہ: عِرض، جسم کی بو، مہک۔

۱۸ أَوْ رَوْضَةً أُنُفاً تَضَمَّنَ نَبْتَهَا غَيْثٌ قَلِيلُ الدِّمْنِ لَيْسَ بِمَعْلَمِ

یا (محبوبہ کے پاس) ایک اچھوتا سبزہ زار ہے جس کی گھاس کا ذمہ دار ایک ابر کثیر المطر بن گیا ہے، (لہٰذا وہ ہمیشہ شاداب رہے گا) جس میں گندگی قطعاً نہیں، (جس سے اس کی فضا خراب ہو) اور نہ اس پر پیروں کے نشانات لگے ہیں (جس سے اس کی سرسبزی میں فرق آئے)

رَوْضَةً أُنُفاً: باغ کا سرسبز وشاداب حصہ جو کسی جانور نے نہ چرا ہو، جیسے کأس انف، وہ پیالہ جس سے کسی نے نہ پیا ہو۔ **نبت** : مصدر، المکانَ گھاس والا ہونا ﴿أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ الحدید ۲۰﴾۔ **غَيْثٌ:** کثیر المطر بادل ﴿كَمَثَلِ غَيْثٍ الحدید ۲۰﴾۔ **دِمْن:** گوبر، یہاں مراد مطلق گندگی ہے۔ **مَعْلَم:** راستہ کی نشانی، الشئ، چیز کے پائے جانے کے نشانات، ﴿أَلَم تَعلَم أَنَّ اللّٰهَ لَهُ مُلكُ السَّمَاوَاتِ البقرة ۱۰۷

۱۹ جَادَتْ عَلَيْهِ كُلُّ بِكْرٍ حُرَّةٍ فَتَرَكْنَ كُلَّ قَرَارَةٍ كَالدِّرْهَمِ

اس گھاس پر ایسے کثیر المطر ابر نے پانی برسایا کہ جس میں (اولاً) اولے نہ تھے، یہاں تک کہ اس نے (سبزہ زار کے) ہر گڑھے کو درہم کی طرح (چمکدار) بنا دیا۔

مطلب: پانی سے پُر گڑھے کو درہم سے تشبیہ دی گئی ہے۔

جَادَتْ : ماضی "ن" جُوداً، المطرُ، کثیر بارش ہونا۔ **بِكْر:** زیادہ بارش کا بادل ﴿لَا فَارِضٌ وَلَا بِكْرٌ البقرة ۶۸﴾۔ **حُرَّة:** عمدہ، خالص عن البرد، یعنی اولوں سے خالی ﴿الحُرُّ بِالحُرِّ وَالعَبدُ بِالعَبدِ البقرة ۱۷۸﴾۔ **قَرَارَة:** پست قد، گول گڑھا جس میں بارش کا پانی جمع ہو۔

۲۰ سَحًّا وَتَسْكَاباً فَكُلَّ عَشِيَّةٍ　　يَجْرِي عَلَيْهَا الْمَاءُ لَمْ يَتَصَرَّمِ

اس ابر نے برابر اس پر بارش برسائی تو ہر شام کو اس پر اس قدر پانی بہتا ہے جو ٹوٹنے میں نہیں آتا۔

سَحًّا: اوپر سے بہنا و برسنا۔ **تَسْكَابًا:** مصدر ''ن'' سکب یسکب، الماءَ، بہانا، گرانا۔

لم يتصرم : مضارع ''ض'' صرماً ٹوٹنا، کاٹنا ﴿فَأَصبَحَت كَالصَّرِيمِ القلم ۲۰﴾

۲۱ وَخَلَا الذُّبَابُ بِهَا فَلَيْسَ بِبَارِحٍ　　غَرِداً كَفِعْلِ الشَّارِبِ الْمُتَرَنِّمِ

ترجمہ(۱): اور مکھیاں اس میں خلوت گزیں ہوئیں تو وہ ٹلنے میں نہیں آتیں، اس حال میں کہ وہ گنگنانے والے شرابی کی طرح زمزمہ سرائی کرتی ہیں۔

ترجمہ(۲): شہد کی مکھی جو اچھی بو پر مرتی ہے وہاں متصرف ہے کسی کو آنے نہیں دیتی اور خود کسی دم نہیں ٹلتی اور اس کا حال یہ ہے کہ متوالے گویا کی طرح اپنی موجوں میں گاتی رہتی ہے۔

خَلَا: ماضی ''ن'' خلوۃً تنہائی میں ملنا ﴿وَإِذَا خَلَا بَعضُهُم إِلَى بَعضٍ البقرة ۷۶﴾۔ **بَارِح:** اسم فاعل ''س'' جدا ہونا، زائل ہونا ﴿قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ لَا أَبرَحُ الكهف ۶۰﴾۔ **غَرِدًا:** مصدر ''س'' پرندے کا گانے میں آواز بلند کرنا۔

۲۲ هَزِجاً يَحُكُّ ذِرَاعَهُ بِذِرَاعِهِ　　قَدْحَ الْمُكِبِّ عَلَى الزِّنَادِ الْأَجْذَمِ

وہ مکھیاں گاتی ہیں اس حال میں کہ ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے اس طرح رگڑتی ہیں جس طرح کہ چقماق پر اوندھا پڑا ہوا اور انگلیاں کٹا ہوا انسان (چقماق رگڑتا ہے)۔

هَزِجًا: اسم مصدر، ترانہ، سُر، طرب انگیز آواز۔ **يَحُكُّ:** مضارع ''ن'' رگڑنا۔ **قَدْح:** مصدر ''ف'' بالزند، چقماق سے آگ نکالنا ﴿فَالمُورِيَاتِ قَدحًا العاديات ۲﴾۔ **مُكِبّ:** اسم فاعل، افعال، الرجلُ بچھڑ جانا، علیہ ہمہ تن و مشغول ہونا (اوندھا پڑا ہوا ہونا) ﴿أَفَمَن يَمشِي مُكِبًّا عَلَى وَجهِهِ الملك ۲۲﴾، **زِنَاد:** چقماق۔ **اَجْذَم:** ہاتھ کٹا۔

۲۳ أَوْعَاتِقاً مِنْ أَذْرِعَاتٍ مُعْتَقاً　　مِمَّا تَعَتَّقَهُ مُلُوكُ الْأَعْجَمِ

یا اذرعات (شہر) کی پرانی شراب جس کو شاہانِ عجم نے اور پرانا کیا ہو (اس کی بو محبوبہ کے منہ سے

تیری طرف پہنچی)۔

عَاتِق: ای خمرٌ عاتقٌ پرانی شراب، کہا جاتا ہے: عتقت الخمر، شراب پرانی ہوگئی ﴿وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ الحج ٢٩﴾۔ **اَذْرِعَات:** اردن میں عمان کے قریب ایک شہر ''معجم البلدان'' میں اذرِعات، راء کے کسرہ سے ہے۔ **مُعْتَقًا:** اصلہ ''من مُعتقِ اذرعاتٍ'' یعنی اذرعات شہر کی پرانی شرابوں میں سے، **تَعَتَّقَهُ:** ماضی تفعل، پرانا کرنا۔

٢٤ تُمْسِي وَتُصْبِحُ فَوْقَ ظَهْرِ حشيَّةٍ　　وَأَبِيتُ فَوْقَ سَرِلةِ أَدْهَمَ مُلْجَمِ

(عبلہ) صبح و شام گدگدے بستر پر گزارتی ہے اور میں تمام شب لگام لگائے ہوئے ادہم گھوڑے کی پشت پر گزارتا ہوں۔

حَشِيَّة: توشک (گدی) میں روئی بھرنا، حشا، یحشو ''ن'' الوسادة بالقطن، تکئے میں روئی بھرنا، **سَرَاة:** پشت کا اوپری حصہ، **اَدْهَمَ:** سیاہ، **مُلْجَمِ:** مفعول، افعال، لگام لگانا۔

٢٥ وحَشِيَّتِي سَرْجٌ عَلَى عَبْلِ الشَّوَى　　نَهْدٍ مَرَاكِلُهُ نَبِيلِ المَحْزِمِ

میرا نرم بستر زین ہے جو مضبوط ہاتھ پیر کے گھوڑے پر (کسی ہوئی) ہے جس کے ایڑ لگانے کی جگہ ابھری ہوئی ہے اور تنگ (رسی) کھینچنے کی جگہ بڑی ہے۔

حَشِيَّة: گدی میں روئی بھرنا، حَشَا یحشو، الوسادة بالقطن، تکئے میں روئی بھرنا (نرم بستر)۔ **عَبْل:** صیغہ صفت، ج: عِبَالٌ ''س'' عبلاً: موٹا ہونا (مضبوط)۔ **الشَّوىٰ:** جسم کے اطراف (ہاتھ، پیر)۔ **نهد:** اسم مصدر، بلند چیز (اُبھری ہوئی)، ج: نهود۔ **مَرَاكِلُهُ:** مفردہ: مرکل، جانور کو ایڑ لگانے کی جگہ، **نَبِيْل:** بڑے جسم والا، کہا جاتا ہے، هو نبيل الرأى وہ عمدہ رائے والا ہے۔ **مَحْزِم:** اسم ظرف، زین کسنے کی رسی کی جگہ، زین کی رسی کو ''تنگ'' کہتے ہیں۔

٢٦ هَلْ تُبْلِغَنِّي دَارَهَا شَدَنِيَّةٌ　　لُعِنَتْ بِمَحْرُومِ الشَّرَابِ مُصرَّمِ

کاش! مجھے محبوبہ کے گھر تک موضع شدن کی وہ اونٹنی پہنچا دے جس کو دودھ نہ دینے کی بد دعا ہو، اور

منقطع اللبن ہو۔

مطلب: لُعِنَتْ الخ کی شرط اس بناء پر لگائی گئی ہے کہ ایسی ناقہ قوی ہوگی۔

ھل: تمنی کے معنی میں ہے، **شَدَنِيَّة:** شدن علاقے یا قبیلے کی طرف نسبت ہے، شدن یمن کا ایک علاقہ ہے۔ **شَرَاب:** ہر پی جانے والی چیز یہاں دودھ مراد ہے ﴿بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرتَفَقًا الکهف ۲۹﴾۔ **مُصَرَّم:** اسم مفعول، تفعیل، کاٹنا، ٹوٹنا، یہاں منقطع اللبن ہونا مراد ہے، ﴿فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيمِ القلم ۲۰﴾

۲۷ خَطَّارَةٌ غِبَّ السُّرَى زَيَّافَةٌ　　تَطِسُ الْأَكَامَ بِوَخْدِ خُفٍّ مِيثَمِ

تمام شب چلنے کے بعد (بھی) دم ہلا کر (نشاط سے) مٹک مٹک کر چلے اور تیز دوڑتے ہوئے روندنے والے پیر کے ذریعے ریت کے ٹیلوں کو مسل ڈالے۔

خَطَّارَة: اسم مبالغہ، خطر یخطر "ن" البعیرُ بذنبہ، اونٹ کا دُم ہلا ہلا کر چلنا۔ **غِبَّ السُّرىٰ:** غِبَّ مصدر "ن" چند دن کے بعد ملاقات کرنا، کہا جاتا ہے غَبَّ عِندہ رات بسر کرنا، السُریٰ رات کو چلنا، غبَّ السُّریٰ یعنی رات بھر چلنا۔ **زَيَّافَة:** اسم مبالغہ، مٹک کر چلنے والا۔ **تَطِسُ:** مضارع "ض" مثال واوی سے وَطَسَ، يَطِسُ وَطساً، الخفّ، زمین پر زور سے پاؤں مارنا، اجوف وادی، طاس یطوس "ن" الشئ روندنا، مسلنا۔ **إِكَام:** مفرد ہ: اُكُم: ٹیلہ۔ **وَخْد:** مصدر "ن" اونٹ کا تیز دوڑنا اور ٹانگوں کا شتر مرغ کی طرح ڈالنا۔ **مِيْثَم:** خُفٌّ مِيثَمٌ، بہت پامال کرنے والا کھر، روندنے والا پیر۔

۲۸ وَكَأَنَّمَا تَطِسُ الْأَكَامَ عَشِيَّةً　　بِقَرِيبِ بَيْنَ الْمَنْسِمَيْنِ مُصَلَّمِ

شام کے وقت ٹیلوں کو مسلتے ہوئے گویا کہ کن کٹے شتر مرغ کی سی تیز روی کے ساتھ چلتی ہے، جس کے پیروں کا فاصلہ کم ہے۔

مطلب: ناقہ کو سُرعتِ رفتار میں شتر مرغ سے تشبیہ دی گئی ہے اور آئندہ اشعار میں مشبہ بہ کے اوصاف ذکر کرتا ہے

عَشِيَّة: شام کا وقت ﴿لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا النازعات ۴۶﴾۔ **مَنْسِم:** کھر کا کنارہ،

قریب بین المنسمین کا مطلب دو قدموں کے درمیان کم فاصلے کا ہونا۔ **مُصَلَّم:** اسم مفعول، تفعیل جڑ سے کاٹنا، الاذنَ، کان کاٹنا۔

٢٩ تَأْوِي لَهُ قُلُصُ النَّعَامِ كَمَا أَوَتْ ... حِزَقٌ يَمَانِيَةٌ لِأَعْجَمَ طِمْطِمِ

نوجوان شتر مرغیاں اس شتر مرغ کے پاس اس طرح آتی ہیں جس طرح (حبشی) عجمی توتلے (چرواہے) کی طرف یمنی اونٹوں کی جماعتیں۔

مطلب: شتر مرغ کو سیاہی میں حبشی چرواہے سے اور شتر مرغیوں کو یمنی اونٹوں سے تشبیہ دی گئی ہے اور چونکہ شتر مرغ کے لئے گویائی نہیں اس وجہ سے چرواہے کی صفت طِمطِم لائی گئی۔

قُلُصُ: مفردہ: قَلُوصٌ، شتر مرغی۔ **أَوَتْ:** ماضی بمعنی مضارع، اَوِیَ ٹھکانا پکڑنا (آنا) ﴿قَالَ سَآوِی إِلَی جَبَلٍ هود ٤٣﴾۔ **حِزَق:** مفردہ: حِزقَةٌ، اونٹوں کی جماعت۔ **اَعْجَمَ:** جو صاف کھل کر بات نہ کرے، ج: اعاجم ﴿ءَاَعجَمِیٌّ وَعَرَبِیٌّ فصلت ٤٤﴾۔ **طِمْطِم:** زبان کی لکنت والا۔

٣٠ يَتْبَعْنَ قُلَّةَ رَأْسِهِ وَكَأَنَّهُ ... حِدْجٌ عَلَى نَعْشٍ لَهُنَّ مُخَيَّمِ

وہ شتر مرغیاں اس شتر مرغ کے بلند سر کے پیچھے پیچھے چلتی ہیں اور گویا کہ وہ (شتر مرغ) یا اس کا سر ایک ہودج ہے ان کی بلند جگہ پر بشکلِ خیمہ۔

قلّة: بلندی، چوٹی۔ **حِدج:** بوجھ، عورتوں کی ایک سواری، ہودج، ج: احداج۔ **نَعْش:** مصدر ''ف'' بلند کرنا، مردہ کے لے جانے والے تخت کو بھی کہتے ہیں۔ **مُخَيَّم:** وہ جگہ جہاں خیمے نصب ہوں، مراد خیمہ ہے۔

٣١ صَعْلٍ يَعُودُ بِذِي الْعُشَيْرَةِ بَيْضَهُ ... كَالْعَبْدِ ذِي الْفَرْوِ الطَّوِيلِ الْأَصْلَمِ

وہ شتر مرغ چھوٹے سر کا ہے جو مقامِ ذی العشیرہ میں اپنے انڈوں کی دیکھ بھال کرتا ہے، لمبی قمیص والے کان کٹے غلام کی طرح ہے۔

مطلب: شتر مرغ کو سیاہی اور بازوؤں کی درازی کی وجہ سے اس غلام سے تشبیہ دی گئی جو طویل لباس پہنے ہوئے ہو

صَعْل: چھوٹے سر والا آدمی یا شتر مرغ یا کھجور۔ **يَعُوْدُ:** مضارع ''ن'' عَوداً لوٹنا، کسی چیز کی طرف بار بار

لوٹنا اسکی دیکھ بھال وحفاظت پر دلالت کرتا ہے﴿ وَإِن عُدتُم عُدنَا الاسراء ٨﴾۔ **فَرْو**: پوستین، ذالعشیرۃ: عُشیرۃ، ینبعُ کی طرف مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ ہے۔ **اَصْلَم**: الرجلُ، وہ شخص جس کے کان کٹے ہوئے ہوں۔

٣٢ شَرِبَتْ بِمَاءِ الدُّحْرُضَيْنِ فَأَصْبَحتْ　　زَوْرَاءَ تَنْفُرُ عَنْ حِيَاضِ الدَّيْلَمِ

اس ناقہ نے دحرض اور وسیع (دو مشہور چشموں کا، پانی پیا ہے تو اب وہ روگردانی کرتی ہے، اور دیلم (ہمارے دشمنوں) کے حوضوں سے نفرت کرتی ہے اور ان کا پینا پسند نہیں کرتی۔

مطلب: دحرض و وسیع کے چشموں کو دحرضین کہا۔

دُحْرُضَيْن: دحرض دہنا کے قریب بنوکعب کا چشمہ اور وسیع یمامہ میں بنوسعد کا چشمہ، تغلیباً دحرضین کہہ دیا گیا، جیسے اب وام کے لئے ابوین کہا جاتا ہے۔ **زَوْرَاءَ**: صیغہ صفت، "الزور" روگردانی کرنا﴿ وَاجتَنِبُوا قَولَ الزُّورِ الحج ٣٠﴾، **دَيْلَم**: بحیرہ خزر کے جنوب مغرب، اور قزوین کے شمال میں ایک پہاڑی علاقہ۔

٣٣ وكَأَنَّمَا تَنْأَى بِجَانِبِ دَفِّهَا الْوَحْشِيِّ　　مِنْ هَزِجِ الْعَشِيِّ مُؤَوَّمِ

(وہ ناقہ کوڑے کی آواز یا نشاط کی وجہ سے اس طرح اپنے پہلو کو بچاتی چلتی ہے) گویا کہ وہ بدہیئت بڑے سر والے شام کو بولنے والے بلّے کی آواز سے اپنی دائیں جانب کو دور کرتی ہے

تَنْأَى: مضارع "ف" نأیاً، دور ہونا﴿ وَهُم يَنهَونَ عَنهُ وَيَنأَونَ عَنهُ الانعام ٢٦﴾۔ **دَفّ**: جانب، جانب دفها کی عبارت میں اضافة الشيء الى نفسه باختلاف اللفظين ہے، بعض حضرات نے ایسی اضافت کو ناجائز کہا ہے البتہ علامہ رضیؒ نے اسے جائز لکھا ہے۔ **وَحْشِي**: بدہیئت۔ **هَزِج**: طرب انگیز آواز، بادلوں کی گڑگڑاہٹ، یہاں مطلق بولنے کی آواز مراد لی گئی ہے۔ **عَشي**: شام﴿ لَم يَلبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَو ضُحَاهَا النازعات ٤٦﴾ **مُؤَوَّم**: بڑے سر والا ہونا، بدشکل ہونا، مراد بڑے سر والا بلّا لیا گیا ہے۔

٣٤ هِرٍّ جَنِيبٍ كُلَّمَا عَطَفَتْ لَهُ　　غَضْبَى اتَّقَاهَا بِالْيَدَيْنِ وَبِالْفَمِ

وہ بلّا اس کے پہلو میں ہے، جب کبھی وہ ناقہ غضبناک ہو کر اس کی طرف مڑتی ہے تو وہ اس ناقہ سے

اپنے دونوں ہاتھوں اور منہ کے ذریعے بچتا ہے، (پنجوں سے نوچتا ہے اور منہ سے کاٹتا ہے تا کہ ناقہ اس کو ستا نہ سکے)۔

هِرٌّ: بلا، ج: هَرَرة۔ **جَنِيب:** پہلو میں ہونا، هر جنيب، هَزَج العَشِيّ پر عطف ہونے کی وجہ سے مجرور ہے اور اگر تنأی کا فاعل بنائیں تو مرفوع بھی پڑھ سکتے ہیں ﴿وَالجَارِ الجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالجَنبِ النساء ٣٦﴾، **عَطَفَتْ:** ماضی ''ض'' الشئ، جھکانا، موڑنا۔ **لَهُ:** لهٗ میں لام إلى کے معنی میں ہے۔ **اتَّقَاهَا:** اتقى، فعل ماضی، افتعال، فلان، حفاظت کرنا، پرہیز کرنا، بچنا ﴿وَلٰكِنَّ البِرَّ مَنِ اتَّقَى البقرة ١٤٨﴾۔

٣٥ بَرَكَتْ عَلَى جَنْبِ الرِّدَاعِ كَأَنَّمَا　　بَرَكَتْ عَلَى قَصَبٍ أَجَشَّ مُهَضَّمِ

وہ چشمہ رداع کے کنارہ پر گویا ایک پھٹے ہوئے موٹی آواز کے بانس پر بیٹھی ہے۔

مطلب: تعب و مشقت کے بعد ناقہ کے بیٹھنے کی آواز کو یا چشمہ کے کنارے پر خشک مٹی پر بیٹھنے کی وجہ سے مٹی کے ٹوٹنے کی آواز کو جھوجرے ٹوٹے ہوئے بانس کی آواز سے تشبیہ دی ہے۔

بَرَكَت: ماضی ''ن'' بروكاً، اونٹ کا بیٹھنا۔ **رُدَاع:** نَجد اور حِمير کے درمیان ایک علاقہ، جس میں وادی النمل بھی واقع ہے۔ **اجَشّ:** موٹی آواز۔ **مهضّم:** اسم مفعول، تفعیل، ٹوٹا ہوا ہونا ﴿وَزُرُوعٍ وَنَخلٍ طَلعُهَا هَضِيمٌ الشعراء ١٤٨﴾۔

٣٦ وَكَأَنَّ رُبًّا أَوْ كُحَيْلًا مُعْقَداً　　حُشَّ الوَقُودُ بِهِ جَوَانِبَ قُمْقُمِ

گویا کہ (تیل کی) کیٹھ یا گاڑھا تارکول جس کو (پیتل کی) شیشی کے اطراف میں ڈال کر اس کے نیچے ایندھن کی آگ روشن کر دی گئی ہو، (اس کا پسینہ ہے)۔

مطلب: یہ ترجمہ تو اس صورت میں ہے جب کہ کأنّ کی خبر محذوف مانی جائے اور اگر ینباع کو خبر بنا دیا جائے تو اس شعر کا ترجمہ دوسرے شعر کے ترجمہ کے ساتھ ملا لیا جائے۔

رُبًّا: تیل کی تلچھٹ، **كُحَيل:** تارکول۔ **مُعْقَدا:** اسم مفعول، افعال، گاڑھا کرنا۔ **حُشّ:** ماضی مجہول ''ن'' حَشًّا، آگ روشن کرنا۔ **وَقُود:** بالفتح، جلائی جانے والی لکڑیاں، ایندھن ﴿وَأُولٰئِكَ هُم وَقُودُ النَّارِ ال عمران ١٠﴾، **قُمْقُم:** پیتل کی شیشی۔

۳۷ يَنْبَاعُ مِنْ ذِفْرَى غَضُوبٍ جَسْرَةٍ زَيَّافَةٍ مِثْلَ الْفَنِيقِ الْمُكْدَمِ

ایسے کڑوے مزاج کی قوی سانڈنی کی کنپٹی سے بہتا ہے جو مٹک کر چلتی ہے اور جو (بحالتِ مستی) زخمی سانڈ کی طرح ہے۔

مطلب: اگر كانّ کی خبر ینباع ہے تو ینباع کی ضمیر اسم کأنّ کی طرف راجع ہے اور اگر خبر محذوف ہے تو ضمیر اس خبر محذوف کی طرف راجع ہے۔

يَنْبَاعُ: مضارع، انفعال، بہنا ﴿حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوعًا الاسراء ٩٠﴾۔ **ذِفْرىٰ:** کان کے پیچھے کی ہڈی، کنپٹی، ج: ذَفَارىٰ، ذَفَارٍ۔ **غَضُوب:** صیغہ صفت، غضبناک ہونا (کڑوا مزاج) ج: غَضَاب، غضابىٰ ﴿وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ الاعراف ١٥٠﴾۔ **جَسْرَة:** بڑی اونٹنی، قوی، الجسرُ من الرجال، بڑے ڈیل ڈول کا مرد۔ **زَيَّافَة:** مٹک کر چلنے والی۔ **فَنِيق:** نر اونٹ، **مُكْدَم:** اسم مفعول "ن" "ض" كَدمًا، اگلے دانتوں سے کاٹنا، یہاں زخمی مراد ہے۔

۳۸ إِنْ تُغْدِفِي دُونِي الْقِنَاعَ فَإِنَّنِي طَبٌّ بِأَخْذِ الْفَارِسِ الْمُسْتَلْئِمِ

اگر تو مجھ سے برقعہ کے ذریعے چھپے (تو بے فائدہ ہے) اس لئے کہ میں درع پوش شہسوار کے پکڑنے میں (بھی) ماہر ہوں، (لہٰذا تو بچ کر کہاں جاسکتی ہے یا جب کہ میں اس قدر بہادر ہوں تو مجھ سے نفرت مناسب نہیں)

مطلب: ان تغدفی میں خطاب اس کی بیوی کی طرف ہے کیونکہ عرب کی عورتیں شوہر کی بزدلی پر بیوی کو عار دلاتی ہیں تو بیوی اپنے شوہر سے پردہ کرنے لگتی ہے۔

تُغْدِفِي: مضارع، افعال، المرأۃُ، عورت کا چہرے پر نقاب ڈالنا (چھپنا)، تغدفی کے آخر میں یاء متکلم کے لئے ہے، **طَبّ:** طبیب حاذق، یہاں مطلق ماہر مراد ہے۔ **مُسْتَلْئِم:** اسم فاعل، استفعال، زرہ پہننا۔

۳۹ أَثْنِي عَلَيَّ بِمَا عَلِمْتِ فَإِنَّنِي سَمْحٌ مُخَالَقَتِي إِذَا لَمْ أُظْلَمِ

جو کچھ تجھے (میری بھلائی) معلوم ہے، اس کے ذریعے میری تعریف کر، اس لئے کہ جب مجھ پر ظلم

نہ کیا جائے (اور میرے حقوق غصب نہ ہو) تو میرا حسن سلوک نہایت بہتر ہے۔

أَثْنِي: فعل امر، افعال اثناء، تعریف کرنا۔**سَمْح:** فیاض وسخی ہونا (نہایت بہتر)۔**مُخَالَقَتِي:** مخالقة مفاعلہ، ایک دوسرے سے اخلاق سے پیش آنا (حسن سلوک)

٤٠ وإذَا ظُلِمْتُ فَإِنَّ ظُلْمِيَ بَاسِلٌ　　مُرٌّ مَذَاقَتُهُ كَطَعْمِ الْعَلْقَمِ

اور جب مجھ پر ظلم کیا جائے تو پھر میرا ظلم نہایت سخت ہے، جس کا مزہ حنظل کے مزے کی طرح نہایت تلخ ہے۔

بَاسِل: تیز سخت، کہا جاتا ہے یوم باسل سخت دن، غضب باسل تیز غصہ ﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ أُبْسِلُوا بِمَا كَسَبُوا لَهُم الانعام ٧٠﴾۔**عَلْقَم:** حنظل، یا ہر کڑوی چیز۔

٤١ وَلَقَدْ شَرِبْتُ مِنَ الْمُدَامَةِ بَعْدَ　　مَا رَكَدَ الْهَوَاجِرُ بِالْمَشُوفِ الْمُعْلَمِ

جب کہ دوپہر کی گرمیاں جم گئیں تو میں نے شفاف دینار کے ذریعہ خوب شراب نوش کی۔

مطلب: عرب قمار بازی اور شراب نوشی پر فخر کرتے ہیں، اور ان کو آثارِ سخاوت میں سے شمار کرتے ہیں۔

مُدَامَة: شراب، مدام بھی کہتے ہیں لانها اديمت في دُنٍّ ﴿مَا دُمْتُ فِيهِم المائدة ١١٧﴾۔**رکد:** ماضی "ن" رَكُداً، ٹھہرنا، جمنا، ﴿فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلَى ظَهْرِهِ الشورىٰ ٣٣﴾ **هَوَاجِر:** مفرده: هاجرةٌ، سخت گرمی۔**الْمَشُوف:** اسم مفعول "ن" شَوفاً صیقل کرنا، یہاں مراد چمکدار ہونا ہے۔**الْمُعْلَم:** اسم مفعول، افعال، علامت لگا ہوا، یہاں عمدہ وشفاف دینار مراد ہے۔

٤٢ اَبْقَىٰ لَهَا طُوْلَ السِّفَارِ مُقَرْمَدًا　　سَنَداً وَّمِثْلَ دَعَائِمِ الْمُتَخَيِّمِ

سفروں کی درازی نے اس ناقے میں ایک تہہ بہ تہہ مضبوط کوہان اور جائے خیمہ (یا خیمہ والے) کے ستونوں کی مانند (پیر) چھوڑے ہیں (اور بقیہ اس کا تمام گوشت فربہی گھلا دی ہے)۔

سِفَار: مصدر مفاعلہ، ایک علاقے سے دوسرے علاقے کی طرف سفر کرنا، روانہ ہونا ﴿فَمَن كَانَ مِنكُم مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ البقرة ١٨٤﴾۔**مُقَرْمَدًا:** اسم مفعول، دحرجة، تہہ بہ تہہ اینٹوں کی بنیاد رکھنا، مراد

کوہان ہے۔ **سَنَدا:** سہارا، یہاں مراد مستحکم ومضبوط کوہان ہے ﴿ کَأَنَّهُم خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ المنافقون ٤ ﴾، **دَعَائِم:** مفردہ: دِعَامَة، ستون، مراد پیر ہیں۔

٤٣ بِزُجَاجَةٍ صَفْرَاءَ ذَاتِ أَسِرَّةٍ قُرِنَتْ بِأَزْهَرَ فِي الشِّمَالِ مُفَدَّمِ

(میں نے) زرد رنگ دھاری دار پیانہ سے (شراب پی) جو ایسے سفید صراحی سے ملایا گیا تھا جس کے منہ پر صافی بندھی ہوئی تھی اور وہ بائیں ہاتھ میں تھی۔

مطلب: دائیں ہاتھ میں زرد رنگ کا پیانہ تھا اور بائیں ہاتھ میں سفید صراحی، اس طرح میں پیانہ کو بار بار پُر کرتا تھا اور شراب نوشی کرتا تھا۔

زُجَاجَة: آبگینہ، شراب کا برتن ﴿المِصبَاحُ فِی زُجَاجَةٍ النور ٣٥﴾، **ذَاتُ أَسِرَّة:** دھاری دار، **قُرِنَت:** ماضی مجہول ''ن'' قَرناً، ملانا ﴿ وَمَن یَکُنِ الشَّیطَانُ لَهُ قَرِینًا فَسَاءَ قَرِینًا النساء ٣٨﴾۔ **أَزهَر:** واضح رنگت، موصوف محذوف ہے ابریقٌ ازهرٌ سفید صراحی ﴿مَا مَتَّعنَا بِهِ أَزوَاجًا مِنهُم زَهرَةَ الحَیَاةِ طه ١٣١﴾۔ **مُفَدَّم:** اسم مفعول، تفعیل، چھاگل پر سر بند لگانا، یہاں چھاگل سے صراحی مراد لی گئی ہے۔

٤٤ فَإِذَا شَرِبْتُ فَإِنَّنِي مُسْتَهْلِكٌ مَالِي وَعِرْضِي وَافِرٌ لَمْ يُكْلَمِ

پس جب میں شراب پیتا ہوں تو اپنے مال کو لٹاتا ہوں اور میری آبرو بہت زیادہ ہوتی ہے، جس پر کوئی زد نہیں آتی۔

مطلب: مجھے شراب نوشی بھی بھلائی کی رغبت دلاتی ہے اور میں برائی سے دور رہتا ہوں۔

وافر: اسم فاعل ''ض'' وَفَرَ له المالُ، زیادہ کرنا، پورا کرنا ﴿فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاؤُکُم جَزَاءً مَوفُورًا الاسراء ٣٦﴾، **لَمْ يُكْلَم:** مضارع ''ن،ض'' زخمی کرنا، کہا جاتا ہے، هذا مما یکلم العرض والدین، یہ ان چیزوں میں سے ہے جو دین اور آبرو میں عیب لگائے ﴿مِنَ الَّذِینَ هَادُوا یُحَرِّفُونَ الکَلِمَ النساء ٤٦﴾۔

٤٥ وَإِذَا صَحَوْتُ فَمَا أُقَصِّرُ عَنْ نَدًى وَكَمَا عَلِمْتِ شَمَائِلِي وَتَكَرُّمِي

اور جب میں نشہ سے ہوش میں آتا ہوں تو بھی سخاوت میں کمی نہیں کرتا اور (اے محبوبہ) جیسے کہ تو

جانتی ہے میرے اخلاق اور شرافت (ہر حالت میں) ویسے ہی رہتے ہیں۔

صَحَوْتُ: ماضی "ن" السکران، نشہ اتر جانا۔ **أُقَصِّر:** مضارع تفعیل، کوتاہی کرنا، کمی کرنا﴿ فَلَيسَ عَلَيكُم جُنَاحٌ أَن تَقصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ النساء ١٠١﴾، **نَدى:** سخاوت۔ **شَمَائِل:** مفردہ: شِمَالٌ، سیرت، عادت، طبیعت۔

٤٦ وَحَلِيلُ غَانِيَةٍ تَرَكْتُ مُجَدَّلًا　　تَمْكُو فَرِيصَتُهُ كَشِدْقِ الْأَعْلَمِ

نازنین خوب رُو عورتوں کے بہت سے شوہروں کو میں نے زمین پر پچھاڑ کر اس حال میں چھوڑ دیا کہ ان کے شانہ کا گوشت ہونٹ کٹے شخص کی باچھ کی طرح آواز کرتا تھا۔

مطلب: خون بہنے کی آواز کو ہونٹ کٹے کی باچھ سے نکلنے والی آواز کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔

وَحَلِيْل: واوٌ بمعنی رُبَّ ہے، حلیل: شوہر۔ **غَانِيَة:** خوبرو، حسین عورت۔ **مُجَدَّل:** اسم مفعول، پچھاڑا ہوا ہونا﴿وَجَادِلهُم بِالَّتِي هِيَ أَحسَنُ النحل ١٢٥﴾۔ **تَمْكُو:** مضارع "ن" مَكْوًا منہ سے سٹی بجانا﴿وَمَا كَانَ صَلَاتُهُم عِندَ البَيتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصدِيَةً الانفال ٣٥﴾۔ **فَرِيصَة:** شانہ۔ **شَدْق:** باچھ۔ **أَعْلَم:** اسم تفضیل، وہ شخص جس کا اوپر کا ہونٹ پھٹا ہوا ہو۔

٤٧ سَبَقَتْ يَدَايَ لَهُ بِعَاجِلِ طَعْنَةٍ　　وَرَشَاشِ نَافِذَةٍ كَلَوْنِ الْعَنْدَمِ

میرے دونوں ہاتھوں نے (اس غانیہ کے شوہر کے لئے) ایک پھرتیلے زخم کے ساتھ جلد بازی کی اور دوسرے آرپار زخم کے چھینٹوں کے ساتھ جو دم الاخوین کے رنگ کی طرح تھے

مطلب: میں نے نہایت عجلت کے ساتھ اس کے دو کاری زخم رسید کر دیئے۔

طَعْنَة: نیزے سے زخم لگانا، ج: طَعن، طَعنَات. ﴿ وَطَعنًا فِي الدِّينِ النساء ٤٦﴾ **رَشَاش:** پانی و خون وغیرہ کا چھینٹا، **نَافِذَة:** روشن دان، طعنةٌ نافذةٌ آرپار نیزے کا زخم۔ **عَنْدَم:** دم الاخوین (دم الاخوین سرخ رنگ کے ایک گوند کو کہتے ہیں، جو اکثر رنگنے اور دوا کے کام آتا ہے)۔

٤٨ هَلَّا سَأَلْتِ الْخَيْلَ يَا ابْنَةَ مَالِكٍ　　إِنْ كُنْتِ جَاهِلَةً بِمَا لَمْ تَعْلَمِي

اے مالک کی بیٹی! (محبوبہ عبلہ) اگر تو ناواقف تھی تو وہ واقعات جن سے تو بے خبر ہے، (ان) لشکروں سے کیوں نہیں دریافت کر لئے (جو میدان میں موجود تھے)۔

خَیْل: یہاں خیل بمعنی اصحاب خیل، شہسوار ہے ﴿وَالخَیلَ وَالبِغَالَ وَالحَمِیرَ لِتَرکَبُوهَا النحل ۸﴾۔

۴۹ إِذْ لَا أَزَالُ عَلَى رِحَالَةِ سَابِحٍ　　نَهْدٍ تَعَاوَرَهُ الْكُمَاةُ مُكَلَّمِ

جب میں برابر ایک ایسے قوی ہیکل تیز رو گھوڑے کی زین پر جما ہوا تھا جس پر بہادر (اسلحہ بند) پے در پے حملہ آور ہو رہے تھے اور وہ زخمی ہو چکا تھا، (یعنی باوجود دشمنوں کے نرغہ کے میں اس پر جما رہا اور قطعاً ہراساں نہ ہوا)۔

رِحَالَة: چمڑے کا زین۔ **سَابِح:** تیز رو گھوڑا ﴿وَالسَّابِحَاتِ سَبحًا النازعات ۲﴾۔ **نَهْد:** بلند چیز، عمدہ گھوڑا، شیر (قوی ہیکل)۔ **تَعَاوَرَ:** ماضی تفاعل، القومُ الشئَ، قوم کا کوئی چیز باری باری لینا (پے در پے)، **الكُمَاة:** مفردہ: الكَمِيُّ، بہادر۔ **مُكَلَّم:** اسم مفعول، تفعیل، زخمی کرنا ﴿مِنَ الَّذِینَ هَادُوا یُحَرِّفُونَ الكَلِمَ النساء ٤٦﴾

۵۰ طَوْراً يُجَرَّدُ لِلطِّعَانِ وَتَارَةً　　يَأْوِي إِلَى حَصْدِ الْقِسِيِّ عَرَمْرَمِ

کبھی وہ گھوڑا (دشمنوں سے) نیزہ بازی کے لئے (دوستوں کی صف سے) نکالا جاتا تھا اور کبھی ایسے لشکر کی طرف لوٹ آتا تھا جو کڑی کمانوں والا اور کثیر ہے، (یعنی اپنا لشکر)۔

مطلب: یہ ترجمہ زوزنی کے بیان کے مطابق ہے دوسری شروح سے معلوم ہوتا ہے کہ الی حصد القسی الخ، دشمنوں کے لشکر کا بیان ہے تو اس صورت میں دونوں مصرعوں میں دشمنوں پر حملہ آور ہونے کا بیان ہوگا۔

طَوْرًا: کبھی، ج: اطوار، **حَصْد:** مفردہ حاصد، الحبلُ رسی کا بٹا ہوا ہونا، الدرع مضبوط ہونا (حَصْد القِسِیِّ اضافۃ الصفۃ الی الموصوف کی قبیل سے ہے، القوس الحاصد کڑی کمان) ﴿فَمَا حَصَدتُم فَذَرُوهُ فِی سُنبُلِهِ یوسف ٤٨﴾۔ **القِسِيّ:** مفردہ: قوس: کمان، **عَرَمْرَم:** سخت، بے شمار لشکر۔

۵۱ يُخْبِرْكِ مَنْ شَهِدَ الْوَقِيعَةَ أَنَّنِي　　أَغْشَى الْوَغَى وَأَعِفُّ عِنْدَ الْمَغْنَمِ

جو لوگ لڑائیوں میں موجود تھے، تجھے بتلائیں گے کہ میں لڑائی پر چھا جاتا ہوں اور تقسیم غنیمت کے

وقت دامن کشاں رہتا ہوں، (میرا مقصد لڑائی میں اظہارِ شجاعت ہوتا ہے نہ کہ حصولِ غنیمت)۔

وَقِيْعَة: جنگ، ج: وَقَائِع۔ **اَلْوَغَا:** جنگ، لڑائی، شوروغل۔ **اَعِفُّ:** مضارع، افعال، پاک دامن کرنا، کسی چیز سے حیاء کی وجہ سے بچنا (دامن کشاں)، ﴿وَمَن كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ النساء ٦﴾

٥٢ وَمُدَجَّجٍ كَرِهَ الْكُمَاةُ نِزَالَهُ لَا مُمْعِنٍ هَرَبًا وَلَا مُسْتَسْلِمِ

بہت سے ایسے کامل اسلحہ بند ہیں کہ بہادران کے مقابلہ سے (خوف وہراس کی وجہ سے) بچتے ہیں، نہ وہ (میدانِ حرب سے) بھاگنے میں جلد باز ہیں اور نہ (مقابلہ سے) عاجز۔

مُدَجَّج: اسم مفعول، تفعیل، اسلحہ بند ہونا۔ **كُمَاة:** مفرد الكَمِي، بہادر، دلاور۔ **نِزَال:** اسم فعل ہے، بمعنی اَنْزِلْ اَنْزِلْ، جو ایک شہسوار دوسرے شہسوار کو کہتا ہے، یہاں اسم فعل باعتبار لفظ استعمال کرتے ہوئے اضافت کی گئی ﴿وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى النجم ١٣﴾۔ **مُمْعِن:** اسم فاعل، افعال، کسی چیز میں جلدی کرنا۔ **مُسْتَسْلِم:** اسم فاعل، استفعال، عاجز ہونا، فرمانبردار ہونا ﴿إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ال عمران ١٩﴾

٥٣ جَادَتْ لَهُ كَفِّي بِعَاجِلِ طَعْنَةٍ بِمُثَقَّفٍ صَدْقِ الْكُعُوبِ مُقَوَّمِ

میرے ہاتھ نے سیدھے گٹھیلے پوروں کے نیزوں کے ذریعہ بعجلت ایک زخم اس کے رسید کیا۔

مطلب: نیزے کے زخم کو جود وعطا سے تعبیر کرنا علیٰ سبیل الاستھزاء ہے۔

جَادَتْ: ماضی ''ن'' عمدہ کرنا، اچھا کرنا، یہاں عمدگی کے ساتھ نیزہ مارنا مراد ہے۔ **طَعْنَة:** نیزہ مارنا، مزید تحقیق گزر چکی ہے۔ **مُثَقَّف:** مفعول، تفعیل، الرمح (مُثَقَّفٌ شعراء کے عرف میں نیزہ)۔ **صِدْقُ الْكُعُوب:** کعوب مفردہ: کعب، دو پوروں کے درمیان ابھری ہوئی جگہ، گانٹھ، صدق الکعوب یعنی جس کے پورے کی گانٹھیں درست ہوں (گھٹیلے پورے) ﴿وَكَوَاعِبَ أَتْرَابًا النباء ٣٣﴾ **مُقَوَّم:** اسم مفعول، تفعل، سیدھا کرنا۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ النساء ١٣٥﴾

٥٤ فَشَكَكْتُ بِالرُّمْحِ الْأَصَمِّ ثِيَابَهُ لَيْسَ الْكَرِيمُ عَلَى الْقَنَا بِمُحَرَّمِ

میں نے ٹھوس نیزے سے اس کا دل چھید دیا، (گو وہ کتنا بڑا سردار سہی لیکن) شریف آدمی نیزے پر

حرام تو نہیں ہے (کہ نیزہ اس کو ستا نہ سکے)۔

شَكَّكْتُ: ماضی ''ن'' بالرمح، نیزے میں پرودینا ﴿إِنَّهُم كَانُوا فِي شَكٍّ مُرِيبٍ السبا ء ٥٤﴾ ۔**اَلْاَصَمّ:** سخت ٹھوس ۔**ثِيَابَه:** ثیاب سے مراد اس کا دل ہے۔ ﴿قُطِّعَت لَهُم ثِيَابٌ مِن نَارٍ الحج ١٩﴾

٥٥ فَتَرَكْتُهُ جَزَرَ السِّبَاعِ يَنُشْنَهُ يَقْضُمْنَ حُسْنَ بَنَانِهِ والْمِعْصَمِ

میں نے اسے ان درندوں کی خوراک بنا دیا جو اسے نوچتے تھے اور اس کی خوبصورت انگلیوں اور پہنچے کو اگلے دانتوں سے چباتے تھے۔

جَزَر: خوراک ۔**يَنُشْنَهُ:** مضارع ''ن'' نوشاً: نوچنا ﴿وَأَنَّى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِن مَكَانٍ بَعِيدٍ السبا ء ٥٢﴾ **يَقْضُمْنَ:** مضارع ''س'' قَضماً، دانت کے کناروں سے چبانا **مِعْصَم:** بازو، پہنچہ یعنی کلائی

٥٦ وَمِشَكِّ سَابِغَةٍ هَتَكْتُ فُرُوجَهَا بِالسَّيْفِ عَنْ حَامِي الْحَقِيقَةِ مُعْلِمِ

بہت سی مکمل، گھنے حلقوں والی زرہ ہیں جن کے حلقوں کو تلوار کے ذریعے ایسے سردار (کے بدن) سے پھاڑ کر پھینک دیا جو نشان زدہ اور غیرت مند تھا۔

مطلب: میں نے اس کی زرہ کاٹ ڈالی اور اس پر حملہ آور ہوا۔

مِشَكّ: زرہ، ج: مَشَاكّ ۔ **سَابِغَة:** مکمل وکشادہ زرہ ﴿أَنِ اعمَل سَابِغَاتٍ السبا ء ١١﴾ ۔ **هَتَكْتُ:** ماضی ''ض'' الستر پردہ پھاڑنا ۔**فُرُوجَهَا:** مفردہ: فَرج کشادگی، حلقہ ﴿وَيَحفَظنَ فُرُوجَهُنَّ النور ٣١﴾ ۔**حَامِي الْحَقِيقَةِ:** حامی، شیر، کتا، الحقیقة ای مایحق علیك حِفظهُ، حامی الحقیقة کنایۃ کیا جاتا ہے شجاع وغیور سے ۔**مُعْلِم:** اسم فاعل، افعال، نشان لگانا۔

٥٧ رَبِذٍ يَدَاهُ بِالْقِدَاحِ إِذَا شَتَا هَتَّاكِ غَايَاتِ التِّجَارِ مُلَوَّمِ

جب کہ وہ قحط میں مبتلا ہو تو اس کے ہاتھ جوئے کے تیروں کو انتہائی سرعت سے چلاتے ہیں (تاکہ جوا کھیل کر غرباء کی امداد کرے اور اس بلا کا، مے نوش ہے کہ) شراب کے تاجروں کے جھنڈے گراد

ے، (ساری شراب پی کر ختم کردے) اور فضول خرچی میں لوگ اس کو بہت ملامت کرتے ہیں۔

رَبِذ: صیغہ صفت، "س" رَبَذًا، چلنے یا کام کرنے میں پھرتیلا ہونا۔ **قِدَاح:** جوئے کے تیر۔ **شَتَا:** شِتْوَة سے ہے بمعنی قحط۔ **هَتَّاك:** اسم مبالغہ، گرانے والا، پھاڑنے والا۔ **مُلَوَّم:** اسم مفعول، تفعیل، ملامت کرنا ﴿فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنفُسَكُم ابراهیم ٢٢﴾،

٥٨ لَمَّا رَآنِي قَدْ نَزَلْتُ أُرِيدُهُ أَبْدَى نَوَاجِذَهُ بِغَيْرِ تَبَسُّمِ

جب اس (مردِ شجاع) نے دیکھا کہ میں (گھوڑے سے) اس کے (قتل کے) ارادہ سے اتر پڑا تو اس نے بدون تبسم کے اپنے دانت نکال دیئے۔

مطلب: یہ کہ غایت خوف وہراس کی وجہ سے وہ گڑگڑانے لگا۔

اَبْدَى: ماضی، افعال، ظاہر کرنا ﴿وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنتُم تَكْتُمُونَ ابراهیم ٣٣﴾ **نَوَاجِذ:** کچلی دانت

٥٩ عَهْدِي بِهِ مَدَّ النَّهَارِ كَأَنَّمَا خُضِبَ الْبَنَانُ وَرَأْسُهُ بِالْعِظْلِمِ

دن بھر میری اس سے مڈبھیڑ رہی، تو گویا کہ اس کی انگلیوں کے پورے اور سر، وسمہ کے ساتھ رنگ دیا گیا تھا۔

مطلب: اس کے سر پر اور انگلیوں پر تیغ زنی کی وجہ سے خون جم کر وسمہ کی طرح ہو گیا تھا۔

عَهْدِي: عهد کا صلہ جب باء آئے تو معنی ہوتا ہے ملاقات کرنا، ملنا، یہاں مڈبھیڑ سے ترجمہ کیا گیا ﴿قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ البقرة ١٢٤﴾۔ **عِظْلِم:** نیل کے پتے جس سے کسی چیز کو رنگا جاتا ہے، اردو میں وسمہ کہتے ہیں۔

٦٠ بِرَحِيبَةِ الْفَرْغَيْنِ يَهْدِي جَرْسُهَا بِاللَّيْلِ مُعْتَسَّ السِّبَاعِ الضُّرَّمِ

(میں نے اس کے ایسا زخم رسید کیا جس کے) دونوں دہانے وسیع تھے اور اس کی آواز بھوکے اور شب میں گھومنے والے درندوں کو (اس کی طرف ہدایت کرتی تھی)۔

برَحِيْبَة: رحيبة الفرغين، عاجل طعنةٍ سے بدل ہے، رحیبة کشادہ ﴿وَضَاقَت عَلَيكُمُ الأَرضُ بِمَا رَحُبَت التوبة ٢٥﴾۔ **فَرْغَيْنِ:** تثنیہ: فرغ، دھار، دھانہ۔ **جَرْس:** آواز۔ **مُعْتَسّ:** اسم فاعل، افتعال، رات میں مشتبہ لوگوں پر مطلع ہونا، الشئ رات میں طلب کرنا یا قصد کرنا۔ **السِّبَاع:** درندے ﴿وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ المائدة ٣﴾۔ **الضُرّمِ:** مفردہ: ضارم، بھوکا۔

٦١ فَطَعَنْتُهُ بِالرُّمْحِ ثُمَّ عَلَوْتُهُ   بِمُهَنَّدٍ صَافِي الْحَدِيدَةِ مِخْذَمِ

پس میں نے اس کے نیزہ مارا، پھر میں اوپر کی جانب سے ایک ایسی ہندی ساخت کی تلوار سے اس پر حملہ آور ہوا، جو خالص لوہے کی تھی اور بہت زیادہ بڑاں تھی۔

مُهَنَّد: ہندی تلوار۔ **مِحذَمِ:** شمشیر بڑاں۔

٦٢ بَطَلٍ كَأَنَّ ثِيَابَهُ فِي سَرْحَةٍ   يُحْذَى نِعَالَ السِّبْتِ لَيْسَ بِتَوْأَمِ

وہ ایسا بہادر ہے (اس کے تناور ہونے کی وجہ سے) گویا کہ اس کے کپڑے بڑے تنہ والے درخت پر ہیں، اسے نرم چمڑے کا جوتا پہنایا جاتا ہے (جو کہ سرداری کی علامت ہے) (ماں کے پیٹ سے) جڑواں نہیں (پیدا ہوا) یعنی بہت قوی ہے۔

بَطَل: بہادر، دلیر، ج: اَبْطال۔ **سَرْحَة:** بڑا درخت، فی سرحةٍ میں ''فی'' بمعنی علی ہے۔ **يُحذىٰ:** ماضی مجہول، افعال، احذاءً، جوتا پہنانا۔ **نِعَال:** مفردہ: نعل، جوتا ﴿فَاخلَع نَعلَيكَ طه ١٢﴾، **السِّبْت:** ہر دباغت دیا گیا چمڑا، **تَوْأَم:** جڑواں۔

٦٣ يَا شَاةَ مَا قَنَصٍ لِمَنْ حَلَّتْ لَهُ   حَرُمَتْ عَلَيَّ وَلَيْتَهَا لَمْ تَحْرُمِ

اے لوگو! اس شخص کی شکار کردہ بکری (عبلہ) کو دیکھو جس کے لئے وہ حلال ہو (اور اس کے حسن پر تعجب کرو) مجھ پر حرام ہوگئی، اے کاش وہ مجھ پر حرام نہ ہوتی، (یعنی میرے اور اس کے قبیلہ کے درمیان جنگ اگر نہ ہوتی تو میرا اس سے وصال ممکن تھا)۔

يَاشَاةَ: دراصل عبارت ہے: یا هؤلاءِ اشهد وا شاة قنص۔ **قَنَص:** شکار، قنصٍ کے شروع میں ما زائدہ ہے۔

٦٤ فَبَعَثْتُ جَارِيَتِي فَقُلْتُ لَهَا اذْهَبِي　　　　فَتَجَسَّسِي أَخْبَارَهَا لِي وَاعْلَمِي

پس میں نے اپنی خادمہ کو بھیجا اور اس سے کہا کہ جا اور اس کے حالات کی میری خاطر تفتیش کر اور خوب واقفیت حاصل کر (پس وہ گئی اور تمام حالات سے باخبر ہو کر لوٹی)۔

تَجَسَّسِي: فعل امر، تفعل، تفتیش احوال کرنا، ﴿إِنَّ بَعضَ الظَّنِّ إِثمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا الحجرات ١٢﴾

٦٥ قَالَتْ رَأَيْتُ مِنَ الْأَعَادِي غِرَّةً　　　　وَالشَّاةُ مُمْكِنَةٌ لِمَنْ هُوَ مُرْتَمِ

(واپس آکر) خادمہ نے کہا میں نے دشمنوں کی جانب سے غفلت دیکھی ہے اور وہ بکری (عبلہ) اسی شخص کو حاصل ہو سکتی ہے، جو تیرانداز ہو (اور جسارت سے کام لے)۔

غِرَّة: سادگی (غفلت)، حدیث میں ہے: المؤمن غِرٌّ کریمٌ. **مُرْتَمِ:** اسم فاعل، افتعال، ارتماءً، پھینکا جانا (تیراندازی) ﴿وَمَا رَمَيتَ إِذ رَمَيتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَى الانفال ١٧﴾،

٦٦ وَكَأَنَّمَا الْتَفَتَتْ بِجِيدِ جَدَايَةٍ　　　　رَشَاءٍ مِنَ الْغِزْلَانِ حُرٌّ أَرْثَمِ

(شاعر اس کے بعد اپنی ملاقات کی کیفیت کو بیان کرتا ہے)، اس (محبوبہ) نے گویا کہ اس آہو بچہ کی گردن کے ساتھ التفات فرمایا جو ہرنوں میں سے چلنے پر قادر ہو گیا ہو، عمدہ ہو، اور جس کی ناک اور ہونٹوں پر سفید دھبہ ہو۔

مطلب: معشوقہ نے جب التفات کیا تو اس کی گردن آہو بچہ کی گردن کی طرح خوب صورت معلوم ہوتی تھی، جو اِن صفات کے ساتھ متصف ہو۔

جِيْد: گردن ﴿فِی جِیدِهَا حَبلٌ مِن مَسَدٍ اللهب﴾ **۔جَدَايَة:** ہرن کا بچہ، ج: جَدَایَا، **رَشَاء:** اولاد ہرن میں قدرے قوی مضبوط بچہ۔ **غِزْلَان:** مفردہ: غَزَال، ہرن۔ **حُرّ:** ہر چیز کی عمدگی ﴿الحُرُّ بِالحُرِّ وَالعَبدُ بِالعَبدِ البقرة ١٧٨﴾۔ **اَرْثَم:** وہ ہرن جس کے اوپر کے ہونٹ اور ناک پر سفیدی ہو۔

٦٧ نُبِّئْتُ عَمْراً غَيْرَ شَاكِرِ نِعْمَتِي　　　　وَالْكُفْرُ مُخْبَثَةٌ لِنَفْسِ الْمُنْعِمِ

مجھے یہ اطلاع دی گئی ہے کہ عمرو میرے انعامات کا شکر گزار نہیں اور ناسپاسی انعام کرنے والے کے

نفس کے لئے سبب خباثت بن جاتی ہے (یعنی پھر وہ احسان کرنے سے باز رہتا ہے)۔

نُبِّئْتُ: ماضی مجہول، تفعیل، خبر دینا ﴿عَنِ النَّبَإِ العَظِيمِ النباء ٢﴾۔ **مُخْبَثَةٌ:** سبب خبث ﴿الخَبِيثَاتُ لِلخَبِيثِينَ وَالخَبِيثُونَ لِلخَبِيثَاتِ النور ٢٦﴾۔

**٦٨ ولَقَدْ حَفِظْتُ وَصَاةَ عَمِّي بِالضُّحَي		إِذْ تَقْلِصُ الشَّفَتَانِ عَنْ وَضَحِ الْفَمِ**

(شجاعت ودلیری کے متعلق) میں نے اپنے چچا کی وصیت کو میدانِ جنگ میں اس وقت (بھی) یاد رکھا جب کہ (بہادروں کے) ہونٹ خوف کی وجہ سے دانتوں سے سکڑ گئے (اور دانت کھل گئے، یعنی گھبراہٹ کے وقت بھی میں نے دلیری سے کام لیا)۔

وَصَاة: وصیت کو وصاۃ بھی کہتے ہیں ﴿إِن تَرَكَ خَيرًا الوَصِيَّةُ لِلوَالِدَينِ وَالأَقرَبِينَ البقرة ١٨٠﴾۔ **تَقْلِصُ:** مضارع ''ض'' قَلصاً، سکڑنا۔ **وَضَح:** سفیدی، وضح الفم: دانتوں سے کنایہ ہے۔

**٦٩ فِي حَوْمَةِ الْحَرْبِ الَّتِي لا تَشْتَكِي		غَمَرَاتِهَا الأَبْطَالُ غَيرَ تَغَمْغُمِ**

(میں نے چچا کی وصیت) لڑائی کے ایسے شدید دور میں (یاد رکھی) کہ جس کے شدائد کی شکایت سوائے چیخ و پکار کے بہادر بھی کچھ نہیں کر سکتے، یعنی ایسی سخت جنگ میں کہ بڑے سے بڑے بہادروں کی زبان بھی بند ہو جائے۔

حَوْمَة: عظمت، بڑاپن۔ **غَمَرَات:** مفرده: غمرةٌ شدت، سختی ﴿وَلَو تَرَى إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ المَوتِ الانعام ٩٣﴾۔ **اَبْطَالٌ:** مفرده: بَطَل، بہادر، دلیر۔ **تَغَمْغُم:** جنگ میں بہادروں کی چیخ و پکار۔

**٧٠ إِذ يَتَّقُونَ بِيَ الأَسِنَّةَ لَمْ أَخِمْ		عَنهَا وَلَكِنِّي تَضَايَقَ مُقْدَمِي**

جب کہ وہ (بنو عبس) میرے ذریعے نیزوں سے بچ رہے تھے، (یعنی میں ان کی ڈھال اور سپر بنا ہوا تھا)، تو میں نے بزدلی نہیں دکھائی (ہاں) لیکن مجھے آگے بڑھنے کا موقع نہ ملا۔

الأَسِنَّة: مفرده: سِنَان، نیزہ۔ **لَمْ اَخِمْ:** مضارع ''ض'' خِمًا، بزدلی۔ **تَضَايق:** ماضی تفاعل، تنگ پڑنا (تضايق مقدمي پیش قدمی تنگ پڑ گئی یعنی آگے بڑھنے کا موقع نہ ملا) ﴿وَلَا تَكُ فِي ضَيقٍ مِمَّا يَمكُرُونَ النحل ١٢٧﴾۔ **مُقْدَمِي:** مصدر میمی، پیش قدمی کرنا ﴿أَنتُم قَدَّمتُمُوهُ لَنَا فَبِئسَ القَرَارُ ص ٦٠﴾۔

۷۱ لَمَّا رَأَيْتُ الْقَومَ أَقْبَلَ جَمْعُهُمْ يَتَذَامَرُونَ كَرَرْتُ غَيْرَ مُذَمَّمِ

جب میں نے دیکھا کہ دشمنوں کی تمام جماعت ایک دوسرے کو بھڑکاتی ہوئی (ہم پر) ٹوٹ پڑی تو میں نے ایسی حالت میں حملہ کیا کہ میں مستحقِ مذمت نہ تھا (یعنی خوب دادِ شجاعت دی)۔

يَتَذَامَرونَ: مضارع، تفاعل، بھڑکانا۔

۷۲ يَدْعُونَ عَنْتَرَ وَالرِّمَاحُ كَأَنَّهَا أَشْطَانُ بِئْرٍ فِي لَبَانِ الْأَدْهَمِ

بنو عبس عنترہ کہہ کر (مجھے) اس حال میں (امداد کے لئے) پکارتے تھے کہ نیزے (میرے گھوڑے) ادہم کے سینہ میں کنویں کی رسیوں کی طرح (آ جا رہے) تھے۔

اَشْطَان: مفردہ: شَطَنٌ: لمبی رسی۔ **لَبَان:** گھوڑے کا سینہ۔ **اَدْهَم:** گھوڑا۔

۷۳ مَا زِلْتُ أَرْمِيهِمْ بِثُغْرَةِ نَحْرِهِ وَلَبَانِهِ حَتَّى تَسَرْبَلَ بِالدَّمِ

میں برابر اس (گھوڑے) کے میانۂ گردن اور سینہ کو ان (دشمنوں) پر بڑھاتا رہا، یہاں تک کہ وہ خون میں لت پت ہو گیا۔

أَرْمِيهِمْ: مضارع "ض" پھینکنا، لیکن یہاں آگے بڑھانا مراد ہے ﴿وَمَا رَمَيتَ إِذ رَمَيتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَى الانفال ۱۷﴾ **ثُغْرَة:** ہنسلی کی ہڈیوں کے درمیان کا گڑھا، میانِ گردن۔ **نَحْر:** سینہ، سینہ کا بالائی حصہ ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانحَر الکوثر﴾۔ **لَبَان:** سینہ یا دونوں پستان کا درمیان۔ **تَسَرْبَلَ:** ماضی تفعلل، سلوار پہننا، خون کی سلوار پہنی یعنی خون میں لت پت ہوا، ﴿سَرَابِيلُهُم مِن قَطِرَانٍ ابراهيم ۵۰﴾

۷۴ فَازْوَرَّ مِنْ وَقْعِ الْقَنَا بِلَبَانِهِ وَشَكَىٰ إِلَيَّ بِعَبْرَةٍ وَتَحَمْحُمِ

پس اپنے سینے پر نیزوں کے واقع ہونے کی وجہ سے وہ ہٹا اور اس نے ہنہنا کر اور آنسو کے ذریعہ مجھ سے شکایت کی۔

ازْوَرَّ: ماضی: احمرار، ہٹنا۔ **قَنَا:** نیزہ۔ **لَبَان:** سینہ یا دونوں پستان کا درمیان۔ **عَبْرَة:** آنسو، **تَحَمْحُم:** مصدر تدحرج، گھوڑے کا ہنہنانا۔

۷۵ لَوْ كَانَ يَدْرِي مَا الْمُحَاوَرَةُ اشْتَكَى وَلَكَانَ لَوْ عَلِمَ الْكَلَامَ مُكَلِّمِي

اگر وہ بات چیت کرنا جانتا تو ضرور شکایت کرتا اور اگر گفتگو کرنا جانتا تو ضرور مجھ سے گفتگو کرتا۔

مطلب: زبان حال سے اس کی شکایت اس بناء پر تھی کہ وہ زبانِ قال سے گفتگو کرنا نہیں جانتا تھا، ورنہ وہ ضرور زبان سے اپنی شکایات بیان کرتا۔

مُحاوَرَة: گفتگو، بات چیت ﴿وَاللّٰهُ يَسمَعُ تَحاوُرَكُما المجادلة ١﴾۔ **مُكَلِّم:** اسم فاعل، تفعیل، بات کرنا، آخر میں ''ی'' متکلم کی ہے ﴿يَومَ يَأتِ لَا تَكَلَّمُ نَفسٌ هود ١٠٥﴾۔

٧٦ وَلَقَدْ شَفَى نَفْسِي وَأَذْهَبَ سُقْمَهَا — قِيلُ الفَوَارِسِ وَيْكَ عَنْتَرَ أَقْدِمِ

میرا دل ٹھنڈا کر دیا اور اس کے تمام (غصہ) یا بیماری کو شہسواروں کے اس قول نے زائل کر دیا کہ اے کمبختی کے مارے عنترہ آگے بڑھ۔

مطلب: چونکہ تمام اصحاب کو میرے اوپر اعتماد تھا اس لئے سب نے مجھ ہی سے امداد کی التجا کی، اس وجہ سے دل کے داغ دھل گئے اور میں بہت خوش ہوا۔

سُقْم: بیماری ﴿فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ الصافات ٨٩﴾۔ **قِيلُ:** دراصل ماضی مجہول قِيلَ ہے، لیکن اسے فعلیت سے اسمیت کی طرف منتقل کر کے قِيلُ پڑھا گیا، اب قول ومقولة کے معنی میں ہے ﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُم لَا تُفسِدُوا فِي الأَرضِ البقرة﴾۔ **وَيْكَ:** ويلك کے معنی میں ہے، کبھی بددعا اور کبھی بے تکلفی کے اظہار کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، یہاں دوسرا معنی مراد ہے۔ **أَقْدِمِ:** فعل امر، افعال، آگے بڑھنا، ﴿أَنتُم قَدَّمتُمُوهُ لَنَا ص ٦٠﴾

٧٧ وَالْخَيْلُ تَقْتَحِمُ الْخَبَارَ عَوَابِساً — مِنْ بَيْنِ شَيْظَمَةٍ وَأَجْرَدَ شَيْظَمِ

(ترجمہ نمبر:١) اس حال میں کہ گھوڑے تُرش رُو ہو کر نرم زمین میں داخل ہو رہے تھے، اور وہ دراز قد گھوڑیوں اور کم بال والے طویل گھوڑوں میں منقسم تھے۔

(ترجمہ نمبر:٢) حال یہ تھا کہ بڑے بڑے گھوڑے کم بالوں والے اور اچھی اچھی گھوڑیاں لمبے قد کی، نرم زمین میں دھنسی جاتی تھیں اور ان کے چہرے بگڑ رہے تھے۔

وَالْخَيْلُ: عبارت میں واؤ حالیہ ہے اور پورا جملہ شفی کی ضمیر سے حال ہے ﴿وَأَجلِب عَلَيهِم بِخَيلِكَ

الاسراء ٦٤﴾۔ **تَقْتَحِمُ:** مضارع افتعال، بغیر دیکھے داخل ہونا﴿ هَـٰذَا فَوجٌ مُقتَحِمٌ مَعَكُم صٓ ٥٩﴾۔ **خَبَارٌ:** نرم زمین۔ **عَوَابِساً:** مفرده: عابس، ترش رو، عوابساً حال ہے، تقتحم کی ضمیر سے﴿عَبَسَ وَتَوَلَّى عبس ١﴾۔ **شَيْظَمَة:** مذکر: شیظمٌ طویل گھوڑا۔ **أَجْرَد:** کم بالوں والا ہونا۔

٧٨ ذُلُلٌ رِكَابِي حَيثُ شِئتُ مُشَايِعِي — لُبِّي وَأَحْفِزُهُ بِأَمْرٍ مُبْرَمِ

میری سواریاں تابعدار ہیں، میں جہاں چاہوں (لے جاؤں) میری عقل میری معین ومددگار ہے اور میں اس کو رائے محکم کے ساتھ چلاتا ہوں، (عقل جس امر کی متقاضی ہوتی ہے اس کو عزم بالجزم سے پورا کرتا ہوں)۔

ذُلُلٌ: مفرده: ذَلُول، تابعدار﴿ وَاخفِض لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ الاسراء ٢٤﴾۔ **مُشَايِعة** بمعاونت ومدد یہ شیاع سے ہے اور شیاع آگ سلگانے والی چھوٹی لکڑیوں کو کہتے ہیں، کیونکہ وہ بھی بڑی لکڑیاں جلانے کے لئے معاون ومددگار ہوتی ہیں "ی" متکلم کی ہے۔ **لُبٌّ:** عقل، ج: اَلبَاب﴿ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الأَلبَابِ الرعد ١٩﴾۔ **أَحْفِزُ:** مضارع "ض" حَفزاً پیچھے سے دھکا دینا۔ **مبرم:** محکم، افعال، ہٗ: حکم کرنا،﴿أَم أَبرَمُوا أَمرًا فَإِنَّا مُبرِمُونَ الزخرف ٧٩﴾

٧٩ إِنِّيْ عَدَانِي أَنْ أَزُوْرَكِ فَاعْلَمِيْ — مَا قَدْ عَلِمْتِ وَبَعْضَ مَالَمْ تَعْلَمِي

میرے ہاتھ سے یہ بات جاتی رہی کہ میں تیری زیارت کروں، پس تو ان باتوں پر جمی رہ، جن کو تو جانتی ہے اور جن کو نہیں جانتی ان کو جان لے۔

عَدَانِي: عدانی، ای جاوزنی، یعنی مجھ سے تجاوز کر گئی، ترجمہ "میرے ہاتھ سے جاتی رہی" کیا گیا ہے۔﴿ فَاعتَدُوا عَلَيهِ بِمِثلِ مَا اعتَدَى عَلَيكُم البقرة ١٩٤﴾

٨٠ حَالَتْ رِمَاحُ بَنِيْ بَغِيْضٍ دُوْنَكُمْ — وَزَوَتْ جَوَانِيُ الْحَرْبِ مَنْ لَّمْ يَجْرِمِ

بنی بغیض کے نیزے تمہارے اس طرف آڑے آگئے اور لڑائی کے بھڑکانے والوں (قیس وزہیر) نے ان (ربیع وشداد) کو بھی پھانس لیا، جو مجرم نہ تھے۔

حَالَتْ: ماضی "ن" حَوَلا، حیلولةً حائل ہونا، رکاوٹ بننا﴿ وَحَالَ بَينَهُمَا المَوجُ هود ٤٣﴾۔

زَوَتْ: ماضی ''ض'' زَیًّا، جمع کرنا، اکٹھا کرنا، قبضہ کرنا، یہاں پھانس لینے سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ **جَنَاتِي:** مفردہ: جانی، گناہ کرنے والا، جوانی الحرب کا ترجمہ ''لڑائی کے بھڑکانے والوں'' سے کیا گیا ہے۔

۸۱ وَلَقَدْ كَرَرْتُ الْمُهْرَ يَدْمِي نَحْرُهُ ۔۔۔ حَتَّى اتَّقَتْنِي الْخَيْلُ بِابْنَيْ حِذْيَمِ

میں نے گھوڑے کو اس حال میں بڑھایا کہ اس کا سینہ خون آلودہ تھا، یہاں تک کہ (طی کا) لشکر حذیم کے دو بیٹوں کی آڑ لے کر مجھ سے بچ نکلا (میں ان دونوں سے جنگ و جدل میں مصروف ہو گیا اور طی کے دوسرے شہسوار موقع پا کر نکل بھاگے)۔

كَرَرْتُ: ماضی ''ن'' شہسوار کا دشمن پر حملہ کرنا، اور ٹوٹ پڑنا ﴿ثُمَّ رَدَدنَا لَكُمُ الكَرَّةَ عَلَيهِم الاسراء ٦﴾۔

الْمُهْر: گھوڑے کا مذکر بچہ جو قوی و مضبوط ہو۔ **يَدْمِي:** مضارع ''ض'' دماً خون آلود ہونا۔ **اِتَّقَتْنِي:** ماضی افتعال، بچنا، آخر میں یاء متکلم ہے ﴿وَلَو أَنَّهُم آمَنُوا وَاتَّقَوا البقرة ١٠٣﴾۔ **حِذْيَم:** نام ہے۔

۸۲ وَلَقَدْ خَشِيتُ بِأَنْ أَمُوتَ وَلَمْ تَكُنْ ۔۔۔ لِلْحَرْبِ دَائِرَةٌ عَلَى ابْنَيْ ضَمْضَمِ

بخدا مجھے محض اس کا ڈر ہے کہ میں مرجاؤں اور ضمضم کے دو بیٹوں (حصین و ہرم پر لڑائی کی چکی اچھی طرح) نہ گھومے (میرا دل جب ہی ٹھنڈا ہوگا جب دل کھول کر ان سے بدلہ لے لوں گا)۔

دَائِرَةٌ: اسم مفعول ''ن'' دوراً، گھومنا، چکر لگانا، ﴿يَنظُرُونَ إِلَيكَ تَدُورُ أَعيُنُهُم الاحزاب ١٩﴾

۸۳ الشَّاتِمَيْ عِرْضِي وَلَمْ أَشْتِمْهُمَا ۔۔۔ وَالنَّاذِرَيْنِ إِذَا لَمْ أَلْقَهُمَا دَمِي

دونوں میری آبروریزی کرنے والے ہیں، حالانکہ میں نے کبھی انہیں گالی (جو بہادری کے شیوہ کے منافی ہے) نہیں دی اور جب میں ان سے نہیں ملتا (غائب ہوتا ہوں) تو وہ میرے خون کی منتیں مانتے ہیں، (اور جب سامنے آتا ہوں تو میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے)۔

الشَّاتِمَي عِرْضِيْ: الشاتمی، الشاتم کا تثنیہ ہے، نون بوجہ اضافت حذف ہوا (چونکہ یہاں اضافت لفظیہ ہے لہذا ''الشاتم'' پر باوجود مضاف ہونے کے الف لام داخل ہے) شتم ''ن، ض'' شتماً گالی دینا، عِرض اچھی عادت، آبرو، باعثِ فخر عزت، حسب، الشاتمی عرض کا ترجمہ عزت پر طعن و تشنیع یعنی آبروریزی سے کیا گیا۔ **النَّاذِرَيْنِ:** اسم فاعل ''ض، ن'' نذراً، نذر ماننا، غیر واجب کام کو اپنے اوپر واجب

کرنا۔﴿اِنْ نَذَرتُم مِن نَذرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ یَعلَمُہُ البقرۃ ۲۷۰﴾

**۸۴ اِنْ یَفْعَلَا فَلَقَدْ تَرَکْتُ اَبَاهُمَا		جَزَرَ السِّبَاعِ وَکُلِّ نَسْرٍ قَشْعَمِ**

اگر وہ ایسا کرتے بھی ہیں (تو کوئی تعجب نہیں) اس لئے کہ میں نے ان کے باپ کو (مارکر) درندوں اور ہر بڈھے گِدھ کی خوراک بنا کر چھوڑا ہے۔

جَزَرَ: خوراک، السِبَاعِ، وہ گوشت جس کو درندے کھائیں، **نَسْر:** گدھ۔ **قَشْعَمِ:** عمر رسیدہ، (مرد، عورت، گِدھ)

☆☆......☆☆

حارث بن حلّزہ

حارث بن حلزہ بن بکرۃ بن یزید قبیلہ بنی بکر سے تعلق رکھتے تھے

ابوعبیدہ کہتے ہیں عمدہ اور طویل قصیدے کے اعتبار سے تین شعراء بلند مرتبہ رکھتے ہیں، عمرو بن کلثوم، حارث بن حلزہ اور طرفہ بن عبد، حارث بن حلّزہ نے چونکہ پورا قصیدہ ایک ہی نشست میں کہا تھا اس لئے اکثر رواۃ نے اس بدیہہ گوئی پر استعجاب کا اظہار کیا کہ اتنا طویل قصیدہ اس روانی اور پختہ کلامی کے ساتھ کہہ ڈالا، ابوعمرو شیبانی کا کہنا ہے کہ اگر وہ اس قصیدہ کو ایک برس میں کہتا تب بھی قابل ملامت نہ ہوتا.......... قصیدہ کہتے وقت وہ اس قدر جوش وغضب میں تھا کہ کمان کی نوک جس پر اس نے تکیہ لگا رکھا تھا اس کے ہاتھ میں گھس گئی اور اس کو قطعاً خبر نہ ہوئی۔

بنی تغلب و بنی بکر ایک دوسرے کے حریف قبائل تھے ایک مرتبہ بنی تغلب کی طرف سے عمرو بن کلثوم نے شاہِ عرب عمرو بن ہند کے سامنے قصیدہ کہا اور اپنے قبیلے کے فضائل بیان کئے جب کہ بنی بکر کی تنقیص وتحقیر کی، اب بنی بکر میں کوئی ایسا شاعر نہ تھا جو اس کا جواب دیتا اور نہ صرف یہ کہ اپنے قبیلے کی عزت بحال کرتا بلکہ ان کی تحقیر وتذلیل بھی کرتا سوائے حارث بن حلزہ کے اس لئے کہ وہ شعر کہنا جانتا تھا لیکن مسئلہ یہ درپیش ہوا کہ حارث برص کا مریض تھا اور دستور کے مطابق برص کے مریض کا سامنا بادشاہ نہیں کیا کرتے تھے اگر اشد ضرورت درپیش ہوتی بھی تو سات پردوں کے پیچھے سے اس کی بات سنی جاتی تاکہ برص کی بیماری اسے نہ لگ جائے، مجبوراً سات پردے باندھے گئے اور مزید احتیاطی تدابیر اختیار کرتے ہوئے حارث ہی کو جواب دینے کے لئے آگے لایا گیا جب اس نے شعر کہنے شروع کئے تو بادشاہ نے حارث کو قریب کرتے کرتے نہ صرف ایک ایک کر کے تمام پردے اتروا دیئے بلکہ قصیدے کے اختتام پر حارث کو اپنے ساتھ بٹھا کر اس کے ساتھ ایک پیالے میں کھانا کھایا اور انعام واکرام سے نوازتے ہوئے اس کے قبیلے کے مطالبات بھی تسلیم کئے،

اصمعیؒ کہتے ہیں کہ حارث نے یہ قصیدہ ۱۳۵ سال کی عمر میں کہا تھا حارث اپنے اس واقعے پر اتنا فخر کیا کرتا تھا کہ یہ مثل مشہور ہوگئی ....هو افخر من حارث بن حِلّزہ

تعارف معلقہ سابعہ

عمرو بن کلثوم کے معلقے میں آپ پڑھ چکے ہیں بنو بکر اور بنو تغلب میں کیا کچھ ہوتا رہا، تو جہاں عمرو بن کلثوم نے اپنے قبیلے بنو تغلب کے مفاخر بیان کئے تھے، اس معلقے میں حارث بن حلّزہ اپنے قبیلے بنو بکر کے مفاخر بیان کرتا ہے، اور عمرو بن کلثوم اور اس کے قبیلے کی بھرپور طریقے سے مذمت کرتا ہے، لیکن معلقے کی ابتداء محبوبہ اسماء کی جدائی سے کی ہے، پھر اپنی اونٹنی کی تعریف کرتے ہوئے اپنی جفاکشی اور سخت روی کو ذکر کیا ہے، اس معلقے میں حارث نے احسان جتلاتے ہوئے اپنی ان چند لڑائیوں کو بھی ذکر کیا ہے، جو اس کے قبیلے نے عمرو بن ہند کے اتحادی بن کر مختلف گروہوں سے لڑی ہیں۔

۱ آذَنَتْنَا بِبَيْنِهَا أَسْمَاءُ　　رُبَّ ثَاوٍ يُمَلُّ مِنْهُ الثَّوَاءُ

(محبوبہ) اسماء نے ہمیں اپنی جدائی کی خبر دی، بہت سے مقیم ہیں کہ ان کی اقامت سے رنج پہنچتا ہے (لیکن محبوبہ اسماء تو ان لوگوں میں نہیں بلکہ اس کی اقامت تو باعثِ راحت وسکون ہے پھر وہ کیوں سفر کرتی ہے)۔

آذَنَتْ: ماضی ''افعال'' آگاہ کرنا ﴿فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِم النور ٥٩﴾ ۔ **ثَاوٍ:** اسم فاعل، ''ثُوِيًّا'' اقامت کرنا ﴿وَمَا كُنتَ ثَاوِيًا فِي أَهْلِ مَدْيَنَ القصص ٤٥﴾ ، **يُمَلُّ:** مضارع ''س'' مَلَلًا، تنگ دل ہونا (رنجیدہ ہونا)، اِمْلَالًا و اِمْلَاءً لکھوانا ﴿وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ البقرة ٢٨٢﴾ ۔ **الثَّوَاءُ:** اقامت ﴿وَمَا كُنتَ ثَاوِيًا فِي أَهْلِ مَدْيَنَ القصص ٤٥﴾

٢ بَعْدَ عَهْدٍ لَنَا بِبُرْقَةِ شَمَّا فَأَدْنَى دِيَارِهَا الْخَلْصَاءُ

٣ فَالْمُحَيَّاةُ فَالصِّفَاحُ فَأَعْنَا قُ فِتَاقٍ فَعَاذِبٌ فَالْوَفَاءُ

٤ فَرِيَاضُ الْقَطَا فَأَوْدِيَةُ الشُّرْبُبِ فَالشُّعْبَتَانِ فَالْأَبْلَاءُ

تین اشعار کی اکھٹی تشریح:

(محبوبہ نے جدائی کی خبر) اس ملاقات کے بعد (دی) جو مقامِ شماء کی پتھریلی زمین میں ہوئی جس کے قریب ترین مکانات میں سے (مقام) خلصاء ہے، پھر (مقام) محیاۃ میں پھر (کوہِ) صفاح میں پھر (کوہِ) فتاق کی چوٹیوں پر پھر (مقام) عاذب پھر (مقامِ) وفاء پھر (مقامِ) ریاض القطا پھر شربب کی وادیوں میں، پھر (مقامِ) شعبتان و اُبلا میں ہوئی۔

مطلب: باوجودیکہ ایک عرصۂ دراز تک ان مقاماتِ مذکور میں محبوبہ سے ملاقات رہی لیکن پھر بھی اس نے کوئی پرواہ نہیں کی اور مجھ کو چھوڑ کر چلی گئی۔

بُرْقَةِ: پتھریلی زمین۔ **شَمَّا:** مقامِ ضریہ میں ایک پہاڑی۔ **أَدْنٰى:** دُنُوًّا سے بمعنی قریب ﴿فَكَانَ قَابَ قَوسَينِ أَو أَدنَى النجم ٩﴾۔ **خَلْصَاءُ:** دیارِ دہنا میں ایک گاؤں کا نام ہے۔ **مُحَيَّاةُ:** جگہ کا نام ہے۔ **صِفَاحُ:** وادیٔ نعمان کے نزدیک پہاڑ۔ **أَعْنَاقُ:** مفردہ: عُنق، گردن، مراد پہاڑ کی بلندی ﴿وَأُولَئِكَ الْأَغلَالُ فِي أَعنَاقِهِم الرعد ٥﴾۔ **فِتَاقِ:** پہاڑ کا نام ہے۔ **عَاذِبُ:** دیارِ تمیم میں رہبا کے قریب ایک وادی یا پہاڑ۔ **وَفَاءُ:** پہاڑ کا نام ہے۔ **رِيَاضُ الْقَطَا:** یمن میں ''حضر موت'' کے قریب ایک خطہ۔ **أَوْدِيَةُ:** مفردہ: وادی، پہاڑوں کے درمیان نشیبی علاقہ ﴿فَسَالَت أَودِيَةٌ بِقَدَرِهَا الرعد ١٧﴾۔ **الشُّرْبُبِ:** میں دیارِ بنی سلیم میں ایک وادی **شعبتان:** اگر مراد شعبتا الفردوس ہے تو وہ بلادِ بنو یربوع کی ایک جگہ ہے۔ **ابلاء:** مکہ و مدینہ کے درمیان وادی جس میں بئر معونہ بھی ہے

٥ آذَنَتْنَا بِبَيْنِهَا ثُمَّ وَلَّتْ لَيْتَ شِعْرِي مَتَى يَكُوْنُ اللِّقَاءُ

اس نے ہمیں اپنی جدائی کی خبر دی اور پھر اس نے پشت پھیر لی، اے کاش میں یہی جان لیتا کہ اب

ملاقات پھر کب ہوگی (تا کہ امیدِ ملاقات سے کچھ تو تسلی ہوتی)۔

لَیْتَ شِعْرِیْ: محاورہ، کاش میں جانتا ہوتا۔ **وَلَّتْ:** ماضی تفعیل "تولیۃ" پیٹھ دکھا کر بھاگنا، دور ہونا ﴿کَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّی مُدبِرًا النمل ۱۰﴾

۶ لَا أَرَی مَنْ عَهِدْتُ فِیهَا فَأَبْکِي الْیَوْمَ دَلْهاً وَمَا یُحِیرُ الْبُکَاءُ

میں اس محبوبہ (اسماء) کو نہیں دیکھتا جس سے ان مقامات (مذکورہ) میں ملاقات ہوئی تھی پس آج شدتِ غم و رنج میں رو رہا ہوں اور کیا رونا کوئی چیز واپس دلا سکتا ہے؟ (ہرگز نہیں بلکہ اب واویلا بالکل غیر نافع اور بے سود ہے)۔

عَهِدْتُ: ماضی "س" بمکان کذا: ملاقات کرنا ﴿وَعَهِدْنَا إِلَی إِبْرَاهِیمَ وَإِسْمَاعِیلَ أَن طَهِّرَا بَیْتِیَ البقرۃ ۱۲۵﴾۔ **دَلْهاً:** مصدر "س" غم و عشق وغیرہ سے سرگشتہ ہونا، حیران ہونا (شدتِ غم و رنج)۔ **یُحِیْرُ:** مضارع افعال، بمعنی حار، یَحُورُ، لوٹنا، ﴿إِنَّهُ ظَنَّ أَن لَن یَحُورَ الانشقاق ۱۴﴾

۷ وَبِعَیْنَیْكَ أَوْقَدَتْ هِنْدُ النَّارَ أُصِیْلاً تُلْوِي بِهَا الْعَلْیَاءُ

اور تیری دونوں آنکھوں کے سامنے ہند نے شام کے وقت آگ روشن کی جس کو پہاڑ کی چوٹی ابھار رہی تھی

أُصِیْلًا: شام کا وقت ﴿وَسَبِّحُوهُ بُکْرَةً وَأَصِیلًا الاحزاب ۴۲﴾۔ **تُلْوِی:** مضارع افعال، الِوَاءُ، بلند کرنا، نصب کرنا ﴿وَلَا تَلْوُونَ عَلَی أَحَدٍ ال عمران ۱۵۳﴾۔ **عَلْیَاء:** بلندی، پہاڑ کی چوٹی مراد ہے۔ ﴿وَالسَّمَاوَاتِ الْعُلَی طه ۴﴾

۸ فَتَنَوَّرْتَ نَارَهَا مِنْ بَعِیدٍ بِخَزَازَی هَیْهَاتَ مِنْكَ الصَّلَاءُ

پس تو نے اس (ہند کی) آگ کو (کوہِ) خزازی پر دور سے دیکھا اور اس آگ سے تاپنا (یا وہ آگ) تجھ سے بہت دور تھی۔

مطلب: تو اس آگ سے متمتع نہ ہوسکا کیونکہ وہ تیری قسمت میں ہی نہ تھی۔

تَنَوَّرْتَ: ماضی تفعل، الرجلَ، کسی شخص کو آگ کے پاس ایسی جگہ سے دیکھنا کہ وہ اسے نہ دیکھ رہا ہو ﴿

وَأنزَلنَا إِلَيكُم نُورًا مُبِينًا النساء ١٧٤﴾ ۔**خَزَازَى:** منحج اور عاقل کے درمیان ضریّہ کے سامنے ایک پہاڑ۔**هَيْهَاتَ:** اسم فعل، دور ہوا﴿هَيهَاتَ هَيهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ المؤمنون ٣٦﴾ ۔**صَلَاءُ:** بالفتح آگ تاپنا، بالکسر آگ۔

٩ أَوْقَدَتْهَا بَيْنَ الْعَقِيْقِ فَشَخْصَيْنِ بِعُودٍ كَمَا يَلُوحُ الضِّيَاءُ

اس (محبوبہ) نے (مقام) عقیق و شخصین کے درمیان خوشبودار لکڑی سے اس آگ کو اس طرح روشن کیا جس طرح صبح کی روشنی چمکتی ہے۔

عَقِيْق: ہر ایسی وادی یا زمین جہاں سیلاب کی وجہ سے پانی کی کئی گزرگاہیں بن گئی ہوں، عرب میں ایسی کئی وادیاں تھیں، مثلاً عقیق یمامہ، عقیق مدینہ، عقیق تہامہ وغیرہ۔ **شَخْصَيْن:** ایک جگہ کا نام ہے۔**عُوْد:** ایک خوشبودار لکڑی۔**يَلُوْح:** مضارع ''ن'' لوحاً، چمکنا۔ **ضِيَاء:** ای ضیاء الفجر، صبح کی روشنی﴿جَعَلَ الشَّمسَ ضِيَاءً يونس ٥﴾

١٠ غَيْرَ أَنِّي قَدْ أَسْتَعِينُ عَلَى الْهَمِّ إِذَا خَفَّ بِالثَّوِيِّ النَّجَاءُ

لیکن (باوجود اس عشق و فریفتگی کے) میں اس وقت جب کہ (شدائد اقامت کی وجہ سے) مقیم پر سفر آسان ہوجائے، مصائب کے خلاف (اس ناقہ سے جس کی صفات آئندہ اشعار میں بیان کی گئی ہیں) مدد چاہتا ہوں (اور وقت کو ٹالنے کے لئے سفر کر جاتا ہوں)۔

غَيرَ أَنَّ: لیکن، مگر یہ کہ، اس کے باوجود، تاہم، پھر بھی۔**هَمّ:** غم، مراد مصائب و شدائد ہیں۔**ثَوِيّ:** بمعنی ثاوی، مقیم ''ثویًّا'' اقامت کرنا﴿وَمَا كُنتَ ثَاوِيًا فِي أَهلِ مَديَنَ القصص ٤٥﴾**النَّجَاءُ:** تیز چلانا (سفر)

١١ بِزَفُوفٍ كَأَنَّهَا هِقْلَةٌ أُمُّ رِئَالٍ دَوِّيَّةٌ سَقْفَاءُ

ایک ایسی تیز رو ناقہ کے ذریعے جو (تیز روی میں) گویا کہ ایک طویل کبڑی کمر والی اور بچوں والی جنگلی مادہ جوان شتر مرغ ہے۔

زَفُوف: شتر مرغ، مِن النُّوق، عمدہ چال والی تیز رفتار اونٹنی۔**هِقْلَة:** جوان شتر مرغ۔**رِئَال:** مفردہ:

رِئل، شتر مرغ کا بچہ۔ **دَوِّيَّةٌ:** دوّ کی طرف نسبت ہے، دوّ جنگل کو کہتے ہیں۔ **سَقْفَاءُ:** طویل وکبڑا ہونا۔

ترجمہ ثانی: یعنی میں اپنے مطلب پر ایسی سانڈھنی سے مدد لیتا ہوں جو بڑی تیز چلنے والی اور ایسی مادۂ شتر مرغ جیسی ہو جو اچھی جوان اور چھوٹے بچوں کی ماں اور جنگل کی پلی ہوئی لمبی قد والی تھوڑی سی کبڑی ہو۔

١٢ آنَسَتْ نَبْأَةً وَأَفْزَعَهَا الْقُنَّاصُ　　عَصْراً وقدْ دَنَا الْإِمْسَاءُ

(ایسی مادۂ شتر مرغ) جس نے (ایک قسم کی) کھسکھساہٹ سنی اور (جس کو) شام کے وقت جب کہ شب میں داخل ہونے کا وقت قریب تھا شکاریوں نے گھبراہٹ میں ڈال دیا ہو۔

مطلب: ان اوصاف سے بہت زیادہ تیز رفتار ہونے کی طرف اشارہ ہے، اس لئے کہ مادہ شتر مرغ ایک تو پہلے ہی کافی تیز رفتار اور متوحش ہوتی ہے، پھر جب یہ اوصاف بھی اس میں موجود ہوں تو اس کی تیز روی کا اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا۔

آنَسَتْ: ماضی مفاعلہ، مانوس کرنا، الصوتَ آواز سننا ﴿وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ الاحزاب ٥٣﴾۔

نَبْأَة: کھسکھساہٹ۔ **قُنَّاص:** مفرده، قانص،

١٣ فَتَرى خَلْفَهَا مِنَ الرَّجْعِ وَالْوَقْعِ　　مَنِيْناً كَأَنَّهُ أَهْبَاءُ

پس تو (اے مخاطب) اس ناقہ کے پیچھے تیز روی اور وسعت گامی کی وجہ سے باریک ذرات کو مثل غبار (اُڑتا) دیکھے گا۔

رَجْع: دو قدموں کے درمیان وسیع فاصلہ ترجمہ وسعت گامی سے کیا گیا ہے ﴿ذَلِكَ رَجْعٌ بَعِيدٌ ق ٣﴾ **وَقْع:** تیز رفتاری۔ **مَنِيْن:** گرد وغبار **أَهْبَاء:** مفرده: هَبَاء، مٹی کے باریک ذرات ﴿فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُورًا الفرقان ٢٣﴾

١٤ وَطِرَاقاً مِنْ خَلْفِهِنَّ طِرَاقٌ　　سَاقِطَاتٌ أَلْوَتْ بِهَا الصَّحْرَاءُ

نعل کے ایسے ٹکڑے (تو دیکھے گا) جن کے پیچھے اور ٹکڑے گرے ہوئے ہوں گے جنہیں جنگل (میں تیز روی) نے فاسد بنا دیا ہے۔

مطلب: ناقہ کی تیز روی کی وجہ سے اس کے نعل کے ٹکڑے کٹ کٹ کر گر رہے ہیں۔

طِـرَاقَـا: نعل کے ٹکڑے، اونٹ کے لئے چمڑے کے نعل لگائے جاتے تھے، جس طرح گھوڑے وغیرہ کے لئے لوہے کے نعل ہوتے ہیں۔ **أَلْوَتْ:** ماضی افعال، بالشیء، ہلاک کرنا، فنا کرنا، فاسد کرنا ﴿وَلَا تَلْوُونَ عَلَى أَحَدٍ ال عمران ۱۵۳﴾۔

۱۵ أَتَلَهّٰى بِهَا الْهَوَاجِرَ إِذْ كُلُّ ابْنِ هَمٍّ بَلِيَّةٌ عَمْيَاءُ

میں اس ناقہ سے دوپہر میں کھیل کود کرتا ہوں جب کہ (گرمی کی وجہ سے) ہر صاحبِ عزم وارادہ قبر پر بندھی ہوئی اندھی اونٹنی (کی طرح درماندہ گھر میں پڑا ہوا) ہو۔

مطلب: اپنی جفاکشی کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ دوپہر کی سخت گرمی میں تیز رفتار ناقہ کے ذریعے سفر کرنے کو مذاق اور کھیل سمجھتا ہوں۔

أَتَلَهّٰى: مضارع، تفعّل، کھیل کود کرنا ﴿اتَّخَذُوا دِينَهُم لَعِبًا وَلَهوًا الانعام ۷۰﴾۔ **هَوَاجِر:** مفردہ: هاجرة، سخت گرمی۔ **اِبْنُ هَمٍّ:** صاحب عزم وارادہ۔ **بَلِيَّةٌ:** وہ اونٹنی جس کو اس کے مالک کی قبر پر زمانۂ جاہلیت میں باندھ دیا کرتے تھے، اور چارہ پانی کچھ نہیں دیتے تھے یہاں تک کہ وہ مرجاتی تھی۔

۱٦ وَأَتَانَا مِنَ الْحَوَادِثِ وَالأَنْبَاءِ خَطْبٌ نُعْنَى بِهِ وَنُسَاءُ

ہمارے اوپر واقعات اور خبروں کی وجہ سے وہ مصیبت ٹوٹی ہے جس سے ہم مشقت اور تکلیف میں مبتلا کردیئے گئے۔

الأَنْبَاء: مفردہ: نبأ، خبر عظیم ﴿عَنِ النَّبَإِ العَظِيمِ النباء ۲﴾۔ **خَطْب:** امرِ عظیم۔ **نُعْنَى:** مضارع مجہول، "س" عَنَاءً، تھکنا۔ **نُسَاءُ:** مضارع مجہول "ن" سُوءً برا ہونا، قبیح ہونا (تکلیف میں مبتلا ہونا)، ﴿مَا جَزَاءُ مَن أَرَادَ بِأَهلِكَ سُوءًا يوسف ۲۵﴾

۱۷ إِنَّ إِخْوَانَنَا الأَرَاقِمَ يَغْلُوْنَ عَلَيْنَا فِي قِيْلِهِمْ إِحْفَاءُ

ہمارے اراقم بھائی ہم پر حد سے تجاوز کرتے ہیں اس حال میں کہ ان کے کلام میں (بے جا) مبالغہ ہوتا ہے، (وہ خواہ مخواہ ہم کو مجرم گردان رہے ہیں، اور ہم پر تہمتیں تراش رہے ہیں)۔

یَغْلُوْن: مضارع ''ن'' غُلواً زیادہ ہونا، بلند ہونا، حد سے تجاوز کرنا، ﴿لَا تَغْلُوا فِی دِیْنِکُم النساء ۱۷۱﴾ ۔**قِیْلِ:** اسم مصدر، گفتگو، کلام ﴿قَالَ فَالحَقُّ وَالحَقَّ أَقُولُ ص ۸٤﴾ ۔**إِحْفَاءُ:** باربار دہرانا، اصرار کرنا، الیہ مبالغہ کرنا ﴿یَسأَلُونَکَ کَأَنَّکَ حَفِیٌّ عَنهَا الاعراف ۱۸۷﴾ ۔**أَراقِم:** نامِ قبیلہ، قبیلہ بنو تغلب کی ایک شاخ بنو اراقم ہے (جو کہ شاعر کے چچازاد بھی ہیں)۔

۱۸ یَخْطُونَ الْبَرِيءَ مِنَّا بذي الذَّنْب ۔۔۔ وَلَا یَنْفَعُ الْخَلِّي الْخَلَاءُ

(اراقم) ہم میں سے بری کو گنہگار کے شامل حال کررہے ہیں اور (طرفہ یہ ہے کہ) بری کو براءت بھی کچھ فائدہ نہیں دے رہی ہے (یعنی وہ کسی طرح ہماری براءت کو تسلیم نہیں کرتے)۔

الخَلِّي: بری، بے گناہ، غم سے خالی، وہ شخص جس کی بیوی نہ ہو، ج: اَخلِیا۔ **الخَلَاءُ:** براءت، بے گناہی۔

۱۹ زَعَمُوا أَنَّ کلَّ مَنْ ضَرَبَ الْعِیْرَ ۔۔۔ مُوَالٍ لَنَا وَأَنَّا الْوَلَاء

(ان اراقم) نے یہ خیال کر رکھا ہے، کہ جو بھی غیر کو مارے وہ ہمارا حلیف ہے اور ہم اس کے حلیف؛ (اسی بناء پر وہ دوسروں کے الزام میں ہمیں ماخوذ کرتے ہیں)۔

عِیْر: بالکسر قبیلہ قافلہ (غیر)، بالفتح، گدھا، گورخر **مُوَالِي:** مفردہ: مولیٰ، حلیف ﴿بَلِ اللّٰہُ مَولَاکُم ال عمران ۱۵۰﴾ ۔**وَلَاءُ:** محبت، دوستی، قرابت، مدد، مضاف محذوف ہے، تقدیرِ عبارت ''اَصْحَابُ الوَلَاءِ'' ہے ﴿وَمَا لَهُم مِن دُونِهِ مِن وَالٍ الرعد ۱۱﴾

۲۰ أَجْمَعُوا أَمْرَهُمْ بِلَیْلٍ فَلَمَّا ۔۔۔ أَصْبَحُوا أَصْبَحَتْ لَهُمْ ضَوْضَاء

۲۱ مِنْ مُنَادٍ وَمِنْ مُجِیْبٍ وَمِنْ تَصْهَالٍ ۔۔۔ خَیْلٍ خِلَالَ ذَاكَ رُغَاءُ

انہوں نے شام کے وقت پختہ ارادہ کیا پس جب انہوں نے صبح کی تو ان کے لئے پکارنے والے اور جواب دینے والے اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ کی وجہ سے شور وغل ہونا شروع ہوگیا اور گھوڑوں کے ہنہنانے کے درمیان اونٹوں کا بلبلانا بھی تھا۔

مطلب: انہوں نے اپنا تمام لشکر جمع کیا اور کوچ کا ارادہ کردیا لشکر کی جمعیت اور تیاری کا صرف دو شعروں میں

اس قدر سماں باندھ دینا شاعر کا کمال ہے اور علماء نقدِ شعر نے اس مضمون کو اس قدر کم الفاظ میں ادا کر دینے پر شاعر کی بہت زیادہ تعریف کی ہے۔

ضَوْضَاء: شور وغل، **مُنَادِ:** اسم فاعل، مفاعلہ، بالرجل، پکارنا ﴿وَاستَمِع یَومَ یُنَادِ المُنَادِ ق ٤١﴾۔

تَصْهَالِ: گھوڑے کی ہنہناہٹ۔ **رُغَاءُ:** شور، البعیرِ اونٹ کا بلبلانا۔

٢٢ أَيُّهَا النَّاطِقُ الْمُرَقِّشُ عَنَّا　　عِنْدَ عَمْرٍو وَهَلْ لِذَاكَ بَقَاءُ

اے (عمرو بن کلثوم!) چغلخور اور ہماری جانب سے عمرو بن ہند (بادشاہ) کے پاس جا کر بات بتانے والے! کیا اس (چغلخوری) کے لئے بقاء ہوسکتی ہے؟ (ہرگز نہیں) بادشاہ جب تحقیقِ حال کرے گا تو تیرا سارا جھوٹ کھل جائے گا۔

الْمُرَقِّشُ: اسم فاعل، تفعیل، الرجلُ چغلخوری کرنا۔

٢٣ لَا تَخِلْنَا عَلَى غَرَاتِكَ إِنَّا　　قَبْلَ مَا قَدْ وَشَى بِنَا الْأَعْدَاءُ

باوجودیکہ تو نے عمرو بن ہند کو ہماری طرف سے بھڑکایا ہے پھر بھی ہمیں عاجز نہ خیال کر اس لئے کہ بسا اوقات (اس سے قبل بھی) دشمنوں نے ہماری چغلیاں کھائی ہیں (اور ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکے)۔

غَرَاة: اغراء کا اسم ہے، بمعنی بھڑکانا۔ **وَشَى:** ماضی ''ض'' چغل خوری کرنا۔

٢٤ فَبَقِيْنَا عَلَى الشَّنَاءَةِ تَنْمِيْنَا　　حُصُوْنٌ وَعِزَّةٌ قَعْسَاءُ

پھر بھی ہم اس حالت پر قائم رہے کہ ہم کو (ہمارے) قلعے اور (ہماری) متکبر عزت دشمنوں سے بغض رکھنے میں بڑھاتی رہی (تو آج تیری اس حرکت سے ہم ذلیل نہیں ہوسکتے)۔

شَنَاءَة: بغض وعداوت ﴿وَلَا یَجرِمَنَّکُم شَنَآنُ قَومٍ المائدۃ ٢﴾ ۔ **تَنْمِيْنَا:** نَمیاً وَنَماءً، مضارع ''ض'' بڑھنا۔ **حُصُوْن:** مفردہ: حِصن، قلعہ ﴿وَظَنُّوا أَنَّهُم مَانِعَتُهُم حُصُونُهُم الحشر ٢﴾۔

قَعْسَاءُ: صیغہ صفت مؤنث، ''س'' الرجل سینہ ابھار کر چلنا (العزۃ القعساء، پائیدار عزت، متکبر عزت)

٢٥ قَبْلَ مَا الْيَوْمِ بَيَّضَتْ بِعُيُوْنِ　　النَّاسِ فِيْهَا تَغَيُّظٌ وَإِبَاءُ

آج سے پہلے بھی جب کہ اس (ہماری عزت) نے لوگوں کی آنکھوں کو اندھا اور خیرہ کر دیا تھا اس میں (دشمنوں پر اظہار) غضب اور ہیکڑ پن تھا۔

مطلب: ہم آج تک کسی سے نہیں دبے جو بھی ہمارے مقابلے میں آیا وہ ہمارا مورد عتاب وغضب ٹھہرا۔

بَيَّضَتْ: ماضی تفعیل، العیونَ، اندھا کرنا ﴿وَابيَضَّت عَيناهُ مِنَ الحُزنِ يوسف ٨٤﴾ - **تَغَيُّظ:** مصدر تفعل، الرجلُ لمبی گردن والا ہونا، غضبناک ہونا، یہاں تکبر سے کنایہ ہے ﴿سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا الاعراف ١٠٨﴾ - **إِبَاءُ:** مصدر "ف، ض" الشئ، ناپسند کرنا (ضد کی وجہ سے) انکار کرنا، رجل ابّاء: خوددار مرد، ﴿وَتَأبَى قُلُوبُهُم وَأَكثَرُهُم فَاسِقُونَ التوبة ٨﴾

٢٦ فَكَأَنَّ المَنُونَ تَرْدِي بنا أَرْعَنَ   جَوناً يَنجَابُ عَنهُ العَمَاءُ

زمانہ جو ہم پر مصائب ڈھا رہا ہے تو گویا وہ ایک ایسے سیاہ بلند پہاڑ (کی مانند لشکر) پر مصائب ڈھا رہا ہے جس کی بلندی کی وجہ سے بادل چھٹ جاتے ہیں۔

مطلب: ہم ایک مضبوط بلند پہاڑ کی طرح ہیں لہذا زمانہ کے مصائب ہمارا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔

المَنُونَ: ، زمانہ، دہر ﴿ نَتَرَبَّصُ بِهِ رَيبَ المَنُونِ الطور ٣٠﴾ - **أَرْعَنَ:** بلند و بالا پہاڑ - **جَوْن:** کالا یا سفید، دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے - **يَنْجَابُ:** مضارع، اِنجِيَاب: پھٹنا (چھٹنا) - **العَمَاءُ:** بادل۔

٢٧ مُكفَهِراً عَلَى الحَوادثِ لَاتَرْنوهُ   فِي الدَّهرِ مُؤيِّدٌ صَمَّاءُ

ایسا بلند پہاڑ جو حوادث زمانہ سے مرعوب ہونے کے بجائے حوادثات پر صرف خشمگیں ہے، زمانہ کی سخت سے سخت مصیبت بھی اس کو ضعیف نہیں بنا سکتی۔

مُكْفَهِراً: اسم فاعل، اکفهر، اقشعرار: سخت غصے والا، خشمگین یعنی ترش رو - **لاتَرْنُوا:** مضارع "ن" رَنياً: ضعیف ہونا، کمزور ہونا، **مُؤَيِّدٌ:** امر عظیم (مصیبت)، ج: مَآوِد ومُوَايِدُ ﴿ وَاذكُر عَبدَنَا دَاوُودَ ذَا الأَيدِ ص ١٧﴾ - **صَمَّاءُ:** شدت، سختی (مؤيّد" صَمَّاء سخت سے سخت مصیبت)

٢٨ إِرَمِيٌّ بِمِثْلِهِ جَالَتِ الخَيْلُ   وَتَأْبَى لِخَصْمِهَا الإِجْلَاءُ

وہ (عمرو بن ہند بادشاہ) ارم بن سام کی نسل کا ہے اس ہی جیسے بادشاہ کے ساتھ گھوڑے دوڑے ہیں اور اس بات سے انکار کردیتے ہیں کہ دشمن کی وجہ سے (اپنے وطن چھوڑ کر) جلاوطن ہوں۔

إِرَمِيٌّ: ارم بن سام بن نوح کی طرف نسبت ہے، نسب کچھ یوں ہے۔ عَمرو بن هِند بن نَضَر بن رَبِيَه بن مَالك بن غَنَمْ بن نُمارَة بن لَخَم بن عَدى بن حَارِث بن مُرّة بن اَدَدْ (بالدالين كَصَرَدْ) بن يَشْحَب بن يَعْرب بن قَحْطَان بن هُود بن عبدالله بن رباح بن جِلّوز بن عَاد بن عَوض بن اِرم بن سَام بن نوح عليه السلام۔ **جَالَتْ:** ماضی بمعنی مضارع ''ن'' جولاً: چکر لگانا، گھومنا، دوڑنا۔ **تَأْبَى:** مضارع ''ف'' اِبَاءً، انکار کرنا ﴿وَتَـأْبَى قُلُوبُهُم وَأَكثَرُهُم فَاسِقُونَ التوبة ٨﴾ ۔ **إِجْلَاءُ:** جلاوطن کرنا ﴿وَلَولَا أَن كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيهِمُ الجَلَاءَ الحشر ٣﴾۔

٢٩ مَلِكٌ مُقْسِطٌ وَأَفضَلُ مَنْ يَمْشِي　　وَمِنْ دُونِ مَا لَدَيْهِ الثَّنَاءُ

وہ ایک منصف بادشاہ ہے اور تمام لوگوں میں بہتر و افضل ہے اور تعریف اس کی صفات کا احاطہ نہیں کرسکتی۔

مُقْسِط: اسم فاعل، افعال، انصاف کرنا ﴿وَأَوفُوا الكَيلَ وَالمِيزَانَ بِالقِسطِ الانعام ١٥٢﴾ ۔ **دُوْن:** کم، گھٹیا، یعنی اس کی ثناء بیان کرنے سے قاصر ہے ﴿وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذَٰلِكَ الطور ٤٧﴾۔ عبارت یوں ہے: هو ملك عادل افضل من يمشى علىٰ الارض ويقصر الثناء مما لديه من الخصال الحميدة.

٣٠ أَيَّمَا خُطَّةٍ أَرَدْتُمْ فَأَدُّوهَا　　إِلَيْنَا تُشْفَى بِهَا الأَمْلَاءُ

تم جونسا معاملہ چاہو ہمارے سپرد کردو (ہم اس کا ایسا بہتر فیصلہ کردیں گے کہ) اس سے تمام جماعتوں کے شکوک وشبہات جاتے رہیں گے (اور تمام جماعتیں اس کو بخوشی قبول کرلیں گے پس یہ ہماری انتہائی دانائی اور سیادت کی کافی دلیل ہے)۔

خُطَّة: امرِ عظیم (بڑا معاملہ)۔ **الأَمْلَاءُ:** مفردہ: مَلَاءٌ شریف لوگوں کی جماعت ﴿قَالَ المَلَأُ الَّذِينَ استَكبَرُوا الاعراف ٧٥﴾

٣١ إِنْ نَبَشْتُمْ مَا بَيْنَ مِلْحَةَ فَالصَّاقِبِ　　فِيهِ الأَمْوَاتُ وَالأَحْيَاءُ

اگر تم اس زمین کی کھود کرید کرو گے جو (مقام) ملحہ اور صاقب کے درمیان ہے تو اس میں کچھ

مردے (تمہاری قوم کے مقتولین جن کا خون بہانہیں لیا گیا) اور کچھ زندہ (ہماری قوم کے وہ مقتول جن کا بدلہ لے لیا گیا ہے) ملیں گے۔

نَبَشْتُمْ: ماضی "ن" نَبْشاً من الارض، کھود کر نکالنا۔ **مِلْحَة:** یمامہ میں ایک وادی۔ **الصَّاقِب:** ایک پہاڑ کا نام ہے، مذکورہ دونوں مقامات کے درمیان بنو بکر و تغلب اور قبیلہ زبیر بن خبا الکلبی کے درمیان جنگ ہوئی تھی، جس میں بنو تغلب کے زیادہ لوگ مارے گئے، جن کا قصاص بھی نہیں لیا گیا تھا۔

۳۲ أَوْ نَقَشْتُمْ فَالنَّقْشُ يَجْشَمُهُ النَّاسُ   وَفِيهِ الْإِسْقَامُ وَالْإِبْرَاءُ

یا اگر تم نکتہ چینی کرو گے "پس نکتہ چینی سے لوگ تکلیف اٹھاتے ہیں" تو اس میں کچھ اچھائیاں ہیں، (جو ہم سے وابستہ ہیں) اور کچھ برائیاں ہیں (جو تم سے متعلق ہیں)۔

نَقَشْتُمْ: ماضی "ن" نَقْشاً، کانٹے کا پاؤں سے نکالنا، لیکن کنایۃً اس سے مراد بحث و تمحیص اور نکتہ چینی لیا جاتا ہے۔ **يَجْشَمُ:** مضارع "س" جَشْماً، الامر مشقت سے کام کرنا۔ **إِسْقَامُ وَإِبْرَاءُ:** بالکسر، مصدر افعال، اسقام بیمار ہونا ﴿فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ الصافات ۸۹﴾، ابراء شفا پانا، البتہ بالفتح دونوں کو جمع بھی بنا سکتے ہیں، ﴿أَنتُم بَرِيئُونَ مِمَّا أَعْمَلُ یونس ۴۱﴾

۳۳ أَوْ سَكَتُّمْ عَنَّا فَكُنَّا كَمَنْ أَغْمَضَ   عَيْناً فِي جَفْنِهَا الْأَقْذَاءُ

یا اگر تم ہمارے ساتھ خاموشی برتو گے (اور ہمیں نہ چھیڑو گے) تو ہم بھی اس آدمی کی طرح ہو جائیں گے، جس کی آنکھ کے پپوٹے میں تنکا ہو اور اس نے آنکھ بند کر لی ہو۔

مطلب: ہم بھی خاموش ہو جائیں گے اور اپنے دل کے غبار کو کچھ دنوں کے لئے قابو میں رکھیں گے۔

أَغْمَضَ: ماضی افعال، آنکھیں بند کرنا ﴿وَلَسْتُم بِآخِذِيهِ إِلَّا أَن تُغْمِضُوا فِيهِ البقرة ۲۶۷﴾۔ **جَفْنِهَا:** الجَفن، پپوٹہ ﴿وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رَاسِيَاتٍ السباء ۱۳﴾ **أَقْذَاءُ:** مفرد قَذًى، تنکا

۳۴ أَوْ مَنَعْتُمْ مَا تُسْأَلُونَ فَمَنْ   حُدِّثْتُمُوهُ لَهُ عَلَيْنَا الْعَلَاءُ

اور اگر تم اس (صلح) سے انکار کرو گے جس کی تم سے خواہش کی گئی ہے تو (لڑائی میں ہمارا کچھ نہیں بگڑتا

اس لئے کہ) وہ کون ہے؟ جس کے متعلق تم نے سنا ہو کہ اسے ہم پر برتری وفوقیت حاصل ہے۔

عَلاءُ: مصدر ''ن'' عَلاءٌ، بہتری، بڑائی، بلندی۔﴿ وَالسَّمَاوَاتِ الْعُلَى طه ٤ ﴾

٣٥ هَلْ عَلِمْتُمْ أَيَّامَ يُنْتَهَبُ النَّاسُ　　غِوَاراً لِكُلِّ حَيٍّ عُوَاءُ

یقیناً تم نے (ہماری بہادری کا حال) ان ایام میں جان لیا ہے جب کہ لوگوں پر لوٹ ڈال کر غلبہ پالیا گیا تھا اور ہر قبیلہ چیخ وپکار کر رہا تھا۔

هل: بمعنی قَدْ۔**يُنْتَهَبُ:** مضارع افتعال، غالب آنا، النَّهب مال غنیمت کو لینا۔**غِوار:** بمعنی مغاورۃ العَدُوّ، دشمن پر لوٹ ڈالنا﴿ لَوْ يَجِدُونَ مَلْجَأً أَوْ مَغَارَاتٍ التوبة ٥٧ ﴾۔**عُوَّاءُ:** بالتشدید ''بہت بھونکنے والا کتا''، یہاں مراد شور وغل، چیخ وپکار ہے، العُواء بالتخفیف: بھیڑیئے کی آواز کماقال زوزنی

٣٦ إِذْ رَفَعْنَا الْجِمَالَ مِنْ سَعَفِ　　الْبَحْرَيْنِ سَيْراً حَتَّى نَهَانَا الْحِسَاءُ

(اس زمانہ میں) جب کہ ہم نے بحرین کے نخلستان سے اپنے اونٹوں کو بڑھایا یہاں تک کہ انہیں (مقامِ) حساء نے روکا (وہ وہاں ٹھہرے اور ہم تمام سرکش قبائل کو دباتے چلے گئے)۔

جِمَال: مفرده:جمل، اونٹ ﴿حَتَّى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ الاعراف ٤٠ ﴾ **سَعَف:** مفرده: سَعَفَةٌ: کھجور کی ٹہنی (نخلستان)۔**حِسَاءُ:** شام کے ایک علاقے کا نام ہے۔

٣٧ ثُمَّ مِلْنَا عَلَى تَمِيمٍ فَأَحْرَمْنَا　　وَفِينَا بَنَاتُ قَوْمٍ إِمَاءُ

پھر ہم تمیم بن مر پر پل پڑے تو حرام مہینوں میں اس حال میں داخل ہوئے کہ بنی مر کی لڑکیاں ہم میں باندیاں تھیں۔

مطلب: ہم نے ان پر فتح پائی اور ان کی لڑکیوں کو قید کر کے ہم نے اپنی باندیاں بنالیا۔

مِلْنَا: ماضی ''ض'' مَيْلاً لوٹنا، دراصل عبارت یوں ہے ثم مِلْنا عَن الحِسَاءِ واَغَرنا علی تَمِيمٍ (پھر ہم حساء سے واپس لوٹے اور بنی تمیم پر غارت گر ہوئے) ﴿فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُم مَيْلَةً وَاحِدَةً النساء ١٠٢ ﴾۔

أَحْرَمْنَا: ماضی افعال، ماہ حرام میں داخل ہونا ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ التحريم ١ ﴾۔**إِمَاءُ:** مفرده:امة،

باندی۔﴿ وَالصَّالِحِينَ مِن عِبَادِكُم وَإِمَائِكُم النور ۳۲﴾

۳۸ لَايُقِيمُ الْعَزِيزُ بِالْبَلَدِ السَّهْلِ ــــ وَلَا يَنْفَعُ الذَّلِيلَ النَّجَاءُ

(اس حال میں کہ) عزت مند آدمی کھلے میدان میں (قلعوں کے بغیر) نہیں ٹھہر سکتا تھا اور ذلیل کو (بھاگ کر) رہائی پانا، نافع نہ تھا۔

مطلب: غرض ایک عام شر و فساد تھا جس سے نہ شریف بچ سکتا تھا اور نہ ذلیل۔

بَلَدِ السَّهْلِ: بلد، قطعة من الارض، لیکن اکثر استعمال عمارات و مکانات والی زمین پر ہوتا ہے، البلد السهل، کھلے میدان کو کہتے ہیں۔﴿لَا أُقسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ البلد ۱﴾ **نَجَاءُ:** مصدر ''ن'' نجات پانا، رہائی پانا﴿وَقَالَ الَّذِى نَجَا مِنهُمَا يوسف ۴۵﴾۔

۳۹ مَلِكٌ أَضْرَعَ الْبَرِيَّةَ لَا ــــ يُوجَدُ فِيهَا لِمَا لَدَيْهِ كِفَاءُ

وہ (عمرو بن ہند) ایسا بادشاہ تھا جس نے تمام مخلوق کو عاجز و ذلیل بنا دیا تھا جو (قوت و بہادری) اس میں ہے، اس کی نظیر تمام میں نہیں ہے۔

أَضْرَعَ: اسم تفضیل، لاغر، کمزور ہونا (عاجز، ذلیل)﴿ إِذ جَائَهُم بَأسُنَا تَضَرَّعُوا الانعام ۴۳﴾۔**كِفَاءُ:** برابری، ہمسری﴿ وَلَم يَكُن لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ الاخلاص ۴﴾

۴۰ لَيسَ يُنجِي الَّذِي يُوَائِلُ مِنَّا ــــ رَأْسُ طَوْدٍ وَحَرَّةٌ رَجْلَاءُ

جو شخص ہم سے بچ کر بھاگے گا اس کو نہ کوئی بڑا پہاڑ بچا سکتا ہے اور نہ سخت پتھریلی زمین (وہ جہاں بھی جائے گا، پکڑ لیا جائے گا اور مارا جائے گا)۔

يُنجِي: مضارع، افعال، الرجلُ: رہائی دلانا، بچانا﴿وَقَالَ الَّذِى نَجَا مِنهُمَا يوسف ۴۵﴾۔
يُوائِلُ: مضارع، مفاعلہ، بھاگنا۔**طَوْدِ:** بڑا پہاڑ﴿ كُلُّ فِرقٍ كَالطَّودِ العَظِيمِ الشعراء ۶۳﴾۔
حَرَّةٌ: سخت زمین، **رَجْلَاءُ:** پتھریلی زمین۔

۴۱ كَتَكَالِيفِ قَوْمِنَا إِذْ غَزَا الْمُنْذِرُ ــــ هَلْ نَحْنُ لِابْنِ هِنْدٍ رِعَاءُ

(کیا تم نے اس وقت ہماری قوم) کی طرح تکالیف برداشت کیں؟ جب کہ منذر نے لڑائی لڑی اور کیا ہم عمرو بن ہند کے چرواہے ہیں؟ (ہرگز نہیں بلکہ محض دوستانہ ہمدردی کی بناء پر ہم نے مدد کی اور منذر کا ساتھ دیا، تم نے اس وقت غداری کی جس کی وجہ سے تم اچھی طرح قتل کئے گئے)۔

غَزَا: ماضی ''ن'' غَزْواً، لڑائی کرنا، جنگ کرنا ﴿أو کَانُوا غُزًّى ال عمران ﴾ **رِعَاءٌ:** مفردہ: راعی، چرواہا۔ ﴿ یا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا البقرة ۱۰٤ ﴾

٤٢ ما أَصَابُوا مِنْ تَغْلِبِي فَمَطْلُولٌ — عَلَيْهِ إِذَا أُصِيبَ الْعَفَاءُ

جس تغلبی کو انہوں نے مارا، اس کا خون بہا بھی نہیں لیا گیا، (گویا ایسا ہوا کہ) جب اس کو قتل کیا گیا تو اس پر مٹی ڈال دی گئی (تمہیں محض اسی غداری کی وجہ سے یہ سزا اور ذلت بھگتنی پڑی)۔

مَطْلُولٌ: اسم مفعول ''س'' طَلاًّ بغیر قصاص کے چھوڑ دینا۔ **عَفَاءٌ:** گرد وغبار ومٹی جو کسی چیز کو چھپادے۔

٤٣ إِذْ أَحَلَّ الْعَلْيَاءَ قُبَّةَ مَيْسُونَ — فَأَدْنَى دِيَارِهَا الْعَوْصَاءُ

اس (عمرو بن ہند) نے میسون کا ڈولہ پہاڑ کی چوٹی پر لا اتارا پھر (مقام) عوصاء میں جو (بادشاہ کے لحاظ سے) اس کے قریب ترین مقامات سے تھا۔

مطلب: تو اس وقت بھی ہم نے عمرو بن ہند کا ساتھ دے کر مصائب برداشت کئے۔

قُبَّةٌ: ہودج، ڈولہ۔ **مَيْسُونَ:** عورت کا نام ہے، قصہ کچھ یوں ہے بنو بکر نے عمرو بن ہند کے ساتھ مل کر وادیِ شَلَم پر حملہ کر دیا تھا، اور سردارِ قبیلہ کو قتل کر کے اس کی بیٹی ''میسون'' کو باندی بنا لائے تھے۔ **عَلْيَاءُ:** بلند زمین، پہاڑ کی چوٹی (بلند زمین یا چوٹی پر سے حفاظت آسان ہوتی ہے) ﴿وَالسَّمَاوَاتِ الْعُلَى طه ٤﴾۔

وَعَوْصَاءُ: بعض حضرات نے کہا ہے کہ ''عَوْصَاء'' شاید ''اَعْوَص'' سے ہے، جو مدینہ کے قریب ایک جگہ ہے، اس لئے کہ عوصاء کے نام سے کوئی جگہ معروف نہیں۔

٤٤ فَتَأَوَّتْ لَهُ قَرَاضِبَةٌ مِنْ — كُلِّ حَيٍّ كَأَنَّهُمْ أَلْقَاءُ

پس اس (عمرو بن ہند کی مدد) کے لئے ہر قبیلہ سے بہادر ڈاکو جمع ہو گئے جو (چستی و چالاکی میں)

شاہینوں کی طرح تھے۔

تَأَوَّتْ: ماضی تفعّل، اکٹھا ہونا، جمع ہونا ﴿فَأْوُوا إِلَى الكَهفِ الكهف ١٦﴾ ۔**قَرَاضِبَةٌ:** مفردہ: قِرْضَاب، ڈاکو۔**أَلْقَاءُ:** مفردہ:لَقْوَة، عقاب، شاہین۔

٤٥ فَهَدَاهُم بِالْأَسْوَدَيْنِ وَأَمْرُ اللّهِ بَالِغٌ تَشْقَى بِهِ الْأَشْقِيَاءُ

پس (عمرو بن ہند نے) پانی اور کھجور (کا توشہ) ہمراہ لے کر ان کی قیادت کی اور خدائی حکم نافذ ہو کر رہتا ہے جس سے بد بختوں کو نقصان پہنچتا ہے۔

اَسْوَدَيْن: پانی و کھجور، کھجور چونکہ عموماً کالی ہوتی ہے لہٰذا تغلیباً پانی و کھجور، دونوں کو اسودین کہہ دیتے ہیں ﴿وَغَرَابِيبُ سُودٌ فاطر ٢٧﴾ ۔**تَشْقَى:** مضارع "س" شَقياً، بدبخت ہونا ﴿فَمِنهُم شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ هود ١٠٥﴾ ۔**اَشْقِيَاءُ:** مفردہ:شَقِيٌّ، بدبخت۔

٤٦ إِذْ تَمَنَّونَهُمْ غُرُوراً فَسَاقَتْهُمْ إِلَيْكُمْ أُمْنِيَّةٌ أَشْرَاءُ

جب کہ تم اپنی شوکت و گھمنڈ میں ان لوگوں کے آنے اور لڑنے کی امید لگائے ہوئے تھے تو تمہاری متکبر تمنا نے انہیں تمہاری طرف ہنکایا (اور انہوں نے تم پر خون ریز حملہ کر کے تمہیں ذلیل و خوار کر دیا)۔

سَاقَتْهُمْ: ساقت، ماضی "ن" سَوقاً، ہانکنا ﴿وَنَسُوقُ المُجرِمِينَ إِلَى جَهَنَّمَ وِردًا مريم ٨٦﴾ ۔ **اُمْنِيَّةٌ:** تمنا، خواہش ﴿تِلكَ أَمَانِيُّهُم البقرة ١١١﴾ ۔**اَشْرَاءُ:** على وزنِ فَعْلاء، غرور و تکبر۔

٤٧ لَمْ يَغُرُّوكُمْ غُرُوراً وَلٰكِنْ رَفَعَ الآلُ شَخْصَهُمْ وَالضَّحَاءُ

انہوں نے تمہیں دھوکا نہیں دیا، (اچانک حملہ آور نہیں ہوئے) بلکہ سراب اور وقتِ چاشت نے ان کے (نقش) جسم کو ابھار رکھا تھا، (خوب اچھی طرح تم ان کو چڑھتا ہوا دیکھ رہے تھے)

الآلُ: سراب، **شَخْص:** جسم انسانی جو دور سے دکھائی دے، ج:اشخاص۔**ضَحَاء:** چاشت کا وقت ﴿وَالضُّحَى وَاللَّيلِ إِذَا سَجَى الضحى ١﴾ ۔

٤٨ أَيُّهَا النَّاطِقُ الْمُبَلِّغُ عَنَّا عِنْدَ عَمْرٍو وَهَلْ لِذَاكَ انْتِهَاءُ

اے باتیں بنانے والے اور عمرو بن ہند کے پاس جا کر ہماری چغلیاں کھانے والے (عمرو بن کلثوم!) کیا اس کی کوئی انتہا بھی ہے (تو کب تک چغلخوری سے کام لیتا رہے گا)۔

اَلْمُبَلِّغُ: اسم فاعل، تفعیل، پہنچانا، عن، پیغام رسانی کرنا (چغلی کرنا)، ﴿مَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ المائدة ۹۹﴾

۴۹ مَنْ لَنَا عِنْدَهُ مِنَ الْخَيْرِ آيَاتٌ　　ثَلَاثٌ فِي كُلِّهِنَّ الْقَضَاءُ

عمرو بن ہند ایسا بادشاہ ہے جس کے پاس ہماری بھلائی کی تین دلیلیں ہیں، (جن سے وہ واقف ہے اور) جن میں ہمارے لئے فیصلہ ہے (کہ ہم اس کے خیر خواہ ہیں اور تم بدخواہ یا ہم تم سے افضل و بہتر ہیں)۔

قَضَاءُ: حکم، فیصلہ، ج: اقضیۃٌ، ﴿فَاقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ طه ۷۲﴾

۵۰ آيَةٌ شَارِقُ الشَّقِيقَةِ إِذْ جَاءُوْا　　جَمِيعًا لِكُلِّ حَيٍّ لِوَاءُ

ایک دلیل شقیقہ کے شرقی جانب میں ہے، جب کہ سب جمع ہو کر (عمرو بن ہند کے اونٹ لوٹنے کے لئے) آئے اور ہر قبیلہ کا ایک (مستقل) جھنڈا تھا۔

مطلب: بنو شیبان بن ثعلبہ کے حملے کا ذکر کیا ہے، جوانہوں نے قیس بن معدیکرب کے ساتھ مل کر عمرو بن ہند کے اونٹ لوٹنے کے لئے کیا تھا، اور بنو بکر قبیلۂ شاعر نے عمرو بن ہند کی معاونت کی تھی۔ **شَارِقٌ:** مشرقی جانب ﴿رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ الرحمٰن ۱۷﴾۔ **شَقِيقَةٌ:** گاؤں کا نام ہے۔ **لِوَاءُ:** جھنڈا۔

۵۱ حَوْلَ قَيْسٍ مُسْتَلْئِمِيْنَ بِكَبْشٍ　　قَرَظِيٍّ كَأَنَّهُ عَبْلَاءُ

قیس کے اردگرد (آکر جمع ہوئے) درآنحالیکہ وہ سب زرہ پوش تھے، ایک ایسے یمنی سردار (قیس) کے بل پر جو سخت پتھر (یا ٹیلہ) کی طرح تھا۔

مُسْتَلْئِمِيْنَ: اسم فاعل، استلئام، زرہ پوش ہونا۔ **كَبْش:** سردار۔ **قَرَظِيٌّ:** قرظ پودے کی طرف نسبت ہے جس سے کھال کو دباغت دی جاتی ہے، لہٰذا عبارت کا مطلب ہوگا ایسا سردار جو قرظ پودے سے رنگی ہوئی چمڑے کی زرہ پہنے ہوئے تھا، قرظ پودہ چونکہ یمن میں ہوتا ہے اس وجہ سے ترجمہ یمنی سردار سے کیا گیا ہے۔ **عَبْلَاءُ:** سخت پتھر

۵۲ وَصَتِيتٍ مِنَ الْعَوَاتِكِ لَاتَنْهَاهُ　　إِلَّا مُبْيَضَّةٌ رَعْلَاءُ

(دوسری دلیل یہ ہے کہ) شریف ماؤں کے بیٹوں کی بہت سی جماعتیں ہیں، جن کو (حملہ آوری سے) کثیر سفید زرہوں والا لشکر ہی روک سکتا تھا۔

صَتِيْت: جماعت، تنکیر "تعظیم وتکثیر" کے لئے ہے۔ **عَوَاتِک:** مفرده: عاتكة، شریف کریم عورت۔

مُبْيَضَّةٌ: اسم مفعول افعلال، احمرار، سفید ہونا، مراد صاف شفاف چمکدار زرہیں ہیں ﴿وَابيَضَّت عَيناهُ مِنَ الحُزنِ يوسف ٨٤﴾۔ **رَعْلَاءُ:** مذکر: أرْعَل، بے وقوف، احمق، رَعلاء بہادری سے کنایہ ہے، گویا کہ بہادر بے وقوف، احمق ہونے کی بناء پر انجام سے غافل ہوتا ہے۔

٥٣ فَرَدَدْنَاهُمْ بِطَعْنٍ كَمَا يَخْرُجُ مِنْ خُرْبَةِ الْمَزَادِ الْمَاءُ

پس ہم نے انہیں ایسے نیزے مار کر ہٹا دیا (جن کے زخموں سے خون اس طرح بہتا تھا) جس طرح مشکیزے کے دہانے سے پانی نکلتا ہے۔

طَعْن: مفرده: طَعْنَةٌ: نیزے کی ضرب ﴿وَطَعَنُوا فِي دِينِكُم التوبة ١٢﴾۔ **خُرْبَةِ:** دہانہ۔ **الْمَزَادِ:** مفرده: مَزَادَةٌ، مشکیزہ۔

٥٤ وَحَمَلْنَاهُمْ عَلَى حَزْمِ ثَهْلَانَ شِلَالًا وَدُمِّيَ الْأَنْسَاءُ

اور ہم نے انہیں متفرق کر کے ثہلان کی چوٹی پر چڑھا دیا اس حال میں کہ ان کی رانوں کی رگیں خون سے لت پت ہو رہی تھیں۔

مطلب: بھاگتے ہوئے چونکہ ان پر نیزوں کے وار ہوئے اس لئے ان کی رانوں سے خون بہنے لگا۔

حَزْمِ: چوٹی۔ **ثَهْلَانَ:** پہاڑ کا نام ہے، جو بلادِ بنو نُمیر (نجد) میں واقع ہے۔ **شِلَالًا:** شلال متفرق۔

دُمِّيَ: ماضی مجہول، تفعیل، خون سے لت پت ہونا ﴿لَن يَنَالَ اللّٰهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا الحج ٣٧﴾۔

أَنْسَاءُ: مفرده: نَسَاءٌ، ران کی رگ، ایک بیماری جسے عِرْقُ النَّسَاءِ کہتے ہیں، اسی سے ہے۔

٥٥ وَجَبَهْنَاهُمْ بِطَعْنٍ كَمَا تُنْهَزُ فِي جَمَّةِ الطَّوِيِّ الدِّلَاءُ

ہم نے انہیں اس طرح نیزہ مار کر لوٹا دیا جس طرح پختہ کنوئیں کے گہرے پانی میں ڈول ہلائے جاتے ہیں

مطلب: ہم نے ان کے ساتھ اس طرح نیزہ بازی کی کہ نیزہ مار کر پھر اس کو بدن میں گھما دیتے تھے، تا کہ اس کا زخم کاری اور وسیع ہو جائے۔

جَبَهْنَا: ماضی ''ف'' پیشانی پر مارنا۔ **تُنْهَزُ:** مضارع ''ف'' نَهزاً، ڈول کو کنویں میں پانی بھرنے کے لئے ہلانا۔ **جَمَّةٍ:** ماء کثیر، زیادہ پانی۔ **الطَّوِیُّ:** منڈیر بنا ہوا کنواں ﴿یوم نطوی السّماءَ کطیِّ السِّجِلِّ الانبیاء ۱۰۴﴾۔ **دِلَاءُ:** مفردہ: دلو، ڈول۔ ﴿فأدلٰی دَلوَهُ یوسف ۱۹﴾

**٥٦ وَفَعَلْنَا بِهِمْ كَمَا عَلِمَ اللّٰهُ 	وَمَا إِنْ لِلْحَائِنِيْنَ دِمَاءُ**

ہم نے ان کے ساتھ ایک (ہولناک کام کیا) جیسا کہ خدا خوب جانتا ہے (ہم نے ان کو خوب قتل کیا) اس حالت میں کہ مقتولین کا خون بہا نہیں دیا گیا (لہٰذا ان مقتولین کے خون بالکل ہدر گئے)۔

انْ لِلْحَائِنِيْنَ: اِنْ نافیہ زائدہ، حائنین اسم فاعل ''ض'' حیناً، ہلاک ہونا۔

**٥٧ ثُمَّ حُجْراً أَعْنِي ابْنَ أُمِّ قطامٍ 	وَلَهُ فَارِسِيَّةٌ خَضْرَاءُ**

پھر حجر یعنی ام قطام کا بیٹا (ہم سے برسر پیکار رہا) اور اس کے ساتھ فارسی زرہیں (پہنے ہوئے) ایک کثیر لشکر تھا، (جو اس کی مدد پر تھا)۔

حُجْراً: نام ہے، حجر بن حارث بن عمرو الکندی۔ **فَارِسِيَّةٌ:** ای دُرُوْعٌ فَارِسِيَّةٌ۔ **خَضْرَاءُ:** سبز، کثرت سے کنایہ ہے، کُتَیْبَةٌ محذوف ہے، کتیبة خضراء کثیر لشکر ﴿جَعَلَ لَكُم مِنَ الشَّجَرِ الأخضرِ نارًا یٰسین ۸۰﴾

**٥٨ أَسَدٌ فِي اللِّقَاءِ وَرْدٌ هَمُوْسٌ 	وَرَبِيْعٌ إِنْ شَمَّرَتْ غَبْرَاءُ**

وہ (حجر) لڑائی میں (شجاعت اور بہادری کے اعتبار سے) گلابی رنگ کا دبے پاؤں چلنے والا شیر تھا اور اگر قحط پڑ جائے تو وہ (غرباء کی نفع رسانی میں) موسم ربیع تھا۔

مطلب: اس شعر میں حجر کی باوجود مخالفت کے تعریف کی گئی تا کہ مقابل کی بہادری سے اپنی شجاعت ظاہر ہو سکے۔

وَرْدٌ: اسد کی صفت ہے، مائل سرخی ﴿فَإِذَا انشقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَت وَردَةً الرحمٰن ۳۷﴾۔ **هَمُوْسٌ:** وزن فعول بمعنی فاعل، هَمْسٌ: قدموں کی آہٹ، هَمُوْس: دبے پاؤں چلنے والا شیر، شکار کو پھاڑنے والا ﴿فلا

تَسمَعُ إِلَّا هَمسًا طه ۱۰۸﴾ ۔**شَمَّرَتْ:** ماضی تفعیل، قصد کرنا، ارادہ کرنا، سخت کرنا (شَمَّرَتْ غَبْرَاءُ قحط پڑنا)۔**غَبْرَاءُ:** قحط، خشک سالی۔

۵۹ وَفَكَكْنَا غُلَّ امْرِئِ الْقَيسِ عَنْهُ　　بَعْدَ مَا طَالَ حَبْسُهُ وَالعَنَاءُ

اور ہم نے امرؤالقیس سے اس کے طوق کو (جو بحالتِ قید اس کی گردن میں تھا) اتار پھینکا اس کے بعد کہ اس کی قید و مشقت دراز ہوگئی تھی (وہ ایک عرصہ سے اعداء کے ہاتھوں قید و بند کی مشقتیں جھیل رہا تھا)۔

فَكَكْنَا: ماضی ''ن'' فِكَاكاً، الاسیر قیدی کو چھڑانا ﴿فَكُّ رَقَبَةٍ البلد ۱۳﴾ ۔**غُلٌّ:** طوق ﴿وَجَعَلنَا الأَغلَالَ فِي أَعنَاقِ الَّذِينَ كَفَرُوا السباء ۳۳﴾ ۔**اِمْرَؤُالقَيْس:** امرؤالقیس سے امرؤالقیس ابن منذر مراد ہے، جو عمرو بن ہند کا رشتہ دار تھا، قبیلہ غسان کے لوگوں نے امرؤالقیس کے باپ منذر کو قتل کر کے اسے قید کرلیا تھا، پھر شاعر کے قبیلے کے لوگوں نے قبیلہ غسان کو شکست دی، اور ان کے ہاں موجود تمام قیدی چھڑا لیے جن میں امرؤالقیس بھی تھا، لہٰذا اس کا احسان جتلاتے ہوئے شاعر فككنا غل سے اسے ذکر کر رہا ہے۔

عَنَاءُ: تھکاوٹ، مشقت، اِعْنَاءُ امر دشوار کی تکلیف دینا۔

۶۰ وَمَعَ الْجَوْنِ جَوْنِ آلِ بَنِي الْأَوْسِ　　عَنُودٌ كَأَنَّهَا دَفْوَاءُ

اور بنی اوس کے جون (نامی شخص) کے ساتھ ایک زیادہ برسنے والا ابر (کثیر لشکر) تھا، جو (تیز روی میں) عقاب کی طرح تھا۔

مَعَ الجَوْنِ جَوْنِ: دوسرا جون پہلے سے بدل ہے اور اس سے مراد قیس بن معد یکرب ہے جو کہ شاعر کا چچازاد بھی تھا، لیکن عمرو بن ہند کا ساتھ دیتے ہوئے ان کے خلاف جنگ لڑی گئی، مذکورہ شعر ''تشابہ اطراف'' کی بہترین مثال ہے، کقولہ تعالیٰ: ﴿لعلی ابلغ الاسباب، اسباب السمٰوت﴾ (سورۃ غافر: ۳۶، ۳۷)

عَنُودٌ: کثیر بارش والا بادل۔**دَفْوَاءُ:** عقاب، شاہین۔

۶۱ مَاجَزِعْنَا تَحْتَ الْعَجَاجَةِ إِذْوَلَّوْا　　شِلَالًا وَإِذْ تَلَظَّى الصِّلَاءُ

ہم (لڑائی کے) غبار کے نیچے بے صبری کر کے (گھبرائے) نہیں، جب کہ وہ متفرق ہو کر پشت پھیر

کر بھاگے اور (لڑائی کی) آگ بھڑک اٹھی۔

جَزِعْنَا: ماضی "س" جَزَعاً بے صبری کرنا ﴿أَجَزِعْنَا أَم صَبَرْنَا مَا لَنَا مِن مَحِيصٍ ابراهيم ٢١﴾۔

عَجَاجَة: گردوغبار۔ **شِلَالًا:** متفرق ہونا۔ **تَلَظّی:** ماضی، تفعل، آگ کا بھڑکنا ﴿فَأَنذَرْتُكُم نَارًا تَلَظّى الليل ١٤﴾۔ **الصِّلَاءُ:** آگ، بڑی آگ۔

٦٢ وَأَقَدْنَاهُ رَبَّ غَسَّانَ بِالْمُنْذِرِ ۔۔۔ كَرْهاً إِذْ لَا تُكَالُ الدِّمَاءُ

(ہماری بھلائی کی تیسری دلیل یہ ہے کہ) ہم نے غسان کے بادشاہ کا منذر کے بدلہ میں زبردستی قصاص لیا، جب کہ خون برابر نہیں کیے جارہے تھے (اور لوگ قصاص لینے سے عاجز تھے)

أَقَدْنَا: ماضی افعال، بدلہ لینا، قصاص کرنا۔ **رَبَّ غَسَّانَ:** ای مَلِكُ غَسَّان۔ **تُكَالُ:** مضارع مجہول، افعال کسی چیز کو دوسری چیز کے کیلاً برابر کرنا ﴿إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوفُونَ المطففين ٢﴾

٦٣ وَأَتَيْنَاهُمْ بِتِسْعَةِ أَمْلَاكٍ ۔۔۔ كِرَامٍ أَسْلَابُهُمْ أَغْلَاءُ

اور ہم نے منذر اور اس کے قبیلے کو (حجر کی اولاد میں سے) نو شہزادے پکڑ کر لادیئے جو شریف تھے، اور جن کا غارت کدہ سامان بہت قیمتی تھا۔

أَسْلَابُ: مفردہ: سَلَبٌ، مقتول جنگ کا سامان۔ **أَغْلَاءُ:** مفردہ: غَلِي، مہنگا، قیمتی۔

٦٤ وَوَلَدْنَا عَمْرَو بْنَ أُمِّ إِيَاسٍ ۔۔۔ مِنْ قَرِيبٍ لَمَّا أَتَانَا الْحِبَاءُ

اور ہم نے اُمِّ ایاس کے بیٹے عمرو (بادشاہ کے ماموں) کو حال ہی میں جنا جب کہ ہمارے پاس مہر آگیا (لہٰذا ہم بادشاہ کے ننہیال ہوئے)۔

مطلب: شعر میں عمرو سے مراد عمرو بن حارث ہے، جب کہ حارث عمرو بن ہند کا نانا ہے، عمرو بن حارث کی ماں ام ایاس بنت عوف قبیلہ بنوشیبان سے تعلق رکھتی ہیں، شاعر نے "ولدنا" اس لئے کہا کہ بنو یشکر و بنوشیبان بنو بکر ہی کی شاخیں ہیں، لہٰذا عمرو بن اُمّ ایاس بنت عوف جو عمرو بن ہند کا ماموں ہوا، ایک حوالے سے بنو بکر کا چشم و چراغ بھی ہوا۔

حِبَاءُ: وہ عطیہ جو بغیر بدلے کے ہو، یہاں مراد مہر ہے، أَتَانَا الحِبَاء، نکاحِ صحیح سے کنایہ ہے۔

٦٥ مِثْلُهَا نُخْرِجُ النَّصِيحَةَ لِلْقَوْمِ فَلَاةٌ مِنْ دُونِهَا أَفْلَاءُ

اس جیسی رشتہ داری قوم کے خلوص کا باعث ہوتی ہے، یہ ایک تعلق ہے، جس کے ورے اور بہت سے تعلقات ہیں۔

النَصِيْحَةُ: یہاں نصیحت سے مراد خلوص لیا گیا کیونکہ نصیحت بھی مخلص ہی کیا کرتے ہیں ﴿أُبَلِّغُكُم رِسَالَاتِ رَبِّي وَأَنصَحُ لَكُم الاعراف ٦٢﴾ ۔**فَلَاةٌ:** وسیع صحرا، وسیع قرابت ورشتے داری سے کنایہ ہے، ج: افلاء

٦٦ اُتْرُكُوا الطَّيْخَ وَالتَّعَاشِي وَإِمَّا تَتَعَاشَوْا فَفِي التَّعَاشِي الدَّاءُ

پس (اے بنی تغلب) تم تکبر اور ظلم کو ترک کردو اور اگر تم بتکلف اندھے بنو گے تو پھر اس میں بیماری ہے (جو تمہیں ہلاکت میں ڈال دے گی)۔

الطَّيْخ تکبر، **تَتَعَاشَوْا:** مضارع، تفاعل، اندھا بننا، جاہل بننا ﴿وَمَن يَعشُ عَن ذِكرِ الرَّحمَنِ الزخرف ٣٦﴾

٦٧ اُذْكُرُوا حِلْفَ ذِي الْمَجَازِ وَمَا قُدِّمَ فِيهِ الْعُهُودُ وَالْكُفَلَاءُ

سوق ذی المجاز کی قسم، عہدوں اور کفیلوں کو یاد کرو جو اس میں پیش کئے گئے تھے (اور بدعہدی نہ کرو)

مطلب: ذوالمجاز کے مقام پر ایک بازار منعقد ہوتا تھا، جہاں عمرو بن ہند یا اس کے والد منذر نے بنو بکر اور تغلب میں صلح کروائی تھی، اور ان سے عہد لئے تھے۔

كُفَلَاءُ: مفردہ: کفیل ضامن۔ ﴿وَقَد جَعَلتُمُ اللَّهَ عَلَيكُم كَفِيلًا النحل ٩١﴾

٦٨ حَذَرَ الْجَوْرِ وَالتَّعَدِّي وَهَل يَنْقُضُ مَا فِي الْمَهَارِقِ الْأَهْوَاءُ

(جو عہود) ظلم و زیادتی کے ڈر کی وجہ سے (پیش کئے گئے تھے) اور کیا (تمہاری) نفسانی خواہشات اس تحریر کو کم کرسکتی ہیں جو دستاویزوں میں (لکھی ہوئی) ہے، (ہرگز نہیں بلکہ وہ تحریر علی حالہ باقی رہے گی)۔

مطلب: جو عہد ناے ظلم و تعدی سے بچنے کے لئے لکھے گئے تھے، کیا ذاتی خواہشات کے لئے ان کو توڑنا چاہتے ہو؟ ہرگز نہیں بلکہ وہ تحریر علی حالہ باقی رہے گی۔

حَذَرَ الْجَوْرِ: مفعول لہٗ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، حذر مصدر، بچنا ﴿وَهُم أُلُوفٌ حَذَرَ المَوتِ

البقرة ۲٤۳﴾، جور: ظلم ﴿وَمِنهَا جَائِرٌ النحل ۹﴾، **هل:** استفہام انکاری ہے۔ **مَهَارِق:** مفردہ: مُهرَق فارسی سے معرَّب ہے، اصل میں تھا "مُهر کَرد" یعنی ایسی تحریر یا دستاویز جس پر مہر لگائی گئی ہو، بعد میں محض تحریر یا دستاویز کو بھی مُهرَق کہنے لگے۔ **أَهوَاءُ:** مفردہ: هویٰ، نفسانی خواہشات ﴿ فَاعلَم أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهوَائَهُم القصص ٥٠﴾

٦٩ وَاعْلَمُوا أَنَّنَا وَإِيَّاكُمْ فِيمَا اشْتَرَطْنَا يَوْمَ اخْتَلَفْنَا سَوَاءُ

اور اس بات کو خوب جان لو کہ ہم اور تم ان شرائط میں جو حلف کے دن قرار پائی تھیں، بالکل برابر ہیں،
(ہم پر کوئی زیادہ پابندی نہیں اور اگر ہمیں ان کا ایفاء لازم ہے تو تم پر بھی ان کو پورا کرنا ضروری ہے)

سَوَاءُ: مصدر ہے جو استواء کے معنی میں ہے، اس کا اطلاق تثنیہ وجمع سب کے لئے ہوتا ہے۔ ﴿سَوَاءٌ عَلَيهِم أَأَنذَرتَهُم أَم لَم تُنذِرهُم البقرة ٦﴾

۷۰ عَنَناً بَاطِلاً وَظُلْماً كَمَا تُعْتَرُ عَنْ حُجْرَةِ الرَّبِيضِ الظِّبَاءُ

تم ہم پر جھوٹا اعتراض اور ظلم کرتے ہو، جیسا کہ بکریوں کے باڑے کے (صدقہ کے) عوض میں
ہرنیاں ذبح کی جاتی ہیں (حالانکہ منت بکری کی تھی، اسی طرح تم دوسروں کی بلا ہمارے ذمہ ڈالتے ہو)

عَنَن: اعتراض۔ **تُعْتَرُ:** مضارع مجہول، "ض" عَتراً: ذبح کرنا، اسی سے عَتِيرَة ہے، اس جانور کو کہتے ہیں جو رجب میں بتوں کے لئے ذبح کیا جاتا تھا۔ **حُجرَة:** باڑ۔ **الرَّبِيض:** باڑے میں بیٹھی ہوئی بھیڑیں۔ **الظِّبَاءُ:** مفردہ: ظَبيٌ ہرن۔

۷۱ أَمْ عَلَيْنَا جُنَاحُ كِنْدَةَ أَنْ يَغْنَمَ غَازِيهِمْ وَمِنَّا الْجَزَاءُ

کیا بنی کندہ کا یہ گناہ کہ ان کا غازی (تم سے غنیمت چھین) لے جائے، ہمارے سر ہے اور کیا اس کا
بدلہ ہماری طرف سے ہونا چاہیے۔

مطلب: تم ان کا تو کچھ نہ بگاڑ سکے اور ہم پر اس کا غصہ اتارتے ہو، دراصل بنو کندہ کا ایک شخص ثور بن عقیر اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ بنو تغلب پر حملہ آور ہوا تھا، کئی لوگوں کو قتل کیا، چند عورتیں اور کئی اونٹ اپنے ساتھ لے گیا،

لیکن بنو تغلب بدلہ نہ لے سکے تھے۔

أمْ عَلَيْنَا: بعض نسخوں میں أعلينا ہے اور یہی زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے، **جزاء:** بدلہ۔

٧٢ أمْ أَعَلَيْنَا جَرَّ أَيَادٍ كَمَا نِيْطَ　　بِجَوْزِ الْمُحَمَّلِ الْأَعْبَاءُ

کیا ایاد کا گناہ بھی ہم پر ہے؟ یہ تمہارا بہتان ایسا ہی نا قابلِ برداشت ہے جیسا کہ لدے ہوئے اونٹ کے (کمر کے) وسط پر اور بوجھ رکھ دیئے جائیں (یعنی یہ مصیبت پر مصیبت ہے)

مطلب: بلادِ عراق میں رہنے والے ایاد بن نزاد بن معد کے قبیلے نے بنو تغلب پر حملہ آور ہو کر سخت نقصان پہنچایا تھا

جَرّ: مصدر ''ض'' گناہ کا ارتکاب کرنا۔ **نِيْطَ:** ماضی مجہول ''ن'' نَوطاً لٹکانا، نیط به: ملایا جانا۔ **جوز:** چیز کا اوسط، ج: اجواز۔ **الْمُحَمَّل:** اسم مفعول تفعیل، اونٹ پر بوجھ لادنا ﴿وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُم عنكبوت ١٣﴾۔ **أَعْبَاءُ:** مفردہ: عِبٌ: اونٹ کا بوجھ۔

٧٣ لَيْسَ الْمُضَرَّبُونَ وَلَا قَيْسٌ　　وَلَا جُنْدَلٌ وَلَا الْحَذَّاءُ

پٹنے والے یا پیٹنے والے ہم میں سے نہیں اور نہ قیس و جندل و حذاء ہم میں سے ہیں۔

مطلب: مضربون اگر بصیغۂ مفعول ہے تو بنی تغلب کو عار دلانا مقصود ہے اور اگر بصیغۂ فاعل ہے تو اپنی براءت کرنا مقصود ہے، ﴿فَقُلْنَا اضرِب بِعَصَاكَ الحَجَرَ البقرة ٦٠﴾

قَيْس، جُنْدَل، حَذَّاء: ان آدمیوں کے نام ہیں جنہوں نے بنی تغلب پر حملہ کیا تھا اور کئی آدمی قتل کر دیئے تھے، لیکن شاعر کے قبیلہ سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا۔

٧٤ أمْ جَنَايَا بَنِي عَتِيق فَإِنَّا　　مِنْكُمْ إِنْ غَدَرْتُمْ بُرَآءُ

کیا بنی عتیق کے گناہ ہمارے ذمہ ہیں؟ پس اگر تم غدر کرو گے تو تمہاری ہم پر کوئی ذمہ داری نہیں (ہم تمام غداروں سے بیزار ہیں)۔

جَنَايَا: مفردہ: جنيةٌ، گناہ۔ **غَدَرْتُمْ:** ماضی ''ض'' عہد توڑنا۔ **بُرَآءُ:** مفردہ: برئ، بے گناہ ہونا ﴿وَقَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِنكُم الانفال ٤٨﴾۔

٧٥ وَثَمَانُونَ مِنْ تَمِيمٍ بِأَيْدِيهِمْ　　رِمَاحٌ صُدُورُهُنَّ الْقَضَاءُ

بنی تمیم کے اسی (٨٠) بہادروں نے (تم سے جنگ کی) جن کے ہاتھوں میں ایسے نیزے تھے جن کی بھالیں موت تھیں (تم ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے)۔

صُدُورُهُنَّ: ای صدر الرمح، بھالا، انی ﴿يَومَئِذٍ يَصدُرُ النَّاسُ أَشتَاتًا الزلزال ٦﴾ ۔ **القَضَاءُ:** موت ﴿فَوَكَزَهُ مُوسَى فَقَضَى عَلَيهِ القصص ١٥﴾۔

٧٦ تَرَكُوهُمْ مُلَحَّبِينَ وَآبُوا بِنِهَابٍ　　يُصَمُّ مِنْهَا الْحُدَاءُ

ان اسی بہادروں نے ان لوگوں کو (جن پر وہ چڑھ کر گئے تھے) ٹکڑے ٹکڑے کر کے چھوڑا اور ایسے اموالِ غنیمت (اونٹ) لے کر لوٹے کہ جن کی حُدی خوانی بہرا بنائے دیتی تھی (یعنی وہ اونٹ اور ان کے حُدی خوان بہت کثیر تعداد میں تھے)۔

مُلَحَّبِينَ: اسم مفعول، تفعیل، الشیٔ ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔ **أبوا:** ماضی ''ن'' اَوباً وَاِيَاباً لوٹنا ﴿فَمَن شَاءَ اتَّخَذَ إِلَى رَبِّهِ مَآبًا النباء ٣٩﴾ ۔ **نِهَاب:** مفردہ: نَهب: غنیمت۔ **يُصَمُّ:** مضارع مجہول، افعال، بہرا کرنا، مراد کان پڑی آواز نہ سنائی دینا ہے ﴿فَعَمُوا وَصَمُّوا المائدة ٧١﴾ ۔ **حُدَاءُ:** حُدی پڑھنے میں آواز بلند کرنا (حدی، شتربانوں کا نغمہ)

٧٧ أَمْ عَلَيْنَا جَرَّى حَنِيفَةَ　　أَوْمَا جَمَّعَتْ مِنْ مُحَارِبٍ غَبْرَاءُ

کیا بنوحنیفہ اور ان بنو محارب کا گناہ جن کو (مقامِ) غبراء نے اپنے اندر جمع کیا تھا، ہم پر ہے (اس کا بدلہ کیا تم ہم سے لینا چاہتے ہو؟) **مطلب:** بنوحنیفہ اور بنو محارب، بنو تغلب کے حلیف تھے، لیکن کسی بات سے ناراض ہو کر دونوں نے مقامِ غبراء میں بنو تغلب کے خلاف گٹھ جوڑ کر لیا تھا۔ **جَرّ:** مصدر ''ن'' جَرِيرَةً: گناہ کا ارتکاب کرنا۔ **غَبْرَاء:** یمامہ میں ایک بستی۔

٧٨ أَمْ عَلَيْنَا جَرَّى قُضَاعَةَ أَمْ لَيْسَ　　عَلَيْنَا فِيمَا جَنَوْا أَنْدَاءُ

کیا قضاعہ کا گناہ (کہ انہوں نے تمہیں لوٹا) ہم پر ہے؟ نہیں بلکہ جو کچھ انہوں نے کیا ہم اس میں ذرا ملوث نہیں

جَنَوا: ماضی ''ض'' جنایة، گناہ کرنا **أَنْدَاءُ:** مفردہ نَدًی، تھوڑی سی تری، یہ کنایہ ہے کہ ہم ذرا بھی ملوث نہ ہوئے

٧٩ ثُمَّ جَاؤُوا يَسْتَرْجِعُونَ فَلَمْ　　تَرْجِعْ لَهُمْ شَامَةٌ وَلَا زَهْرَاءُ

(جب قضاعہ کے لوگ ان کا مال لوٹ کر لے چلے تو) پھر وہ (تغلب) ان سے اپنا مال واپس لینے آئے لیکن ان کے لئے نہ سیاہ اونٹنی واپس ہوئی نہ سفید (یعنی اپنا کوئی مال ان سے واپس نہ لے سکے)۔

شَامَةٌ: سیاہ اونٹنی۔ **زَهْرَاءُ:** سفید اونٹنی۔

٨٠ لَمْ يُحِلُّوا بَنِي رِزَاحٍ بِبَرْقَا　　ءِ نِطَاعٍ لَهُمْ عَلَيْهِمْ دُعَاءُ

انہوں نے بنی رزاح کو (مقام) نطاع کی پتھریلی زمین میں ایسے حال میں نہیں اتارا کہ وہ (بنی رزاح) ان کے لئے بددعا کرسکتے بلکہ ان کو جان سے مار کر چھوڑا۔

مطلب: بنو رزاح، بنو تغلب کی ذیلی شاخ تھی، جنہیں بنو تمیم کے اسی آدمیوں نے مل کر تہہ تیغ کرنے کی کوشش کی اور بیسیوں آدمی قتل کر دیئے۔

بَرْقَاء: پتھریلی زمین۔ **نِطَاع:** بحرین کے ایک گاؤں کا نام ہے۔ **عَلَيْهِمْ دُعَاء:** دراصل دعا علیھم ہے، اور دعا کا صلہ جب علیٰ آئے تو بددعا سے ترجمہ کرتے ہیں ﴿أُولَئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ البقرة ٢٢١﴾

٨١ ثُمَّ فَاؤُوا مِنْهُمْ بِقَاصِمَةِ الظَّهْرِ　　وَلَا يَبْرُدُ الْغَلِيلَ الْمَاءُ

پھر ان سے ایک ایسی مصیبت لے کر واپس ہوئے جو کمر توڑ دینے والی تھی اور پانی (کینہ کی) سوزشِ غم نہیں بجھاتا ہے (پس یہ بنی تغلب حسد و کینہ کی آگ میں جلتے رہے، ان کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے)۔

فَاؤُوا: ماضی ''ض'' فَيْأً لوٹنا ﴿فَإِنْ فَاؤُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ البقرة ٢٢٦﴾۔ **قَاصِمَة:** اسم فاعل ''ض'' قَصْماً توڑنا، قاصمة الظهر: کمر توڑ دینے والی، بڑی مصیبت سے کنایہ ہے ﴿وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ الانبياء ١١﴾۔ **يَبْرُدُ:** مضارع ''ن'' برداً ٹھنڈا کرنا، یہاں بجھانے سے ترجمہ کیا گیا ﴿يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا الانبياء ٦٩﴾۔ **غَلِيل:** سخت پیاس، سوزشِ غم۔

٨٢ ثُمَّ خَيْلٌ مِنْ بَعْدِ ذَاكَ مَعَ الْغَلَّاقِ　　لَا رَأْفَةٌ وَلَا إِبْقَاءُ

پھر اس کے بعد غلاق کے ساتھ ایک لشکر (تم پر چڑھ آیا) جس میں شفقت کا مادہ تھا اور نہ رحم کا (لہٰذا اس نے بے دردی سے تم کو مارا)۔

خَيْلٌ: خیل سے فوارس یعنی شہسوار مراد لئے گئے ہیں ﴿وَمِن رِبَاطِ الخَيْلِ تُرهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللّٰهِ الانفال ٦٠﴾۔ **غَلَّاق:** بنی حنظلہ بن مالک کے ایک آدمی کا نام ہے۔ **رَأْفَةٌ:** رحمت، شفقت، رقتِ قلب ﴿وَلَا تَأخُذكُم بِهِمَا رَأفَةٌ فِي دِينِ اللّٰهِ النور ٢﴾۔ **إِبْقَاءُ:** مصدر افعال، مہربانی کرنا، رحم کرنا۔ ﴿وَيَبقَى وَجهُ رَبِّكَ الرحمٰن ٢٧﴾

٨٣ وَهُوَ الرَّبُّ وَالشَّهِيدُ عَلَى يَوْمِ　　الْحَيَارَيْنِ وَالْبَلَاءُ بَلَاءُ

وہ (عمرو بن ہند) مالک ہے اور حیارین کی جنگ کا گواہ ہے، (جس میں ہم کو فتح مندی نصیب ہوئی تھی) جب کہ بڑا کٹھن وقت تھا۔ **رَبٌّ:** مالک، بتدریج تربیت کرنے والا ﴿الحَمدُ لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِينَ الفاتحة ١﴾۔ **شَهِيْدُ:** گواہ، حاضر ﴿وَشَاهِدٍ وَمَشهُودٍ البروج ٣﴾۔ **حِيَارَيْنِ:** جگہ کا نام ہے۔ **البلاء بلاء:** بلاء امتحان، آزمائش ﴿وَفِي ذَٰلِكُم بَلَاءٌ مِن رَبِّكُم عَظِيمٌ البقرة ٤٩﴾، البلاء میں الف لام عوض عن المضاف الیہ ہے ای بَلَاءُہٗ اور دوسرے بلاء کو بغیر الف لام ذکر کرنے میں تنکیر للتعظیم ہے ﴿إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ البَلَاءُ المُبِينُ الصافات ١٠٦﴾

والله اعلم بحقيقة الحال وهو العليم الحكيم المتعال وهذا اخر ما حررتهُ من نفائس التحريرات على السبع المعلقات وقد فرغت منهُ فى اوائل جمادى الثانى ١٤٢٧ھ.

اخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانام وعلى اله وصَحْبِه اجمعين.

❁❁......❁......❁❁

فقیہ العصر، محقق وقت، علامہ مفتی حمید اللہ جان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

رئیس قسم التخصص، صدر مفتی واستاذ حدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

قدیم عربی فن ادب ایسا فن ہے کہ جسکی وجہ سے قرآن وسنت کی گہرائیوں تک پہنچنا اور اُن سے لطف حاصل کرنا آسان ہو جاتا ہے اسکے بغیر قرآن وسنت کے صحیح حقائق تک رسائی مشکل ہے اور قدیم عربی ادب کی کتابوں میں السبع المعلقات ادبیت کے لحاظ سے ایک معیاری کتاب ہے، مولانا عتیق الرحمٰن صاحب، فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی نے اس کی شرح ''تصریحات'' کے نام سے لکھ کر اس کے سمجھنے کو انتہائی آسان اور عام فہم بنا دیا ہے جو قابل تبریک ہے ،

استاذ الاساتذہ علامہ مفتی سید نجم الحسن امروہوی دامت برکاتہم العالیہ

رئیس وصدر مفتی جامعہ یٰسین القران نارتھ کراچی

اردو زبان میں سبع معلقات پر ایک ایسی جامع شرح کی ضرورت تھی جو اس کے الفاظ ومحاورات کو واضح کرتے ہوئے صرفی پیچیدگیاں اور نحوی تراکیب حل کرے، محترم مولانا عتیق الرحمٰن سلمہٗ مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے انتہائی عرق ریزی وجانفشانی سے کتاب کی ایسی اردو شرح لکھی ہے جو نہ صرف لغۃً وترکیباً کتاب کو حل کرتی ہے بلکہ موقع بموقع قرآن کریم کی آیات کو استشہاداً پیش کرنا کا طرّہ امتیاز ہے

حضرت مولانا ابن الحسن عباسی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

شیخ الادب، رئیس جامعہ تراث الاسلام واستاذِ حدیث جامعہ فاروقیہ سابقاً

اردو زبان میں اس کی ایسی شرح کی ضرورت تھی جس میں سلیس ترجمہ کے ساتھ ساتھ الفاظ کی لغوی تحقیق، صرفی اشارات وتعلیلات، ضروری نحوی ترکیبیں اور خاص کر قرآنی استشہادات پر کام ہو، مولانا عتیق الرحمٰن صاحب، فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی نے ''تصریحات'' کے نام سے اسی ضرورت کو پورا کرتے ہوئے معلقات کی یہ شرح مرتب کی ہے، اس کا پہلا ایڈیشن ختم ہو چکا ہے، اب دوسرا ایڈیشن تیاری کے مرحلے میں ہے مجھے امید ہے اس شرح کو وہ حیثیت حاصل ہوگی جو اس کی ہونی چاہئے

حضرت مولانا مفتی منصور احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ

رئیس قسم التخصص مرکز الجمیل الاسلامی، راولپنڈی واستاد دارالعلوم کراچی سابقاً

مصنف نے اپنے تدریسی تجربے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بالکل سلیس زبان میں عام فہم انداز سے اس مجموعے کے اشعار کو حل کیا ہے۔ اس شرح میں اشعار کا پسِ منظر بھی ہے اور پیش منظر بھی، واقعات بھی ہیں اور لغات بھی، لغوی وصرفی تحقیق بھی ہے اور دلچسپ مطالب ومفاہیم بھی، اور سب سے بڑھ کر قرآنی استشہادات کا گرانقدر اضافہ بھی ....